

تاریخ قطب شاہی علوی اعوان

مستند قدیم عربی، فارسی اور انگریزی کتب کی روشنی میں

تاریخ قطب شاہی علوی اعوان

محمد کریم خان اعوان

محمد کریم خان اعوان



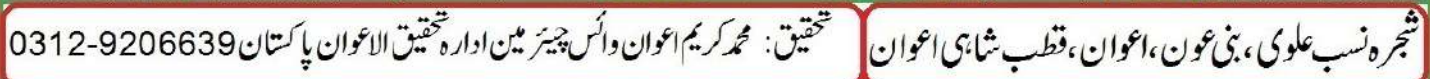
محمد کریم خان اعوان کی دیگر کتب



زیر طبع

ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، سگولہ، راولا کوٹ آزاد کشمیر

ISBN 978-969-7570-00-3



تحقیق: محمد کریم اعوان و انس چیئر مین ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0312-9206639

مندرجہ بالا فحشہ و نسب کی وضاحت اور حوالہ جاتی کتب کے لیے رابطہ فرمائیں محمد کریم اعوان 03 12-9206639


 تصدیق شده مستند
 شجره نسب علوی
 اعوان (بنی عون)

↓
 شاہ علی غازی
 ↓
 شاہ محمد غازی
 ↓
 طیب غازی
 ↓
 طاہر غازی
 ↓
 عطا اللہ غازی
 ↓
 قطب حیدر شاہ
 غازی علوی (قطب شاہ ثانی)

(17)	(18)	(19)	(20)	(21)	(22)	(23)	(24)
تاریخ عنوان (2009ء)	تاریخ قطب شاہی مولوی عنوان (2015) محمد کریم انوان دہشتی لکی خوں ص 6	سوانحیات ملک قطب حیدر شاہ (2014) حافظ یاض سیادی ص 26	متابع فقہ (قرآن) ہزارہ ایک نظر میں پروفیسر بشیر احمد سوز	تاریخ نازی قبائل (2014) اقبال خان نازی ص 1175	رحیل کاروان (2019) آبین یوسف زنی صفحہ 434	انوان شخصیات بزلہ (2019) محمد عظیم شاہ صفحہ 4	حضرت بابا سجاد مولوی قادی نازی کے آئینے میں (2019) محمد کریم انوان ص 9
ابن طالب ✦	ابن طالب ✦	ابن طالب ✦	ابن طالب ✦	ابن طالب ✦	ابن طالب ✦	ابن طالب ✦	ابن طالب ✦
محمد حنفیہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
محمد حنفیہ	محمد اکبر [محمد حنفیہ]	محمد اکبر [محمد حنفیہ]	محمد اکبر [محمد حنفیہ]	محمد اکبر [محمد حنفیہ]	محمد اکبر [محمد حنفیہ]	محمد اکبر [محمد حنفیہ]	محمد اکبر [محمد حنفیہ]
علی	علی عبدالمنان	غازی عبدالمنان	غازی عبدالمنان	غازی عبدالمنان	غازی عبدالمنان	غازی عبدالمنان	غازی عبدالمنان
عون عرف قطب نازی بابا	عون قطب غازی	غازی اظہر	عون عرف قطب غازی	بطل (بخال)	عون قطب نازی	عون عرف قطب غازی بطل	عون عرف قطب نازی بطل
محمد آصف غازی	محمد آصف (احمل) غازی	ملک آصف	محمد آصف غازی	محمد آصف غازی	محمد آصف غازی (محمد اصل)	محمد آصف غازی	محمد آصف غازی
سید شاہ غازی	شاہ غازی	غازی عمر	شاہ علی غازی	عمر غازی	شاہ علی غازی	شاہ علی غازی	شاہ علی غازی
محمد غازی	شاہ محمد غازی	غازی محمد	شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی	محمد غازی	شاہ محمد غازی
طیب غازی	طیب غازی	غازی طیب	طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی
طاہر غازی	طاہر غازی	غازی طاہر	طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی
عطا اللہ غازی	عطا اللہ غازی	غازی نور اللہ (عطا اللہ)	عطا اللہ غازی	ابوعلی عرف عطا اللہ غازی	عطا اللہ غازی	عطا اللہ غازی	عطا اللہ غازی
شاہ غازی میر قطب حیدر	سلا رمیر قطب حیدر	حضرت ملک قطب شاہ	سلا رمیر قطب حیدر شاہ غازی	میر قطب حیدر شاہ غازی	قطب حیدر شاہ غازی	سلا رمیر قطب شاہ غازی	حضرت قطب شاہ غازی
ص 163-9 بے	11 فرزندان	گیارہ فرزندان	11 فرزندان	11 فرزندان	گیارہ فرزندان	9 فرزندان	11 فرزند

عبداللہ گوڑہ محمد شاہ کنڈان محمد علی بہادر علی نجف علی زمان علی کھوکھر جہاں شاہ فتح علی نادر علی کرم علی

نوٹ: قطب شاہی علوی اہوان قبیلہ کے شجرہ نسب کی تصدیق کے لیے یہاں چند کتب کا حوالہ دیا گیا ہے جب کہ ان کے علاوہ سینکڑوں کتب ادارہ تحقیق اہوان پاکستان کی انٹرنیٹ میں موجود ہیں جن کی کسی نقول عند الطلب مہیا کی جاسکتی ہیں

تاریخ

قطب شاہی علوی اعوان

مستند قدیم عربی، فارسی و انگریزی کتب کی روشنی میں

☆☆☆☆☆

کتاب ہدایں

مارچ 2016ء تک دستیاب ہونے والے حوالہ جات بھی شامل ہیں

محمد کریم خان اعوان آف وادی سنگولہ

(e.mail: muhammad.karim1964@gmail.com)

اور

ملک مشتاق الہی اعوان آف وادی سون سکیسر

(e.mail: mushtaqelahi@yahoo.com.)

کی مشترکہ پیشکش

ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، سنگولہ، راولا کوٹ آزاد کشمیر

ISBN 978-969-7570-00-3

ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، سنگولہ، راولا کوٹ آزاد کشمیر

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

تاریخ قطب شاہی علوی اعوان

محمد کریم خان اعوان (0312-9206639)

ملک مشتاق الہی اعوان (0302-2144561)

سنگولہ پبلشرز 40 اردو بازار لاہور

ستمبر 2015ء

1000

795 روپے

کتاب ملنے کا پتہ

سنگولہ پبلشرز، 40 اردو بازار، لاہور (غلام شبیر اعوان 0321-4527293) 042-37245918

مسٹر بکس F-6/1، سپر مارکیٹ اسلام آباد 051-2278843

احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

آزاد بک ڈپو بنک روڈ مظفر آباد 05822-442752

ملک بکس بنک روڈ مظفر آباد 05822-449627

الطاف بکس اینڈ اسٹیشنرز مدینہ مارکیٹ نزد سنگولہ روڈ راولا کوٹ آزاد کشمیر 0333-5993842

حاجی محمد سعید اعوان، ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، اعوان منزل دہن سنگولہ راولا کوٹ 0346-5468623

محمد اکرم اعوان، پرنسپل حراپبلک سکول آگرہ، ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان آگرہ سنگولہ 0312-4172883

ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، یونی شپنگ سینٹر عبداللہ ہارون روڈ صدر کراچی 0300-8939799

ملک مشتاق الہی اعوان ساکن مردوآل وادی سون سکیسر حال محمود آباد نزد تاج مسجد کراچی 0302-2144561

عبداللہ جان اعوان ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، اسلام آباد 0334-5150817

ملک شوکت محمود اعوان، واہ کنٹ ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0300-9847582

ملک نذیر احمد اعوان، لاہور ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0331-0487990

ملک طارق محمود اعوان راولپنڈی، ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0333-5258450

ملک طارق مصطفیٰ اعوان، کھاریاں، گجرات، ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0304-8989860

ملک شوکت حسین علوی، مری، ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0315-5339063

ملک میر افضل اعوان، ایبٹ آباد، ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0301-8143847

مختصر خان اعوان، سعید مارکیٹ، بٹ گرام، ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0300-8112015

ملک عظیم ناشاد، مانسہرہ، ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان 0333-5020645

ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، سنگولہ، راولا کوٹ آزاد کشمیر

انتساب

عمون قطب شاہ غازی

جد اعلیٰ

قطب شاہی علوی اعوان

قبیلہ

کے

نام

رجزی ترانہ علامہ یوسف جبریل رحمۃ اللہ علیہ آف وادی سون سکیسر

ہندوستان میں ہم نے پیغام حق سنایا اپنے لہو سے اس کو اک گلستان بنایا
تاریکیوں کو ہم نے اس ملک سے مٹایا قرآن کی خوشبوؤں میں ہم نے اسے بسایا
علوی اعوان ہم وہی ہیں اولاد ہیں علیؑ کی

شیر محمد بن حنفیہؑ ونا کے حسنینؑ کے وہ بھائی بیٹے وہ مرتضیٰ کے
بدلے لئے جہوں نے شہدائے کربلا کے نام و نشان مٹائے دینا سے اشتیاء کے
علوی اعوان ہم وہی ہیں اولاد ہیں علیؑ کی

غازی امیرساہو سالار غزنوی کے ہندوستان کی جنگوں میں یار غزنوی کے
عالی گہر قطب شاہ سردار غزنوی کے اعوان غزنوی کے انصار غزنوی کے
علوی اعوان ہم وہی ہیں اولاد ہیں علیؑ کی

ہاں تجھ کو یاد ہوگا اے سومنات جس دن توڑے تھے ہم نے تیرے لات و منات جس دن
باطل کی مٹ گئی تھی تاریک رات جس دن تھی آخرت کی ہم نے چاہی حیات جس دن
علوی اعوان ہم وہی ہیں اولاد ہیں علیؑ کی

بھڑانچ کی ونا میں سالار سترہ سالہ برسا عدد پہ بن کر اک شعلہ ء جوالہ
اور اپنا خوں بکھیرا میدان میں مثل لالہ سالار غازی مسعود اسلام کا جبالہ
روضے میں سو رہا ہے وہ اوڑھ کر دوشالہ قبر شہید کیا ہے اک روشنی کا ہالہ
علوی اعوان ہم وہی ہیں اولاد ہیں علیؑ کی

اے ارض پاک تو ہے اسلام کا ستارہ تیرے لئے ہے قربان جو کچھ بھی ہے ہمارا
انھیں گے ہم تڑپ کر تو نے جہاں پکارا تیری پکار ہو گی بارود کو اک شرارا
علوی اعوان ہم وہی ہیں اولاد ہیں علیؑ کی

جبریلؑ دور بین نے لکھا ہے یہ ترانہ کہتا ہوں تجھ سے آخر اک حرف محرمانہ
نمرود نے جلائی پھر آگ ظالمانہ ہم پھر ادا کریں گے کردار مومنانہ
علوی اعوان ہم وہی ہیں اولاد ہیں علیؑ کی

(ہم نے طویل جدوجہد کے بعد قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ ازاول اعوان قطب شاہ غازی بن علی بن محمد حنفیہؑ بن حضرت علیؑ کے جو
قدیم ماخذ حاصل کیے ہیں وہ مرحوم علامہ یوسف جبریلؑ نے روحانی کشف کنز الیعدرجزی ترانہ میں پہلی ہی بیان کر دیئے ہیں)

دیباچہ:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ راقم مولف کی تصانیف ۱۔ تحقیق الانساب جلد اول 2007ء، تحقیق الانساب جلد دوم 2013ء میں شائع ہو چکی ہیں ان میں درجنوں قبائل کی تاریخ و شجرہائے نسب درج ہیں۔ ان کے علاوہ ۳۔ مختصر تاریخ علوی اعوان معدّہ انریکٹری 2015ء، ۴۔ تاریخ قطب شاہی علوی اعوان 2015ء تصانیف کی گئیں۔ ۵۔ تحقیق الانساب جلد سوم، ۶۔ حضرت بابا ساجول علوی قادریؒ تاریخ کے آئینے میں، ۷۔ وادی سنگولہ تاریخ کے آئینے میں زیر طباعت ہیں اور ۸۔ تاریخ قطب شاہی علوی اعوان جلد دوم بھی انشاء اللہ تصنیف کرنے کا ارادہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: - یا ایہا الناس انا خلقکم من ذکر وانثی وجعلکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکر مکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بیشک اللہ کے ہاں عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے (سورۃ الحجرات - ۱۳) رحمت عالم ﷺ کی ولادت اور بعثت کے وقت مکہ اور مدینہ میں کئی قبائل آباد تھے آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کے بعد بھی قبائل کا تصور اور وجود برقرار رہا، بلکہ نسل انسانی کی بقا اور پہچان کے لیے قبائل اور گروہ کا وجود ہونا لازمی ہے۔ آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات اور ارشادات ربانی کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھائی اور بزرگی کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

مولف کا مختصر تعارف: راقم مولف کی تاریخ پیدائش بمطابق میٹرک سرٹیفکیٹ 15 جنوری 1964ء ہے۔ راقم کے والد محترم گاؤں سنگولہ دین کے نمبردار تھے۔ پرائمری تک تعلیم پرائمری سکول بیرموں سنگولہ، چھٹی و ساتویں ہوائزڈل سکول بن بیک اور آٹھویں کی تعلیم ہوائزہائی سکول سنگولہ سے حاصل کی۔ راقم نے فارسی کی تعلیم چھٹی و ساتویں میں ڈل سکول بن بیک کے استاد محترم الیاس صاحب سے حاصل کی اور عربی کی تعلیم اسی سکول کے معلم محترم محمد اشرف صاحب اور ہائی سکول سنگولہ میں محترم محمد صابر صاحب سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان پرائیویٹ طور پر کراچی بورڈ سے پاس کیا، آئی کام گورنمنٹ نیشنل کالج شہید ملت روڈ کراچی، بی کام جامعہ ملیہ کالج ملیر کراچی، ایم اے بین الاقوامی تعلقات، ایم اے تاریخ اسلام کی اسناد بطور پرائیویٹ امیدوار جامعہ کراچی سے حاصل کیں اور وفاقی اردو لاکھ کراچی سے قانون میں گریجویشن کی سند حاصل کی اور بی ایڈ کی سند آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی مظفر آباد سے حاصل کی۔ مشہور و معروف روحانی بزرگ حضرت بابا ساجول علوی قادریؒ

ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، سنگولہ، راولا کوٹ آزاد کشمیر

جن کا مزار ساجول شریف مانسہرہ میں مرجع خلائق عام ہے کے فرزند حضرت بابا سادہ خان جو ہزارہ میں شادم خان کے نام سے مشہور ہیں اور ان کی اولاد ہزارہ میں شادوآل اور کشمیر میں سادوآل مشہور ہے تقریباً 600 سال قبل پکھلی ہزارہ سے نقل مکانی کرتے ہوئے ریاست پونچھ (راولاکوٹ کشمیر) آباد ہوئے ان کے پوتے حضرت بابا بہرام خان نے سنگولہ آباد کیا۔ ان کے تین فرزند حضرت بابا اسماعیل خان، حضرت بابا جمال خان اور حضرت بابا سیٹ خان ولی اللہ گزرے ہیں۔ راقم کا شجرہ نسب اس طرح ہے: محمد کریم خان بن محمد خان نمبردار بن حشمت خان نمبردار بن غلام علی خان نمبردار بن فیض بخش خان نمبردار بن تاج محمد خان (نمبردار اول سنگولہ) بن تاج محمد خان بن مومن خان بن رحمت اللہ خان بن کالا خان بن کلو خان بن محمود خان بن گھراج خان بن فیروز خان بن حضرت بابا اسماعیل خان بن حضرت بابا بہرام خان بن حمید اللہ عرف بڈھا بابا بن حضرت بابا سادہ خان بن حضرت بابا ساجول علوی قادریؒ بن بابا پیو خان بن بابا موپال خان بن بابا کالا خان بن بابا قابل خان بن بابا سانس خان بن خلیل خان بن مزمل علی کلگان بن سالار قطب حیدر غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ علی غازی بن محمد آصف غازی بن عون عرف قطب شاہ غازی لقب بطل غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) بن علی عبدالمنان بن حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

نومبر 2014ء کے آخری ہفتہ میں ہمارے نہایت ہی مخلص ساتھی ملک مشتاق الہی اعوان ساکن مردوآل وادی سون سکسرسر حال محمود آباد کراچی (0213-5899733) جو قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی تاریخ و تحقیق پر اپنی عمر کا بیشتر حصہ صرف کر چکے ہیں نے بذریعہ فون خوشخبری دی کہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی ایک اور چھ سو سالہ پرانی قدیم اور مستند تاریخ ”منبع الانساب“ فارسی تالیف سید معین الحق جھونسوی قدس سرہ العزیز (1426 عیسوی) کا اردو ترجمہ علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی سائل شہسرامی ایم اے پی ایچ ڈی علی گڑھ دستیاب ہو چکی ہے جس میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا ”قطب شاہی علوی اعوان“ ہونے کا ایک اور مستند ثبوت اور شجرہ نسب ص 363 تا 366 پر عون قطب شاہ غازی بن علی عبدالمنان بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) و دیگر درج ہیں اور یہ کتاب انٹرنٹ پر www.makhdoo-e-jhunsu.webs.com پر دستیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مزید کرم نوازی یہ ہوئی کہ ملک مشتاق الہی اعوان ہی کی نشاہد ہی پر مرآت مسعودی از عبدالرحمن چشتی (سن 1074ھ) کے چار قدیم خطی قلمی نسخے بزبان فارسی راقم نے حاصل کیے۔ مرآت مسعودی کا سب سے قدیم اور مستند نسخہ جو محمد اویس نے 22 جمادی الاول 1074ھ کو مولف کتاب ہذا عبدالرحمن چشتی کی زندگی میں کتابت کیا تھا اور یہ نسخہ کتا بخانہ گنج

ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان، سنگولہ، راولا کوٹ آزاد کشمیر

بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد میں اصل حالت میں موجود ہے اور اس کی نقل راقم مولف کے بھتیجے عبداللہ جان اعوان آف دہن سنگولہ حال اگیز کیلٹوایڈیٹر ماہنامہ اعوان انٹرنیشنل اسلام آباد کی وساطت سے حاصل ہوئی۔ اس اہم اور بنیادی ماخذ مخطوط کا باریک بینی سے مطالعہ کیا گیا بعد از مطالعہ یہ بات سامنے آئی کہ ابتدائی صفحات 1 تا 13 نصف بوسیدہ ہو چکے ہیں اور چار صفحات 69، 70، 208 و 209 سرے سے موجود ہی نہیں۔ مزید تین قدیم فارسی نسخہ جات خطی جو نورمیکرو فلم دہلی انڈیا و مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (انڈیا) میں اصل حالت میں موجود ہیں کے حصول کے لئے راقم مولف نے نورمیکرو فلم کی انتظامیہ سے رابطہ قائم کرتے ہوئے ان تین نسخہ جات کی عکسی نقول بھی حاصل کیں۔ ان تین نسخہ جات کی دستیابی اور تحقیقی تقابلی جائزہ کے بعد ”قطب شاہی علوی اعوان“ کی تاریخ کے اہم ماخذ ”مرات مسعودی فارسی“ کا ایک مستند اور نادر نسخہ ترتیب دیا گیا۔ اس نسخہ کی ترتیب میں راقم کے بھتیجے مولانا ضیاء اللہ جان اعوان ساکن دہن سنگولہ حال رائے ونڈ لاہور اور فارسی اور عربی کے ماہر ریٹائرڈ پروفیسر محمد فضیل ہاشمی ساکن مظفر آباد نے بھی رہنمائی فرمائی۔ راقم مولف کی عربی اور فارسی کمزور تر ہے اسی لیے راقم نے اصل عبارت اور عکسی نقول شامل کتاب کی ہیں تاکہ میری غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے قارئین کرام خود مطالعہ فرماتے ہوئے سچ اور حقیقت تک پہنچ سکیں۔

ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کے بانی چیئرمین و مولف تاریخ علوی اعوان محترم جناب محبت حسین اعوان جو اس تمام تک دو میں شامل رہے ان سے درخواست کی گئی کہ وہ موجودہ دریافت شدہ ماخذوں کی روشنی میں ”قطب شاہی علوی اعوان“ کے نام سے کتاب لکھیں مگر انہوں نے راقم مولف محمد کریم خان اعوان سے فرمایا کہ آپ ”تاریخ علوی اعوان“ کا از سر نو جائزہ لیں اور نئی کتاب لکھیں انہوں نے مزید ارشاد فرمایا کہ تاریخ علوی اعوان میں شامل شجرہائے نسب کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے ایک ایسی کتاب ترتیب دیں جس پر مورخین انگشت نمائی نہ کر سکیں۔ آپ نے خصوصی طور پر اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا کہ کتاب مختصر اور جامع ہونی چاہیے اور موجودہ نادر ماخذوں کی عکسی نقول بھی اصل حالت میں شامل کتاب کی جائیں تاکہ قارئین پڑھ کر خود فیصلہ کر سکیں کہ حق اور سچ کیا ہے۔ چنانچہ حکم ہذا کی تعمیل کی گئی راقم نے مناسب سمجھا کہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے محترم ملک مشاق الہی اعوان ساکن مردوآل وادی سون سیکسر حال کراچی کی تحقیقی کاوش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی تحقیق کو بھی ”تاریخ قطب شاہی علوی اعوان“ کا حصہ بنایا جائے تاکہ قارئین کرام ان کی تحقیقی کوششوں سے بھی مستفید ہو سکیں۔ لہذا حسب الارشاد جناب محبت حسین اعوان مراث مسعودی فارسی کی مکمل عکسی نقول کے علاوہ 13 انسب کی عربی و فارسی کتب کی متعلقہ حصہ کی عکسی نقول کتاب ہذا کے ص 422 تا 431 پر بطور ضمیمہ شامل

کرتے ہوئے عون قطب شاہ غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہونے کی مناسبت سے کتاب ہذا کا نام ”تاریخ قطب شاہی علوی اعوان“ تجویز ہوا۔

سب سے پہلے ”تاریخ علوی اعوان“ کا ان نادر ماخذوں کی روشنی میں جائزہ لیا گیا۔ تاریخ علوی اعوان ایڈیشن 1999ء کے صفحہ 264 و ایڈیشن 2009ء کے صفحہ 272 پر محبت حسین اعوان رقمطراز ہیں ”محمد اکبر کے بیٹے علی کی اولاد سے ایک بیٹے کا نام عون تھا غالباً عون کا لقب سکندر غازی (عرف قطب غازی) ہو کیونکہ مرآۃ مسعودی (تاریخ حیدری ص 7) میں عون سکندر غازی کا نام سالار مسعود غازی کے شجرہ نسب میں آتا ہے اس لئے اس نام کی اہمیت اپنی جگہ پر موجود ہے اگر شجرہ نسب کی ترتیب درست کردی جائے تو پھر سکندر غازی ”عون“ کا لقب تھا اور عون علی کا بیٹا، محمد اکبر کا پوتا اور حضرت علی کا پڑپوتا تھا۔ علوی اعوان اسی عون سکندر غازی (عرف قطب شاہ غازی) کی نسل سے ہیں“ جناب محبت حسین اعوان نے تاریخ علوی کے ایڈیشن 1999ء کے ص 347 شمارہ نمبر 28 پر اور تاریخ علوی اعوان ایڈیشن 2009ء کے ص 360 کے شمارہ نمبر 28 پر تذکرۃ السادات بحر الجمان تالیف سید محبوب شاہ کے حوالہ سے سو فیصد وہی شجرہ نسب درج کیا ہے جو منبع الانساب میں بھی درج ہے۔ لیکن محبت حسین اعوان نے مراث مسعودی کو بحر الجمان سے قدیم ماخذ جانتے ہوئے اس کے مطابق شجرہ نسب سائنسی و تکنیکی بنیاد پر ترتیب دیا۔

اب جب کہ مراث مسعودی سے بھی دو سو سالہ قدیم اور مستند کتاب منبع الانساب جو 830ھ ہجری بمطابق 1426 عیسوی میں لکھی گئی ہے فارسی وارد ترجمہ دونوں دستیاب ہو چکی ہیں کے مطابق ”حضرت شاہ ابوالقاسم محمد حنیف بن علی رضی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند حضرت علی عبدالمناف تھے ان کے ایک صاحبزادے عون عرف قطب غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) تھے۔ حضرت عون عرف قطب غازی کے ایک صاحبزادے آصف غازی تھے اور آصف غازی کے ایک صاحبزادے شاہ غازی، شاہ غازی کے دو صاحبزادے شاہ محمد غازی اور شاہ احمد غازی تھے۔ شاہ احمد غازی نے سبز اوار کو اپنا وطن بنایا۔ سید حامد خان سبزواری بھی شاہ احمد کی نسل سے ہیں جن کا مزار قلعہ ماک پور میں ہے حضرت سید احمد غازی کی اولاد بہت ہیں۔ سید شاہ محمد غازی کے ایک صاحبزادے سید طیب غازی ہیں جن کے ایک صاحبزادے سید طاہر غازی ہیں۔ سید طاہر غازی کے ایک صاحبزادے سید عطاء اللہ غازی اور ان کے صاحبزادے سید ساہو غازی ہیں۔ سید ساہو غازی کی شادی سلطان محمود غزنوی کی بہن سے ہوئی۔ ان سے ایک صاحبزادے سید سعید الدین سالار مسعود غازی ہیں۔ آپ سادات علوی سے ہیں۔ اکثر اشراف سادات حضرت سید سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف

لائے ہیں۔ منبع الانساب میں درج شجرہ نسب کا دیگر تاریخی کتب تذکرۃ السادات، بحر الجمان، مستطاب آئینہ اعوان، تحقیق الاعوان اور تاریخ علوی اعوان کے عین مطابق پایا۔ اس طرح صدیوں پرانی روایات جن کے مطابق قطب شاہی علوی اعوان، حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں کی تصدیق پر ایک اور مہر ثبت ہوئی۔ منبع الانساب میں عون قطب شاہ غازی جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان واضح طور پر درج ہے۔ مرآت مسعودی میں عون قطب شاہ غازی کے نام اور عرف کے بجائے صرف لقب بطل غازی درج ہے یہ یا تو کتابت کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے قطب اور بطل میں ط مشترک ہے نیز لقب بھی بطل غازی ہو سکتا ہے جس کے معنی نامور، ہیرو، بہادر، غازی کے ہیں۔ نیز ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ ہند (734ھ تا 743ھ) میں جب سالار مسعود غازی (قطب شاہی اعوان) کے مزار واقع بہرائچ شریف، سلطان فیروز شاہ تغلق کے ہمراہ حاضری دی اور اس نے سفر نامہ میں سالار مسعود غازی کے نام سے پہلے ”بطل“، یعنی نامور، ہیرو، بہادر، غازی درج کیا۔ سفر نامہ ابن بطوطہ عربی کے مطابق بھی سالار مسعود غازی کے نام کے ساتھ البطل اور نام عود درج ہے۔ نیز ابن الخواطر میں بھی درج ہے ”الصلح البطل سالار مسعود“ معلوم ہوا کہ بطل نام نہیں بلکہ لقب ہے اور جیسا کہ عرب میں ہر شخص کا نام، عرف، کنیت و لقب کا عام رواج ہے اسی طرح قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ جو کہ عربی النسل ہے کے جد اعلیٰ کا نام عون عرف قطب شاہ غازی اور لقب بطل غازی ہے۔ عون کا عرف قطب غازی تھا۔ ”قطب“ کے معنی سردار قوم۔ اعلیٰ و برگزیدہ کے ہیں۔ عون قطب شاہ غازی کا لقب بطل ہے اور سالار مسعود غازی کا لقب بھی بطل ہے نیز سپہ سالار یا قائد حریت کے نام کے ساتھ بطل حریت لکھا جاتا ہے کشمیر کے کئی آزادی پسند حریت رہنماؤں کے نام کے ساتھ بطل حریت لکھا جاتا ہے۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ منبع الانساب فارسی اور مرآت مسعودی فارسی میں درج دونوں شجرہ نسب میں 11، 11 پشتیں درج ہیں جو ہر لحاظ سے درست، مستند اور آپس میں مطابقت رکھتی ہیں۔

مرآت مسعودی میں عون قطب شاہ کے بجائے صرف لقب بطل غازی درج ہونے سے یہ سمجھا جا رہا تھا قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے شجرہ نسب میں درج سالار قطب حیدر غازی کے نام میں بھی ”قطب“ آتا ہے۔ اور قطب کی وجہ سے سالار قطب حیدر غازی ہی تمام قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جد اعلیٰ ہیں۔ لیکن 600 سالہ قدیم و مستند فارسی کتاب منبع الانساب میں بطل غازی لقب کے بجائے عون قطب شاہ غازی سے یہ ثابت ہو چکا کہ عون قطب شاہ غازی جن کا لقب بطل غازی ہے ہی تمام قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جد اعلیٰ ہیں اور سالار قطب حیدر غازی کے علاوہ مندرجہ بالا سات پشتوں سے جو اولاد ہوئی وہ بھی سب کی سب

قطب شاہی علوی اعوان ہے۔ اور سالار قطب حیدر غازی، سالار ساہو غازی، سالار سیف الدین غازی اور سلطان الشہداء سالار مسعود غازی شہید سب ہی قطب شاہی علوی اعوان ہیں اور سالار مسعود غازی کے ساتھی شہداء اور غازیان کی تعداد جو تقریباً 1000 تھی اور ان میں زیادہ تر قطب شاہی علوی اعوان ہیں۔

جناب محبت حسین اعوان کی تالیف تاریخ علوی اعوان کا دوسری صدی ہجری کی معروف کتاب نسب قریش عربی کے مندرجات سے تقابلی جائزہ لیا گیا کتاب نسب قریش عربی کے ص 77 پر عون (قطب شاہ غازی) کی اولاد بنی عون درج ہے نیز قدیم عربی مخطوط فی تسمیۃ من ولد الامیر المومنین، المعقون، کتاب المقالات الفرق، جہرۃ الانساب، تہذیب الانساب، الفخری، لباب الانساب، منتقلة الطالیہ، منبع الانساب، عمدۃ الطالب، کتاب المعقون جلد سوم، کتاب المعقون، بحر الانساب، مرآت مسعودی، مرآت الاسرار، تذکرۃ السادات بحر الجمان، نزہت الخواطر، تاریخ حیدری اور تحقیق الاعوان وغیرہ میں درج تاریخی حوالہ جات اور شجرہ نسب کا تقابلی جائزہ لیا گیا بعد از تحقیق یہ ثابت ہوا کہ تاریخ علوی اعوان ایڈیشن 1999ء کے صفحہ 264 و 370 و ایڈیشن 2009ء کے صفحہ 272 و 384 پر درج مندرجات اور منبع الانساب فارسی میں درج شجرہ نسب میں سو فیصد مطابقت ہے۔ منبع الانساب فارسی ص 103 اردو ترجمہ ص 64-363 اور تاریخ علوی اعوان میں درج شجرہ نسب شمارہ 28 ”سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید [علی] شاہ غازی بن آصف غازی [محمد اصل] بن عون عرف قطب شاہ غازی بن علی عبدالمنان بن محمد اکبر بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سو فیصد درست مستند اور قدیم ہے۔ اور معمولی ترمیم و تصحیح کے بعد بلا شک و شبہ یہ ثابت ہوا کہ بیسویں صدی عیسوی میں قطب شاہی علوی اعوان پر لکھی جانے والی کتاب ”تاریخ علوی اعوان“ کو مستند ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ قطب شاہی علوی اعوانوں کی تاریخ یقیناً اب تمام مراحل اور امتحانوں سے گزر کر پاس ہو چکی ہے۔ جس کے لئے ہم جناب محبت حسین اعوان کی بے لوث خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے نسب قریش عربی، منبع الانساب فارسی اور تہذیب الانساب عربی منتقلة الطالیہ عربی کی عدم دستیابی کے باوجود جو تاریخ لکھی وہ بعد میں دستیاب ہونے ماخذ سے مکمل مطابقت رکھتی ہے۔ بلا مبالغہ محبت حسین اعوان نے تاریخ علوی اعوان لکھ کر برصغیر پاک و ہند کے قطب شاہی علوی اعوانوں پر احسان عظیم کیا ہے۔

یاد رہے کہ شجرہ نسب تاریخ نہیں ہوتی بلکہ مختلف شجرہائے نسب کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے تاریخی روایات کی روشنی میں ایک مستند اور بہتر شجرہ نسب ترتیب دیتے ہوئے تاریخ کی کڑیاں جوڑی جاتی ہیں۔ جیسا کہ

کتاب نسب قریش عربی میں عون بن علی بن محمد (الحنفیہ) درج ہے جب کہ منبع الانساب فارسی میں عون عرف قطب غازی بن علی عبدالمنان بن ابوالقاسم محمد حنفیہ درج ہے۔ اب یہ آپ پر منصر ہے کہ اس کو الجھانا چاہتے ہیں یا سلجھانا چاہتے ہیں۔ قبل ازیں ہم زبانی روایات، قدیم شجرہائے نسب اور مرآت مسعودی کی روشنی میں قطب شاہی علوی اعوان کہلاتے چلے آ رہے ہیں۔ دوسری صدی ہجری کی مستند اور قدیم کتاب نسب قریش عربی سے بنی عون (اعوان) اور آٹھویں صدی ہجری کی کتاب منبع الانساب سے ”قطب شاہی اعوان“ کہلائے جانے کے مستند ماخذ دستیاب ہوئے ہیں۔ کتاب نسب قریش عربی کے ص 77 پر یوں درج ہے ”ولد عون بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب: محمد؛ ورقیہ؛ وعلیہ بنی عون۔“ ہمارے بزرگان داد تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے قبیلہ کے اس عظیم نام کو صدیوں تک سنبھالے رکھا انہوں نے صدیوں پرانا قدیم ٹائٹل ”قطب شاہی علوی اعوان“ کو درست اور صحیح سمجھتے ہوئے اپنایا۔ اس طرح قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا از اولاد حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہونا صدیوں پرانی عربی و فارسی کتب سے درست، صحیح اور سچ ثابت ہو چکا ہے۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ نسب قریش عربی کے مصنف کا تعلق بنی مصعب زبیری قبیلہ سے ہے جو عون قطب شاہ غازی کے فرزند محمد آصف غازی کے سسرال والے ہیں اس طرح مصنف کتاب نسب قریش عربی عون قطب شاہ غازی کے گھر کے فرد تھے اور منبع الانساب فارسی کے مولف کا تعلق سادات حسینی سے ہے۔ اس طرح ان دونوں مصنفین کی قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ سے قرہ بنی خاندانی تعلق اور نسبت تھی اس لئے ان کی تحقیق ہر لحاظ سے درست ہے۔

مولوی حیدر علی لدھیانوی نے 1896ء میں ”تاریخ علوی“ کے نام سے اعوانوں کی تاریخ لکھی جس میں سب کے سب اعوانوں کو حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے درج کیا اس کے بعد مرآت مسعودی کے حوالے سے مزید تحقیق ثبوت کہ ساتھ تاریخ حیدری 1909ء میں لکھی جوان کی وفات کے بعد 1922ء میں ان کے فرزند نے شائع کی جس کے ص 7 پر قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا یہ شجرہ نسب یوں درج ہے ”میر قطب حیدر بن میر عطا اللہ بن طاہر غازی بن طیب غازی بن عمر [علی] غازی بن محمد غازی بن [محمد] آصف غازی بن بطل غازی [عون عرف قطب شاہ غازی] بن [علی] عبدالمنان غازی بن عون سکندر غازی بن محمد حنفیہ بن علی مرتضیٰ۔“ راقم مولف کا خیال ہے کہ مولوی حیدر علی اعوان، قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ دو کتب ”تاریخ علوی“ اور ”تاریخ حیدری“ لکھیں ان دونوں کتب میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کو محمد حنفیہ کی اولاد درج کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہاشمی، سادات، حسنی، گیلانی، حسینی، موسوی، بخاری، گردیزی، ترمذی، علوی، اعوان، قطب شاہی علوی اعوان، گولڑہ، کلگان، شادوآل، تاجوآل اور اسی طرح

کی ہزار ہا شاخ سے لکھی اور پکاری جاتی ہے۔ اور نسب کی تمام کتب میں عون بن علی بن محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ درج ہونے کی وجہ سے یہ قبیلہ عون جس کی جمع اعوان ہے کے نسبی نام سے پکارا جا رہا ہے نیز مسکینین اور سلطان محمود غزنوی کی بھرپور اعانت کرنے پر بھی انہوں نے بھی اعوان کا خطاب دیا اور یہ ایک معتبر اور مستند روایت ہے یعنی لفظ ”اعوان“، نسبی بھی ہے اور خطاب بھی۔

مگر صدائیں ہمارے ایک آدھ بھائی تحقیقی تنقید نہیں کرتے بلکہ ذاتیات پر اتر جاتے ہیں اور تنقیص کرتے ہیں جو کہ درست عمل نہیں ہے۔ جیسا کہ میں نے قبل ازیں درج کیا ہے کہ جیسا کہ کتاب نسب قریش عربی میں عون بن علی بن محمد (الحنفیہ) درج ہے جب کہ منبع الانساب فارسی میں عون عرف قطب غازی بن علی عبدالمنان بن ابوالقاسم محمد حنفیہ درج ہے آپ نے اگر اس شجرہ نسب پر اعتراض کرنا ہے تو آپ کہیں گے کہ نسب قریش میں صرف ”عون“ لکھا ہے اور منبع الانساب میں ”عون عرف قطب غازی“، نسب قریش میں علی لکھا ہے اور منبع الانساب میں علی عبدالمنان درج ہے نسب قریش میں محمد بن علی بن ابی طالب ہے جبکہ منبع الانساب میں ابوالقاسم محمد حنفیہ لکھا ہے اور اسے پیوند کاری سمجھ بیٹھے۔ جب کہ ماہرین انساب کے نزدیک یہ شجرہ نسب 100 فیصد درست ہے۔ اور اس شجرہ نسب کی نفی کرنے والے جس شجرہ نسب کا وہ دعویٰ کرتے ہیں نسب کی کوئی بھی پرانی عربی و فارسی کتاب آج تک پیش نہ کر سکے اور فرضی کتب کے حوالے دے رہے ہیں جو آج تک انہوں نے نہیں دیکھی۔ بس کبیر کے فقیر ہیں۔ انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حدیث نبوی ﷺ جس کا مفہوم ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا اور وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے (بخاری، مسلم، ابوداؤد)۔ کوئی بھی مسلمان جس نے یہ حدیث سنی یا پڑھی ہے وہ اپنے قبیلہ کا شجرہ نسب بغیر کسی حوالہ کے غلط نہیں درج کر سکتا۔ لہذا یہ معاملہ پیچیدہ ہے۔ یہ انفرادی معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ اجتماعی ہے زیادہ مستند قدیم روایات اور مستند ثبوت ہی قابل قبول ہوں گے تا وقت کہ اس سے بہتر اور مستند ثبوت میسر ہوتے۔ ہمارے نزدیک حضرت عباس علمدار اور حضرت محمد الاکبر (محمد حنفیہ) دونوں برابر ہیں اور قابل ذکر ہستیاں ہیں۔ حضرت عباس علمدار نے کر بلا میں امام عالی مقام کا ساتھ دیا اور حضرت محمد الاکبر (محمد حنفیہ) نے ان کے قاتلین سے انتقام لیا دونوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند ارجمند ہیں اور حضرت عمر الاطرف کی اولاد کا بھی انساب کی کتب میں ہرات و ملتان کا حاکم ہونا اور ہند، سندھ اور ملتان وغیرہ میں آباد ہونے کا مستند ثبوت ملتا ہے۔ اور وہ بھی ہاشمی، علوی اور اعوان ہیں۔ لیکن اب تک دستیاب ثبوت کے مطابق ”قطب شاہی علوی اعوان“ صرف محمد حنفیہ کی اولاد ہیں۔ منبع الانساب فارسی ص 103 اور ترجمہ ص 363 کے مطابق ابوالقاسم محمد حنفیہ المعروف محمد حنفیہ کی

نویں پشت میں سالارساہوغازی (سپہ سالارغزنی فوج) بن عطا اللہ غازی کی شادی سلطان محمود غزنوی کی ہمشیرہ سترمعلیٰ سے ہوئی تھی جن کے لطن مبارک سے سعید الدین سالارمسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) پیدا ہوئے اور الفخریٰ فی انساب الطالبین کے ص 178 کے مطابق حضرت عمرالطرف کی اولاد سے محمد بن اسماعیل بن ابی الحسن الرئیس ہرات بن الحسین بن حمزہ بن القاسم بن جعفر بن عقیل کا نکاح مشہور سلجوقی بادشاہ سلطان الپ ارسلان کی بیٹی سلجوقیہ بنت سلطان الپ ارسلان سے ہوا تھا جن کے لطن سے السید العالم المرتضیٰ پیدا ہوئے۔ علوی و قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی دونوں حکمران شاہی خاندانوں غزنوی اور سلجوقی سے قریبی رشتہ داری ہونا، ان کی جہاد ہند میں شمولیت مرتبہ و مقام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزنوی اور ہرات میں محمد حنفیہ اور عمرالطرف کی اولادوں کی کس قدر اہمیت تھی۔

قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہے اور اس قبیلہ کے لوگوں نے جہاد بھی کیا اور تبلیغ بھی۔ اور اپنے حسن اخلاق سے غیر مسلموں کو حلقہ گوش اسلام کیا جس کی مثال سعید الدین سالارمسعود غازی ہیں جن کا رعایا کے ساتھ حسن سلوک مرآت مسعودی میں درج ہے اور ہر سال ان کے عرس میں لاکھوں لوگ شامل ہوتے ہیں جن میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی کثیر تعداد میں شریک ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے لشکر کے تمام ساتھی شہید ہونے کے باوجود ان کے مزارات اور قبروں کا صدیوں سے محفوظ ہونا بھی واضح مثال ہے بیان کیا جاتا ہے کہ سالارمسعود غازی نے کسی کو زبردستی مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ ایک ایسا قبیلہ جس نے آغاز اسلام سے ہی دین اسلام کی اشاعت اور سر بلندی کے لئے اپنا آبائی وطن مکہ المکرمہ اور مدینہ طیبہ سے ہجرت کرتے ہوئے خراسان، غزنی، ہرات و ہند میں اسلام کی سر بلندی کے لئے فی سبیل اللہ جہاد کیا و اور جس قبیلے کے کارہائے نمایاں روز روشن کی طرح عیاں ہوں اور حیدر کرار سے لے کر تاحال اس قبیلہ کے معززین اور عظیم سپوتوں نے دینی علمی و عسکری میدان میں اہم خدمات سر انجام دی ہوں۔ ان قابل قدر سپوتوں میں حضرت محمد الاکبر (محمد حنفیہ) نے حق و صداقت کا علم بلند رکھا ان کے بعد ان کے فرزند ابو ہاشم عبداللہ غازی نے بنو امیہ کے خلاف علویوں کی انقلابی تحریک کو جلالت بخشی۔ ابو ہاشم عبداللہ غازی کی وفات کے بعد ان کے بھائی علی اور ان کے بھتیجے عون قطب شاہ غازی نے بھی بنو امیہ کے خلاف خفیہ چھاپہ مار کاروائیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

بنی امیہ کی بنی ہاشم اور خاص طور علویوں پر ظلم و ستم اور بنی امیہ کے خلاف علوی تحریک کی چھاپہ مار کاروائیوں سے عیاں ہوتا ہے کہ عون قطب شاہ غازی (جداعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) نے 126ھ سے پہلے

یابعد یا اسی زمانے یا بنی امیہ کے آخری دور حکومت میں ہی مدینہ منورہ سے معاہل و عیال اپنے بھتیجے یحییٰ بن زید کے ساتھ یابعد میں خراسان، غزنی و ہرات کی جانب ہجرت کرنے میں ہی اپنی اور اپنے دین و خاندان کی عافیت جانی۔ یحییٰ بن زید کی شہادت کے بعد عون قطب شاہ غازی یا ان کی اولاد نے غزنی و ہرات کو اپنا مسکن بنایا جس کا واضح ثبوت صدیوں پرانی سینہ بہ سینہ روایات ہیں کہ ہم قطب شاہ غزنی و ہرات کی اولاد سے ہیں ممکن ہے عون قطب شاہ غازی کا مدفن غزنی یا ہرات میں ہی ہو جس کی وجہ سے ہرات و غزنی کا نام ہمارے اجداد نے ہمیشہ بیان کیا ہے نیز سالارساہو کی اہلیہ محترمہ سترمعلیٰ کا غزنی میں دفن ہونا اور سالارساہو قطب شاہی علوی اعوان کا وطن غزنی ہونا مستند کتب سے ثابت ہونا یہ دلالت کرتا ہے کہ عون قطب شاہ غازی غزنی میں ہی قیام پذیر رہے ہوں گے۔ اور قطب شاہی اعوان بعد میں سبکتگین یا سلطان محمود غزنوی کے دور میں سابق ہند اور موجودہ پاکستان کے علاقوں وادی سون سکیسر، پشاور، ہزارہ اور کشمیر وغیرہ میں آباد ہو گئے جس کا ثبوت مختلف تاریخی کتب میں بھی ملتا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کو دھن کوٹ (کالاباغ) وادی سون وغیرہ میں آباد کیا۔ نیز تیمور کے خلاف 1398ء میں قلعہ مرٹھ کا دفاع کرنے والوں میں الیاس اعوان کا نام بھی درج ہے جس نے جان قربان کر دی مگر ہتھیار نہ ڈالے۔ آئین اکبری، اکبر بادشاہ کے دور میں لکھی گئی اس میں دریائے سندھ و دریائے جہلم کے درمیانی علاقوں کے نام لکھے ہیں اس میں ایک علاقے کا نام آوان درج کیا ہے اس علاقے میں قطب شاہی اعوان آباد ہیں اور یہ علاقہ صدیوں سے اعوان کاری کہلاتا ہے۔ ایک علاقے کا نام دھن کوٹ (کالاباغ) درج ہے یہاں بھی قطب شاہی علوی اعوان آباد ہیں۔ (واللہ العالم بالصواب)

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی تاریخ متقدم کتب کی روشنی درست اور مکمل ہے۔ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ ”عون“، جن کا عرف ”قطب غازی“ اور لقب بطل غازی ہے دوسری صدی ہجری میں لکھی جانے والی معروف کتاب نسب قریش میں ان کی اولاد اپنے جداعلیٰ عون قطب شاہ غازی کے نام کی نسبت سے ”بنی عون“ درج ہے۔ نسب قریش میں بنی عون درج ہونا بھی ”اعوان“ قبیلہ کی وجہ تسمیہ کو مزید تقویت دیتا ہے اس کے علاوہ 600 سالہ قدیم مستند فارسی کتاب منبع الانساب میں عون کا عرف قطب غازی درج ہیں جو قطب شاہی علوی اعوان کہلانے کی نسبت ایک اور مستند ثبوت ہے۔ سلطان محمود غزنوی سے جب اس کے بھائی اسماعیل نے حکومت چھین لی جب وہ مہم میں مصروف تھا تو قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے سالارساہو غازی سپہ سالار، سیف الدین غازی، سالار قطب حیدر غازی اور دیگر قطب شاہی علوی اعوانوں نے سلطان محمود غزنوی کی بھرپور مدد کرتے ہوئے اسے حکومت دلوانے میں اہم کردار ادا کیا نیز جہاد ہند میں بھی

سلطان محمود غزنوی کے ساتھ عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہوئے بھرپور مدد کی جس کا ذکر مرآت مسعودی، مرآت الاسرار، تاریخ فیروز شاہی وغیرہ میں بھی درج ہے۔

اعوان کے معنی حامی و مددگار کے ہیں جس کی وجہ سے ایک معتبر روایت کے مطابق سلطان محمود غزنوی نے خوش ہو کر اپنی ہمشیرہ ستر معلیٰ کی شادی سالار ساہو غازی قطب شاہی علوی اعوان سے کر دی اور قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کو جو پہلے ہی اپنے جد اعلیٰ ”عون“ کی وجہ سے بنی عون را عوان کہلاتا تھا جس کے معنی حامی و مددگار کے ہیں کو سلطان محمود غزنوی نے بھی ”اعوان“ کا خطاب عطا فرمایا۔ ایک دوسری روایت میں سبکتگین و سلطان محمود غزنوی نے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے امراء کو جہاد ہند میں بھرپور اعانت و مدد کرنے پر ”اعوان“ کا خطاب دیا۔ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ اپنے جد اعلیٰ عون کی وجہ سے اعوان اور قطب شاہ کی وجہ سے قطب شاہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت سے علوی بھی کہلاتا ہے۔ گمان کیا جاسکتا ہے کہ سبکتگین یا سلطان محمود غزنوی نے کہا ہو کہ آپ نسبی طور پر ”اعوان“ ہیں۔ اپنے نسبی نام کے عین مطابق آپ نے ہماری مدد کی ہم بھی آپ کو ”اعوان“ کا خطاب دیتے ہیں۔ جیسا کہ ذکر ہوا عون قطب شاہ ہی قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جد اعلیٰ ہیں جس کا ثبوت قدیم عربی و فارسی کتب سے بھی ہو چکا جن میں نسب قریش منبع الانساب قابل ذکر ہیں کے علاوہ ابتدائی ہندوستان، انگریز مصنفین کے علاوہ تاریخ تذکرۃ السادات بحر الجمان، تحقیق الاعوان اور تاریخ علوی اعوان سے بھی یہ ثابت ہوا کہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ حضرت محمد الاکبر (محمد حنیفہ) کی اولاد ہے۔ اور قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے نسب نامہ میں جو معمولی فرق نام، عرف، کنیت اور لقب وغیرہ کا تھا وہ بھی درست ہو چکا۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ شجرہ نسب تاریخ نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ تاریخ کے ان ذیلی علوم میں سے ایک ہے۔ علم الانساب، شجرہ نسب یا نسب نامہ کے ذریعہ خاندان یا قبیلہ کی اصل، علاقائی تعلق، خاندانی روایات اور خصوصیات وغیرہ کا مطالعہ کرنے سے حقیقی تاریخ معلوم کی جاسکتی ہے۔ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی تعداد لاکھوں میں ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہر قطب شاہی علوی اعوان کے پاس مستند شجرہ نسب موجود ہو۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ قدیم تاریخی روایات اور شجرہ ہائے نسب کا مختلف زاویہ نگاہ اور تکنیکی و سائنسی بنیادوں پر جائزہ لیتے ہوئے تاریخ کا حصہ بنایا جائے۔

علاوہ ازیں راقم مولف نے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی تاریخ سے دلچسپی و آگہی رکھنے والے حضرات کو ذریعہ فون ۱ و انٹرنٹ مطلع کیا تھا کہ اگر کسی کے پاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندان محمد الاکبر (محمد حنیفہ)، عباس علمدار اور عمر الاطرف کی اولادوں کا ہند میں آنے کا مستند ثبوت اور ان کا قطب شاہی

علوی اعوان ہونے کا مستند ثبوت عربی اور فارسی کتب و شجرہ ہائے نسب کی روشنی میں اگر دستیاب ہو تو وہ راقم تک پہنچائیں انہی کے نام سے تاریخ قطب شاہی علوی اعوان میں شائع کیا جائے گا۔ نیز سبکتگینوں پمفلٹ بھی تنظیم الاعوان پاکستان اسلام آباد کے اجلاس میں تقسیم کیے گئے تھے لیکن تا وقت تحریر کسی نے رابطہ نہیں کیا۔ راقم مولف نے شب و روز کی کوششوں سے ازگرہ خود لاکھوں روپے ماخذ اور طباعت و اشاعت پر صرف کیے اور تین درجن سے زائد نسب کی کتب کے مطالعہ کے بعد جس قدر تحقیقی معلومات دستیاب ہو سکیں انہیں مختصر تاریخ علوی اعوان اور تاریخ قطب شاہی علوی اعوان کا حصہ بناتے ہوئے آپ تک پہنچایا ہے اس کا احساس انہی کو ہو گا جو ان منازل سے گزر چکے ہیں۔

میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میری تحقیق سو فیصد درست، حتمی اور غلطیوں سے مبرا ہے۔ غلطیاں ہوں گی کوشش کے باوجود کسی نہ کسی مقام پر غلطی رہ جاتی ہے، ان لوگوں کا ممنون احسان ہوں گا جو غلطیوں کی نشاندہی اور جائز تنقید و اصلاح کرتے ہوئے مجھے اپنی قیمتی آراء سے آگاہ فرمائیں گے انشاء اللہ بعد از تحقیق جلد دوم میں درستی کی جائے گی۔ آخر میں ان تمام مصنفین و مولفین جن کے حوالہ جات کتاب ہذا میں درج ہیں کا بے حد شکر گزار ہوں ان دوست احباب کا بھی خاص طور پر احسان مند ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی حوالہ سے کتاب ہذا کی تحقیق، ترتیب و تدوین میں معاونت فرمائی خصوصاً ملک اورنگزیب اعوان ساکن برٹ مانسہرہ حال اسلام آباد، ملک مشتاق الہی اعوان ساکن مردوآل وادی سون حال کراچی، غلام شبیر اعوان مالک سنگولہ پبلشرز لاہور، بلال مہدی بھکر، ملک شوکت حیات خان اعوان ساکن راولا کوٹ حال مظفر آباد، محمد فاروق اعوان آف سنگولہ دین حال اسلام آباد، عبداللہ جان اعوان و مولانا ضیاء اللہ جان اعوان آف دین سنگولہ حال اسلام آباد، ڈاکٹر اہلس اے اعوان آف سنگولہ ہیمنہ ناڑی حال اسلام آباد، ڈاکٹر شاہجہان اعوان (کینڈا) جاوید عزیز اعوان (امریکہ)، ملک میر افضل اعوان ایبٹ آباد، طارق محمود اعوان راولپنڈی، مختصر اعوان بٹ گرام، ملک عظیم ناشاد مانسہرہ، طارق مصطفیٰ اعوان کھاریاں، مہتاب احمد عباسی، سید کاظم علی شاہ مظفر آباد، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

طالب دعا

محمد کریم خان اعوان

اعوان منزل دین سنگولہ راولا کوٹ

18 ستمبر 2015ء

قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ انگریز مولفین کی نظر میں:

قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے افراد نے صدیوں پرانی روایات کی روشنی میں ہمیشہ یہ بیان کیا ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند محمد اکبر (محمد حنفیہ) کی اولاد ہیں اور محمد حنفیہ کی اولاد سے قطب شاہ تھے جس کی وجہ سے وہ قطب شاہی بھی کہلاتے ہیں اور ان کے اجداد نے سکپتگین اور سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد ہند میں حصہ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے اعوان کا خطاب بھی دیا۔ تاریخی روایات کے علاوہ اعوان قبیلہ کے پاس شجرہ ہائے نسب دستاویزی ثبوت بھی تھے تاہم انگریز اور دیگر مصنفین نے ”اعوان“ قبیلہ سے متعلق مختلف آراء قائم کیں۔ لیکن قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے بزرگوں نے شجرہ ہائے نسب کی روشنی میں جو صدیوں پرانی روایات بیان کیں وہ نسب قریش 1 اور منج الانساب 2 نے سچ ثابت کر دیں۔ انگریز مصنفین نے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی تاریخ جس طرح بیان کی وہ یوں ہے:

گلویری آف دی ٹرانز 3 اینڈ کاسٹس آف دی پنجاب اینڈ نارٹھ ویسٹ فرنٹیر پرائسز کے مصنف ای ڈی میکلیگن اینڈ ایچ اے روز نے سر ڈینزل ایٹن KCSI کی پنجاب مردم شماری رپورٹ 1892ء کی بنیاد پر مرتب کی اور یہ پہلی مرتبہ 1911ء میں شائع ہوئی تھی اس کا اردو ترجمہ ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا 4 ص 40 پر ”اعوان“ کے عنوان کے حوالہ سے لکھتے ہیں ”ایک روایت کے مطابق اعوان جو عرب ماخذ کے دعویدار ہیں قطب شاہ کی اولاد ہیں اور ہندوستان پر حملہ آور ہونے والی مسلمان افواج کے ساتھ بطور ”مددگار“ گئے۔ کپورتھلہ میں ایک اور روایت انہیں علوی سادات ثابت کرتی ہے جنہوں نے عباسیوں کی مخالفت کی اور بھاگ کر سندھ آ گئے، بالآخر وہ سکپتگین کے حلیف بنے جس نے انہیں اعوان کا خطاب دیا لیکن اس قبیلے کے بارے میں دستیاب بہترین بیان یہ ہے کہ اعوان یقیناً عرب ماخذ رکھتے ہیں اور قطب شاہ کی نسل سے ہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ ہرات پر حکومت کرتا تھا اور ہندوستان پر محمود غزنوی کے حملے کے وقت اس کے ساتھ مل گیا۔ اس کے بیٹوں میں سے چھ ساتھ آئے: گوہ شاہ یا گورارا جو سکپس کے قریب آباد ہوا؛ کلان شاہ یا کلگان جو دھن کوٹ (کالاباغ) کے قریب آباد ہوا؛ چوہان جس نے دریائے سندھ کے قریب پہاڑیوں کو بسایا۔ کھوکھریا محمد شاہ جو چناب کے کنارے مقیم ہوا؛ توری اور جھجھ جن کی اولادیں اب بھی تیراہ اور گردونواح میں آباد بتائی جاتی ہیں۔۔۔ قطب شاہ کی اولاد ہونے کے دعویدار ہونے کے باعث اعوانوں کو اکثر قطب شاہی بھی کہا جاتا ہے“

Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab & North West Frontier Province Based on the Census Report for the Punjab 1883 by late Sir DENZIL EBBETSON, K.C.S.I., and the Census Report for the Punjab, 1892, by the Hon. Mr. E.D. Mac LAGAN, C.S.I., & compiled by H. A. ROSE VOL-II, 1911, Page No. 26 as appended below:—”Awans, who claim Arab origin, are descendants of Qutb Shah, him self descended from Ali, and

were attached to the Muhammadan armies which invaded as auxiliaries, whence their name. In Kapurthala a moer precise version of their legend makes them Alwi Sayyids, who oppressed by the Abbassides, sought refuge in Sindh; and eventually allied themselves with Sabuktigin, who bestowed on them the title of Awan. But in the best available accounts of the tribe the Awans are indeed to be of Arabian origin and deseendants of Qutb Shah, but he is said to have ruled Herat and to have joined Mahmud of Ghazni when he invaded India. With him came six of many sons: Gauhar Shah or Gorrara, who settled near Sakesar: Kalan Shah or Kalgan who settled at Dhankot (Kalabagh): Chauhan who colonised the hills near the Indus: Khokhar or Muhammad Shah who

settled on the Chenab: Tori and Jhajh whose deseendants are said to be still found in Tirah and elsewhere...As claiming descent from Qutb Shah the Awans are often called Qutb-shahi, and sometimes style themselves Ulvi (Alvee). List of Awan sub-claus mentioned as: Bagwal, Bajra, Biddar, Chandhar, Gorare, Harpal, Jajkhuh, Jand, Jhan, Khambre, Kalgan, Malka, Mandu, Mangar, Mirza, Pappan, Ropar, etc.

پنجاب کاسٹس از سر ڈینزل ایٹن 1881ء کی مردم شماری رپورٹس کا ترجمہ پنجاب کی ذاتیں 5 ص 389 تا 398 پر اعوان قبیلہ کے حوالہ سے درج کیا مختصراً لکھا جاتا ہے۔ ”میں نے اعوانوں میں ان سب کو بھی شامل کیا ہے جنہوں نے خود کو قطب شاہی بتایا۔ وہ خود کو غزنوی کے قطب شاہ کی نسل سے قرار دیتے ہیں جو حضرت علی کی کسی دوسری بیوی کی اولادوں میں سے تھانہ کہ حضرت فاطمہ کی۔ قطب شاہ تقریباً 1035ء میں ہرات سے آکر پشاور کے نواح میں رہائش پذیر ہوا۔ اس کے بعد سے وہ کوہستان نمک میں پھیل گئے اور اپنے آزاد قبیلہ تشکیل دیئے جن میں سے کالاباغ کا سردار بطور قبیلوی سربراہ تسلیم کیا گیا۔ مسٹر برانڈر تھ کی رائے میں یہ امکان زیادہ غالب ہے کہ وہ ”سکپتگین یونیوں کی وہ اولادیں ہیں جنہیں خانہ بدوش تاتاری قبائل نے بلخ سے جنوب کی طرف دھکیل دیا اور وہ ہرات سے ہندوستان کی جانب مڑ گئے۔ مزید لکھتے ہیں اعوان گزشتہ 600 سال سے میانوالی کے خطہ کوہستان نمک میں بلا شرکت غیرے قابض رہے ہیں۔ مسٹر تھامسن نے اپنی جہلم سٹلمٹ رپورٹ کے سیکشن 73 اور 74 میں اس حوالے سے بات کی ہے وہ اپنے اس نتیجے کی حمایت میں کافی ٹھوس دلائل پیش کرتے ہیں کہ اعوان ایک جٹ نسل ہیں۔۔۔ مسٹر تھامسن نے اعوانوں کو اپنی عادات و اطوار میں صاف گوارہ بخشا، لیکن کینہ جو پر تشدد اور فرقہ وارانہ کہا۔ کرل ڈیویز بھی ان کے بارے میں پسندیدگی کے ساتھ سوچتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اعوان ایک بہادر اور پر جوش لیکن نہایت آرام طلب نسل ہیں۔۔۔ وغیرہ وغیرہ“

The claim of descent from Qutb Shah, who him self said to have been descendant of Hazrat Ali son of Hazrat Abu Talib by other wives than Hazrat Fatima daughter of Hazrat Muhammad(P.B.U.H).(Ref: Revised Settlement District Shahpur 1866)

The Awan has been Musلمان from the begining and are Arabian origin and are descended from one Qutab Shah Ghazi and through him Hazrat Ali(RA) the son in law of Hazrat Muhammad(P.B.U.H) and Qutab Shah ruled in Herat but joined with his followers Sultan Mehmood Ghazni in invation of Indus receiving the name of Awan or Helper.(Ref: Jehlum Ghazatt 1904 part "A")

ہزارہ گزٹیر 1884ء از ایچ ڈی وائسن 6 اس کا ترجمہ پروفیسر افتخار احمد نے کیا اور 2010ء میں مکتبہ جمال لاہور نے شائع کیا کے صفحہ 44 پر درج ہے ”اعوان تمام ضلع میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ ہر دوسرے قبائل کے ساتھ آباد ہیں ان کی تعداد 90474 ہے۔ یہ توانا، خوش اخلاق اور عمدہ کاشتکار ہوتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر قطب شاہی ہیں۔ دوسری اہم شاخیں کھوکھر اور چوہان ہیں۔ سب سے اہم خاندان سکندر پور قاضیوں کا ہے ان کا تعلق گولڑہ قطب شاہیوں سے ہے۔ ان کا سردار قاضی عبدالغفور کا پوتا قاضی فضل الہی ہے قاضی عبدالغفور میجر ایبٹ کا دست راست تھا۔ اس کے پاس 2000 سے زائد کی جاگیر ہے اور وہ ہری پور کا میونسپل کمشنر بھی ہے اس خاندان کا ایک اور سرکردہ ممبر قاضی عبداللہ جان سب رجسٹرار ہری پور ہے۔ اس کا والد خان صاحب قاضی میر عالم مشہور کمشنر تھار یٹائرمنٹ کے بعد اسے اعزازی مجسٹریٹ درجہ اول بنادیا گیا۔“

The Turis themselves have two stories as to their origin, one of which is that they were formerly settled in Prsia, but, troubles breakingout, Toghani Turk, the common anecesor of the Turis and Jajis, fled east word and eventually settled at Nilab; while the other story states that they came originaly from Samarkand to Nilab.Both of these stories, though differing as to their original habitat of the tribe, are agreed that the tribe claims decent from a turk named, toghani. The Awans of the Jehlum District , who claim decent from one Kutab shah, a former ruler of Herat, state that the Jajis and Turis are also descended from him but by a Turkey wife.(Ref:Book

Frontier & Overseas Expeditions from India vol-II, ch.6 p/305)

انگریزوں کے مطابق اعوانوں نے بیان کیا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد سے قطب شاہ کی اولاد ہیں جو غزنی سے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد ہند میں شامل ہوئے 1035ء

کوہرات سے پشاور آئے اور 600 سال سے بلا شرکت غیرے میانوالی پر قابض ہیں۔ قطب شاہ کے فرزند گورشاہ یا گورارا جوسون سکیسر، کلان شاہ یا کلگان دھن کوٹ (کالاباغ) آباد ہوئے چوہان دریائے سندھ کے کنارے اور کھوکھر یا محمد شاہ چناب کے کنارے آباد ہوئے۔ انگریزوں نے اعوان قبیلہ کا جٹ اور یونانیوں سے تعلق بھی بیان کیا لیکن وہ یہ ثابت نہ کر سکے۔ جب کہ اعوان قبیلہ نے سیدہ بہ سیدہ تاریخی روایات اور شجرہ ہائے نسب ثبوت پیش کرتے رہے۔ ایک ایسا قبیلہ جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد میں شامل رہا ہو اور جن کی تاریخ شہداء کے خون سے رنگین ہو اور اس کے ہزاروں آدمیوں نے جام شہادت نوش فرمایا ہو، باقی ماندہ بچ جانے والے لوگ بمشکل پشاور، وادی سون سکیسر اور دھن کوٹ (کالاباغ) وغیرہ پہنچے اور نئے سرے سے زندگی کی شروعات کیں۔ بلاشبہ اعوان قبیلہ نے اپنی جو تاریخ انگریزوں کے سامنے بیان کی تھی وہ منج الانساب منظر عام پر آنے کے بعد سو فیصد درست ثابت ہو چکی۔

کتاب Frontier & Overseas Expeditions from India کے مندرجہ بالا اقتباس میں توری اور حاجی قبیلہ کو طوغانی ترک لکھا گیا ہے اور اسی کتاب میں ایک دوسری روایت کے مطابق ضلع جہلم (جس میں تلہ گنگ بھی شامل تھا) کے اعوانوں کا موقف درج ہے کہ وہ قطب شاہ جوہرات کے حاکم تھے کی ترکی بیوی کی اولاد سے ہیں۔ تزک تیموری 1398ء میں وادی ایراب (Hariob Valley) کے باشندوں کو اوغان لکھا گیا ہے اور یہ تیمور کے وقت وہاں موجود تھے۔ بابر بادشاہ نے لوگر اور گردیز صوبوں کے باشندوں کو اوغان شال لکھا ہے ان صوبوں میں افغان اس وقت آباد نہ تھے جب کہ 1600ء میں لکھی گئی آئین اکبری میں اوغان یا اوغان شال قبیلہ کا ذکر ان علاقوں میں درج نہ ہے۔ لباب الانساب کے ص 727 پر درج ہے ”السادات والاشراف الذین یاخذون الارزاق وریوع (فی جمیع النسخ: کا نو) الاوقاف من دیوان غزنہ ونواجیہا باہتمام نقیب النقباء ابی محمد الحسن بن محمد الحنفیہ۔ اولاد محمد بن الحنفیہ، علی بن الحسین، وانباء الحسین بن علی، والقاسم بن علی، والمنصور بن علی وحمزہ بن علی وعبدالملک بن علی وسکینہ بنت علی ورسیتہ بنت علی“۔ تہذیب الانساب کے ص 74-273 کے مطابق علی بن محمد بن عون (قطب شاہ غازی) فرزند حسین بن علی کی اولاد کی اولاد ہند میں ہے۔ اور **منتقلۃ الطالبیہ** تالیف ابی اسماعیل بن ناصر ابن طباطبا (471ھ) کے ص 352 کے مطابق حسن بن علی بن محمد بن عون (قطب شاہ غازی) بن علی بن محمد الحنفیہ کی اولاد بھی ہند میں آباد ہے۔ لباب الانساب کی مندرجہ بالا عبارت سے اخذ ہوتا ہے یہ قطب شاہی علوی اعوان، حسین بن علی اور حسن بن علی کی اولاد سے ہوں۔ حیرت کی بات ہے کہ لباب الانساب میں سے سادات فاطمی، حضرت محمد حنفیہ اور حضرت عمر الاطرف کی اولاد کا سندھ، ملتان و ہند کا حصہ غائب ہے جب کہ تہذیب الانساب، الفخری وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ لباب الانساب جو 565ھ میں لکھی گئی کے ص 617 پر نقیب غزنی کے عنوان سے درج ہے ”ہو السید النقیب ابو القاسم بن الحسین بن [عبداللہ بن] حمزہ بن القاسم بن جعفر بن عقیل بن جعفر الملک المولئی ابن محمد بن

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ و تقدیم الکلام فی اولاد جعفر الملک، اما عقیل بن جعفر، فند مات والعقب منه فی الرئیس حمزة، وابی جعفر عبدالرحمن، وعلی، وحمہ، وکان میران، وجعفر وتوفی عبید اللہ بن العباس وهو ابن خمس وخمسين سنة۔ مندرجہ بالا تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ نقیب غزنی و نواح محمد حنفیہ و عمر الاطراف کی اولادیں قابل ذکر حیثیت و تعداد میں موجود تھیں۔

محبت حسین اعوان مصنف ”اعوان اور اعوان“ گوئیں ص 90 پر توری اور ص 209 پر جھاج گوتوں کا اندراج کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ”پشتون قبائل کے مولف محمد احسان اللہ نے انہیں اعوان گوت میں شمار کیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ قطب شاہ کے کس بیٹے کی اولاد ہیں“۔ مولف گلو سری آف ٹرائب نے توری اور جاجی کو قطب شاہی اعوان لکھا ہے۔ اگر یہ عون قطب شاہ بن علی عبدالمنان عبدالمناف بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے نہیں ہیں تو ممکن ہے غزنی و گرد و نواح میں آباد حسن و حسین پسران علی بن محمد بن عون (قطب شاہ غازی) کی اولاد وہاں سے ہجرت کر کے اپنے دیگر بھائیوں کے پاس اعوان کاری میں آباد ہو گئے ہوں۔ واللہ العالم بالصواب۔

مارشل ریسر آف انڈیا کے مولف مائیک مون نے پنجابی مسلمانوں میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کو پہلے نمبر پر درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اعوان بہادر اور جنگجو اور آئیڈیل سوجر ہیں اور یہ عرب ماخذ اور حضرت علیؑ کی نسل سے ہیں۔

مندرجہ بالا انگریز مورخین کی تحریر سے بھی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ نے خود کو حضرت علی اور ان کی اولاد سے قطب شاہ غزنی کی اولاد بیان کیا اور سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ آنے کا ذکر کیا۔ جس کا ثبوت سفر نامہ ابن بطوطہ، منبع الانساب، مرآت مسعودی، مرآت الاسرار، تاریخ بجز الجمان، قلمی کتاب مستطاب آئینہ الاعوان و دیگر قدیم نسخہ جات سے بھی ملتا ہے۔ اور محمود غزنوی نے اعوانوں کو سکیمس میں آباد کیا اور کچھ علاقوں پر انہوں نے خود ہی قبضہ کر لیا جہلم سلطنت 1883ء کی رپورٹ کے مطابق تلہ گنگ جہلم میں تھا اور وادی سون بھی جہلم میں شامل تھی۔

عبدالقادہ حسن کا کالم ”دشمنیاں سیاسی و غیر سیاسی باتیں“:

معروف کالم نگار اور اعوان قبیلہ کے عظیم سپوت عبدالقادہ حسن آف کھوڑا وادی سون، روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ 19 اپریل 1994ء کے کالم دشمنیاں: سیاسی و غیر سیاسی باتیں میں اعوان قبیلہ کی آپس میں دشمنیاں قتل و لڑائی جھگڑوں کے حوالے سے لکھا ہے مختصر اقتباس درج ہے ”صدیاں گزریں کہ اعوان قبیلہ سرزمین عرب سے ہجرت کر کے طول طویل مسافتیں طہ کرتا ہوا افغانستان کے راستے پشاور کی وادی میں داخل ہوا کہا جاتا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ کسی حملے میں اس شمشیر زن قبیلہ کے بزرگ اس کے معاون تھے اور اسی سلسلے میں ہندوستان میں داخل ہوئے یہ قبیلہ جہاں سے گزرا اس کے کچھ لوگ وہاں آباد ہوتے چلے گئے۔ افغانستان کا ایک لیڈر احمد شاہ مسعود اسی قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ وادی پشاور میں اپنے کچھ افراد چھوڑتے ہوئے یہ مہاجر قبیلہ سلسلہ کوہستان نمک کے آخری حصہ میں آکر رک گیا یہ اس کی طویل ہجرت کا آخری پڑھاؤ

تھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ صدیوں پر پھیلے ہوئے اس سفر میں یہ لوگ چلتے چلتے تھک گئے تھے کہ کوہستان نمک کے سرسبز و شاداب وادیوں سے آگے نہ بڑھے یا پھر یوں عرب کے بے رنگ صحراؤں کے بعد انہوں نے جس خطے میں شادابی دیکھی تو ان کے قدم یہیں رک گئے۔ پاکستان کے جن دوسرے حصوں میں اس قوم کے کچھ لوگ آباد ہیں وہ کوہستان نمک کی اپنی وادیوں میں سے اکا دکا سفر کر کے وہاں پہنچے اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس قبیلے کی دشمنیاں اس قدر سخت و توانا رہی ہیں آپس کی جنگوں میں جن لوگوں کو شکست ہوئی وہ اپنا علاقہ چھوڑ گئے“ آپ نے ملک وزیر علی اور پکتان ملک فتح خان کا ذکر بھی کیا ہے جنہوں نے دشمنیوں کی وجہ سے اپنا علاقہ چھوڑ دیا۔ نیز مندرجہ بالا عبارت سے عون قطب شاہ غزنی مراد ہیں۔

کتاب منبع الانساب نے ”اعوانوں“ کا موقف سچ ثابت کر دیا:

انگریز دور میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے پاس مرآت مسعودی 7 و مرآت الاسرار 8 موجود تھیں مرآت مسعودی میں درج شجرہ نسب ہی خاندانی شجرہ نسب کے طور پر موجود تھا اس شجرہ نسب میں عون عرف قطب غازی کا لقب بطل درج تھا۔ عطا اللہ غازی کے تین فرزند سالار ساہو غازی، سالار قطب حیدر غازی اور سالار سیف الدین غازی تھے۔ سالار ساہو غازی، سالار سیف الدین غازی اور سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کو ”علوی“ سمجھتے رہے اور سالار قطب حیدر غازی المعروف قطب شاہ کے نام کی وجہ سے صرف ان ہی کی اولاد کو قطب شاہی علوی اعوان سمجھتے رہے اور سلطان محمود غزنوی یا سبکتگین کی طرف سے ”اعوان“ مددگار کا خطاب دیے جانے کی روایت بیان کرتے رہے۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ منبع الانساب کے منظر عام سے قبل اعوان قبیلہ کے پاس مرآت مسعودی کا حوالہ تھا لیکن اس میں عون عرف قطب شاہ غازی کا لقب بطل غازی درج تھا۔ اعوان قبیلہ نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ سالار ساہو، سالار سیف الدین اور سلطان الشہداء سالار مسعود غازی بھی قطب شاہی علوی اعوان تھے۔ ان کے شجرہ نسب میں قطب شاہ بن عطا اللہ درج تھا جو سالار ساہو غازی کے چھوٹے بھائی اور سالار سیف الدین غازی سے بڑے تھے۔ لیکن منبع الانساب 2 سے یہ ثابت ہوا کہ عون قطب شاہ بن علی عبدالمناف ہی قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جدِ علی ہیں اور سالار ساہو، سالار سیف الدین اور سالار قطب حیدر سب ہی قطب شاہی علوی اعوان ہیں۔ اگر مولف مرآت مسعودی بطل غازی کا اصل نام عون اور عون عرف قطب شاہ درج کر دیتے تو قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کو اپنی تاریخ بہتر طور پر پیش کرنے میں اس قدر دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑتا کہ وہ حضرت محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہؑ کی اولاد سے ہیں۔ چھ سو سالہ قدیم و مستند کتاب دستیاب ہو جانے کے بعد قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا یہ موقف درست اور سچ ثابت ہوا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند محمد حنفیہؑ کی اولاد سے ہیں۔

”اعوان“ کی وجہ تسمیہ:

حضرت محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہؑ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند علی عبدالمناف تھے ان کے فرزند عون قطب شاہ غازی تھے جن کا لقب بطل غازی تھا ان کی اولاد قطب شاہی اعوان کہلاتی

ہے۔ قطب شاہی اعوان نسبی نام ہے اور خطاب بھی نسبی یوں ہے کہ اعوان قبیلہ کے جدِ اعلیٰ کا نام عون قطب شاہ غازی ہے۔ اور خطاب اس لئے کہ سبکتگین یا سلطان محمود غزنوی نے بھی ”اعوان“ کا خطاب دیا۔ کتاب نسب قریش 9 ص 77 پر درج ہے ”وولد عون [قطب غازی] بن علی [عبد المنان / عبد المناف] بن محمد [محمد الاکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب: محمد، ورقیہ، وعلیہ بنی عون“، یعنی عون قطب شاہ (جدِ اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) کے فرزند محمد (آصف): اور رقیہ اور علیہ ”بنی عون“ ہیں۔

عون“ کی جمع ”اعوان“ ہے۔ رئیس فیروز لغات اردو جامع اشاعت پانچویں، سال 2012ء کے ص 106 پر یوں درج ہے ”اعوان (اع۔وان) (ع۔ا۔ند) عون کی جمع۔ بہت سے حامی اور مددگار، عربی اردو و کشمیری بیان اللسان مع لغات قرآن دارالاشاعت میں درج ہے ”عون۔ پشتیان۔ مددگار (واحد و جمع مذکر مونث) ج: اعوان۔“ فرہنگ فارسی دارالاشاعت میں لکھا ہے ”اعوان۔ ع: مددگار، یاور (و۔عون)۔“ بیان اللسان عربی و کشمیری کے مطابق قطب کے معنی قوم کا سردار جس پر معاملات کا دار و مدار ہو پیرو مشد۔ رئیس فیروز لغات اردو جامع میں ”قطب“ کے معنی سردار قوم۔ علی و برگزیدہ کے ہیں۔ اور بطل بھی عربی نام ہے جس کے معنی نامور، ہیرو، بہادر، غازی کے ہیں۔ ”بنی عون“ جس طرح ہاشم کی وجہ سے ان کی اولاد بنی ہاشم کہلاتی، مصعب کی اولاد بنی مصعب، امیہ کی اولاد بنی امیہ اور عباس کی اولاد بنی عباس یا بنو عباس مشہور ہے اسی طرح عون کی اولاد ”بنی عون“ نسب قریش میں درج ہے جب کہ برصغیر پاک و ہند میں قطب شاہی اعوان مشہور ہے۔ واضح ہو کہ ”قطب شاہی علوی اعوان“ نے سبکتگین اور سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد میں زبردست کارہائے نمایاں سرانجام دیے جس کا ذکر تفصیل سے ”مرات مسعودی“ و ”مرات الاسرار“ میں درج ہے۔ سالار ساہو غازی کی قیادت میں اعوانوں نے سلطان محمود غزنوی کو اس کے بھائی سے حکومت دلوانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ سبکتگین کا ساتھ دینے یا سلطان محمود غزنوی کی مدد کرنے یا جہاد ہند میں جرات و بہادری کی تاریخ رقم کرنے پر اور ان کے معاون و مددگار ہونے کی وجہ سے انہوں نے یہ کہا ہو کہ ”آپ عون کی اولاد سے ہیں جس کے معنی معاون و مددگار کے ہیں آپ نے اپنے جدی نام ”عون“ کا لحاظ رکھا ہم بھی آپ کو اعوان کا خطاب دیتے ہیں چونکہ آپ ہمارے معاون و مددگار رہے ہیں“ اس طرح ”اعوان“ نسبی اور خطاب ہونے کی وجہ سے یہ قبیلہ اپنے جدِ اعلیٰ عون قطب شاہ غازی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام کی نسبت سے قطب شاہی علوی اعوان کہلاتا ہے۔

یاد رہے کہ اگر سبکتگین یا سلطان محمود غزنوی اعوان کا خطاب نہ بھی دیتے تو یہ قبیلہ اپنے جدِ اعلیٰ عون بن علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام کی وجہ سے پہلے ہی ”اعوان“ کہلاتا تھا لیکن ان کی طرف سے عون کا خطاب دینے سے اس پر مزید مہر ثبت ہوئی۔ چونکہ یہ روایت معتبر ہے اور تسلسل سے ہمارے قدیم و مستند نسب ناموں میں درج ہے کہ سبکتگین یا سلطان محمود غزنوی نے اعوان کا خطاب دیا اس لئے اس روایت کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ علاوہ ازیں اس قبیلہ کے کچھ لوگ اپنے نام کے ساتھ حضرت علیؓ کی اولاد ہونے کے

ناطے سے ”علوی“ اور کچھ لوگ بنی ہاشم ہونے کی وجہ سے ”ہاشمی“ بھی لکھتے ہیں۔ قطب شاہی علوی قبیلہ کے افراد زیادہ تر اپنے نام کے ساتھ ملک بھی لکھتے ہیں۔ بیان اللسان عربی اردو کشمیری میں ”ملک“ کے معنی بادشاہ، کسی جماعت یا ملک کا صاحب حکم و اختیار شخص کے ہیں۔ جسٹس پیر کرم شاہ الازہری ضیاء القرآن جلد اول میں سورہ المائدہ کی آیت 20 کی تفسیر میں ملک کے حوالے سے رقمطراز ہیں ”حضرت زید بن اسلم نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی روایت فرمایا ہے جس کے پاس رہنے کے لیے گھر اور خدمت کے لیے خادم ہو وہ ملک ہے (ابن جریر)۔“

لفظ آوان یا اعوان کی مزید وضاحت:

محکمہ مال میں درج خانہ قوم یا گوت میں لفظ آوان یا اعوان کا مطلب ”اعوان“ ہی ہے۔ محترم ایم خواص خان نے تحقیق الاعوان کے ص 226 تا 250 باب چہارم بے سرو پا منسوبات کی تردید کرتے ہوئے مدلل جوابات دیے ہیں۔ آئین اکبری میں دریائے سندھ اور دریائے بہلم کے درمیانی علاقے کو سندھ ساگر لکھا گیا ہے اور سندھ ساگر کے ایک علاقے کا نام ”آوان“ لکھا گیا ہے اور اس علاقے میں سب قطب شاہی علوی اعوان آباد ہیں اور یہ علاقہ صدیوں سے اعوان قاری کہلاتا ہے۔ آئین اکبری میں دوسرے علاقہ کا نام دھن کوٹ (کالاباغ) لکھا گیا ہے اس علاقہ میں بھی صدیوں سے قطب شاہی علوی اعوان سکونت پذیر ہیں تیسرے علاقے کا نام ریشان درج ہے۔ چونکہ ان جملہ علاقوں میں قطب شاہی علوی اعوان آباد ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ نیز ایک اور قدیم تاریخی کتاب مخزن افغانی کے پانچ نسخوں میں سکندر لودھی کے ایک سردار فیروز اعوان کا نام کئی طریقوں سے درج ہے۔ ایک نسخہ میں فیروز اعوان ہے جب کہ ایشانیک سوسائٹی کلکتہ کی لائبریری میں موجود دوسرے نسخہ میں اسی سردار کا نام فیروز آوان درج ہے جب کہ تاریخ فرشتہ ترجمہ مولوی محمد فدا علی ص 85 پر اسی سردار کا نام فیروز اعوان لکھا گیا ہے۔ ایک اور تاریخی کتاب طبقات اکبری میں اسی سردار کا نام فیروز اعوان درج ہے۔ فیروز اعوان درست معلوم ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے یہ بھی قطب شاہی علوی اعوان ہوں۔ آئین اکبری میں جنجوعہ قبیلہ کا نام جانوہ لکھا ہے۔ علاوہ ازیں اوغان، افغانوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ”اعوان“ کے معنی قبل ازیں وضاحت کے ساتھ تحریر کر دیے گئے ہیں۔ مختلف طریقوں سے اعوان لکھنے کا سبب یہ ہے کہ پرانے زمانے میں جب چھاپ خانے دستیاب نہ تھے اور اصل مخلوط نسخہ کی نقول کا تب تیار کرتے تھے جیسے ایک آدمی اصل نسخہ دیکھ کر با آواز بلند پڑھ رہا ہو اور کئی کاتین آواز سن کر کتابت کرتے تھے وہاں اصل لفظ کا لحاظ نہیں رکھا جاسکتا ہے کیونکہ کے سننے والے کا تب کا درو مدار آواز پر ہوتا تھا اور آوان اور اعوان، اوغان کی آوازیں ایک جیسی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اور کئی ایک شجر ہائے نسب میں قطب شاہ کو کتب شاہ بھی درج کیا گیا ہے۔ ق اور ک میں کوئی فرق قائم نہیں کیا گیا۔ ایسی غلطیاں کا تب سے سرزد ہوتی ہیں ہے اس سے کوئی اور معنی لینا کم علمی و کم فہمی ہے۔ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ نے انگریزوں کے سامنے اپنے قبیلہ کا درست نام ”اعوان“ لکھوایا جس کے معنی مددگار کے ہیں۔ انگریزوں نے جملہ تاریخی کتب میں قطب شاہی اعوان

لکھا ہے۔ اور اعوان کے معنی helper (مددگار) 10 کے ہی درج کیے ہیں۔

مختصر یہ کہ جہاں تک قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا تعلق ہے یہ ”عون قطب شاہ غازی“ کے نام کی وجہ سے قطب شاہی اعوان اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام کی نسبت سے ”علوی“ بھی کہلاتا ہے۔ اسی نام کی مناسبت سے مولوی حیدر علی لدھیانوی نے 1896ء میں ”تاریخ علوی“ لکھی تھی اور محبت حسین اعوان نے بھی اسی نام کی نسبت سے ”تاریخ علوی اعوان“ 1999ء میں تالیف فرمائی۔ اور عون قطب شاہ بن علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام ہی کی نسبت سے راقم نے زیر نظر کتاب کا نام بھی ”تاریخ قطب شاہی علوی اعوان“ تجویز کیا ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ، صابونی حلوہ اور ”اعوان“:

اصل قلمی نسخہ جلیل القدر کشف الحجب (فارسی) من تصنیف حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز شائع کردہ الحاج میاں خوشی محمد سجادہ نشین داتا دربار لاہور کے ص 225 پر ”عوان بچہ“ اور ص 478 پر ”دراگہ سلاطین بغرنی“۔۔۔ و آن دیگر اگفت حلوی صابونی غذای عوانان بود“۔ منبع الانساب اور کشف الحجب کے مندرجات سے تین باتوں کا انکشاف ہوتا ہے، ۱۔ یہ کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کا تعلق اعوان قبیلہ سے ہو، ۲۔ یہ کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے والد محترم سلطنت غزنوی سے وابستہ تھے، ۳۔ یہ کہ صابونی حلوہ اعوانوں کی خوراک ہے۔ رسالہ ابدالیہ کے مطابق حضرت داتا گنج بخشؒ نے کم عمری میں سلطان محمود غزنوی کے دربار میں ہندوؤں سے مناظرہ کرتے ہوئے انہیں شکست دی تھی۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے تقریباً ایک ہزار سال قبل یہ درج کیا کہ صابونی حلوہ اعوانوں کی خوراک ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صابونی حلوہ عرب، سبزہ وار، خراسان، غزنی یا ہرات سے ہی اعوانوں کی پسندیدہ خوراک چلی آرہی ہے۔ اور وادی سون، اعوان قاری اور ملحقہ علاقوں میں شادی بیاہ و اہم تقریبات میں صابونی حلوہ بطور خاص پکایا جاتا ہے اور اس سے لوگوں کی خاطر تواضع کی جاتی ہے ان علاقوں کے قطب شاہی علوی اعوان بڑے شوق سے یہ حلوہ کھاتے ہیں۔ کشف الحجب کی تحریروں سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ دربار سلطانی اور امراء کی خوراک بھی صابونی حلوہ تھی اور قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے کئی امراء لشکر سلطان محمود غزنوی سے وابستہ تھے۔ رکنین فیروزالغات اردو جامع میں ”صابونی“ کے معنی ایک قسم کی مٹھائی درج ہے۔

منبع الانساب کے مولف سید معین الحق جھونسوی نے بھی حضرت داتا گنج بخشؒ کو حضرت عمر الاطرف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں درج کیا ہے۔ راقم مولف نے تحقیق الانساب جلد دوم ص 37 پر تذکرۃ اولیاء پاک و ہند اور ایک جدید مطبوعہ شجرہ نسب کے حوالہ سے حضرت داتا گنج بخشؒ کو حضرت امام حسنؒ کی اولاد میں درج کیا ہے۔ مگر منبع الانساب چھ سو سالہ قدیم اور مستند کتاب ہے اور مولف منبع الانساب ماہر انساب تھے اور حضرت امام حسینؒ کی اولاد سے ہیں اس لئے ان کی تحقیق

درست ہو سکتی ہے۔ تہذیب الانساب، منتقلۃ الطالیہ، الفخری وغیرہ کے مطابق حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) کے فرزند علی بن محمد اور جعفر الاصفہ بن محمد کی اولادیں غزنی، ہرات، خراسان، مصر و برصغیر پاک و ہند میں آباد ہیں اور شجرۃ المبارک، الفخری، لباب الانساب و تہذیب الانساب کے مطابق حضرت عمر الاطرف کی اولاد سے جعفر ملتانی تھے جنہوں نے ملتان میں حکومت بھی کی ان کے پچاس فرزند تھے اور زیادہ تر فرزند ان سندھ، ملتان، ہرات وغزنی وغیرہ میں آباد ہوئے نیز جعفر ملتانی کے بھائی عمر بنجورانی کی اولاد بھی ہند میں آباد ہے۔ غزنی اور ہرات حضرت محمد حنفیہ اور حضرت عمر الاطرف کی اولادوں کی سکونت کا مرکز اور گڑھ تھا اور حکومتوں کے دربار میں ان کو زبردست پذیرائی حاصل تھی۔

مختصر خلاصہ تاریخ قطب شاہی علوی اعوان:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پانچ فرزندوں حضرت امام حسنؒ، حضرت امام حسینؒ، حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ)، حضرت عباس علمدارؒ و حضرت عمر الاطرف کی نسل جاری ہے ان میں حضرت امام حسنؒ و حضرت امام حسینؒ کی اولاد سید و سادات کہلاتی ہے اور برصغیر پاک و ہند میں موجود ہے۔ ان کے تیسرے فرزند حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) کی اولاد عرب وغیرہ میں سادات اور علوی اور برصغیر پاک و ہند میں ان کے فرزند علی عبدالمناف کی اولاد علوی اور قطب شاہی علوی اعوان کہلاتی ہے۔ ان کے فرزند عون قطب شاہ غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) ہیں۔ ان کی ساتویں پشت میں سالار ساہو غازی، سالار قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین غازی پسران عطا اللہ اللہ غازی تھے جو چوتھی صدی کے آخر اور پانچویں صدی کے شروع میں سکنتگین اور سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد کی غرض سے سابق ہند میں داخل ہوئے۔ سالار ساہو غازی، محمود غزنوی کی فوج کے سپہ سالار اور ان کے بہنوئی تھے ان کے بیٹے سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کی درگاہ بہرائچ انڈیا میں مرجع خلائق عام ہے۔ ان سب نے سلطان محمود غزنوی اور اس کے خاندان کی بھرپور مدد کی تو انہوں نے بھی اس قبیلہ کو جو پہلے ہی بنی عون، اعوان یا قطب شاہی علوی اعوان کہلاتے تھے سکنتگین یا سلطان محمود غزنوی نے بھی انہیں عون یا اعوان کا خطاب دیا۔ اعوان جمع ہے ”عون“ کی، جس کے معنی معاون و مددگار کے ہیں جیسا کہ اعوان کی وجہ تسمیہ میں درج کیا جا چکا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چوتھے فرزند حضرت عباس علمدارؒ کی اولاد سید یا علوی کہلاتی ہے ایران و عرب ممالک میں ان کی آبادی ہے جب کہ ہند میں عبدالرحمن چشتی علوی مولف مرات مسعودی و مرات الاسرار کا شجرہ نسب ان سے ملتا ہے لیکن مرات الاسرار کے ص 1010 خود عبدالرحمن چشتی لکھتے ہیں کہ عباس علمدارؒ کی اولاد بغداد، سمرقند، شیراز و خراسان میں آباد ہے اور عبدالرحمن چشتی عباسی علوی کا خاندان جو خراسان سے ہندوستان آیا ان سب کے مفصل حالات انہوں نے مرات الاسرار میں درج کیے ہیں ان کے خاندان میں حضرت عباس علمدارؒ کی اولاد سے عون بن یعلیٰ یا عون بن علی نامی کوئی بزرگ نہیں گزرے ہیں۔ یاد رہے کہ انساب کی قدیم عربی و فارسی جن کا ذکر کتاب ہذا میں درج ہے کے مطابق قطب شاہی علوی اعوان صرف عون

قطب شاہ غازی بن علی بن محمد الاکبر المعروف محمد بن حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پانچویں فرزند حضرت عمر الاطرفی کی اولاد علوی، عمری، ہاشمی، یا اعوان کہلاتی ہے اور سندھ و ملتان وغیرہ میں ان کی اولاد کثیر موجود ہے۔ تہذیب الانساب و نہایۃ الاعقاب، الفخری و منقلۃ الطالبیہ کے مطابق جعفر املستانی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن حضرت عمر الاطرفی کی اولاد سندھ، ہند، خراسان، مصر، شام، یمن، کرمان، فارس و ہرات وغیرہ میں آباد ہے۔ جن میں جعفر بن محمد اور عمر بنجورانی بن محمد کی اولادیں بھی سندھ آگئی تھیں اور سبکتگین کے حلیف بنے اور اس نے اعوان کا خطاب دیا۔ نیز عون بن جعفر بن محمد کے نام کی نسبت سے بھی اعوان ہو سکتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ قطب شاہی علوی اعوان صرف عون قطب شاہ غازی بن علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔

سالار مسعود غازی کی شہادت کے بعد قطب شاہی علوی اعوان پشاور، وادی سون سکیسر، دھن کوٹ (کالاباغ) کپور تھلہ و ہند کے دیگر علاقوں میں آباد ہوئے اور زمانہ کی گردشوں کے ساتھ ساتھ بعد میں دیگر علاقوں میں آباد ہوئے۔ انگریز اس حد تک متفق دکھائی دیئے کہ ”قطب شاہی اعوان قبیلہ یقیناً عرب ماخذ ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد سے قطب شاہ غازی تھے جنہوں نے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا۔“ ان کے فرزند گلوڑہ (عبداللہ)، کلکان (مزل علی)، محمد شاہ (کنڈلان)، کھوکھر (زمان علی)، چوہان (محمد علی)، بہادر علی، نجف علی، فتح علی، نادر علی، تھے۔ نیز نسب قریش، تہذیب الانساب، منج الانساب، مراۃ مسعودی، تاریخ البحر الجمان اور مستطاب الاعوان نے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے بزرگوں کی بیان کردہ تاریخ کو کچھ ثابت کر دیا۔ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت محمد حنفیہ تھے ان کے فرزند علی عبدالمناف تھے جو مراۃ مسعودی میں غلطی سے عبدالمنان درج ہوئے یعنی ”ف“ کے بجائے ”ن“ درج ہوا۔ ان کے فرزند عون قطب شاہ غازی لقب بطل غازی قطب شاہی علوی اعوان ہیں ان کی فرزند محمد آصف غازی تھے ان کے فرزند شاہ علی غازی تھے ان کے دو فرزند شاہ محمد غازی و شاہ احمد غازی تھے۔ شاہ محمد غازی کے فرزند طیب غازی تھے ان کے فرزند طاہر غازی تھے ان کے فرزند عطا اللہ غازی تھے ان کے تین فرزند سالار ساہو غازی، سالار قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین غازی تھے سالار ساہو غازی کے فرزند سلطان الشہداء سالار مسعود غازی ہیں۔ مندرجہ بالا سب ہی عون قطب شاہ غازی کی اولاد ہیں اور بنی عون یا آل عون اور قطب شاہی علوی اعوان ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ازواج اور اولاد:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد حضرت ابی طالب تھے جو حضور ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ کے بھائی تھے یعنی نبی ﷺ کا نسب مبارک 11 اور حضرت علی کا نسب مبارک ایک ہی ہے۔ طبقات ابن سعد 12 کے ص 38 کے مطابق ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میں آدم (علیہ السلام) کی اولاد کا سردار ہوں۔ وائلہ بن اسحق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد سے اسماعیل، اسماعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو قبول فرمایا،“ حضرت علی نے نبی کریم ﷺ کی آغوش شفقت میں پرورش

پائی۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپ داماد رسول اللہ ﷺ بھی تھے۔ آپ کی ولادت 13 رجب 30 عام الفیل خانہ کعبہ میں ہوئی۔ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ 2ھ کو خاتون جنت حضرت فاطمہ سے نکاح ہوا۔ دوشنبہ 21 ذی الحجہ 35ھ خلیفہ بنے۔ 17 رمضان 40ھ کو اشقی الناس ابن نجم کے ہاتھ سے کوفہ میں زخمی ہو کر شہید ہوئے۔ خاتون جنت سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں حضرت سیدنا علی نے دوسری شادی نہیں کی۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے متعدد دشادیاں کیں اور ان سے نہایت کثرت کے ساتھ اولادیں ہوئیں لیکن صرف پانچ 9 صاحبزادوں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت محمد الاکبر (محمد حنفیہ)، حضرت عباس علمدار و حضرت عمر الاطرفی کی اولاد موجود ہے:-

- 1- حضرت فاطمہ کے لطن سے حسن، حسین اور محسن اور لڑکیوں میں زینب الکبریٰ اور ام کلثوم الکبریٰ پیدا ہوئیں۔ محسن نے بچپن ہی میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد سادات فاطمیہ، سادات حسنی و حسینی سید کہلاتی ہے۔
 - 2- حضرت خولہ 13 بنت جعفر بن قیس کا تعلق بنو حنفیہ قبیلہ سے تھا ان کے لطن سے محمد بن علی (محمد الاکبر) جو محمد بن حنفیہ یا محمد حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی اولاد سادات علوی اور قطب شاہی علوی اعوان کہلاتی ہے۔
 - 3- حضرت ام البنین بنت حزام کے لطن سے عباس علمدار، جعفر، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے یہ سب کربلا میں شہید ہوئے۔ حضرت عباس علمدار کی اولاد سادات علوی کہلاتی ہے۔
 - 4- حضرت اسماء بنت عمیس سے یحییٰ اور محمد الاصغر پیدا ہوئے۔
 - 5- حضرت امامہ بنت ابی العاص۔ یہ حضرت زینب کی صاحبزادی اور رسول اللہ ﷺ کی نواسی تھیں ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔
 - 6- حضرت لیلیٰ بنت مسعود کے لطن سے عبید اللہ اور ابو بکر پیدا ہوئے جو کربلا میں شہید ہوئے۔
 - 7- حضرت صہبا ام حبیب بنت ربیعہ یہ ام ولد تھیں ان سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ حضرت عمر الاطرف کی اولاد علوی اعوان و ہاشمی کہلاتی ہے۔
 - 8- حضرت ام سعید بنت عروہ ان کے لطن سے ام الحسن اور رملہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔
 - 9- حضرت حیات بنت عمر و القیس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو بچپن ہی میں فوت ہو گئیں۔
- تہذیب الانساب و نہایۃ الاعقاب تالیف ابی الحسن محمد بن ابی جعفر 449 ہجری کے ص 32 پر درج ہے ”العقب من ولد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ الصلاة والسلام من خمسة رجال: ۱. من ابی محمد الحسن السبط. ۲. و ابی عبد اللہ الحسین السبط. ۳. و محمد ابی القاسم الشجاع. ۴. و عمر ابی القاسم. ۵. و العباس ابی الفضل“

تحریر النسب 14 لابن النبی هشام ابولمذر بن محمد بن السائب الکفی 204ھ جلد اول ص 19 و جلد دوم ص 21 پر درج ہے ”فالعقب منهم للحسن والحسين والعباس ومحمد بن الحنفية و عمر عليهم السلام“

فی تسمیة من ولد الامیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام 15۔ قدیم مخطوط (214ھ-277) کے ص 4 پر درج ہے ”المعقب من ولد امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام خمسة نفر: الحسن والحسين ومحمد وعمر والعباس بنو علی بن ابی طالب علیہم السلام۔ فام الحسن والحسين: فاطمة بنت رسول ﷺ۔ وام محمد بن علی: الحنفية خوله بنت جعفر بن قيس بن مسلمة بن ثعلبة بن عبيد۔ وام عمر بن علی علیہ السلام: الحبيبة ام حبيب ابنة ربيعة بن يحيى بن العبد بن علقمة بن الحارث بن عتبة بن سعد۔ والعباس بن علی علیہ السلام قتل بالطف“۔

کتاب المعقون ولا امام امیر المؤمنین علی بن ابی طالب 16۔ تالیف ابی الحسین یحییٰ بن الحسن بن جعفر بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (214ھ-277ھ) کے ص 94-393 و تہذیب الانساب ص 32 پر نقل ہے ”المعقب من ولد امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام خمسة نفر: الحسن والحسين ومحمد وعمر والعباس بنو علی بن ابی طالب علیہم السلام۔ فام الحسن والحسين: فاطمة بنت رسول ﷺ۔ وام محمد بن علی: الحنفية خوله بنت جعفر بن قيس بن مسلمة بن ثعلبة بن عبيد بن ثعلبة بن يربوع بن ثعلبة بن الدول بن حنيفة بن لجيم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔ وام عمر بن علی علیہ السلام: الحبيبة ام حبيب ابنة ربيعة بن يحيى بن العبد بن علقمة بن الحارث بن عتبة بن سعد۔ والعباس بن علی علیہ السلام قتل بالطف“۔

عمدة الطالب فی نسب آل ابی طالب 17۔ تالیف الشریف جمال الدین احمد بن عتبہ (848ھ) کے ص 102 پر درج ہے ”والعقب من امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ فی خمسة رجال: الحسن والحسين ومحمد بن الحنفية والعباس شهيد الطيف، وعمر الاطرف فلند کر اعقابهم فی خمسة فصول“۔

نہج البلاغہ 18۔ کے ص 118 کے مطابق حضرت علیؑ کی سترہ لڑکیاں اور چودہ لڑکے تھے ان میں سے پانچ سے سلسلہ نسب جاری رہا ان کے نام یہ ہیں: امام حسنؑ، امام حسینؑ، محمد بن حنفیہؑ، عباسؑ، عمرؑ۔

1۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

حضرت امام حسن 19 نصف رمضان 3ھ مدینہ میں پیدا ہوئے 9 رمضان 40ھ ہجری کو خلیفہ منتخب ہوئے اور چھ ماہ کے بعد خلافت سے کنارہ کش ہو گئے۔ 15 ربیع الاول 49ھ کو مدینہ میں انتقال فرمایا۔ آپؑ کی اولاد سادات حسنی، سادات گیلانی، سادات جیلانی وغیرہ مشہور ہے۔

2۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

حضرت امام حسینؑ 3 شعبان 4ھ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ 10 محرم 61ھ کربلا میں شہید ہوئے۔ چھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں میں صرف امام زین العابدینؑ کی نسل چلی باقی کربلا میں شہید ہوئے۔ آپؑ کی اولاد سادات حسینی، سادات بخاری، سادات گردیزیہ، سادات ترمزی، سادات کاظمی، سادات اسماعیلیہ، سادات سبزواری وغیرہ بے شمار شاخ ہائیں منقسم ہے۔

3۔ ابوالقاسم حضرت محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

حضرت محمد الاکبرؑ (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ: کے نام محمد الاکبر، محمد بن علی، محمد بن حنفیہ، محمد حنفیہ، محمد حنیف، امام حنیف اور لقب ابوالقاسم اور ابو عبد اللہ تھا اور کنیت ابن الحنفیہ تھی۔ آپؑ سن 16 ہجری میں پیدا ہوئے غیر فاطمی اولاد میں آپ سب سے بڑے تھے۔ اور 81 ہجری میں انتقال ہوا۔ کتاب ہذا میں آپؑ کی اولاد درج کرنا مقصود ہے چونکہ آپؑ برصغیر پاک و ہند میں آباد سادات علوی اور قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جدِ اعلیٰ ہیں آپؑ اور آپؑ کی اولاد کے حالات آگے درج ہیں۔

4۔ حضرت عباس علمدار بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

حضرت عباس علمدارؑ 26 ہجری میں پیدا ہوئے آپؑ کی والدہ کا نام حضرت اُم النین ہے۔ کربلا میں حضرت امام حسینؑ نے سب سے بڑا علم (جھنڈا) آپؑ کو عنایت فرمایا تھا اس لیے آپؑ کو علمدار کہا جاتا ہے۔ آپؑ امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ آپؑ سے کئی کرامات منسوب ہیں۔ آپؑ کے تین فرزند تھے، فضل، قاسم اور عبد اللہ۔ فضل و قاسم کربلا میں شہید ہو گئے تھے صرف عبد اللہ زندہ تھے۔ عمدة الطالب 20 کے مطابق آپؑ کی نسل مکہ، مدینہ، مصر، بصرہ، یمن، سمرقند، طبرستان، اردن، حارہ و میاط، کوفہ، قمر، یمن، آمل، شیراز، آذربائیجان، جوجان، مصر وغیرہ میں موجود ہے۔ عبد الرحمن چشتیؒ نے حضرت عباس علمدارؑ کی اولاد جو ہند میں آئی ان کے مفصل حالات مرات الاسرار 21 میں قلمبند کیے ہیں جو کتاب ہذا میں بھی درج کیے جاتے ہیں اور ان کے خاندان میں حضرت عباس علمدارؑ کی اولاد سے عون بن یعلیٰ یاعون بن علی نامی کوئی بزرگ نہیں گزرے ہیں۔ انساب کی مستند عربی و فارسی کتب میں عون بن علی (جدِ اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) حضرت محمد الاکبرؑ المعروف محمد حنفیہؑ کی اولاد سے ہیں۔ کتب کے اقتباس کی اصل عکسی نقول کتاب ہذا کے صفحہ 422 تا 432 پر بطور ضمیمہ ملاحظہ فرمائیں۔

منہج الانساب فارسی 22 میں درج ہے ”ابو الفضل عباس بن علی بن ابی طالب علیہ السلام را پسری بود عبد اللہ نام و عبد اللہ را پسری بود حسن نام و حسن را پنج پسر بود عبد اللہ و عباس و حمزہ و ابراہیم و فضل عبد اللہ امیر حرملین شد و قاضی بود اول کسی کہ در اولاد در اولاد علی بن ابی طالب علیہ السلام در زمان عباسیان حاکم مکہ و مدینہ شد او بود عباس بن حسن را پسری بود عبد اللہ نام فرزند ان او در یمن و مکہ و مدینہ و کوفہ و مشہد حسین و مشہد موسیٰ الحجا و باشند و نسل حمزہ بن حسن در طبرستان و ترک و ہرات اند ابراہیم بن حسن را پسری علی العرج نام و نسل او در دیار مصر باشند و فرزند ان فضل ہمدان دیا ر باشند

و علماء ہر چند وقتیکہ جہت توحید سادات ضعیف احوال ہر یک کہ باتعفات مطول سازند یا اگر کسی خود را بدیشان نسب یا از ایشان خود را بدیگری نسب و بد تحقیق ان نوانہ کرد

عبدالرحمن چشتی صابری عباسی العلوی مولف مرات مسعودی و مرات الاسرار:

عبدالرحمن چشتی 9 ربیع الآخر 1005 ہجری میں رسول پور دہلی (لکھنؤ) میں پیدا ہوئے اور انتقال 1094 ہجری میں ہوا۔ آپ نے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا مستند ماخذ مرات مسعودی (1014 ہجری تا 1043 ہجری) تصنیف کرنے کے بعد مرات الاسرار (1045 ہجری تا 1065 ہجری) تصنیف فرمائی۔ مرات مسعودی میں آپ نے سلطان الشہداء سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کی پیدائش سے شہادت تک کے واقعات قلمبند کیے ہیں اور قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا مستند ماخذ شجرہ نسب بھی درج کیا ہے۔ مرات الاسرار میں آپ نے اسلامی تاریخ کے پہلے ایک ہزار سال کی مکمل تاریخ تصوف لکھی ہے جس میں آپ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک سے لے کر 1065 ہجری تک کے تمام سلاسل طریقت، مشائخ عظام اور ان کے بیان کردہ حقائق کی پوری تصویر نہایت ہی عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں پیش کی ہے۔

مرات الاسرار اردو ترجمہ کے ص 1010 پر درج ہے کہ عباس بن علی کا ایمان بہت قوی تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چونتیس سال کی عمر میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے آپ کا مزار بھی کربلا میں ہے رضی اللہ عنہ۔ آپ کے بعد ایک فرزند باقی رہ گیا جن کا نام عبداللہ بن عباس تھا۔ عبداللہ کا بھی ایک بیٹا تھا جن کا نام حسن تھا جس کے پانچ لڑکے ہوئے اول: عبداللہ جو مکہ مدینہ حاکم و قاضی تھے۔ دوم: عباس بن حسن جو نہایت فصیح اور خطیب تھے۔ سوم: حمزہ، چہارم: ابراہیم، پنجم: فضل جو بڑے عالم اور شجاعت میں نامور تھے ان پانچ حضرات کی کثرت سے اولاد ہوئی جو مختلف علاقوں میں پھیل گئی۔ بعض بغداد چلے گئے، بعض سمرقند بعض شیراز اور بعض خراسان میں جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ چنانچہ اس کتاب میں سب کے مفصل حالات دیئے گئے ہیں۔ عبدالرحمن چشتی کا شجرہ نسب یوں درج ہے۔ فقیر عبدالرحمن بن عبداللہ بن قاسم بن شاہ بدھ بن میاں شیخ بن میاں دانیال ثانی بن بدرالدین بن معین الدین بن قطب بن فرید بن نظام بن نصیر الدین بن دانیال عرف مولانا عود بن میر بدرالدین بن حسن بن فضیل ثالث بن عبداللہ بن عباس ثانی بن یحییٰ بن فضیل ثانی بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی کرم اللہ وجہہ ہے۔ آپ کے اجداد میں مولانا عود کے والد میر بدرالدین، سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں خراسان سے ہندوستان آئے۔

عبدالرحمن چشتی علوی مرات الاسرار میں لکھتے ہیں کہ ہم نالائق جو شیخ قاسم و شیخ محمد بن شاہ بدھ کی اولاد ہیں اس ویرانے میں پڑے ہیں دعا ہے کہ حق تعالیٰ خواجگان چشت کے طفیل جو خالص و مخلص محبان اہل بیت و محبان اصحاب رسول ﷺ ہیں ہماری عاقبت بخیر کرتے کیوں کہ ہم نے مولانا عود سے لے آج تک کسی دوسرے سلسلے میں بیعت نہیں کی اور نہ اس کے بعد ہمارے خاندان میں کوئی شخص کسی دوسرے سے بیعت کرے گا کیوں کہ ہم پشت بہ پشت خواجگان چشت کے کرم پروردہ ہیں غرض کہ میرے والد عبداللہ بن قاسم بن شاہ بدھ نے 1002 ہجری میں اکبر بادشاہ کے زمانے میں امتیازی

دو گھر سے نقل مکانی کر کے موضع رسول پور عرف دہلی پر گئے لکھنؤ میں سکونت اختیار کر لی اور اس فقیر کی ولادت بروز پنج شنبہ نور ربیع الآخر کو واقع ہوئی چار سال کی عمر میں حضرت شیخ محمد بن ہندگی شیخ نظام الدین امتیازی قدس سرہ حاضر ہوئے چند سال والد کے ہمراہ علم معاش سپاہ گری اور آداب سلاطین سیکھے اور دیناوی عیش میں زندگی بسر کی انیس سال کی عمر میں حق تعالیٰ نے عشق مجازی کے ذریعہ قلب میں طلب صادق پیدا کر دی یہ نور الدین جہانگیر کا زمانہ تھا آپ کا حظوظ نفس سے پاک ہو گیا چار پانچ برس امیروں کے لباس میں ریاضت شاقہ کرتے رہے اور ہر سلسلہ کے مشاغل پر عمل کرتے رہے جس سے کافی تصرفات حاصل ہوئے مختلف اطوار میں عالم مثال نمودار ہونے لگا جیسا کہ سالار مسعود غازی کے حالات میں جملہ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس اثناء میں خلق سے میل جول بھی جاری رہا حتیٰ کہ آپ کے باطن میں صوفیائے اہل صفا کے مشرب کی استقامت یعنی کثرت میں شہود احدیت حاصل ہو گیا اور عشق حقیقی کا بے حد غلبہ پیدا ہوا اس وقت تمام علاقہ دنیا کو چھوڑ کر فقیر کا لباس اختیار کیا اور گوشہ تجرید میں بیٹھ گئے سات سال اور چند ماہ تک خواجگان چشت قدس اسرار ہم کی متابعت میں سلوک طے کرتے رہے اور بقدر استطاعت قسم و قسم کے مجاہدات میں مشغول رہے حتیٰ کہ رنج راحت میں اور مجاہدہ مشاہدہ میں مبدل ہو گیا اور حقیقی فتح باب سے نوازہ گیا اس کے بعد طالعین اور مریدین کی تربیت آپ کے سپرد ہوئی۔ رجب 1032 ہجری میں نے اوراد چشتیہ جمع کئے جن سے ہر دوست بقدر استعداد فائدہ اٹھاتا ہے اس کے بعد انہوں نے اسباب معیشت بتدریج پیدا کئے اور کئی سال سے حکم الہام سے امور انجام دیتے رہے آپ مرات الاسرار میں لکھتے ہیں کہ اپنے متعلق یہ چند کلمات اس لئے لکھے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اما نعمت ربک فحدث (حق تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کرو) یہ حروف 1050 ہجری میں شہاب الدین محمد شاہجہان کے عہد میں لکھے گئے۔

5- حضرت عمر الاطراف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

حضرت عمر الاطراف 23 کی والدہ ماجدہ کا نام صہبا (ام حبیب) بنت ربیعہ ہے۔ آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ کے فرزند محمد تھے۔ محمد کی شادی امام زین العابدین کی بیٹی خدیجہ سے ہوئی تھی جن کے لطن سے عبداللہ، عبداللہ اور عمر پیدا ہوئے۔ ام ہاشم سے جعفر پیدا ہوئے۔ عبداللہ کے چار فرزند احمد، محمد، عیسیٰ المبارک عیسیٰ صالح تھے ان تمام کی نسل جاری ہے۔ محمد کے بیٹے قاسم 24 کی اولاد کثیر ملتان وغیرہ میں آباد ہے جہاں انہوں نے حکومت بھی کی۔ عبداللہ بن محمد کے فرزند طبیب تھے جن کے بیٹے علی کی اولاد بغداد و گردونواح میں آباد ہے۔ عمر بن محمد کے دو فرزند ابو محمد اسماعیل اور ابو الحسن ابراہیم تھے ان دونوں کی نسل بلخ و خراسان میں آباد ہے۔ یہ تمام احادیث کے راوی بھی ہیں۔ حضرت عمر الاطراف کی اولاد علوی، عمری، ہاشمی، یا اعوان کہلاتی ہے اور سندھ و ملتان وغیرہ میں ان کی اولاد کثیر موجود ہے۔ تہذیب الانساب و نہایت الاعقاب 25، تالیف ابی الحسن محمد بن ابی جعفر 449 ہجری و بحر الانساب 57 عربی قلمی از سید ابو جعفر حسنی مکی (کتب خانہ رجب نور محمد نظامی بوئی گاڑھار) کے مطابق جعفر المصلاتی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن حضرت

عمر الاطرافؒ کی اولاد سندھ، ہند، خراسان، مصر، شام، یمن، کرمان، فارس و ہرات وغیرہ میں آباد ہے۔
منبع الانساب ترجمہ اکثر ارشاد احمد ساحل شاہسرامی کے ص 364 کے مطابق قید نام عمر بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک صاحبزادے حضرت محمد تھے جن کے چار صاحبزادے تھے: عبداللہ، ۲۔ جعفر، ۳۔ عمر، ۴۔ محی الدین۔ حضرت عبداللہ بن محمد کی نسل بغداد اور نخل میں بہت کثیر ہے۔ پیر علی ہزبری جن کی قبر اطہر لاہور میں ہے آپ ہی کی نسل سے ہیں۔ حضرت جعفر بن محمد کی نسل عراق و عجم میں ہے۔ چنانچہ امام علی ولی الحق جن کا مزار مبارک سیالکوٹ میں ہے آپ ہی کی نسل سے ہیں۔ حضرت عمر بن مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسل عراق، عرب اور شام میں بہت پھیلی ہوئی ہے۔ چنانچہ امام الشہداء حضرت میر سید بدر الدین بدر عالم، میر سید ابوالقاسم اور میر سید اسحق جن کے مزارات طیبات پانی پت میں ہیں حضرت عمر بن محمد کی نسل سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن محمد قدس سرہ کی نسل مبارک تین صاحبزادوں سے باقی رہی: حضرت یحییٰ، حضرت احمد، حضرت محمد۔ حضرت یحییٰ بن عبداللہ کی نسل مشہد میں ہے چنانچہ میراں سید محمود بہاری حضرت یحییٰ کی نسل سے ہیں۔ آپ کی قبر اطہر حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کی درگاہ سے متصل پورب کی جانب واقع ہے۔ حضرت احمد بن عبداللہ کی نسل عراق، عرب اور شام میں ہے۔ حضرت محمد بن عبداللہ کی نسل آپ کے دونوں صاحبزادگان حضرت قاسم اور حضرت جعفر سے چلی۔ حضرت قاسم ایک علاقے کے حاکم تھے۔ آپ کے صاحبزادے محمد بن قاسم تھے جو والد کے بعد اس جگہ کے حکمران بنے۔ حضرت جعفر بن محمد بن عبداللہ کا لقب الوہد من السماء (یعنی آپ کی تائید اور خصوصی مدد آسمان کے مالک کے دربار سے ہوتی تھی) ۱۲ اساحل تھا۔ آپ کو ملتان میں سندھیوں پر حاکم بنایا گیا۔ حضرت جعفر المود من السماء کے پچاس صاحبزادے تھے ان میں سے عبدالجید بن جعفر ہندوستان کے علاقہ اوج (اب یہ پاکستان میں ہے ۱۲ اساحل) کے حکمران ہوئے۔ حضرت عبدالجید کے ایک صاحبزادے سید احمد تھے جن کے ایک صاحبزادے سید کامل ہوئے۔ سید کامل کے ایک صاحبزادے سید مکمل تھے جن کے ایک بیٹے سید احمد ہوئے۔ سید احمد بن سید مکمل کے دو صاحبزادے تھے: سید محمد اور سید محمود۔ سید محمد کی اولاد دکن میں بیجاپور، بھاک نگر، حیدر آباد، برہان پور، ایچ، بھانڈیر میں اور سورٹھ کے اطراف و جوانب میں ہیں دوسرے صاحبزادے سید محمود کو سید محمود زریں کہتے ہیں۔ ان کی اولاد کڑا اور کوڑہ اور قصبہ ایرایاں میں ہے جو کڑا سے متصل ایک دیہات ہے۔ عبدالجبار بن جعفر سیدتان میں رہے اور وہاں کے حکمران ہوئے۔ حضرت جعفر کے صاحبزادوں کی نسل اب ہندوستان، سندھ، فارس، کرمان، سیستان، عراق عرب، عراق عجم، شام اور دیگر کئی ممالک میں موجود ہیں۔ منبع الانساب کے مطابق اکثر سادات اشراف سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ منبع الانساب کے مطابق حضرت داتا گنج بخشؒ اور امام علی ولی الحقؒ حضرت عمر الاطرافؒ کی اولاد سے ہیں۔ سالار مسعود غازی کی شہادت کے بعد حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور اور حضرت امام علی ولی الحقؒ سیالکوٹ تشریف لائے۔

منبع الانساب فارسی میں لکھا ہے ”و عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام را پسری بود محمد نام

اور اچہار پسر بودند عبداللہ و جعفر و عمر و محی الدین و نسل عبداللہ در بغداد و نسل بسیار باشند علی ہزبری کہ قبر او در لاہور است از نسل ایشان اند و نسل جعفر در عراق و عجم اند چنانچہ امام علی ولی حق کہ قبر او در سیال کوٹ است از نسل ایشان اند و نسل عمر در عراق و عرب و شام بسیار اند چنانچہ امام شہید حضرت امام میر سید بدر الدین بدر عالم و میر سید ابوالقاسم و میر اسحق اہم سادات کہ قبر ایشان در پانی پت است و نسل ایشان اند و نسل عبداللہ از سہ پسر باز ماندہ یحییٰ و احمد و محمد و نسل یحییٰ در مشہور است چنانچہ میر سید محمود بہار کہ قبر او در دہلی است بطرف مشرق متصل شہر نزد خانقاہ حضرت شاہ نظام الدین قدوس سرہ العزیز و نسل احمد در عراق و عرب و شام است و نسل محمد از دو پسر باز ماندہ قاسم و جعفر قاسم ملک طالقان شد و پسر از محمد بن قاسم بعد مکران و اصفہان حاکم بود و جعفر الموعید من اللہ نقیب مقرر کردند اور در ملتان از اولاد ہندیہ حاکم کردند اور راجشاہ پسر بودند یحییٰ از فرزند عبدالجید بن جعفر در ہند ملک اوج شد و اورا ایک پسر سید احمد نام اورا ایک پسر کامل نام اورا ایک پسر بود سید مکمل نام اورا ایک پسر سید احمد نام اورادو پسر بودند سید محمد و سید محمود و اولاد سید محمد بطرف دکن، بیجاپور، بھاک نگر و حیدر آباد و برہان پور و ایچ و بہانڈیر و در نواح سورٹھ اند و پسر دوم کہ سید محمود بود اس را سید محمود زریں میکہند اولاد ایشان در میان کرہ و کور و در قصبہ ایرایاں است موضع ایرایاں ایک دہی است متصل کرو عبدالجید بن جعفر در بلاد سیستان ملک شد و نسل فرزند ان جعفر اکون در ہند و سندھ و فارس و مکران و سیستان و عراقین و شام و دیار بکر منتشر باشند۔

تہذیب الانساب و نہایۃ الاعقاب کے ص 297 تا 301 کے مطابق حضرت عمر الاطرافؒ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند محمد تھے ان کے فرزند محمد تھے ان کے دو فرزند ان ابو عبداللہ جعفر الملک ملتان و عمر بن محمد بن محمد کی کثیر اولاد ہرات، غزنی، بلخ اور برصغیر پاک و ہند میں آباد ہے۔ ابو عبداللہ جعفر الملک کے پچاس فرزند تھے۔ عبداللہ جن کے نام کی شہرت کی وجہ سے جعفر الملک ابو عبداللہ کہلائے مشہور و معروف گزرے ہیں آپ کی قبر ہرات میں ہے اور اولاد بھی ہرات میں آباد ہوئی۔ ان کے دیگر بھائیوں میں جعفر بن جعفر کی اولاد ہرات، عباس کی بلخ، ذاکفل کی ہرات، ابوطالب کی منصورہ، اسماعیل اصغر کی بلخ، سندھ، جرجان و بغداد، حسین کی اولاد غزنی، حسن کی اولاد سندھ، عقیل کی سندھ و ہرات، محمد کی اولاد مدینہ و طبرستان، عبدالجبار کی اولاد بلخ و عمان، عبدالعظیم کی اولاد سندھ، احمد کی اولاد ہند، ہاشم کی اولاد رے میں، ہارون کی اولاد سمرقند، بلخ، نیشاپور، غون بن جعفر کی اولاد بلخ، عمر بن جعفر کی اولاد ملتان، محسن کی اولاد ہند، یونس کی اولاد سندھ، مظفر کی اولاد ملتان، ادیس کی اولاد سندھ، عیسیٰ کی اولاد بلخ، صالح کی اولاد بلخ و کرمان اور عبدالصمد بن جعفر کی اولاد سندھ میں آباد ہے۔ نیز 1206ء تک ہرات و غزنی محمد حنفیہ اور عمر الاطرافؒ کی اولادوں کا گڑھ تھا۔ ہلاکو خان و چنگیز خان و تاتاریوں کے حملوں اور بغداد کی تباہی کے بعد ہرات و غزنی سے یہ لوگ منتشر ہو کر ہجرت کر گئے۔ گمان غالب ہے کہ غزنی و ہرات والے علویان و غازیان بھی اپنے بھائیوں کے پاس ہند و سندھ، ملتان، کپورتھلہ اور وادی

بعد محمد حنفیہ کی طرف نگاہ اٹھا کر بولے: ”تم نے حسن و حسین کے حق میں میری وصیت سنی؟ پھر فرمایا تمہارے لیے بھی میری یہی وصیت ہے اس کے علاوہ یہ کہ اپنے بھائیوں کو عزت و حرمت کا ہمیشہ خیال رکھنا، ان کا ہر حکم ماننا، ان کے حکم کے خلاف کوئی کام نہ کرنا“ پھر حسن و حسینؑ سے فرمایا! ”تمہارے لئے بھی میری اس بھائی کے حق میں یہی وصیت ہے کہ اس کا ہمیشہ خیال رکھنا یہ تمہاری تلوار اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے اس کا ہمہ وقت خیال رہے“ محمد الاکبر محمد اللہ بن زبیرؓ کی قید میں بھی رہے مختیار ثقفی نے انہیں رہا کر دیا۔

1- علی عبدالمنان (عبدالمناف) بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علیؑ کی اولاد مدینہ، مصر، روم و برصغیر پاک و ہند میں آباد ہے جو سادات علوی، بنی عون، بنی تراب اور قطب شاہی علوی اعوان کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔ منبع الانساب (فارسی) 37 کے صفحہ 103 کے مطابق ”علی عبدالمناف را پسری بود عون عرف قطب غازی و عون عرف قطب غازی را پسری بود آصف غازی و آصف غازی را پسری بود سید شاہ غازی و سید شاہ غازی را دو پسر بود سید شاہ محمد غازی و شاہ احمد غازی در سمر و در گرفت چنانچہ بیشتر سادات سبزواری از نسل او اند علی هذا القیاس سید حامد خان سبزواری کے قبر اور در قلعہ ما نک پور راست از نسل سید احمد غازی است چنانچہ بسیاری فرزند ان سید احمد غازی اند و سید محمد شاہ غازی کے برادر لکھاں سید شاہ احمد غازی بود اور ایک پسر بود سید طیب غازی اور ایک پسر سید طاہر غازی اور اپسری بود سید عطاء اللہ غازی اور اپسری بود سید شاہ غازی و سید شاہ غازی او نہ ہمیشہ سلطان محمود غزنوی کتھد بود و دوازده یک پسر بود حضرت سید سعید الدین سالار مسعود غازی و ایٹھان سادات علوی اند و از سادات و شرطاتی در ہند ہماہ ایٹھان آمدہ اند و ابو ہاشم بن محمد حنفیہ بن علیؑ آل است کہ عباسیان را خلافت بشارت داد و کتاب و صلیا امیر المومنین علیؑ از و بستہ و نسل ایٹھان اکون در شیراز باشند ذکر پسران دیگر و نسل پسران دیگر حضرت شاہ مرتضیٰ علی بن ابی طالب علیہ السلام کہ سوائے از بطن حضرت فاطمہ علیہ السلام بود تمام شد“

2- حسن بن محمد الاکبر بہت بڑے عالم فاضل تھے 95ھ میں وفات پائی۔

3- قاسم بن محمد الاکبر محمد الاکبر اپنے بیٹے قاسم کی وجہ سے ابو القاسم کہلائے۔

4- ابو ہاشم عبداللہ غازی بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) کو شیعوں نے اپنا سردار بنانا چاہا تھا مگر آپ اچانک ملک شام میں انتقال کر گئے اور یہ سرداری آپ کی وصیت کے مطابق عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد سے محمد بن علیؑ کو ملی ایک دوسری روایت میں اپنے بھائی علی بن محمد کو دی۔ تاریخ ابن خلدون حصہ سوئم ص 26 و ابو ہاشم عبداللہ کے دو فرزند بیگی و احمد ہوئے۔ بیگی کے پوتے صوفی ابراہیم بن محمد علوی تھے۔

5- الجعفر الاصغر بن محمد الاکبر، الجعفر الاصغر کے فرزند عبداللہ ہوئے۔ آپ کی اولاد ہند میں علوی، عراق میں بنو نقیب اور ایران کے شہرقم، قزوین، اصفہان اور فارس میں ”سادات محمدی علوی“ کے عنوان سے معروف ہے۔ عبداللہ کے فرزند جعفر ثانی تھے۔ ان کے فرزند عبداللہ راس المذری نے سیدہ آمنہ بنت الحسین الاصغر بن علیؑ بن امام الحسین بن علیؑ بن ابی طالب سے شادی کی جن سے ایک فرزند جعفر ثالث تھے جن کی نسل سے ایران کے سادات محمدی ہیں۔ آپ کے چھ فرزند علی، زید، عبداللہ، ابراہیم، قاسم اور اسحاق ملک تھے۔ علی

کی اولاد قم ایران اور بغداد میں آباد ہے۔ جعفر ثالث کی اولاد کوفہ، بصرہ، مشہد اور مصر میں آباد ہے۔ ابراہیم کی اولاد فارس، شام اور موصل میں اور القاسم کی اولاد مصر وغیرہ میں آباد ہے۔

امیر زبیر بن علی، زبیر قاسم بن علی، عون بن علی:

محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر پیر سلطان الطاف علی اعوان سجادہ نشین دربار عالیہ نے رانیٹرز کانفرنس کے دوران یہ فرمایا تھا کہ امیر زبیر بن علیؑ کے نسب کی بھی تحقیق کی جائے۔ تحقیق الاعوان کے مولف ایم خواص خان نے ص 244 پر تاریخی کتب کے حوالہ سے بحث کرتے ہوئے اپنی ذاتی رائے یوں دی ہے: ”میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اکثر شجرہ انساب میں آخر پر زبیر بھی آیا ہے جو حضرت محمد بن الحنفیہؑ کا لقب تھا۔ کئی زبانی بھی لقب روایت کرتے ہیں اور شجرہ انساب کے بیان نمبر ۲ میں واضح ہے کہ زبیر لقب و کنیت محمد حنفیہؑ کا تھا (اور کسی نے زبیر بیٹا محمد بن الحنفیہؑ کا کہہ دیا) اور مابعد والے فرقہ تمیز نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں سیرت سلطان العارفین حضرت سلطان باھو تالیف سید انصاری علی کرمانی کے مطابق حضرت سلطان العارفین سلطان باھو کا شجرہ نسب امیر زبیر بن علیؑ سے درج ہے۔ اب تک عربی فارسی کئی کتب راقم کی نظروں سے گزری ہیں ان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کسی فرزند کا نام امیر زبیر بن علیؑ نظر سے نہیں گزرا اور نہ ہی کسی کا لقب، عرف یا کنیت معلوم ہوئی۔ قلمی کتاب شجرات اقوام فارسی 38 مرتب کنندہ مستقیم بن جلال الدین قوم آوان 17 بیساکھ 1946 بکری بمطابق 29 اپریل 1889ء بروز پیر جو الکرم اسلامک لائبریری دربار کرمیہ طاہر آباد مٹگانی شریف موجود ہے اس کی نقل محترم ملک خورشید حسن علوی آف بھکر نے راقم مولف کو بھیجی ہے کے صفحہ 37 پر درج ہے ”بفرمان اعوان بیٹے یاری دہ و یاری دہندہ است این خطاب بوقت سلطنت بادشاہ سلطان محمود غزنوی کہ بآن نصرت پیران حضرت قطب شاہ کردند ملک کو ہستان و ہندستان گرفتند بندہ از روئی نصرت ایٹھان اعوان خطاب دادہ شد“ ص 37 پر لکھتے ہیں حضرت قطب شاہ غفٹ فرزندان ماندند دوزدیک پدر در ہرات ماندند یکی شاہ توری و دیگر سید چونی و پنج فرزندان درین ولایت آمدند در عہد سلطان محمود برائی نصرت او بعد ازین در ملک پنجاب ماندند تفصیل پنج فرزندان و جہان و کلکان و کولرو کہو کہر“ عون بن علی کے حوالہ سے ص 43 پر درج ہے ”محقق شد کہ در کتب زبیر قاسم را محمد زبیر و در بعضی کتاب زبیر قاسم و در بعضی جاء زبیر علی نوشتہ اند و در بعضی کتاب عون نیز گویند و اللہ اعلم بالصواب“ مندرجہ بالا قدیم شجرہ نسب سے یہ ثابت ہوا۔

یہ کہ ”اعوان“ کا خطاب سلطان محمود غزنوی نے دیا تھا۔ اور یہ کہ قطب شاہ کے فرزند عبداللہ گولہ، منزل علی کلگان، محمد شاہ کندلان، درتیم جہان شاہ وزمان علی ہوکھر سب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں اور ان کا شجرہ نسب زبیر بن علی سے ملایا گیا ہے۔ یہ کہ نسب قریش 39 کے ص 77 پر درج ہے فولد محمد (آصف غازی) بن عون [عرف قطب غازی] بن علی بن محمد [محمد الاکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب (علیا (شاہ غازی)؛ و حسنة؛ و فاطمة؛ و امهم: صفیہ بنت محمد بن مصعب بن الذبیر“ عرب میں جہاں کئی کئی شادیاں کی جاتی تھیں وہاں یہ رواج بھی عام تھا کہ اولاد اپنے نیاں کے نام سے مشہور ہو جاتی تھی جیسے حضرت محمد الاکبر

اپنی والدہ کے نام سے حنفیہ مشہور ہیں اسی طرح اور بھی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ راقم کا خیال ہے کہ عون قطب شاہ غازی جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان کے فرزند محمد (آصف غازی) کی شادی صفیہ بنت محمد بن مصعب زبیر کے ساتھ ہوئی تھی ان کے لکٹن سے علی (شاہ غازی)، حسنہ و فاطمہ پیدا ہوئے۔ اور علی کا کنیاں زبیر بن عوام کا خاندان تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی والدہ کے خاندان کی وجہ سے زبیر مشہور ہوئے ہوں گے اور شجرہ نسب میں امیر زبیر بن علی درج ہو گیا۔ نیز سیرت حضرت سلطان باہو میں خراسان اور ہرات کا ذکر بھی ہے۔

مزید یہ کہ عون بن علی یا زبیر قاسم بن علی سے مراد عون بن حضرت علیؓ بن ابی طالب نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عون بن علی بن محمد بن حضرت علیؓ بن ابی طالب ہے۔ چونکہ نسل الانساب سے یہ ثابت ہو چکا کہ ”عون بن علی“ اصل میں عون قطب غازی [جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان] بن علی عبد المناف بن محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ محمد بن مسلمہ انصاری اور بنی عون میں رشتہ داری:

عون قطب شاہ بن علی بن محمد اکبر کی شادی مہدیہ بنت عبد الرحمن بن عمر بن محمد بن مسلمہ انصاری کے ساتھ ہوئی تھی جن کے لکٹن سے محمد (لقب آصف غازی)، رقیہ اور علیہ پیدا ہوئے۔ نسب قریش 58 کے ص 77 پر درج ہے ”ولد عون“ [قطب غازی] بن علی [عبد المناف] بن محمد [محمد اکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب [محمد]؛ رقیہ؛ وعلیہ بنی عون، و انھم: مہدیہ بنت عبد الرحمن بن عمر بن محمد بن مسلمہ انصاری۔“ اس طرح بنی عون اور قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا کنیاں محمد بن مصعب بن عوام کا قبیلہ ہے۔ طبقات ابن سعد 59 حصہ اول کے ص 245 کے مطابق ہجرت کے پچیسویں مہینے سر یہ قتل کعب بن الاشرف ہوا۔ وہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی ہجو کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو تو جس طرح چاہے روک دے نیز اشراف راہو یا کو جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے کیوں کہ اس نے مجھے ادا دی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کی اس کے لئے میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ میں اسے قتل کروں گا۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور محمد بن مسلمہ انصاری نے کعب بن الاشرف کو قتل کر دیا۔ البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر 60 جلد دوم ص 87-386 پر محمد بن مسلمہ انصاری کی کعب بن اشرف کو قتل کرنے کی مکمل روئید اور درج ہے مختصر اذکر کیا جاتا ہے ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن مغیث بن ابی بردہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کعب بن اشرف کو کون قتل کرتا ہے۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہ برادر بنی عبد اشعل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں یہ کام انجام دوں گا میں اس کو قتل کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا اگر قدرت ہو تو ایسا کر چنانچہ وہ واپس چلا آیا اور تین روز اس نے کچھ نہ کھایا مگر برائے نام رسول اللہ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کر پوچھا تم نے کھانا پینا کیوں چھوڑ دیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے معلوم نہیں پورا کر سکوں گا یا نہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کام کوشش کرنا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے ساتھیوں کے ساتھ مل کر قتل کا منصوبہ بنایا اور کعب کو بالوں سے پکڑ کر قابو کیا۔ محمد بن مسلمہ کا بیان ہے کہ مجھے یاد آیا کہ نیام میں خنجر ہے میں نے وہ پکڑ کر اس کے پیڑ میں گھونپ دیا اور اپنا سارا وزن اس پر ڈال دیا کہ خنجر نیچے تک پہنچ گیا اور اس کا کام تمام ہو گیا۔ آخری پہر رسول اللہ ﷺ نماز میں

مصرف تھے ہم نے سلام عرض کیا نماز سے فراغ ہو کر آپ ﷺ باہر تشریف لائے ہم نے کعب کے قتل کی خوشخبری سنائی۔“

تاریخ ابن کثیر کے مطابق محمد بن مسلمہ انصاری، مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ بدر اور دیگر غزوات میں سوائے تبوک کے شریف رہے غزوہ تبوک میں ایک قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں آپؐ کو نائب مقرر کیا تھا۔ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے کعب بن اشرف کو قتل کیا (جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے) رسول اللہ ﷺ نے تقریباً 15 معروں میں امیر مقرر کیا۔ آپؐ نے بہت معرکے سرانجام دیئے اور دیانت و امانت کا سرچشمہ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ستر سال کی عمر ہو چکی تھی۔ 45-46 ہجری میں وفات پائی جب کہ بعد کے نزدیک اس کے علاوہ کسی اور سال ان کی وفات ہوئی۔ بنی مصعب اور بنی عون کا خاندانی تعلق:

بنی مصعب کے جد اعلیٰ مصعب بن زبیرؓ تھے۔ تاریخ ابن کثیر 61 جلد چہارم حصہ ہشتم کے ص 627 کے مطابق مصعب بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب تھے۔ ابو عبد اللہ اور ابو عیسیٰ دونوں آپؐ کنیت ہیں۔ حضرت عمرؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کا شرف حاصل ہے۔ آپؐ حضرت ابو ہریرہؓ کے اصحاب میں سے تھے انتہائی خوبصورت شخص تھے عجمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نمبر پر آپؐ سے حسین شخص کوئی نہیں دیکھا 72 ہجری میں قتل ہوئے۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو عراق کی امارت دی تھی 33 سال، 40 سال یا 45 سال کی عمر میں 72 ہجری میں قتل ہوئے۔ حضرت مصعبؓ بن زبیرؓ بن عوام بنی مصعب قبیلہ کے جد اعلیٰ تھے اور عون قطب شاہ بن علی بن محمد اکبر (محمد حنفیہ) بنی عون کے جد اعلیٰ ہیں۔ عون قطب شاہ غازی کے بیٹے محمد المشہور بہ آصف غازی کی شادی صفیہ بنت محمد بن مصعبؓ بن زبیر بن عوام کے ساتھ ہوئی تھی ان کے بطن مبارک سے علی، حسنہ و فاطمہ پیدا ہوئے۔ کچھ کتب میں محمد بن عون کا لقب اشعل البقیع درج کیا گیا ہے۔ المعقبون کے حاشیہ کے مطابق اشعل البقیع محمد بن عون بن محمد حنفیہ کا لقب تھا۔ نسب قریش کے مصنف و مولف ابو عبد اللہ مصعب بن عبد اللہ بن مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن زبیر بن عوام تھے۔ یعنی عبد اللہ بن زبیر جنہوں نے یزیدی کی وفات کے بعد خلافت کا اعلان کر دیا تھا اور مصعب بن زبیر دونوں بھائی تھے۔

غازی کی شان: غازیان علویان، نقیب علویان اور سالار غازیان اور سالار علویان:

قرآن مجید فرقان مجید اور احادیث مبارکہ میں مجاہد کی شان اور مقام بیان ہوا ہے۔ جب کہ غازی کا مجاہد سے بھی اعلیٰ مرتبہ و مقام ہے کیونکہ پہلے انسان ٹریننگ کر کے مجاہد بنتا ہے اور پھر معرکے سرانجام دیتا ہے۔ دشمن پر حملہ کرتا ہے قتال کے میدان گرم کرتا ہے، اپنا خون گراتا ہے۔ کفار کو واصل جہنم کرتا ہے۔ پھر جا کے غازی 62 بنتا ہے۔ زیر نظر کتاب میں قدیم فارسی کتاب منبع الانساب اور مرآت مسعودی اور فرہنگ آصفیہ میں سید سالار مسعود غازی سے عون قطب شاہ غازی جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان بن علی عبد المنان غازی بن حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ تا کہ شجرہ نسب میں تمام ناموں کے ساتھ غازی ہی درج

ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غازی کی تعریف بھی کردی جائے۔ تاریخ بیہقی فارسی 63 جلد اول ص 57 پر جو سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے دور کے حالات پر مبنی ہے اور 1059ء میں لکھی گئی میں علویان و غازیان کے حوالہ سے یوں درج ہے ”این قوم مستحق ہم نیکو کھاہستند بگوی تا قاضی و رئیس و خطیب و نقیب علویان و سالار علویان و سالار غازیان را خلع تھاراست کندیہم انکوں از رئیس و نقیب علویان و قاضی زرواز آن دیگر ز آندو“ یعنی غازیان علویان، نقیب علویان اور نقیب غازیان کے القابات درج ہیں۔ سعید الدین سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کی شہادت کے بعد سلطان محمود غزنوی کے بیٹوں کی آپس کی لڑائیوں میں سلطنت غزنوی کمزور ہو چکی تھی تاریخ بیہقی کے مطابق سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے دور میں اس کی فوج میں بھی غازیان علویان، سالار علویان و نقیب علویان اور سالار غازیان کی فوج موجود تھی سلطان مسعود نے ہانسی کا قلعہ خود فتح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس کے شیروں نے اسے مشورہ دیا کہ ہانسی کا قلعہ لاہور میں موجود سالار غازیان بھی فتح کر سکتے ہیں۔ یہ سالار غازیان رسالار علویان سلطان محمود غزنوی کے دور سے تنخواہ نہیں لیتے تھے یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے طور پر شامل تھے۔

حضرت امام حسنؑ، امام حسینؑ، محمد الحنفیہؑ عباس علمدار اور عمر الاطرفؑ کی اولادوں کی باہم رشتہ داریاں : حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاطمی و غیر فاطمی اولادوں میں بہت سی شادیاں ہوئیں جن میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ خدیجہ بنت امام زین العابدینؑ، محمد بن عمر الاطرف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں تھیں۔ المعقبون جلد سوم ص 397 کے مطابق عہدہ بنت یحییٰ بن الحسن بن امام زین العابدینؑ، الحسن بن علی بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس علمدار کے نکاح میں تھیں۔ ریطہ بنت ابی ہاشم عبد اللہ غازی بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شادی زید بن علی (امام زین العابدین) کے ساتھ ہوئی تھی ان کے لطن سے یحییٰ بن زید شہید بن علی (زین العابدین) پیدا ہوئے۔ اور دوسری بیٹی لبابہ بنت ابی ہاشم عبد اللہ غازی، الحسن بن علی (عبد المناف) بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) کے عقد میں تھیں ان کے لطن سے علی بن الحسن بن علی پیدا ہوئے۔ عون (قطب شاہ) بن علی عبد المناف بن حضرت محمد الاکبر (محمد حنفیہ) کی بیٹی علیہ کی شادی علی بن الحسن بن علی عبد المناف بن محمد حنفیہ کے ساتھ ہوئی تھی ان کے لطن سے الحسن بن علی تھے۔ المعقبین کے ص 72 کے مطابق رقیہ بنت عون (قطب شاہ) بن علی بن محمد حنفیہ کا عقد عبد اللہ بن داؤد بن الحسن ثقی بن امام حسنؑ سے ہوا تھا۔ المعقبون جلد سوم ص 423 کے مطابق حمودہ بنت الحسن بن علی بن محمد بن عون (قطب شاہ جد علی قطب شاہی علوی اعوان) بن علی بن محمد بن حنفیہ کی شادی الحسن بن محمد الصوفی بن یحییٰ الصوفی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر الاطرفؑ سے ہوئی تھی جن کی اولاد کو فطہ و طہرستان میں ہے۔

علویوں کا مدینہ سے خراسان کی طرف ہجرت کرنا:

تاریخ علوی اعوان 64 ایڈیشن 1999ء کے ص 291 و ایڈیشن 2009ء کے ص 301 کے مطابق ”علوی اور ولید بن زید (125ھ تا 126ھ) کے عنوان سے جناب محبت حسین اعوان رقمطراز ہیں یحییٰ بن زید بن علی بن حسین بن علیؑ بن محمد الاکبرؑ اور عمر بن علیؑ کی اولادوں کی بھرپور حمایت حاصل تھی، اپنے والد زید بن علی کی

وفات کے بعد سن 126ھ میں خراسان چلے گئے۔ آپ کے ساتھ محمد الاکبر کی اولاد نے بھی خراسان کی جانب کوچ کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ محمد الاکبرؑ کی اولاد خراسان میں آباد ہوئی اور وہاں پر اپنا اثر و رسوخ پیدا کیا۔ یحییٰ بن زید کے ساتھیوں میں محمد الاکبرؑ کی اولاد میں سے لوگ شامل تھے اور ان کی کل تعداد ستر تھی۔ عمرو بن زرارہ ان کے پیچھے پڑ گیا۔ زبردست لڑائی ہوئی اور یحییٰ بن زید اس لڑائی میں مارے گئے۔ محمد الاکبرؑ کی اولاد میں جو لوگ بچے وہ ادھر ادھر روپوش ہو گئے اور نیشاپور کے علاقے میں پناہ گزین ہوئے۔ تاریخ علوی اعوان کے ص 258 پر درج ہے ”تاریخ ابن خلدون 65 اردو جلد پنجم ص 252 پر ابن خلدون نے علی بن محمد الاکبرؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علی بن محمد الاکبر کے بیٹے کا نام حسن تھا اور شیعہ ان کی امامت کے بھی قائل تھے دیگر معتبر مورخین کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ علی بن محمد الاکبر نہ صرف صاحب اولاد تھے بلکہ ان کی اولاد کثرت سے پھیلی پھولی۔ میری تحقیق کے مطابق علوی اعوان انہی کی پشت سے ہیں۔“

کر بلا کے جگر سوز واقعہ اور مدینہ طیبہ میں واقعہ حرہ کے بعد بھی بنی امیہ نے بنی ہاشم اور بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد (علویان) کے لئے سر زمین عرب میں قیام کرنا محال کر دیا اور ان پر ظلم و ستم پہاڑ توڑے۔ ایسے میں زید شہید بن علی (حضرت امام زین العابدینؑ) کی شہادت کے بعد ان کے فرزند یحییٰ بن زید نے ستر آدمیوں کے ہمراہ خراسان کی طرف ہجرت کی ان ستر آدمیوں میں زیادہ تر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد تھی۔ چونکہ بنی امیہ کی ظالم و جابر حکومت تھی اولاد علیؑ جہاں بھی جاتی اس کے پیچھے بنی امیہ کے جاسوس ہوتے تھے۔ زید بن علی (زین العابدین) ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) کے داماد تھے۔ اور یحییٰ بن زید بن علی (زین العابدین) عمر الاطرف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے داماد تھے یعنی یحییٰ کی والدہ ریطہ بنت ابی ہاشم عبد اللہ غازی بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) تھیں۔ اور یحییٰ بن زید بن علی کی زوجہ محترمہ بنت عمر الاطرف بن حضرت علی تھیں۔ اور خدیجہ بنت علی (زین العابدین) بن امام حسینؑ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، محمد بن عمر الاطرف بن حضرت علیؑ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ اس طرح امام علی (زین العابدین)، محمد الاکبر (محمد حنفیہ) اور عمر الاطرفؑ کی اولادیں یکجہی ہونے کے علاوہ دوسرے رشتوں میں بھی منسلک تھیں اور یہ سب اس وقت کی ایک ہی شاخ ”علویان“ سے تعلق رکھتے تھے۔ اب علویان کی ہزار ہا شاخیں ہیں۔

گمان غالب ہے کہ عون قطب شاہ غازی بن علی عبد المناف بن حضرت محمد الاکبر (محمد حنفیہ) اپنی اولاد کے ساتھ اپنے بھتیجے یحییٰ بن زید بن علی (زین العابدین) کے ہمراہ یا بعد میں خراسان چلے گئے ان کے ہمراہ ستر آدمی تھے جو سب کے سب ان کے طرف دار تھے اور ان میں اکثریت بنی ہاشم اور بالخصوص علویوں کی ہی تھی۔ تقریباً ان سب ہی نے بنو امیہ کے خلاف جنگ میں شہادت پائی۔ جس کا ذکر تاریخ طبری جلد پنجم حصہ اول ص 268، تاریخ المسعودی مروج الذهب و معادن الجواہر حصہ سوم ص 262، تاریخ ابن کثیر البدایہ و النہایہ حصہ دوم ص 227 و تاریخ ابن خلدون جلد دوم حصہ دوم ص 691 و 698 پر مفصل درج ہے۔ یاد رہے کہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے شجر ہائے نسب میں عون قطب شاہ غزنوی اور عون قطب شاہ ہرات درج ہے نیز انگریزوں نے بھی یہی قلمبند کیا ہے کہ اعوان قطب شاہ غزنوی ہرات کی اولاد ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اولاد ہیں۔

عون قطب شاہ غازی بن علی بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

عون قطب شاہ غازی بن علی بن حضرت محمد الاکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد کا ذکر انساب کی قدیم مستند کتب میں درج ہے۔ سرسلسلۃ العلویہ سے قدیم اور مستند کتاب نسب قریش ہے جو دوسری صدی ہجری میں تالیف کی گئی اور مولف کتاب نسب قریش لابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب بن زبیر بن عوام کی عون قطب شاہ غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) سے قریبی رشتہ داری تھی یعنی عون قطب شاہ غازی کے بیٹے محمد المشہور بہ آصف غازی کی شادی صفیہ بنت محمد بن مصعب بن زبیر بن عوام کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس لئے بنی عون شاخ سے متعلقہ مندرجات درست، غلطیوں سے مبرا اور مستند ہیں چونکہ وہ بنی عون کے گھر کے فرد تھے۔ کتاب نسب قریش عربی اور دیگر کتب کے نام مولفین و مصنفین اور ان کی اشاعت کا زمانہ اور عون قطب شاہ غازی سے متعلقہ عبارت کے اقتباسات مختصر درج کیے جاتے ہیں تاکہ قارئین کرام کو سچ اور حقیقت معلوم ہو جائے۔

1- کتاب نسب قریش عربی (156-236 ہجری) میں بنی عون رقطب شاہی علوی اعوان کا ثبوت:

”کتاب نسب قریش“ (عربی) یہ انساب عرب کی قدیم اور کتب میں سے ایک ہے جو دوسری صدی ہجری میں لابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب بن زبیر بن عوام نے تالیف فرمائی۔ کتاب نسب قریش عربی 40 کے ص 77 پر درج ہے ”وولد علی [عبدالمنان بن عبدالمنان] بن محمد [محمد الاکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب: حسناً؛ و محمد الاکبر؛ و عبید اللہ؛ و عوناً؛ و عبداللہ؛ و محمد الاصف؛ و فاطمہ،۔ فولد الحسن بن علی بن محمد [محمد الاکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب: علیاً؛ و امہ: لبابۃ بنت عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب۔ فولد علی بن حسن بن علی بن محمد [محمد الاکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب: الحسن بن علی، و امہ: علیہ بنت عون [قطب شاہ غازی] بن علی بن محمد [محمد الاکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب۔ و ولد عون [قطب شاہ غازی] بن علی [عبدالمنان] بن محمد [محمد الاکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب: محمد؛ و رقیہ؛ و علیہ بنی عون، و امہم: مہدیہ بنت عبدالرحمن بن عمر بن محمد بن مسلمۃ الانصاری۔ فولد محمد بن عون بن علی بن محمد [محمد الاکبر (محمد حنفیہ)] بن علی بن ابی طالب: علیاً؛ و حسنہ؛ و فاطمہ؛ و امہم: صفیہ بنت محمد بن مصعب بن زبیر۔“

کتاب نسب قریش عربی کی مندرجہ بالا عبارت بنی قطب شاہی علوی اعوان کی بنیاد ہے۔ مولف کتاب نسب قریش عربی کا شمار قدیم معروف نسب دانوں میں ہوتا ہے جس کا ذکر منقولۃ الطالیبہ کے مولف نے بھی کیا ہے۔ نسب قریش عربی کے مطابق عون (قطب شاہ غازی قطب شاہی علوی اعوان) کی اولاد ”بنی عون“ درج ہے۔ جیسے ہاشم کی اولاد بنی ہاشم، عباس کی اولاد بنی عباس ہے۔ عون کا مطلب معاون و مددگار ہے عون کی جمع ”اعوان“ ہے۔ عون کی وجہ سے یہ قبیلہ اعوان مشہور ہوا اور قطب شاہ غازی کی وجہ سے قطب شاہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد ہونے کے ناطے سے علوی ہے۔ ”عون قطب شاہ“ ہونے کا ثبوت قدیم شجرہ نسب کے علاوہ منبع الانساب فارسی میں سید معین الحق جھونسوی نے 830 ہجری میں اس طرح لکھا۔ ”علی عبدالمنان راپرسی بود عون عرف قطب غازی و عون عرف قطب غازی راپرسی بود اصف

غازی“۔ قدیم نسب ناموں میں بھی ”شاہ“ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کے ہر نام کے ساتھ درج ہے۔ منبع الانساب کے فارسی نسخہ میں پہلی سطر میں ”علی عبدالمنان“ اور دوسری سطر میں ان کے بجائے ف نظر آ رہا ہے۔ علامہ ڈاکٹر اشاد حسین ساحل شاہسراہی نے اردو ترجمہ کرتے ہوئے علی عبدالمنان ہی لکھا ہے۔ مرات مسعودی فارسی اور مرات الاسرار فارسی میں عبدالمنان لکھا ہے۔ میرے خیال میں عبدالمنان ہی درست ہے۔ اصل مخطوط بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال جو بھی ہو ”علی“ نسب کی تمام کتب میں درج ہے۔ بحر الجمان فی مناقب حالات سید الانس کے ص 135 پر ”عون عرف قطب غازی بابا“ بن علی بن ابوالقاسم محمد الاکبر المعروف امام حنیف درج ہے۔ اور منبع الانساب فارسی میں عون عرف قطب غازی بن علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تحریر ہونے سے ”قطب شاہی“ کہلانے کی وجہ تسمیہ بھی تاریخی حوالہ سے مستند ثابت ہو چکی ہے۔ سلطان محمود غزنوی یا سبکتگین کی طرف سے اعوان کا خطاب دیے جانے کی روایت بھی قدیم شجرہ ہائے نسب اور تاریخوں میں ملتی ہے۔ ممکن ہے سلطان محمود غزنوی یا سبکتگین نے یہ کہا ہو کہ آپ نسباً طور پر اعوان ہیں اور آپ نے جہاد ہند میں ہماری مدد کی لہذا ہم بھی آپ کو اعوان کا خطاب دیتے ہیں۔ نیز فتح البلدان والقبائل الہندیہ جلد دوم کے ص 1145 پر بھی آل عون: کے عنوان میں درج ہے قبیلہ ”من آل محمد۔۔۔ و آل علی“ یعنی آل عون، آل محمد (حضرت محمد حنفیہ بن علی بن ابی طالب) و آل علی (علی بن ابی طالب)۔ یہ قبیلہ یمن میں آباد بیان کیا گیا ہے ممکن اس کا تعلق بھی عون بن علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہو جو بنی عون نسب قریش میں درج ہے۔ منقولۃ الطالیبہ عربی اور مہاجر ان آل ابی طالب فارسی میں بھی حضرت محمد حنفیہ کی اولاد یمن میں آباد ہونا بیان کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ مستند کتب کے حوالہ سے صرف عون قطب شاہ غازی بن علی عبدالمنان بن حضرت محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد بنی قطب شاہی علوی اعوان ہے۔

جہاں تک غوث الاعظم حضرت پیر عبدالقادر جیلانی کی طرف سے عون بن علی کو قطب الہند بنا کر ہندوستان بھیجے اور قطب شاہی کہلائے جانے کی بات ہے وہ قطب الدین مدنی ہیں۔ منبع الانساب فارسی کے اردو ترجمہ کے ص 358 کے مطابق قطب الدین مدنی کے والد میر سید احمد اور حضور غوث الثقلین حقیقی پچازاد بھائی ہیں حضور غوث پاک کی ہمشیرہ بی مات حضرت میر سید احمد سے منسوب تھیں ان ہی سے میر قطب الدین مدنی تولد ہوئے حضرت کو مدنی اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت میر سید احمد اپنے اہل خاندان کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے حج بیت اللہ کے بعد مدینہ منورہ میں روزہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے حضرت کی والدہ امید سے تھیں اور قطب الدین مدنی مدینہ میں پیدا ہوئے بعد میں غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے بعد کا خیال ہے کہ حضور غوث پاک کے صاحبزادے عبدالرزاق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باطنی تربیت حاصل کی صاحب کمال عارف باللہ تھے آپ کا مزار کڑا میں ہے آپ کو حسنی و حسینی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے جد کریم عبداللہ المحض بن حسن ثقی بن امام حسنؑ کے شہزادے تھے اور امام حسینؑ کے نواسے تھے آپ کی اولادیں کڑا اور اس کے مصافات میں موجود ہیں۔ نیز غوث پاک کے تمام خلفاء کے نام قدیم کتب میں موجود ہیں لیکن عون بن علی یا عون بن یعلیٰ غوث پاک کے خلفیہ نہیں گزرے۔

2- فی تسمیۃ من ولد الامام امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام عربی (214-277ھ) : فی تسمیۃ من ولد الامام امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام 41 تالیف ابی الحسن یحییٰ بن جعفر بن عبید اللہ بن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (214-277ھ) قدیم اصل مخطوطہ کے ص 24 پر درج ہے ”والعقب من علی بن محمد بن علی بن ابی طالب علیہم السلام من عون بن علی وامہ ام ولد. والعقب من عون بن علی بن محمد بن علی من محمد بن عون وامہ مہدیہ بنت عبدالرحمن بن عمرو بن محمد بن مسلمۃ الانصاری. والعقب من ولد محمد بن عون بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب علیہ السلام من علی بن محمد، وامہ صفیہ بنت محمد بن مصعب بن الذبیر بن العوام۔ اصل قدیم قلمی مخطوطہ 30 صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی کو بنیادی ماخذ جانتے ہوئے السید مہدی الرجائی الموسوی نے دیگر انساب کی کتب کے تقابلی جائزہ کے بعد تین جلدوں پر مشتمل کتاب المعقبون ترتیب دی۔ اس کے علاوہ محمد اکظم نے بعد از تحقیق اسی کے حوالہ سے کتاب المعقبین، قم ایران سے 2001ء میں طبع کروائی۔ فارس حسن کریم نے بھی المعقبون کے نام سے کتاب ترتیب دی۔

3- المعقبون عربی (214-277ھ) : المعقبون 42 عربی جلد سوم تالیف الشریف ابی الحسن یحییٰ بن جعفر بن عبید اللہ بن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (214-277ھ) ترتیب السید مہدی الرجائی الموسوی 1427ھ قمری تم ایران سے شائع ہوئی کے ص 393 سے مختصراً اقتباس درج کیا جاتا ہے ”اماعون [قطب شاہ غازی] بن علی بن محمد الحنفیہ، فاعقب من ولدہ: محمد اشہل البقیع، امہ مہدیہ بنت عبدالرحمن بن عمرو بن محمد بن مسلمۃ الانصاری۔ اما محمد اشہل البقیع بن عون، فاعقب من سبعة رجال، وهم: علی امہ صفیہ بنت محمد بن حمزہ بن مصعب بن الزبیر بن العوام، وموسیٰ له عقب، والحسن له بقیہ بالہند، وعیسیٰ، واحمد، ومحمد، والحسین۔ اما علی بن علی بن محمد اشہل البقیع، فاعقب من ولدیہ، وهما: عیسیٰ له عقب بمصر، وابوتراب محمد القتیل الاحول بمصر ولد۔ اما عیسیٰ بن علی بن علی بن محمد اشہل البقیع، فاعقب من ثلاثہ رجال، وهم: ابوتراب الحسن، وابوزبیہ القاسم له ولد بمصر، والحسین التوم۔ اما الحسن التوم بن عیسیٰ بن علی بن علی، فاعقب من ولدہ: محمد، اما محمد بن الحسن التوم، فاعقب من ولدہ: الحسن له عقب۔ واما ابوتراب محمد بن علی بن علی محمد اشہل البقیع، فاعقب من ولدہ

محمد، اما محمد بن محمد بن علی بن علی، فاعقب من ولدہ: ابی علی الحسن قتلہ الروم ولہ اولاد۔ واما موسیٰ بن علی بن محمد اشہل البقیع، فاعقب من رجلین، وهما: حمزہ، والحسین، ولهما عقب واولاد بمصر واخوة فی صح۔“ اسی کتاب کے ص 423 کے مطابق الحسن بن محمد الصوفی بن یحییٰ الصوفی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر الاطرف کی اولاد کو فہرہ مصر میں کثیر ہے اور الحسن بن محمد الصوفی کی شادی حمزہ بنت الحسن بن علی بن محمد بن عون (قطب شاہ غازی جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) بن علی بن محمد بن الحنفیہ کی شادی الحسن بن محمد الصوفی جو کہ حضرت عمر اطرف کی اولاد سے تھے ہوئی تھی اور ان کی اولاد پھرستان میں درج ہے۔ عون (قطب شاہ) بن علی عبد المنان بن حضرت محمد الاکبر (محمد حنفیہ) کی بیٹی علیہ کی شادی علی بن الحسن بن علی عبد المنان بن محمد حنفیہ کے ساتھ ہوئی تھی ان کے لطن سے الحسن بن علی تھے۔ المنقلۃ الطالیہ کے ص 352 کے مطابق حسن بن علی بن محمد بن عون (قطب شاہ غازی) کی اولاد ہند میں آباد ہے مندرجہ بالا عبارت سے یہ ماخذ ہوتا ہے کہ طویل فاصلہ پر ہجرت کے باوجود رشتہ داریاں ہوتی رہیں اور ان تمام علویان کا آپس میں رابطہ و تعلق موجود تھا۔ اور عون قطب شاہ غازی کی بیٹیوں کے رشتے اور نسب نامے بھی انساب کی کتب میں درج ہیں۔

3- کتاب المعقبین من ولد الامام امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام عربی (214-277ھ) : کتاب المعقبین 43 من ولد الامام امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام تالیف ابی الحسن یحییٰ بن جعفر بن عبید اللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (214-277ھ) تحقیق محمد اکظم طبع قم ایران 2001ء کے ص 101 پر یوں درج ہے ”والعقب من عون بن علی بن محمد بن علی من محمد بن عون وامہ مہدیہ بنت عبدالرحمن بن عمرو بن محمد بن مسلمۃ الانصاری. والعقب من ولد محمد بن عون بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب من علی بن محمد وامہ صفیہ بنت محمد بن مصعب بن الذبیر بن العوام۔ المعقبین کے ص 72 کے مطابق رقیہ بنت عون [قطب شاہ غازی] بن علی بن محمد حنفیہ کا عقد عبد اللہ بن داؤد بن الحسن ثنی بن امام حسن سے ہوا تھا۔ جس سے ثابت ہوا کہ عون قطب شاہ غازی جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان کی بیٹی رقیہ بنت عون کی شادی عبد اللہ بن داؤد بن الحسن ثنی بن امام حسن سے ہوئی تھی۔ یعنی بیٹیوں کے رشتے اور نسب نامے بھی انساب کی کتب میں درج ہیں۔

4- کتاب المقالات والفرق عربی (301ھ) : محمد بن علی

کتاب المقالات والفرق 44 تالیف سعد بن عبد اللہ الاشعری مولف کی وفات 301ھ قمری میں ہوئی ص 178 پر علی اکبر بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) کی اولاد درج کی ہے۔

5- جمہرۃ انساب العرب (384ھ) : محمد بن علی

جمہرۃ انساب العرب 45 کے مولف لابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی 384ھ میں

پیدا ہوئے اور 456 ہجری میں وفات پائی آپؒ ہجرت انساب العرب کے نام سے نسب کی کتاب تصانیف فرمائی جو انساب کی کتب میں اہم اور مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے جمہور انساب کے ص 59 پر درج ہے ”وولد علی بن محمد بن الحنفیہ: اسماعیل، و محمد، و عبد اللہ، و عیید اللہ، و الحسن، و عون؛ کان عقبہم بالمدينة۔ و ولد عون بن [علی] بن محمد بن الحنفیہ: محمد، امہ مہدیہ بنت عبد الرحمن بن عمرو بن محمد بن مسلمة الانصاری وعقبہ متفرق۔“ عون بن علی عبد المنان بن محمد الکبر (محمد حنفیہ) کی اولاد مدینہ اور متفرق مقامات پر بیان کی گئی ہے۔

6- تاریخ بھٹی (385 ہجری۔ 470 ہجری) میں قطب شاہی علوی اعوان کا ثبوت:

تاریخ بھٹی میں سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے حالات درج ہیں۔ سالار مسعود غازی نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ 424 ہجری آل محمود (سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی) کے دور میں جام شہادت نوش کیا۔ ملاحظہ ہو مرات مسعودی فارسی (1005 ہجری۔ 1094 ہجری) و مرات الاسراف فارسی (1005 ہجری۔ 1094 ہجری)۔ تاہم تاریخ بھٹی جلد اول ص 57 پر علویان و غازیوں کے حوالہ سے درج ہے ”این قوم مستحق ہم نیکو تھا۔ استند بگوی تا قاضی و رئیس و خطیب و نقیب علویان و سالار علویان و سالار غازیان را خلعتہار است کند ہم اکنوں از رئیس و نقیب علویان و قاضی زرواز آن دیگر ز آندود“ یہ علویان و غازیوں کو ہیں جیسا کہ منبع انساب فارسی، مرات مسعودی فارسی، فرہنگ آصفیہ میں سالار مسعود غازی سے لیکر عون قطب شاہ غازی تک شجرہ نسب میں ہر نام کے ساتھ غازی ہونا درج ہے۔ ان علویان و غازیوں کی تصدیق لباب انساب والا لقب و الاعتقاد عربی تالیف ابی الحسن بن ابی القاسم بن زید البھٹی التوفی 565 ہجری کے ص 727 پر سے بھی ہوتی ہے۔ فصل فی ذکر السادات والاشراف الذین یاخذون الارزاق وریوع (فی جمیع النسخ: کانوا) الاوقاف من دیوان غزنہ و نواحیہا باہتمام نقیب النقباء ابی محمد الحسن بن محمد الحسینی۔ اولاد محمد بن الحنفیہ: علی بن الحسین، و ابناہ الحسین بن علی، والقاسم بن علی، و منصور بن علی و حمزہ بن علی و عبد الملک بن علی و سکینہ بنت علی و رسیہ بنت علی۔ تاریخ بھٹی اور لباب انساب کی مندرجہ بالا عبارت سے حضرت محمد بن حنفیہ کی اولاد کا سلطنت ہندو غزنی و گرد و نواح سے منسلک ہونا ثابت ہے۔ نیز یہ کہ قطب شاہی علوی اعوان از اولاد محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبیلہ اور حضرت عمر الاطرف کی اولاد کے علاوہ علویوں میں سے کوئی بھی سلطان محمود غزنوی یا آل محمود کے ہمراہ جہاد کا دعویٰ نہیں کرتا۔ لہذا تہذیب انساب، لباب انساب، منبع انساب، تاریخ فیروز شاہی، اخبار الاخیار، مرات مسعودی اور مرات الاسراف، کی راویات سے یہ بات ثبوت کو پہنچی کہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ از اولاد حضرت محمد حنفیہؒ سبکتگین، سلطان محمود غزنوی اور آل محمود کے دور میں ان کے ہمراہ جہاد میں رہا ہے۔

7- تہذیب انساب و نہایۃ الاعتقاد عربی (449 ہجری) ہند میں علوی اعوان کے ثبوت: تہذیب انساب 46 و نہایۃ الاعتقاد 449 ہجری میں ابی الحسن محمد بن ابی جعفر نے تالیف فرمائی اس کے صفحات 273 و 274 پر درج ہے ”والعقب من علی بن محمد بن امیر المومنین علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہم من عون بن علی والحسن بن علی الاقبیش [خ: الاقباش]۔ والعقب من ولد عون [عرف قطب غازی] بن علی [عبد المنان] بن محمد ابن الحنفیہ فی محمد صاحب القبر بالبقیع وحده ومنہ فی علی بن محمد اشہل البقیع ومنہ فی علی بن علی و موسی بن علی والحسن بن علی قال ابن ابی جعفر له بقیہ بالہند، فاما علی بن علی بن محمد اشہل البقیع فولدہ عیسی بن علی بن علی بن محمد اشہل البقیع له عقب بمصر، ابوتراب القتیل الاحول له بمصر ولد، و ابوتراب هذا هو الحسن بن محمد بن عیسی بن علی بن علی بن محمد اشہل البقیع واخوه القاسم ابوزبیبہ بن محمد بن عیسی بن علی بن علی له ولد بمصر، والحسین بن عیسی بن علی بن علی التوم فولدہ محمد بن الحسن ومنہ فی الحسن بن محمد له عقب واما محمد بن علی بن علی بن محمد اشہل البقیع فولدہ مس محمد بن محمد وحده ومنہ فی ابی علی الحسن بن محمد بن محمد بن محمد قتلته الروم وله اولاد، واما موسی بن علی بن محمد اشہل البقیع فله من حمزہ بن موسی والحسین بن موسی ہما عقب و اولاد بمصر واخوه فی صح“

تہذیب انساب و نہایۃ الاعتقاد عربی 449 ہجری میں تالیف ہوئی۔ اس میں علی بن علی، موسیٰ بن علی و الحسن بن علی کے علاوہ باقی عیسیٰ بن علی، احمد (غازی)، بن علی، محمد (غازی)، بن علی و الحسن بن علی کی اولاد ہندوستان میں آباد ہونا درج ہے۔ جس کا مزید ثبوت منبع انساب فارسی میں درج احمد بن علی کو احمد غازی اور محمد بن علی کو محمد غازی درج کرتے ہوئے ان کی اولاد کا شجرہ نسب سالار مسعود غازی بھانجہ سلطان محمود غزنوی تک درج کیا ہے۔ اور سلطان محمود غزنوی کی وفات 421 2 ہجری میں ہوئی اور سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کی شہادت 424 ہجری میں ہوئی۔ اس طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ سلطان محمود غزنوی کے دور میں لکھی جانے والی عربی کتب میں محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد درج ہے۔ تہذیب انساب سلطان محمود غزنوی کے انتقال کے 18 سال بعد شائع ہوئی۔

8- منتقلة الطالبيه عربی (471 ہجری) میں قطب شاہی علوی اعوان کا ثبوت:

منتقلة الطالبيه عربی تالیف ابی اسماعیل ابراہیم بن ناصر ابن طباطبا، سلطان محمود غزنوی کے انتقال 421ھ کے 50 سال بعد 471 ہجری میں شائع ہوئی۔ اس کے ص 352 پر درج ہے ”ذکر من ورد الهند من ولد محمد بن الحنفیہ، منهم ولد علی بن محمد بن الحنفیہ (بالهند) من ولد الحسن بن علی بن محمد اشہل [آصف] البقیع ابن عون [قطب شاہ غازی] بن علی (عبد المنان)۔ منتقلة الطالبيه عربی کے ص 303 پر درج ہے ”(بمصر) علی بن اشہل [آصف] البقیع ابن عون [قطب شاہ غازی] بن علی [عبد المنان] بن محمد [الحنفیہ] بن علی [حضرت علی کرم اللہ وجہہ] بن ابی طالب (ع) عقبہ علی بن علی اعقب، وموسیٰ اعقب والحسین [الحسن] اعقب وسواہم فی المشجرۃ عیسیٰ و احمد [غازی] و محمد [غازی] و الحسن۔“ ص 331 نصیبین نواح کوفہ) درج ہے ”(بنصیبین) الحسن بن محمد بن الحسن بن اسحاق الموتمن عقبہ ابوالحسن محمد و ابوالقاسم احمد و يعرفا بابنا المحمدیہ فان امہما رقیہ بنت ابی تراب محمد العسل (۱) ابن علی بن علی بن محمد بن عون [قطب شاہ غازی] بن علی بن محمد بن الحنفیہ“ ص 215 پر درج ہے ”(بطبرستان) ابوالحسن یحییٰ بن الحسن بن محمد الصوفی ابن یحییٰ الصوفی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر الاطرف، امہ حمدونہ بنت الحسن بن علی بن محمد [آصف غازی] بن عون [قطب شاہ غازی] بن علی بن محمد بن الحنفیہ“۔

352 کے مطابق علی بن محمد اکبر (حضرت محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہند میں آباد ہے۔ نیز عون قطب شاہ غازی کی اولاد مصر میں آباد ہونا، نصیبین نواح کوفہ میں رقیہ بنت ابی تراب محمد العسل اور طبرستان میں عون قطب شاہ غازی کی اولاد سے حمدونہ بنت الحسن کی اولاد بیان کی گئی۔ اس طرح منتقلة الطالبيه میں تین مختلف مقامات پر عون قطب شاہ غازی کی اولاد درج کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ آل ابی طالب کی اولاد جہاں جہاں ہجرت کر گئی وہ سب اس میں درج ہے اور الحمد للہ ثم الحمد للہ منتقلة الطالبيه کے ص 303 پر عون قطب شاہ غازی کے سات پڑپوتوں ۱۔ علی بن علی، ۲۔ موسیٰ بن علی، ۳۔ حسن بن علی، ۴۔ عیسیٰ بن علی، ۵۔ حسین بن علی، ۶۔ احمد [غازی] بن علی، ۷۔ محمد [غازی] بن علی بن محمد [عسل] محمد [آصف غازی] بن عون قطب شاہ غازی بن علی عبد المنان بن محمد [الحنفیہ] بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام درج ہیں۔ قطب شاہی علوی اعوان کے شجرہ نسب کے مصدقہ ثبوت اور ان کا ہندوستان آباد نا بھی درج ہے۔ یاد رہے کہ

منتقلة الطالبيه عربی 471 ہجری میں تالیف ہوئی۔ اور قطب شاہی علوی اعوان کی اولاد سے متعلق تہذیب الانساب عربی میں درج ہے کہ علی بن علی موسیٰ بن علی و الحسن بن علی کے علاوہ باقی ہند میں آباد ہیں۔ لباب الانساب کے مطابق حسن بن علی کی اولاد بھی ہند میں آباد ہے۔ اور شیخ الانساب فارسی کے مطابق محمد غازی و احمد غازی پسران شاہ [علی] غازی بن عون قطب شاہ غازی بن علی عبد المنان غازی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہند میں آباد ہونا درج ہے۔ نیز شیخ الانساب فارسی جو 600 سالہ قدیم نسب کی کتاب ہے میں یہ بھی درج ہے کہ عون قطب شاہ غازی کی اولاد بہت ہے اور یہ بھی درج ہے کہ اکثر سادات سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی تاریخ جو صدیوں سے زبانی بیان کی جاتی ہے اس کے مستند ہونے کا ثبوت قدیم کتب نسب قریش عربی، تہذیب الانساب عربی، لباب الانساب عربی، منتقلة الطالبيه عربی و مہاجران آل ابی طالب فارسی، شیخ الانساب فارسی، مرآت مسعودی فارسی و مرآت الاسرار فارسی وغیرہ میں بھی درج ہے۔

9- مہاجران آل ابی طالب فارسی (471 ہجری) میں قطب شاہی علوی اعوان کا ثبوت:

مہاجران آل ابی طالب فارسی (471 ہجری) تالیف ابوالاسماعیل ابراہیم بن ناصر بن طباطبا۔ اس کا فارسی ترجمہ 1372 ہجری میں محمد رضا عطائی نے کیا اور دیگر انساب کی کتب کے حوالہ بھی دیے۔ مہاجران آل ابی طالب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاطمی اولاد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور غیر فاطمی اولاد حضرت محمد اکبر (محمد الحنفیہ)، حضرت عباس علمدار اور حضرت عمر الاطرف، حضرت عقیل و حضرت جعفر طیار کی اولاد کے شجرہائے نسب اور جن جن مقامات و شہروں میں ہجرت کی وہ بھی درج ہیں۔ الحمد للہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جد علی حضرت عون قطب شاہ غازی بن علی عبد المنان بن حضرت محمد الحنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کا ہند میں آنا اور عون [قطب شاہ غازی] اور شجرہائے نسب و مقام سکونت بھی درج ہیں۔ الحمد للہ تاریخی اعتبار سے یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ مہاجران آل ابی طالب فارسی کے ص 255 پر ہند کے عنوان میں درج ہے ”ذکر واردین بہ ہند از اولاد محمد بن حنفیہ از جملہ برخی از فرزندان علی بن محمد بن حنفیہ: بعضی از فرزندان حسن بن علی بن محمد اشہل بقیع فرزندان عون [قطب شاہ غازی] بن علی [عبد المنان]۔“ مزید صفحہ 332 پر علی بن اشہل [آصف] بقیع بن عون [قطب شاہ غازی] بن علی [عبد المنان] بن محمد [الحنفیہ] بن علی [حضرت علی کرم اللہ وجہہ] بن ابی طالب (ع)، باز ماندگانش عبارتند از: علی بن علی۔ وی فرزندان داشتہ: موسیٰ، حسین۔ این دونیز باز ماندگانیداشتہ ند۔ و مطابق مشجرہ: عیسیٰ، احمد [غازی]، محمد [غازی] و حسین۔ ص 246 پر نصیبین کے عنوان سے تحریر ہے ”ذکر اسامی واردین بہ نصیبین از اولاد اسحاق موتمن فرزند جعفر صادق (ع) از جملہ برخی از اولاد اسحاق موتمن: حسن بن محمد بن حسن بن

اسحاق موتمن۔ باز مندگانش عبارتند از: ابوالحسن محمد و ابوالقاسم احمد کہ ۱۰ این دو معروف بہ پسران محمدیہ هستند، زیر امامدرشان رقیہ دختر ابوتراب محمد (عسل) فرزند علی بن علی بن محمد [آصف غازی] بن عون [قطب شاہ غازی جداعلی قطب شاہی علوی اعوان] بن علی بن محمد بن حنفیہ است۔ ص 192 پرنذر اسامی واردین بہ طبرستان از اولاد عمر اطرف، از جملہ برخی از فرزندان عبداللہ بن محمد بن عمر اطرف: ۱۔ ابوالحسن یحییٰ بن حسن بن محمد صوفی پسر یحییٰ صوفی فرزند عبداللہ بن محمد بن عمر اطرف، مادرش حمدونہ دختر حسن بن علی بن محمد [آصف غازی] ابن عون [قطب شاہ غازی جداعلی قطب شاہی علوی اعوان] بن علی بن محمد بن حنفیہ است۔ بنابہ نقل این ابی جعفر وی فرزندانی داشتہ است۔ اس کتاب میں بھی علی بن محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کا ہند میں ہجرت کرنا اور بنی عون علوی (قطب شاہی علوی اعوان) کا مصر میں ہونا اور حمدونہ دختر حسن بن علی بن محمد [آصف غازی] ابن عون [قطب شاہ غازی جداعلی قطب شاہی علوی اعوان] بن علی بن محمد بن حنفیہ۔ اور رقیہ دختر ابوتراب محمد (عسل) فرزند علی بن علی بن محمد [آصف غازی] بن عون [قطب شاہ غازی جداعلی قطب شاہی علوی اعوان] بن علی بن محمد بن حنفیہ کا نہ صرف شجرہ نسب درج ہے بلکہ ان کی اولاد کا بھی ذکر موجود ہے۔ اور الحمد للہ ص 332 پر عون قطب شاہ غازی کے سات پڑپوتوں ۱۔ علی بن علی، ۲۔ موسیٰ بن علی، ۳۔ حسن بن علی، ۴۔ عیسیٰ بن علی، ۵۔ حسین بن علی، ۶۔ احمد [غازی] بن علی، ۷۔ محمد [غازی] بن علی بن محمد (عسل) محمد آصف غازی [بن عون قطب شاہ غازی بن علی عبدالمنان بن محمد الحنفیہ] بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام درج ہیں۔

10۔ لباب الانساب والالقباب والاعقاب عربی (565 ہجری) سلطنت غزنوی اور علوی اعوان: لباب الانساب والالقباب والاعقاب تالیف ابی الحسن بن ابی القاسم بن زید البہیقی المتوفی 565 ہجری کے ص 727 پر درج ہے "فصل فی ذکر السادات والاشراف الذین یاخذون الارزاق وربوع (فی جمیع النسخ: کانوا) الاوقاف من دیوان غزنہ ونواحیہا باہتمام نقیب النقباء ابی محمد الحسن بن محمد الحسینی۔ اولاد محمد بن الحنفیہ: علی بن الحسین، وابناء الحسین بن علی، والقاسم بن علی، ومنصور بن علی وحمزہ بن علی وعبدالملک بن علی و سکینہ بنت علی و رسیۃ بنت علی"۔ لباب الانساب کے مولف 565 ہجری میں فوت ہوئے یقیناً اس سے قبل ہی کی تصانیف ہے۔ اس میں بھی عون قطب شاہ غازی از اولاد محمد حنفیہ کی اولاد کا غزنی ونواح میں سلطنت غزنی سے منسلک ہونا درج ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ قطب شاہی علوی اعوان سلطان محمود غزنوی کے بعد بھی 565 ہجری تک سلطان محمود غزنوی کی آل کے دور میں بھی غزنی ونواحی علاقوں میں سلطنت کا حصہ تھے۔

11۔ الفخری فی انساب الطالبین (572 ہجری۔ 614 ہجری): الفخری فی انساب الطالبین 47 کے مصنف اسماعیل بن الحسین بن محمد بن الحسین بن احمد المرندی الامر و ثانی 572 ہجری میں پیدا ہوئے اور 614 ہجری میں وفات پائی۔ الفخری فی انساب الطالبین کے ص 165 و 166 پر درج ہے "اعقاب محمد بن الحنفیہ [واما ابوالقاسم محمد الاکبر المعروف بہ ((ابن الحنفیہ)) الذی لاخلاف فیہ الی ستہ رجال وہم: علی بالمدینہ ((برغوث)) وقیل: هو العوید و ابراہیم بحران۔ وعیسیٰ بفسا۔ والقاسم بالمدینہ وامہ محمدیہ وجعفر الثالث المحدث بفارس واسحاق بفارس، بنو عبداللہ الثانی ابن جعفر الاکبر الثانی ابن ابی جعفر عبداللہ راس المدری وامہ آمنہ الکبری بنت الحسین الاصغر ابن علی ذین العابدین علیہ السلام۔ لان علی بن محمد زعم بعض النساب انه انقرض، و ذکر ابو عبداللہ ابن طباطبا و ابو الغنائم انه اعقب، وهو الصحيح، وهم جماعة بالموصل و مصر و واسط والہند، علی ماورد فی کتابہ ابو الغنائم و ابصر قوما منهم۔ وانتهی عقبہ الی ولد علی بن محمد اسهل الفصح ابن عون [عرف قطب غازی] بن علی بن محمد الحنفیہ۔ اما علی برغوث، فعقبہ من محمد المدنی العالم وحده و یعرف وقیل: لعویفہ، وامہ جعفریہ"۔ الفخری فی انساب الطالبین میں محمد اسهل الفصح کے بجائے محمد اسهل الفصح درج ہے۔ جبکہ شیعہ الانساب میں آصف غازی، مرات مسعودی میں ملک آصف غازی اور دیگر کتب میں "محمد" درج ہے۔ اسهل سے آصف بولنے میں ایک ہی صوتی آواز ہے۔ اس لئے محمد اسهل، محمد اسهل و محمد آصف تینوں ایک ہی نام ہیں واللہ العالم بالصواب۔

12۔ رسائل اعجاز (اعجاز خسروی) فارسی (665 ہجری۔ 725 ہجری):

رسائل اعجاز (اعجاز خسروی) فارسی تالیف امیر خسرو رسالہ اولی میں درج ہے "طراءۃ العود:۔ در قصبہ بہرائچ از مزار معطر سپہ سالار شہید ہمہ ہندوستان بوی عود گرفتہ است" ان لفظوں نے سفر نامہ ہند میں سالار مسعود غازی کا نام "عود" لکھا ہے اور اس کی تصدیق امیر خسرو سے بھی ہوتی ہے۔ تاریخ فیروز شاہی میں سید ضاء الدین برٹی نے پورا نام سالار مسعود غازی درج کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سالار مسعود غازی ہندوستان کے اولین شہداء میں سے ہیں۔

13۔ التذکرۃ فی الانساب مطہرہ (709 ہجری):

التذکرۃ فی الانساب مطہرہ، للعلامۃ النساب احمد ابوالفضل جمال الدین بن ابی المعالی محمد بن الہمنا بن ابی الحسن علی بن الہمنا بن ابی علی الحسن بن ابی المصو رحمہ بن المسلم بن الہمنا بن ابی العلاء المسلم الامیر بن ابی علی محمد الامیر بن ابی احسین محمد الاشر بن ابی علی عبید اللہ الثالث بن علی عبید اللہ الثانی بن علی الصالح بن عبید اللہ بن

احسین الاصغر بن احسین بن علی بن ابی الطالب العلوی کی تصنیف ہے کتاب ہذا 709 ہجری سے پہلے لکھی گئی۔ اس کے ص 272 پر علی بن محمد [آصف غازی] بن عون [قطب شاہ غازی] بن علی بن محمد انحفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد درج ہے۔ تہذیب الانساب و نہایۃ الاعتقاد عربی میں علی بن علی، موسیٰ بن علی و احسن بن علی کی اولاد مصر و روم وغیرہ میں آباد ہے ان کے علاوہ بانی ہند میں آباد ہیں۔

14۔ سفر نامہ ابن بطوطہ (725 ہجری۔ 755 ہجری):

مشہور عربی مورخ ابن بطوطہ 51 نے اپنا سفر کا آغاز 725 ہجری سے کیا اور 755 ہجری واپس اپنے وطن پہنچا۔ کتاب رحلتہ ابن بطوطہ المسماة تحفة النظائر فی غرائب الامصر و عجائب الاسفار الجزر الشانی عربی کے ص 83 پر درج ہے ”وقصد السلطان ونحن معه الی مدینة بھرائج (وضبط اسمها بفتح الباء الموحدة و هاء مسکن و راء مالف و باء آخر الحروف مکسورة و حیم) وہی مدینة حسنة فی عدوة نھر السرو و هواد کبیر شدید الانحدار و اجازة السلطان برسم زیارة قبر الشیخ الصالح البطل سالار عود [مسعود] الذی فتح اکثر تلك البلاد و له اخبار عجیبة و غزوات مہیرة و تکاثر الناس“ سفر نامہ ابن بطوطہ جس کا اردو ترجمہ خان بہادر مولوی محمد حسین ریٹائرڈیشن ج نے کیا ہے کے صفحہ 206 پر سلطان الشہداء سالار مسعود غازی قطب شاہی علوی اعوان کا ذکر یوں کیا ہے ”بادشاہ شیخ سالار مسعود کی قبر کی زیارت کے لیے دریا پار گیا شیخ سالار مسعود غازی نے اس نواح کے اکثر ملک فتح کیے ہیں اور ان سے متعلق عجیب عجیب باتیں مشہور ہیں“۔ ابن بطوطہ نے مرآت مسعودی کی تصانیف سے تقریباً تین سو سال پہلے سالار مسعود غازی سے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے گرد و نواح کے اکثر ممالک فتح کیے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ مرآت مسعودی میں سالار مسعود غازی کے جو جنگی کارہائے نمایاں درج ہیں وہ مرآت مسعودی سے بھی تین سو سال پہلے مشہور تھے۔

15۔ تاریخ فیروز شاہی فارسی (1285ء۔ 1357ء):

تاریخ فیروز شاہی 54 فارسی ضیاء الدین برنی (1285ء۔ 1357ء) نے سلطان فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں تصانیف فرمائی۔ اس طرح تاریخ فیروز شاہی تقریباً 650 سال پہلے 780 ہجری میں لکھی گئی۔ اور یہ تاریخ فرشتہ سے بھی تقریباً ڈھائی سو سال پرانی کتاب ہے۔ تاریخ فیروز شاہی میں درج ہے۔ ”سلطان محمد شاہ تغلق بعد از فارغ فتنہ عین الملک از بنگر متو عزیمت بطرف بھرائچ نمود و سپہ سالار مسعود غازی را کہ از غزاة سلطان محمود سبکتگین بود زیارت کرد و مجاوران روضہ او زرہا و صدقات بسیار دادہ از بھرائچ احمدایاز را بر سر راہ لکھنوتپی نامزد کردہ خود نیز متوجہ آنحدود گشت“۔ تاریخ فرشتہ ترجمہ عبدالحی خواجہ ایم اے مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور جلد اول کے ص 441 پر درج ہے ”بادشاہ سرکردواری سے عازم بھرائچ ہوا اور حضرت سپہ سالار مسعود غازی کے مقبرہ کی زیارت کی۔ حضرت مسعود سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ مرآت مسعودی سے تین سو سال قبل لکھی جانے والی کتاب تاریخ فیروز شاہی میں

سالار مسعود غازی کو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ کے غازیوں میں لکھا ہے۔ اور ایک نسخہ میں بھانجہ لکھا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرآت مسعودی خوابوں کے مطابق نہیں بلکہ اصل قدیم ماخذ کے مطابق بھی لکھی گئی ہے۔ اسی طرح منبع الانساب جو تقریباً 600 سال قبل سید معین الحق جھونسوی نے لکھی میں بھی سالار مسعود غازی کو سلطان محمود غزنوی کا بھانجہ لکھا ہے اور سالار مسعود کا شجرہ نسب بھی وہی درج ہے جو اوپر درج کیا جا چکا ہے۔

16۔ منبع الانساب فارسی (830 ہجری) میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے شجرہ نسب کا ثبوت:

”منبع الانساب 50 فارسی 830ھ کے مولف سید معین الحق جھونسوی کتاب ہذا کے صفحات 103 و 104 پر رقمطراز ہیں“ حضرت شاہ ابوالقاسم محمد حنیف بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کہ حنیفہ مشہور است روزدوشنبہ سنہ شانزدہ ہجری بمدینہ و مدت شصت و پنج سال عمر یافت در سن احدی و ثمانین (ہشتادویک) در عہد عبدالملک مروانی وفات یافت و جمعی از کتابیہ دعویٰ کنند کہ او آمدہ است و اوراسہ پسر بودمد ابوالہاشم و علی عبدالمنان و سید جعفر! و جعفر راپسری بود عبداللہ نام و علی عبدالمناف [عبدالمنان] راپسری بود عون عرف قطب غازی و عون عرف قطب غازی راپسری بود آصف غازی و آصف غازی راپسری بود سید شاہ غازی و سید شاہ غازی رادوپسر بودند شاہ محمد غازی و شاہ احمد غازی در سبزوار گرفت چنانچہ بشت رسادات سبزواری از نسل او اند علی ہذا القیاس! سید حامد خان سبزواری کہ قبر او در قلعہ مانک پور است از نسل سید احمد غازی است چنانچہ بسیار فرزندان سید احمد غازی اند و سید محمد شاہ غازی کہ برادر کلان سید شاہ احمد غازی بود اور ایک پسر بود سید طیب غازی اور ایک پسر سید طاہر غازی اور پسر سید عطا اللہ غازی اور پسر سید بود سید شاہ غازی و سید شاہ غازی اوند ہمیشہ سلطان محمود غزنوی کتخدا بودند از ویک پسر بود حضرت سید سعید الدین سالار مسعود غازی و ایشان سادات علوی اند و از سادات و شرطاتی در ہند ہمراہ ایشان آمدہ اند و ابوہاشم بن محمد حنیف بن علی آن است کہ عباسیان را بخلافت بشارت داد و کتاب وصایا امیر المومنین علی از و بستہ و نسل ایشان اکنون در شیراز باشند ذکر پسران دیگر و نسل پسران دیگر حضرت شاہ مرتضیٰ علی بن ابی طالب علیہ السلام کہ سوائے از بطن حضرت فاطمہ علیہ السلام بودند تمام شد“

”منبع الانساب فارسی (830 ہجری) کی مندرجہ بالا عبارت کا اردو ترجمہ ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی سائل شاہ سرامی ص 363 تا 365 پر رقمطراز ہیں“ حضرت شاہ ابوالقاسم محمد حنیف بن علی مرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد حنیفہ کے نام سے مشہور ہیں آپ کی ولادت 16 ہجری کو مدینہ منورہ میں

ہوئی۔ عمر مبارک پینسٹھ سال تھی۔ ۸۱ھ ہجری میں عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں پیر کے دن وصال ہوا۔ کتابوں کا ایک گروہ دعویٰ کرتا ہے کہ آپ قریب قیامت ظہور فرمائیں گے (اسی طرح کی اور بھی بعض بے سرو پا حکایت آپ سے منسوب ہیں)۔ آپ کے تین صاحبزادے: ۱۔ ابوباشم، ۲۔ علی عبدالمناف [عبدالمنان]، ۳۔ جعفر۔ آپ کے چودہ صاحبزادے اور دس صاحبزادیاں تھیں لیکن نسل تین صاحبزادوں سے چلی: ابوباشم جعفر علی ادست اسرار ہم (خاندان مصطفیٰ، ص ۱۳۴) حضرت کا وصال مدینہ طیبہ یا طائف میں ہاں (مساکن السالکین، ۱۸۲/۱) حضرت جعفر کے ایک صاحبزادے عبداللہ تھے۔ حضرت علی عبدالمناف [عبدالمنان] کے ایک صاحبزادے عون عرف قطب غازی تھے۔ حضرت عون عرف قطب غازی (جد علی قطب شاہی اعوان) کے ایک صاحبزادے آصف غازی تھے اور آصف غازی کے ایک صاحبزادے شاہ غازی، شاہ غازی کے دو صاحبزادے شاہ محمد غازی اور شاہ احمد غازی تھے۔ شاہ احمد غازی نے سبزوار کو اپنا وطن بنایا۔ چنانچہ سادات سبزواری بھی شاہ احمد غازی کی نسل سے ہیں جن کا مزار مبارک قلعہ مالکپور میں ہے۔ حضرت سید احمد غازی کی اولاد بہت ہیں۔ سید شاہ احمد غازی کے بڑے بھائی سید شاہ محمد غازی کے ایک صاحبزادے سید طیب غازی ہیں جن کے ایک صاحبزادے سید طاہر غازی ہیں۔ سید طاہر غازی کے ایک صاحبزادے سید عطاء اللہ غازی اور ان کے صاحبزادے سید ساہو غازی ہیں۔ سید ساہو غازی کی شادی سلطان محمود غزنوی کی ہمیشہ کے ساتھ ہوئی۔ ان سے ایک صاحبزادے سید سعید الدین سالار مسعود غازی ہیں۔ آپ سادات علوی سے ہیں۔ اکثر اشراف سادات حضرت سید سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ حضرت محمد حنفیہ بن علی مرتضیٰ کے بڑے صاحبزادے حضرت ابوباشم عبداللہ ہیں جنہوں نے عباسیوں کو خلافت کی بشارت دی اور آپ نے ہی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے وصایا شریف قلم بند فرمائے۔ آپ کی نسل ابھی شیراز میں ہے۔“

منبع الانساب جس میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا مستند شجرہ نسب درج ہے۔ اس طرح منبع الانساب تاریخ قطب شاہی علوی اعوان کا سب سے اہم قدیم اور مستند ماخذ ہے۔ جس نے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی تاریخ جو وہ زبانی بیان کرتے تھے سچ ثابت کر دی۔ منبع الانساب میں یہ بھی درج ہے کہ عون قطب شاہ غازی کی اولاد بہت ہے اور یہ بھی درج کیا کہ اکثر سادات سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔

17۔ عمدۃ الطالب فی نسب الابی طالب (848ھ ہجری):

عمدۃ الطالب فی نسب الابی طالب (عربی) 48 الشریف جمال الدین احمد بن علی بن الحسین بن علی مہنا عجبہ بن علی بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن محمد الاکبر بن داؤد بن موسیٰ الثانی بن عبداللہ الرضا بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المعص بن حسن اثنی بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 848ھ ہجری میں تالیف کی کے ص 145 تا 147 محمد الاکبر المعروف محمد حنفیہ کی اولاد درج کی ہے اس میں محمد بن حنفیہ کی اولاد کا نمع یعنی ہند میں آنا اور علی بن محمد حنفیہ کی اولاد کا اقتباس بذیل ہے۔ ”فولدا ابوالقاسم محمد بن الحنفیہ اربعة وعشرين ولدا منهم اربعة عشر ذکر أقال الشيخ تاج الدین محمد بن

معیۃ: بنو محمد بن الحنفیہ قلیلون جدالیس بالعراق ولا بالحجاز منهم احد وبقیہم ان كانت فی مصر وبلاد العجم، والکوفة منهم بیت واحد هذا کلامۃ فالعقب المتصل الان من محمد من رجلین علی و جعفر قتل يوم الحرۃ۔۔۔“ واما علی بن محمد بن الحنفیہ وهو الکبر فممن ولده ابو محمد الحسن ابن علی المذکور کان عالما فاضلا ادعنه الکیسانیہ اماما و اوصی الی ابنه علی فاتخذته الکیسانیہ اما ما بعد ایہ ومنہم ابو الحسن تراب محمد ابن المصری الملقب ثلثا و خردیۃ ابن عیسیٰ بن علی بن محمد بن علی بن علی المذکور قتل بمصر وله عقب منتشر بقال لهم بنو ابی تراب هذا کلام الشیخ ابی الحسن العمری۔ وقال الشیخ ابو نصر البخاری: کل المحمدیہ من ولد جعفر بن محمد وقال فی موضع آخر: اعقب علی و ابراہیم و علی و عون اولاد محمد بن علی ثم انقرض نسلهم ولا یصح ان یرید بعلی هذا الاصغر فانه دارج وهذا معقب منقرض واللہ سبحانہ اعلم۔“ مولف عمدۃ الطالب نے ابونصر بخاری مولف سر السلسلۃ العلویہ کی روایت کو قلمبند کرتے ہوئے یہ لکھا کہ وہ علی اصغر تھے۔ جبکہ عون قطب شاہ غازی علی اکبر کی اولاد سے ہیں۔ سر سلسلۃ العلویہ سے قدیم کتب نسب قریش۔ المعقبون، المعقبین اور مقالات بالفرق وغیرہ اور اس سے بعد کی انساب کی کتب میں علی بن محمد بن علی بن ابی طالب کی اولاد درج ہے۔ اور منقلۃ الطالیبہ اور مہاجر ان آل ابی طالب میں تو عون قطب شاہ غازی بن علی بن محمد کی اولاد کے کئی پشتوں تک شجرہ نسب دیے ہیں اور علی کی اولاد کا ہندوستان ہجرت کرنا بھی درج کیا ہے۔ الشجرۃ المبارکۃ فی انساب الطالیبہ تالیف امام فخر الرازی التوفی 606ھ ہجری کے ص 81-180 پر محمد الحنفیہ کے فرزند جعفر الاکبر، جعفر الاصغر، و عون و علی اکبر، و ابراہیم و القاسم و عبدالرحمن، و حمزہ و الحسن، و علی اصغر، و عبداللہ و عبداللہ لکھے ہیں۔

18۔ بحر الانساب عربی (900ھ ہجری):

بحر الانساب 56 عربی تالیف السید محمد بن احمد بن حمید الدین الحسینی نجفی (900ھ ہجری) جو 1999ء المدینہ منورہ سعودیہ سے شائع ہوئی کے ص 245 پر عون (قطب شاہ غازی) بن علی بن محمد الاکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد درج ہے۔ علی بن علی، موسیٰ بن علی، الحسن بن علی، عیسیٰ بن علی، محمد (غازی) بن علی، احمد (غازی) بن علی والحسین بن علی بن محمد [آصف] عون [قطب شاہ] بن علی [عبدالمنان] بن محمد الحنفیہ درج ہیں۔ تہذیب الانساب میں علی بن موسیٰ بن علی و الحسن بن علی کے علاوہ باقی ہند میں آباد ہونے والے بیان کیے گئے ہیں۔ منقلۃ الطالیبہ کے ص 352 حسن بن علی کی اولاد بھی ہند میں ہے۔ منبع الانساب کے مطابق احمد (غازی) بن علی و محمد (غازی) بن علی کی اولاد بھی ہند میں آباد ہے۔ اس طرح الحسن

بن علی، عیسیٰ بن علی، محمد (غازی) بن علی، احمد (غازی) بن علی و الحسین بن علی کی اولاد ہند میں آباد ہے۔ محمد غازی کی اولاد سے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ ہے۔

19۔ سراج الانساب فارسی (976 ہجری):

سراج الانساب فارسی تالیف علامہ نسبہ سید احمد بن محمد بن عبدالرحمن کیا گیا (1976 ہجری) تحقیق سید مہدی رجائی کے ص 174 پر علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد درج ہے۔

20۔ تحفۃ الطالب عربی (997 ہجری):

تحفۃ الطالب عربی تالیف سید محمد الحسین بن عبداللہ الحسینی شرفی المدنی (997 ہجری) کے ص 103 پر علی بن محمد الحنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد درج ہے۔

21۔ طبقات اکبری فارسی (949 ہجری۔ 1014 ہجری):

طبقات اکبری فارسی تالیف خواجہ نظام الدین احمد ترجمہ و ترتیب محمد ابوب قادری کے ص 321 پر درج ہے ”سلطان باگرتوئے“ [باگرمونہ سے] بہرائچ گیا اور سپہ سالار مسعود شہید سی (قبر) کی زیارت کی جو سلطان محمود غزنوی کے قریب دار تھے۔ حاشیہ 3 میں درج ہے سالار مسعود غازی برصغیر کے اولین غازی و شہید ہیں، لیکن افسوس کہ ان کے حالات کسی مستند تاریخی ماخذ میں نہیں ملتے۔ ان سے متعلق جو کتابیں مرآت مسعودی (عبدالرحمان چشتی) لکھی گئی ہیں، وہ بہت بعد میں مرتب ہوئیں۔ ان کی تاریخ پیدائش اور تاریخ شہادت میں بھی اختلاف ہے، لیکن زیادہ تر ۴۲۲ھ میں شہید ہونا بیان کیا گیا ہے۔ (ق)

22۔ اخبار الاخیار فارسی (958ھ۔ 1052ھ ہجری):

اخبار الاخیار فارسی تالیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (958ھ۔ 1052ھ) مترجم مولانا محمد عبدالاحد قادری ص 408 پر درج ہے ”تاریخ فیروز شاہی میں ہے کہ آپ کا اصل نام دراصل سپہ سالار مسعود غازی تھا، آپ سلطان محمود غزنوی کے ساتھ کے غازی تھے سلطان محمد تغلق جب بہرائچ جاتا تو آپ کے مزار مقدس کی ضرورت زیارت کیا کرتا تھا اور وہاں کے مجادروں کو بہت مال دیا کرتا تھا“ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی تقریباً چار سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے اپنی کتاب میں سالار مسعود غازی کو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ کے غازی لکھا ہے۔ اخبار الاخیار کا حوالہ حضرت عبدالرحمن چشتی نے مرآت الاسرار میں دیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اخبار الاخیار پہلے کی تصانیف ہے۔ اس سے مرآت مسعودی و مرآت الاسرار کے مندرجات کی تصدیق ہوتی ہے۔

22۔ تاریخ فرشتہ فارسی (1019 ہجری بمطابق 1611ء):

تاریخ فرشتہ محمد قاسم فرشتہ نے 1605ء میں لکھنا شروع کی اور 1611ء میں مکمل ہوئی۔ تاریخ فرشتہ فارسی از آغاز تا بابر نو بیسندہ محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی ناشر چابی: انجمن آثار و مفاخر فرهنگی ناشر دہلی: مرکز تحقیقات رایانہ ای قانچہ اصفہان کے صفحہ 255 پر درج ہے ”وازانجا بہرائچ رفتہ و قبر سالار مسعود را کہ از اقارب سلطان محمود غزنوی بود“ مزید صفحہ 256 پر طبقات اکبری 1/211 کے حوالہ سے درج ہے ”وسلطان از

باگرمونہ بہرائچ رفت و سپہ سالار مسعود شہید را کہ از قریب سالار مسعود غزنوی بود زیارت کرد“

تاریخ فرشتہ جلد دوم مترجمہ مولوی محمد فدا علی صاحب طالب 1345ھ۔ 1926ء حیدر آباد دکن کے ص 29 پر درج ہے ”بادشاہ نے سرکرداری سے بہرائچ کا سفر کیا اور حضرت سید سالار مسعود غازی کی قبر کی زیارت کی حضرت مسعود سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے اور آل محمود کے عہد میں غیر مسلموں سے لڑکر خدا کی راہ میں شہید ہوئے“ آل محمود سے مراد سلطان مسعود بن محمود غزنوی 424 ہجری ہے۔

تاریخ فرشتہ تصنیف محمد قاسم فرشتہ جو 1605ء تا 1611ء میں لکھی گئی جس کا ترجمہ عبدالحق خواجہ ایم اے نے کیا اور شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے شائع کی جلد اول کے ص 441 پر درج ہے ”بادشاہ سرکرداری سے عازم بہرائچ ہوا اور حضرت سپہ سالار مسعود غازی کے مقبرہ کی زیارت کی۔ حضرت مسعود سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے اور آل محمود [مسعود بن محمود 424ھ] کے عہد حکومت میں غیر مسلموں کے ہاتھوں جام شہادت پیا“ مولف تاریخ فرشتہ نے بھی زائد چار سو سال پہلے سالار مسعود غازی کو سلطان محمود غزنوی کا بھانجا (رشتہ دار) لکھا اور آل محمود میں شہادت لکھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سالار مسعود غازی کی شہادت 424ھ آل محمود یعنی سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے دور میں ہوئی۔

24۔ تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی فارسی (1021 ہجری بمطابق 1624ء):

تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی فارسی (1021 ہجری بمطابق 1624ء) تالیف خواجہ نعمت اللہ ہروی ترجمہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین ص 178-179 پر درج ہے ”مسلمان ہر سال سالار مسعود غازی کا نیزہ بلند کر کے بہرائچ کے بازاروں میں پھرتے تھے سلطان نے یہ رسم بند کردی“ حاشیہ ۱۔ (سالار مسعود غازی) محمود غزنوی کا بھانجا تھا۔ لشکر کے ساتھ بہرائچ آیا تھا۔ اس کی عمر انیس سال تھی ۴۲۴ ہجری میں ہندوؤں کے خلاف جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا تھا اس کی یاد میں بہرائچ کے مسلمان ہر سال نیزہ لے کر بازاروں میں نکلتے تھے۔ (جرنل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۲: ۶۱)۔ نیز مخزن کے ص 326 پر ان افغان سرداروں کے نام درج ہیں جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد میں رہے۔ ملک سلیمان لودھی، ملک خانوں، ملک داؤد، ملک احمد، ملک یحییٰ، ملک محمود، ملک غازی، ملک عامون، ملک کمال، ملک بہرام و ملک ساہو۔ یہاں افغان سرداروں سے مراد بوجہ آباد کاری نسلًا ملک سالار ہو (سالار ساہو) علوی ہیں۔ پشتوؤں کشتری ریاض المحبت تالیف محبت خان (1805ء) میں درج ہے سالار ساہو زابل کے سردار تھے اور ان کا ایک ہی لڑکا (سالار مسعود غازی) پیدا ہوا جس کی قبر بہرائچ میں ہے۔

25۔ سفینۃ الاولیاء فارسی (1023 ہجری۔ 1067 ہجری) بمطابق (1615-1659ء):

سفینۃ الاولیاء فارسی تالیف شہزادہ داراشکوہ قادری (1615-1659ء) میں درج ہے از سرداران و غازیان لشکر سلطان محمود غزنوی اندر در اوائل اسنام در ہندوستان فتوحات بسیار نمودہ اند و درجہ شہادت رسیدہ۔ شہادت ایشیان در چہار صد و نوزدہ ہجری بودہ ترجمہ محمد لطفی ص 205 پر لکھتے ہیں ”شیخ سالار مسعود غازی قدس سرہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ سلطان محمود غزنوی

کے لشکر کے غازیوں اور سرداروں میں ہیں۔ اوائل اسلام میں ہندوستان میں بہت سی فتوحات کیں۔ آپ نے درجہ شہادت حاصل کیا۔ خوارق و کرامات وفات کے بعد ظاہر ہوئیں۔ آپ کے معتقدین کا بڑا گروہ ہے آپ کی شہادت 449 [419] ہجری میں ہوئی قبر قصبہ ہراچک میں ہے۔ ہر سال عرس کی فاتحہ میں سینکڑوں لوگ دور دراز سے حاضری دیتے ہیں اور نذر و نیاز کرتے ہیں، سفینہ اولیاء کے مولف نے بھی سالار مسعود غازی کو سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے سرداران و غازیوں میں لکھا ہے اور شہادت کی تاریخ چار صد و نو زودہ یعنی 419 ہجری درج کی ہے۔ جب کہ مرآت مسعودی، مرآت الاسرار، معارج الولاہیت، تذکرۃ الشہداء، خزینۃ الاصفیاء، فہرست آصفیہ، اسلامی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا اور سلطان الشہداء وغیرہ میں آپ کی تاریخ شہادت 424 ہجری ہی درج ہے۔

26۔ مرآت مسعودی فارسی (1005 ہجری - 1094 ہجری) میں قطب شاہی علوی اعوان کا ثبوت:

مرآت مسعودی 2 53 فارسی تالیف عبدالرحمن چشتی العباسی العلوی (1005 ہجری - 1094 ہجری) جہانگیر کے دور میں تصنیف فرمائی اس میں سلطان الشہداء، سعید الدین سالار مسعود غازی کے حالات تاریخ محمودی از ملجم، تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی تالیف سراج عقیف اور قدیم ہندی تاریخ از اچاریہ مہر نام زاردار وکیل راجکوہ کے حوالہ سے تصانیف کی گئی ہے کتاب ہذا کے 7 کے پر سالار مسعود غازی کا شجرہ نسب یوں درج ہے "سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی [برادر ملک قطب حیدر، سالار سیف الدین علوی] بن عطا اللہ غازی [برادر حیات اللہ و نور اللہ] بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی بن عمر [علی] غازی بن ملک آصف غازی [محمد] بن بطل غازی [عوی] عرف قطب شاہ غازی [بن عبد المنان غازی] علی [بن محمد حنفیہ بن اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ]۔ مرآت مسعودی، قطب شاہی علوی اعوان تاریخ کا مستند اور نادر ماخذ اور تاریخ کا ایک حصہ ہے جس میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے عظیم سپوت سلطان الشہداء سالار مسعود غازی اور سالار ساہو غازی کے جنگی کارہائے نمایاں درج ہیں فتح سومنات کا ذکر بطور خاص درج ہے۔ مرآت مسعودی فارسی کے اہم نادر اور مستند چار نسخہ جات کی عکسی نقول ہم نے کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران اور مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا سے حاصل کیے اور ان چار نسخہ جات کے تقابلی جائزہ کے بعد کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد کے بوسیدہ نسخہ 1075 ہجری کا متن ترتیب دے کر پہلی مرتبہ تاریخ قطب شاہی علوی اعوان میں معہ اردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ بوسیدہ نسخہ کا دیگر نسخہ جات کے بغیر ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے عظیم سپوت سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کے جہاد ہند میں کارہائے نمایاں کے علاوہ ان کے خاندانی حالات، شجرہ نسب اور کشف و کرامات پر مشتمل سب سے قدیم تاریخ بزبان فارسی ہے۔ تاریخ ابن کثیر عربی، تاریخ فیروز شاہی فارسی، تاریخ فرشتہ فارسی، منبع الانساب فارسی، اخبار الاخیار فارسی، سفینہ اولیاء فارسی، طبقات اکبری، معارج الولاہیت و تاریخ اودھ وغیرہ میں بھی سالار مسعود غازی کا سلطان محمود غزنوی

کے ساتھ جہاد میں شرکت کا ذکر موجود ہے۔ جس سے مرآت مسعودی کے مندرجات کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس طرح مرآت مسعودی، قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی سب سے قدیم تاریخ ہے۔

27۔ انساب الطالبین (1043 ہجری):

انساب الطالبین تالیف لابی عبداللہ حسین بن عبداللہ السمرقندی القاہرہ 1043 ہجری میں تالیف ہوئی کے ص 167 پر درج ہے "واما علی بن محمد بن الحنفیہ فاندہ اعقب اباحمد الحسن وکان عالما وادعیتہ الکسانیہ امام بعدایہ ومن علی بن علی لہ عقب یتقال ہم بنو امی تراث وقد عقب علی بن محمد الحنفیہ من عون وکسن وھم عقب"

28۔ مرآت الاسرار فارسی (1065 ہجری) سالار مسعود غازی کا جہاد ہند میں شرکت کا ثبوت:

مرآت الاسرار 53 فارسی تالیف عبدالرحمن چشتی 1065 ہجری اصل فارسی مخطوطہ 498 صفحات پر مشتمل ہے اس کا اردو ترجمہ مولانا الحاج کیتان واحد بخش سیال چشتی صابری نے کیا ہے جو 1263 صفحات پر مشتمل ہے جو جنوری 2010ء میں الفیصل ناشران تاجران کتب اردو بازار لاہور نے شائع کی۔ مرآت الاسرار کی تالیف میں حضرت عبدالرحمن چشتی نے تقریباً 47 کتابوں سے استفادہ فرمایا جو قبل ازیں اولیاء کرام تصنیف فرما چکے تھے۔ یہ کتاب اسلامی تاریخ کے پہلے ایک ہزار سال کی مکمل تاریخ تصوف ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک سے لے کر مصنف کے وقت تک تمام سلاسل طریقت، مشائخ عظام اور ان کے بیان کردہ حقائق کی پوری تصویر نہایت ہی عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں پیش کی گئی ہے۔ کتاب مرآت الاسرار میں حضرت سلطان الشہداء امیر سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) اور سالار ساہو غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کا سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد ہند میں جنگی کارہائے نمایاں فارسی مخطوطہ کے صفحہ 142 تا 158 اور اردو ترجمہ کے ص 439 تا 462 پر درج ہیں۔ مرآت مسعودی کے علاوہ مرآت الاسرار بھی سالار مسعود غازی قطب شاہی علوی اعوان پر ایک مستند اور قدیم تاریخ ہے۔ کتاب ہذا کے اردو ترجمہ کے صفحہ 533 پر حضرت خواجہ احمد یوسفی بیہر ترستان جو سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کے ایک جدی ہیں اور صفحہ 936 پر شمس الدین ترک پانی پتی علوی از اولاد محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حالات درج ہیں۔ مرآت الاسرار میں سالار مسعود غازی کے والد حضرت سالار ساہو بن عطا اللہ علوی از اولاد محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھا ہے۔ اور سالار مسعود غازی کو سلطان محمود غزنوی کا بھانجا لکھا ہے۔ بلکہ مرآت الاسرار فارسی کی اصل عبارت کا ایک پیرا نقل کیا جاتا ہے۔ ص 142 پر درج ہے "ذکر ان حضرت معبود سلطان الشہداء امیر مسعود سالار غازی قدس سرہ بن سپہ سالار امیر ساہو بن میر عطا اللہ علوی کہ سلسلہ نسب شریفش بہ محمد حنفیہ بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ منتی می شود و مادرش سترمعلا خواہر سلطان محمود سبکتگین بود و لادتش روز یکشنبہ وقت صبح صادق اوّل ساعت آفتاب جہان تآب بتاریخ بست و یکم ماہ شعبان [رجب المعظم سنہ خمس واربعمائتہ در شہر متبرکہ دارالاسلام امیر واقع شد نام اصلی او امیر مسعود است و صاحب تاریخ فیروز شاہی و دیگر مورخان

اور سپہ سالار مسعود غازی از غزات سلطان محمود سبکتگین مینویسد ”ترجمہ حضرت معبود، سلطان الشہداء امیر مسعود بن سپہ سالار امیر ساہو بن عطا اللہ علوی کا نسب حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ ستر معلی سلطان محمود غزنوی کی ہمیشہ تھیں۔ آپ کی ولادت اتوار کے دن صبح صادق کے وقت یکم شعبان [رجب 405 ہجری میں شہر تبرک دارالسلام اجمیر شریف میں ہوئی آپ کا اصل نام امیر مسعود ہے اور تاریخ فیروز شاہی اور دیگر تواریخ میں آپ کا نام سپہ سالار مسعود غازی ہے جو غزوات سلطان محمود سبکتگین میں شریک ہوئے۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں مرآت الاسرار فارسی کا اصل نسخہ کی عکسی نقول اور ترجمہ بھی شائع کیا جائے گا تاکہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہونے ایک اور مستند تاریخ قارئین کرام تک پہنچائی جاسکے۔

29۔ تھذیب حدائق الالباب فی الانساب (1138 ہجری):

تھذیب حدائق الالباب فی الانساب 49 کے مولف للعلامہ الجلیل الشیخ ابی الحسن الشریف بن محمد طاہر الفتونی العالمی 1138 ہجری میں فوت ہوئے اس کتاب کی ترتیب و تحقیق السید مہدی الرجائی کتاب ہذا کے ص 89 پر لکھتے ہیں ”محمد ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب ولہ خمسہ بطون: البطن الرابع: علی بن محمد، کذا علی نسلہ عون [قطب شاہ غازی]، نسلہ محمد، نسلہ علی، نسلہ علی، ولہ نسلان: محمد بن علی نسلہ محمد، نسلہ محمد، نسلہ الحسن، نسلہ حیدرہ، وعلی بن علی نسلہ محمد، نسلہ الحسن، ولہ ستہ انسال: احمد و محمد، والمہدی، والحسن نسلہ، اسماعیل، وعلی لہ نسلان: المحسن، والحسن، والحسین، نسلہ محمد۔ واسماعیل بن الحسن نسلہ محمد نسلہ ابراہیم۔“ کتاب ہذا میں علی بن محمد اکبر (محمد حنفیہ) کی اولاد اور عون قطب شاہ غازی کی اولاد بھی درج ہے۔

30۔ خزینۃ الاصفیاء فارسی (1281 ہجری):

خزینۃ الاصفیاء فارسی تالیف مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ (1244ھ-1307ھ) نے 1281 ہجری میں تالیف فرمائی اس کا ترجمہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے نے کیا ہے۔ اس کی جلد ششم ص 152 تا 161 پر آپ کے حالات تفصیل سے درج ہیں مختصر اقتباس درج کیا جاتا ہے ”شیخ مسعود غازی قدس سرہ: آپ علوی سادات عظام میں سے تھے۔ حضرت محمد حنفیہ بن علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت سے سلسلہ نسب حضور نبی کریم ﷺ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد میر ساہو بن عطا اللہ علوی تھے آپ کی والدہ ماجدہ ستر معلی سبکتگین غزنوی کی بیٹی تھیں۔ آپ کا اسم مبارک میر مسعود تھا۔ دہلی کے نواح میں آپ کا نام پیر پلہم مشہور تھا۔ دیا خراسان میں رجب سالار سے مشہور تھے بعض مقامات پر میاں غازی اور میاں بالی کے ناموں سے پکارے جاتے تھے۔ بالا پیر اور تھیلا پیر آپ کا ہی لقب تھا۔ آپ کا لقب مبارک سلطان الشہداء اور سید الشہید تھا اہل تصوف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کی شہادت کے بعد جو بھی شہادت کے رتبہ پر فائز ہوا تو

آپ کی اتباع میں شہید ہوا۔ آپ کی تاریخ شہادت کے حوالہ سے ص 161 پر رقمطراز ہیں ”معارج الولاہیت کے مصنف نے آپ کا کن وفات 424 ہجری لکھا ہے تذکرۃ الشہداء اور دوسرے تذکرہ نویس اسی تاریخ کو درست مانتے ہیں مگر صاحب سفینۃ الاولیاء نے آپ کا کن وفات 429 [419] ہجری تحریر کیا ہے میرے خیال میں صاحب سفینۃ الاولیاء کی تاریخ درست نہیں ہے۔ یعنی تاریخ شہادت 424 ہجری ہی ہے۔

31۔ فرہنگ آصفیہ اردو (1878ء) میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے شجرہ نسب کا ثبوت:

فرہنگ آصفیہ جو چار جلدوں پر مشتمل ہے مولوی سید احمد دہلوی نے 1868ء کو لکھنا شروع کیا اور 1878ء میں دہلی سے شائع کیا۔ جلد اول ص 312 اولیائے ہند کے عنوان سے درج ہے سے مختصر اقتباس درج کیا جاتا ہے ”سالار مسعود غازی عرف بالے میاں۔ ہندوستان میں بلحاظ زمانہ سب سے پہلے آپ ہی شہدائے ہند میں نامور ہوئے آپ سالار ساہو بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی کے فرزند رشید ہیں آپ کے نسب نامہ سے تقریباً ہر ایک بزرگ کا غازی ہونا پایا جاتا ہے۔ محمد غازی دراصل عمر [علی] غازی بن ملک آصف غازی بن بطل غازی [عون عرف قطب غازی] بن عبدالمنان [علی عبدالمناف] بن محمد حنفیہ ابن اسد اللہ غالب حضرت علی رحمۃ اللہ علیہم کے فرزند دہلند تھے سالار مسعود غازی نے بارہویں پشت میں ایک سو رجب ۴۰۵ ہجری روز یکشنبہ کو بوقت صبح صادق اجمیر شریف میں طین مادر سے جلوہ فرمایا۔ 14 رجب 424 ہجری کو بھڑانچ میں جہاد کر کے تیر سے شربت شہادت نوش کیا۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے آپ کے والد ماجد سلطان محمود غزنوی کے سپہ سالار رہے۔ پھر آپ ان کی وفات کے بعد اپنے والد ماجد کے عہدہ پر ممتاز ہوئے۔“

32۔ تاریخ اودھ اردو (1914ء):

تاریخ اودھ تالیف مولانا حکیم محمد نجم الغنی خان رامپوری نے 1914-1910 کے ص 11 پر پروفیسر محمد ایوب قادری کتاب ہذا کی جلد اول کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں ”مسلم اقتدار کی روایت کا آغاز سالار مسعود غازی کی مجاہدانہ سرگرمیوں سے ہوا سالار مسعود کا مزار بہرائچ میں واقع ہے۔ تاریخ اودھ حصہ سوم کے ص 271 تا 273 پر یوں درج ہے ”سالار مسعود غازی کی حقیقت۔ نواب آصف الدولہ کا ان کے میلے کو جانا اوپر بیان ہوا ہے اسلیے انکی حقیقت پر یہاں روشنی ڈالتا ہوں۔ بہرائچ مقامی نام لکھنؤ سے ۸۰ میل اتر کی جانب ہے۔ یہاں سالار مسعود غازی کی درگاہ اور رجب سالار کا مقبرہ ہے۔ سنتے ہیں کہ رجب سالار تعلق شاہ کے بھائی تھے اور سالار مسعود غازی کے حق میں اختلاف ہے۔ مناقب اولیاء میں لکھا ہے کہ اولاد محمد بن حنفیہ سے ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹے تھے۔ مرآت الاسرار میں ان کو سید علوی بتایا ہے۔ محمود غزنوی کے بھانجے تھے ان کی ماں کا نام ستر معلی ہے اور باپ کا نام سالار ساہو ہے۔ 21 رجب 405 ہجری روز یکشنبہ کی صبح صادق کے وقت اجمیر میں پیدا ہوئے مرآت الاسرار میں ان کی ولادت 21 شعبان کی لکھی ہے (تولد ناصر دین) تاریخ ولادت ہے غرناٹہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سومنات معروف بہ دوار کا زمین گجرات علاقہ جونا گڑھ کی لڑائی میں سلطان محمود کے ساتھ شریک تھے۔ جب سلطان

رائے جہاں کو مغلوب کر کے مع غنیمت غزنی کو لوٹ گیا تو مسعود ہندوستان میں رہ گئے بہت سے مقامات فتح کر کے مال اور سپاہ کثیر جمع کی۔ دہلی کے راجہ رائے سیپال اور اس کے بیٹے گوپال سے سخت معرکہ پیش آیا گوپال کے ہاتھ سے ان کی ناک پر زخم آیا اور ایک دانت بھی ٹوٹ گیا لیکن فتح ان ہی کے ہاتھ میں رہی سالار مسعود نے سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا اس کے بعد قنوج کو گئے اور دیائے گنگا کے کنارے مقام کیا اچپال ان کے مقابلے میں تاب نہ لایا اطاعت اختیار کی۔ سالار نے اکثر راجاؤں اطراف کو شکست دے کر مطیع کیا۔ ابو محمد چشتی کے مرید تھے۔ بہرائچ میں ایک ہندو فقیر بالارکھ نامی رہتا تھا مسعود نے جہاد کے لیے اس مقام پر چڑھائی کی اور سورج کنڈ کو جو ہندوؤں کا معبد عظیم تھا مسمار کیا وہاں رانیوں سے سخت لڑائی ہوئی شہر دیو کے ہاتھ سے ان کی شہر رگ پر ایک تیر لگا جس سے روح بدن سے پرواز کر گئی وہیں دفن ہوئے 21 رجب 405 ہجری تاریخ ولادت ہے اٹھارہ سال گیارہ مہینے 24 روز دنیا کی ہوا کھائی انیسویں سال اول وقت عصر روز یکشنبہ 14 رجب 424 ہجری کو شہادت پائی درگاہ ان کی اہل عالم کی زیارت گاہ ہے سال میں ایک بار میلہ ہوتا ہے دور دور سے لوگ میدانی کے ہمراہ آتے ہیں اجلا ف قوم کے آدمی دور و نزدیک سے لال لال نیزوں کے ساتھ ہزاروں دفائی گانے بجاتے ساتھ لے کر اپنی اپنی بستیوں سے نکلتے ہیں اور یہاں آکر نذر و تحائف گزارتے ہیں غرضیکہ جیٹھ کا پہلا اتوار اس میلے کا پہلا دن عوام میں جو بالا پیر نام سید مسعود کا مشہور ہے وہ بالارکھ کی رعایت سے ہے بالا سے مراد بالا رکھ اور پیر سے مقصود سید مسعود ہے۔ مقبرہ سید مسعود میں سیدھی طرف ایک گوشے میں چھوٹا سا گول حوض ہے اس کو بالا کنڈ کہتے ہیں کوئی ہندو اس کو آگن کند بالارکھ اور کوئی بالارکھ کو دھونی ظاہر کرتا ہے قبر کی نذر کا مال مجاوران درگاہ اور کنڈ کو پوجا کے محاصل پنڈے قوم ہندو پاتے ہیں مجاوروں اور پنڈوں کے باہم اس آمدنی میں کچھ رسم اور معاہدہ ہے۔

33۔ تذکرۃ الانساب اردو (1322 ہجری):

تذکرۃ الانساب تالیف مولانا سید امام الدین احمد بن مولانا مفتی سید عبدالفتاح 1322 ہجری کے صفحہ 31 پر یوں درج ہے ”سید سالار مسعود غازی شہید قدس سرہ نسب نامہ آپ کا سید مسعود غازی بن سید محمود عرف میر ساہو بن سید عبداللہ عرف عطا اللہ بن سید رحمت اللہ بن سید عبدالکریم بن امیر حمید بن محمد حنیف بن امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یہ بزرگ قدماے اولیائے کاملین اور مشاہیر کبرائے سادات سے ہیں والدہ آپ کی ستر معالیٰ سلطان محمود سبکتگین کی حقیقی بہن تھیں 21 رجب 405ھ کو پیدا ہوئے اور 424ھ کو کافروں کے ہاتھ سے جہاد میں شہید ہوئے اور بہرائچ میں دفن ہیں۔ لقب آپ کا سلطان الشہداء ہے۔“ مولف مذکور نے شجرہ نسب مکمل درج نہیں کیا۔ البتہ مولف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ میر ساہو بن عطا اللہ کے فرزند تھے اور حضرت محمد حنیف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔

34۔ تاریخ حیدری اردو (1922ء):

مولوی حیدر علی لدھیانوی نے تاریخ حیدری 1909ء میں تالیف کی جو ان کی وفات کے بعد 1922ء میں ان کے بیٹے نے شائع فرمائی اس کے ص 7 پر قطب شاہی علوی اعوانوں کا یہ شجرہ نسب

یوں درج ہے ”میر قطب حیدر بن میر عطا اللہ بن طاہر غازی بن طیب غازی بن عمر غازی بن محمد غازی بن محمد آصف غازی بن بطل غازی [عون عرف قطب شاہ غازی] بن [علی] عبدالمنان غازی بن عون سکندر غازی بن محمد حنیف بن علی مرتضیٰ“ شجرہ ہذا میں عبدالمنان کے والد کا نام عون لکھا گیا ہے جبکہ وہ ان کے بیٹے ہیں یعنی عون عرف قطب شاہ غازی لقب بطل غازی بن علی عبدالمنان غازی بن حضرت محمد الاکبر (محمد حنیف) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

35۔ بحر الجمان فی مناقب حالات سیدالاس اردو (1332 ہجری) اعوان شجرہ نسب کا ثبوت:

بحر الجمان فی مناقب حالات سیدالاس ترجمہ اردو تذکرۃ السادات المقلب آل سرور کائنات مترجم السید محبوب شاہ احسنی واصلینی 76 شاعت 1332ھ کے صفحہ 135 حصہ چہارم پر ابوالقاسم محمد الاکبر معروف امام حنیف کی اولاد سے سالار مسعود غازی کا شجرہ نسب یوں درج ہے ”سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی [برادر سالار قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین علوی] بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ غازی بن محمد آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بابا [جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان] بن علی بن ابوالقاسم محمد الاکبر۔ یہی شجرہ نسب منبع الانساب میں درج ہے۔ اور ایم خواص خان نے تحقیق الاعوان میں درج کیا اور ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کے چیئرمین جناب محبت حسین اعوان نے یہی شجرہ نسب تاریخ علوی اعوان میں بھی درج کیا ہے۔ یہی شجرہ نسب قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا مصدقہ شجرہ نسب ہے۔ بحر الجمان فی مناقب حالات سیدالاس کے ص 135 پر ”عون عرف قطب غازی بابا“ بن علی بن ابوالقاسم محمد الاکبر معروف امام حنیف درج ہے اس کے علاوہ حضرت بابا ساجول علوی قادری کا نسب نامہ بھی یوں درج ہے۔ نمبر دار محمد امیر خان بن میر عالم خان بن شیر زمان بن محمد خان بن قمر علی بن سردار خان بن پٹی خان بن بخش بن ہنس خان بن جس خان بن بگا خان بن چن بن حسین بن دین بن دہسر بن کہیا بن انب بن سجالف مشہور بابا صاحب بن بابا پیو بن مہاپال بن کالا بن کامل بن سہار بن کلی بن کلگان بن قطب شاہ بابا سے ہوتا ہوا شاہ حمید بن ابوالقاسم محمد الاکبر معروف امام حنیف تک درج ہے۔ یہ شجرہ نسب شہیلہ مانسہرہ اور منبع الانساب فارسی میں عون عرف قطب غازی بن علی بن محمد حنیف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تحریر ہونے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سالار مسعود غازی اور حضرت بابا ساجول علوی قادری دونوں کا شجرہ نسب حضرت محمد حنیف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ اور دونوں کے جد اعلیٰ قطب شاہ بابا یا عون عرف قطب غازی بابا ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جد اعلیٰ منبع الانساب فارسی کے مطابق عون عرف قطب شاہ غازی بن علی عبدالمنان بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ نسب قریش عربی، تہذیب الانساب عربی، منتقلۃ الطالبیہ، مہاجران آل ابی طالب، بحر الانساب، مرات مسعودی، مرات الاسرار وغیرہ کے مطالعہ کے بعد مزید تصدیق ہو جاتی ہے۔

36۔ نزہۃ الخواطر عربی (1341 ہجری):

نزہۃ الخواطر 55 از المورخ الھند الکبیر الشریف عبدالحی بن فخر الدین الحسینی مطبوعہ 1341ھ

میں عون قطب شاہ غازی بن علی بن محمد اکبر (محمد حنفیہؒ) کی اولاد سالار مسعود غازی کے حوالہ سے ص 80 پر یوں رقمطراز ہیں ”سالار مسعود بن ساہو بن عطا اللہ الغازی المجاہد فی سبیل اللہ الشہید المشہور بارض الہند کان من نسل محمد بن الحنفیہ العلوی“، نزہۃ الخواطر کے مولف نے سالار مسعود غازی سے متعلق دیگر روایات بھی تحریر کی ہیں لیکن وہ اس بات پر متفق ہیں کہ سالار مسعود غازی، محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔

37۔ تحقیق الاعوان اردو (1966ء) میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے شجرہ نسب کا ثبوت:

ایم خواص خان ہزاروی نے تحقیق الاعوان 1966ء میں تصنیف فرمائی اس کے ص 156 پر عون عرف قطب شاہ غازی کی اولاد کا شجرہ نسب یوں لکھا ہے ”سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ غازی بن آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بابا [جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان] بن علی بن محمد اکبر بن حضرت علی بنو علویہ۔ شجرہ ہذا درست اور مستند روایات کے عین مطابق ہے۔ قلمی کتاب مستطاب آئینہ اعوان میں سید محمد شاہ گوڑی سیدان مظفر آباد کشمیر بھی مندرجہ بالا شجرہ نسب تحریر کیا ہے نیز قطب شاہ بابا بادشاہ بن عطا اللہ غازی بھی درج ہے اور قطب شاہ بابا کے نو فرزند مزمل علی کلگان، کند ہال، گلوڑہ، کھوکھر جہاں شاہ از وجہ اول اوضبک، صمدت، قسمت اور عرب از وجہ دوم درج ہیں اس قلمی کتاب کے چند صفحات ہیں ان پر کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے۔ اس میں جو پر مہر ثبت ہے اس میں تحریر ہے ”محمد شاہ غیر اسلامی کتب خانہ بٹیاں دو پٹہ ڈاک خانہ گڑھی کشمیر“ اس عبارت سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ قیام پاکستان سے قبل کی عبارت ہے۔ سید محمد شاہ کے کئی شجرہ ہائے نسب سادات فاطمی کے بھی راقم کی نظروں سے گزرے ہیں۔ مزمل علی کلگان کی اولاد سے حضرت بابا سجاوڑ درج ہیں اور ان کی اولاد ابھی۔

38۔ تاریخ علوی اعوان اردو (1999ء) میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے شجرہ نسب کا ثبوت:

محبت حسین اعوان چیئرمین ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان نے تاریخ علوی اعوان ایڈیشن 1999ء کے ص 347 شجرہ نسب منبع الانساب کے عین مطابق رقم کیا ہے ”سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ غازی بن آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بابا [جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان] بن علی بن محمد اکبر بن حضرت علیؑ۔ یہ شجرہ نسب درست اور نسب قریش اور منبع الانساب کے عین مطابق ہے۔

39۔ نسب الصالحین اردو (2000ء):

نسب الصالحین تالیف حاجی جہان داد خان نے 2000ء میں شائع کی کے ص 50 پر ابو القاسم محمد الحنفیہ المعروف محمد اکبر و محمد حنیف کے فرزند علی عبدالمنان درج کیے ہیں۔ ص 56 پر لکھتے ہیں کہ حضرت میر قطب حیدر کے بڑے بھائی امیر شاہو سالار سلطان محمود غزنوی کی فوج کے سالار اعلیٰ تھے اور سلطان محمود کے بہنوئی بھی تھے۔

40۔ تحقیق الانساب مشہور بہ تاریخ اقوام و قبائل اردو جلد اول و دوم (2007ء۔ 2013ء):

تحقیق الانساب مشہور بہ تاریخ اقوام و قبائل جلد اول و دوم دونوں راقم مولف کی تصانیف ہیں

جلد اول 2007ء میں شائع کی گئی اور جلد دوم 2013ء میں شائع ہوئی۔ ان کتب میں تقریباً تین درج قبائل کے شجرہ ہائے نسب و تاریخی حالات درج ہیں۔ ان دونوں کتب میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے شجرہ ہائے نسب اور حضرت سالار مسعود غازیؒ دیگر علوی اعوان مشائخ عظام کا تذکرہ موجود ہے۔ اور جلد سوم بھی طباعت کے آخری مراحل میں ہے۔ تحقیق الانساب جلد دوم میں ص 93 پر درج ہے ”آپ کا اصل نام سالار مسعود غازیؒ تھا آپ کو دہلی اور اس کے نواحی علاقے میں پیر سلیم کہتے ہیں خراسان میں رجب سالار اور بعض مقامات پر آپ کو غازی میاں، بالی میاں، بالا پیر کہتے ہیں آپ کے والد ماجد کا نام سید سالار ساہو (برادر حقیقی قطب حیدر شاہ غازی جد اعلیٰ علوی اعوان) ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ستر معلیٰ سلطان سبکتگین کی صاحبزادی اور سلطان محمود غزنوی کی حقیقی بہن تھیں جو پارسائے وقت اور عرفان شریعت میں یکتا روزگار تھیں۔ سالار مسعود غازیؒ کی ولادت اتوار کے دن صبح صادق کے وقت یکم شعبان 405ھ میں شہر متبرک دارالسلام اجیر شریف میں ہوئی۔ ہندوستان جیسے کفر و الحاد کی خاردار جھاڑیوں میں زندگی کا راستہ ہموار کرنے کے لئے جن سو ماؤں کے قدم پیچھے ان میں سالار مسعود غازی کا نام بنور روشن و تابندہ ہے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی مقدس ارواح و رجال الغیب نے نشاۃ ہی کردی تھی آپ کی شکل و شباہت سے عکس جمال مصطفوی ﷺ اور مرتضوی جاہ و جلال عیاں تھا۔ جس خانوادے کا خمیر عشق و مستی کے جذبہ سے لبریز ہو اس کے چشم و چراغ کا کیا کہنا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو رسم بسم اللہ خوانی کا شاندار اہتمام کیا گیا۔ دوراندیش اور مستقبل شناس باپ نے سید ابراہیم بارہ ہزاری کو آپ کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر کیا بیش قیمت زر و جواہر کا شاندار نذرانہ استاد محترم کو پیش کیا گیا۔ سالار مسعود غازیؒ نے صرف نو سال کی عمر شریف میں تمام علوم باطنی و ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ جوان ہوتے ہی راجگان ہند کے خلاف جہاد میں کود پڑے بے شمار معرکوں میں فتوحات حاصل کیں۔“ راقم مولف نے جب تحقیق الانساب جلد اول اور دوم تالیف کیں اس وقت راقم کے پاس منبع الانساب فارسی دستیاب نہ تھی۔ لہذا منبع الانساب فارسی کے مطابق سالار مسعود غازیؒ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

41۔ تاریخ نیازی قبائل اردو طبع ہفتم (2014ء):

تاریخ نیازی قبائل اردو طبع ہفتم اگست 2014ء محمد اقبال خان نیازی تاجہ خیل نے شائع کی کے ص 1162 تا 1179 پر قطب شاہی اعوان قبیلہ کو محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد تحریر کیا ہے۔ اور ص 1175 پر میر قطب حیدر شاہ علوی اعوان عرف غازی ملک، سالار سیف الدین غازی و سالار ساہو شاہو غازی ابنان ابوبلی عرف عطا اللہ شاہ بن میر طاہر غازی بن طیب غازی بن میر محمد غازی بن میر سید شاہ یا میر عمر غازی بن میر آصف بن عون عرف سکندر۔ عبدالمنان۔ لطل یا بطل بن محمد عرف زبیر بن علی بن محمد اکبر (محمد بن حنفیہ) بن حضرت علیؑ درج کیا ہے۔ نیازی صاحب نے قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کو علی بن حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد درج اور یہی درست اور حقیقت ہے۔

متفرق کتب: مندرجہ بالا کتب کے علاوہ تاریخ الاعوان تالیف ملک شیر محمد اعوان آف کالا باغ، ۲۔ تذکرۃ

الاعوان تالیف ملک شیر محمد اعوان آف کالا باغ، ۳۔ اعوان کاری از پروفیسر شاہین ملک، ۴۔ وادی سون سکیرس تالیف احمد غزالی، ۵۔ تاریخ الاعوان ملک پرویز، ۶۔ مراۃ التواریخ الاعوان تالیف فضل دادعارف کاکوٹی، ۷۔ علوی اعوان قبیلہ مختصر تعارف از علامہ یوسف جبریل آف ہیکلی وادی سون، ۸۔ حقیقت الاعوان تالیف صوبیدار محمد رفیق اعوان پکوال، ۹۔ جواہر الاعوان تالیف ملک شاہ سوار علی ناصر آف خوشاب، ۱۱۔ فیضان عون قطب شاہ علوی از نعیم چشتی دانیل شریف خوشاب وغیرہ کے علاوہ بہت سی کتب میں یہ درج ہے کہ قطب شاہی علوی اعوان از اولاد حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں۔

راقم نے صرف چند کتب کے اقتباسات دیے ہیں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا شجرہ نسب حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے درج کرنے والے بے شمار ہیں ان میں سے کئی ایک کی کتب پر ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کے چیئرمین جناب محبت حسین اعوان نے تاریخ علوی اعوان میں تبصرہ کیا ہے لہذا اثابت ہوا کہ:-

1- یہ کہ مندرجہ بالا کتب میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی تاریخ کے 100 فیصد ثبوت دستیاب ہیں۔ عون بن علی بن محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد بنی عون (اعوان، آل عون یا عون آل، علوی) 1200 سالہ قدیم کتاب نسب قریش عربی میں درج ہے۔ اور اسی عون بن علی کا شجرہ نسب منبع الانساب فارسی میں عون عرف قطب غازی بن علی عبد المنان بن محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک درج ہے اور ان کی اولاد بھی درج ہے اور یہ بھی درج ہے کہ سالار مسعود غازی، سلطان محمود غزنوی کی ہشیرہ کے فرزند ہیں اور اکثر سادات ان کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ نیز تہذیب الانساب عربی، منقلۃ الطالبیہ عربی، مہاجران آل ابی طالب فارسی، لباب الانساب عربی وغیرہ کے تقابلی جائزہ کے بعد مندرجہ بالا شجرہ نسب کی تصدیق ہو چکی اور عون قطب شاہ غازی کی اولاد کا ہندوستان آنا اور اعوان کہلانا، اور قطب شاہی اور علوی کے ثبوت بھی موجود ہیں۔

2- یہ کہ کتاب نسب قریش عربی کے مطابق عون بن علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ”بنی عون“ (عون آل رعون) درج ہے۔

3- یہ کہ منبع الانساب فارسی میں عون عرف قطب غازی بن علی عبد المنان ر عبد المنان بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ درج ہے جس کی وجہ سے یہ قبیلہ قطب شاہی علوی اعوان کہلاتا ہے۔ ”عون“ کی وجہ سے ”اعوان“ اور قطب شاہ غازی کی وجہ سے قطب شاہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد ہونے کی وجہ سے ”علوی“ مشہور و معروف ہے۔ اور اس طرح عون قطب شاہ غازی بن علی عبد المنان بن حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ”قطب شاہی علوی اعوان“ کہلاتی ہے۔

4- یہ کہ منقلۃ الطالبیہ عربی، مہاجران آل ابی طالب فارسی، تہذیب الانساب و نہایۃ الاعقاب عربی کے مطابق احسن بن علی، عیسیٰ بن علی، محمد (غازی) بن علی، احمد (غازی) بن علی والحسین بن علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کا ہند میں آنا ثابت ہوتا ہے۔

5- یہ کہ لباب الانساب عربی کے مطابق محمد حنفیہ کی اولاد کا سلطنت غزنویہ سے منسلک ہونا ثابت ہے اور تاریخ بھٹی کے مطابق علویان و غازیان کا تعلق بھی ثابت ہوتا ہے۔

6- یہ کہ منبع الانساب فارسی، تاریخ فیروز شاہی فارسی، اخبار الاخیار فارسی، مرآت مسعودی فارسی، مرآت الاسرار فارسی، خزینۃ الاصفیاء فارسی، فرہنگ فارسی، تاریخ بحر الجمان، تاریخ حیدری، تحقیق الاعوان، تاریخ علوی اعوان، تاریخ نیازی قبائل طبع ہفتم، تحقیق الانساب مشہور یہ تاریخ اقوام و قبائل جلد اول و دوم کے مطابق سالار مسعود غازی سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے اور ان کا شجرہ نسب یہ ہے ”سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ غازی (علی) بن آصف غازی بن عون قطب غازی بن علی عبد المنان (عبد المنان) بن حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ“ جس سے ثابت ہوا کہ سالار مسعود غازی بھی قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔

7- یہ کہ مندرجہ بالا عربی، فارسی اور اردو کی تاریخی اور انساب کی کتب کے تقابلی جائزہ کے بعد قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا شجرہ نسب یہ ہے ”سالار قطب حیدر غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ علی غازی بن محمد آصف غازی بن عون قطب شاہ غازی بن علی عبد المنان (عبد المنان) بن حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ“۔

مندرجہ بالا تمام کتب جن کے حوالہ جات کتاب ہذا میں درج ہیں تقریباً سب ہی نٹ پر دستیاب ہیں اور بہت جلد ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کی ویب سائٹ پر بھی دستیاب ہوں گی۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ تحقیق کی جائے کہ علی بن علی، موسیٰ بن علی، احسن بن علی، محمد غازی بن علی و احمد غازی بن علی، عیسیٰ بن علی و حسین بن علی بن محمد [آصف غازی] بن عون قطب شاہ غازی بن علی عبد المنان غازی بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کس جگہ اور کہاں کہاں سکونت پذیر ہے۔ عون قطب شاہ غازی جد علی قطب شاہی علوی اعوان کے فرزند محمد آصف غازی کے سات پوتے تھے اور ان میں سے تہذیب الانساب عربی کے مطابق علی بن علی، موسیٰ بن علی و حسن بن علی کے علاوہ باقی ہند میں ہیں۔ جب کہ لباب الانساب کے مطابق حسن کی اولاد بھی ہند میں ہے۔ اس طرح عون قطب شاہ غازی جد علی قطب شاہی علوی اعوان کے پانچ پڑپوتوں کی اولاد ہند میں آباد ہے۔ ان کے علاوہ منقلۃ الطالبیہ و مہاجران آل ابی طالب کے مطابق جعفر الاصفہر بن محمد حنفیہ کی اولاد بھی مکران وغیرہ میں آباد ہے اور وہ بھی اعوان کہلاتی ہے جو علوی، اعوان، اور قطب شاہی علوی اعوان اور شاہی بھی کہلاتے ہیں۔ اس لئے جن حضرات کے پاس حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد

کے شجرہائے نسب موجود ہیں وہ ان کی نقل ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کو بھیج دیں یا راقم کو ای میل فرمائیں تاکہ انہیں بعد از تحقیق آئندہ اشاعت میں شامل کیا جاسکے۔

عون قطب شاہ غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) کی ازواج اور اولاد:

حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) کے فرزند علی عبدالمناف کے پانچ فرزند محمد، عون (قطب شاہ غازی)، عبداللہ، عبید اللہ و حسن تھے۔ کتاب المعقبون کے مطابق عون قطب شاہ غازی، محمد المدنی، العوید، ابراہیم، عیسیٰ اور القاسم بھی علی کے فرزند تھے اس طرح ان کے سات فرزند ہوئے۔ عون قطب شاہ غازی کی شادی مہدیہ بنت عبدالرحمن بن عمر بن محمد بن مسلمہ انصاری سے ہوئی تھی جن کے لطن سے محمد (آصف غازی)، رقیہ اور علیہ پیدا ہوئیں۔ محمد المشہور بآصف غازی بن عون قطب شاہ غازی کی شادی صفیہ بنت محمد بن مصعب بن زبیر بن عوام سے ہوئی تھی جن کے لطن سے علی، حسنہ و فاطمہ پیدا ہوئے۔ کتاب المعقبین من ولد الامام امیر المومنین علیہ السلام 66 تالیف ابی الحسین یحییٰ بن الحسن (277-214) طبع قم ایران کے ص 72 کے مطابق رقیہ بنت عون قطب شاہ غازی کی شادی عبداللہ بن داؤد بن الحسن ثنی بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی جن کے لطن سے محمد بن عبداللہ و علی بن عبداللہ پیدا ہوئے۔ نسب قریش کے ص 77 کے مطابق علیہ بنت عون قطب شاہ غازی کی شادی علی بن الحسن بن علی (عبدالمناف) بن محمد اکبر (محمد حنفیہ) سے ہوئی تھی جن کے لطن سے الحسن بن علی پیدا ہوئے۔ بحر الانساب 67 کے ص 245 پر محمد (آصف غازی) کے بھائی اسمعیل بھی درج ہیں۔ محمد المشہور آصف غازی کے فرزند علی تھے جبکہ منبع الانساب میں شاہ غازی درج ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا پورا نام شاہ علی غازی تھا شاہ علی غازی کے سات فرزند علی، موسیٰ، الحسن، الحسین، احمد، محمد اور عیسیٰ تھے تہذیب الانساب کے مطابق اول الذکر علی، موسیٰ و الحسن کے علاوہ باقی ہند میں ہیں یعنی الحسین، احمد، محمد اور عیسیٰ ہند میں آباد ہوئے۔ علی بن علی و موسیٰ بن علی کی اولاد مصر اور روم میں آباد ہے علی کے دو فرزند عیسیٰ بن علی و محمد بن علی تھے۔ عیسیٰ بن علی کے فرزند محمد ابوتراب مصر میں قتل ہوئے اور اولاد بھی مصر میں آباد ہے ان کے دو فرزند الحسن و القاسم تھے ان کی اولاد مصر میں ہے۔ محمد بن علی کے فرزند محمد بن محمد تھے ان کے فرزند ابی الحسین روم میں قتل ہوئے اور ان کی اولاد بھی وہاں ہی پر ہے۔ موسیٰ بن علی بن محمد کے دو فرزند حمزہ و حسین کی اولاد مصر میں آباد ہے۔ مگان غالب ہے کہ عون قطب شاہ بن علی عبدالمناف بن محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ کے تمام صاحبزادگان جہاد ہند میں شرکت کے لئے ہندوستان آگئے ہوں گے۔ المعقبون جلد سوم (214-277) طبع ایران کے ص 379 کے مطابق محمد اکبر (محمد حنفیہ) کے فرزند علی اکبر (علی عبدالمناف) کی اولاد کثیر ہے جو موصل، مصر، اور واسط، اور ہند میں آباد ہے۔

عون قطب شاہ کی اولاد مصر اور روم میں:

جیسا کہ قبل ازیں نسب قریش 68 کے مطابق درج کیا گیا ہے کہ عون (عرف قطب غازی لقب بطل غازی بن علی عبدالمنان بن حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کی اولاد تقریباً 1200 سال قبل سے ”بنی عون“ یعنی ”اعوان“ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ تہذیب الانساب و نہایۃ الاعقاب 69 کے مطابق عون (عرف قطب غازی) کے فرزند محمد اشھل (محمد آصف) تھے جن کے فرزند علی (شاہ غازی) تھے ان کے سات فرزند تھے جن کے نام درج کیے جا چکے ہیں۔ علی بن محمد اشھل (محمد آصف) کے دو فرزند علی بن علی و موسیٰ بن علی کی اولاد مصر اور روم میں آباد ہے علی کے دو فرزند عیسیٰ بن علی و محمد علی تھے۔ عیسیٰ بن علی کے فرزند محمد ابوتراب مصر میں قتل ہوئے اور اولاد بھی مصر میں آباد ہے ان کے دو فرزند الحسن و القاسم تھے ان کی اولاد مصر میں ہے۔ محمد بن علی کے فرزند محمد بن محمد تھے ان کے فرزند ابی الحسین روم میں قتل ہوئے اور ان کی اولاد بھی وہاں ہی پر ہے۔ موسیٰ بن علی بن محمد اشھل راسھل (محمد آصف) کے دو فرزند حمزہ و حسین کی اولاد مصر میں آباد ہے۔

”بنی عون“ یا ”قطب شاہی علوی اعوان“ کتاب نسب قریش عربی و منبع الانساب فارسی میں:

کتاب نسب قریش 17 (عربی) تالیف ابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری (156-236ھ) کے ص 77 کے مطابق عون بن علی بن محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علیؓ کی اولاد ”بنی عون“ درج ہے۔ یعنی آج سے 1200 سال پہلے بھی قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ سرزمین عرب میں بھی بنی عون، عون آل یا ”اعوان“ کہلاتا تھا مولف نسب قریش ان کے نینال سے تعلق رکھتے تھے اس لئے عون قطب شاہ کی اولاد کا جو ذکر نسب قریش میں درج ہے وہ 100 فیصد درست معلومات پر مبنی برحق ہے چونکہ مولف و مصنف کتاب نسب قریش بنی عون قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے گھر کے فرد تھے۔

چھ سو سالہ پرانی مستند کتاب منبع الانساب جس میں عون عرف قطب شاہ غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) درج ہے۔ منبع الانساب سے یہ بھی واضح ہوا کہ سالار قطب حیدر غازی، قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جد اعلیٰ نہیں ہیں بلکہ عون قطب شاہ غازی جد اعلیٰ ہیں اور سالار قطب حیدر غازی ان کی ساتویں پشت میں ہیں۔ اس طرح سالار قطب حیدر غازی تا عون قطب شاہ غازی تک سات پشت ہیں اور ان مندرجہ بالا پشتوں کی تمام اولاد بھی قطب شاہی علوی اعوان ہے اور ان کی تعداد 400ھ میں پانچ ہزار سے کم نہ ہوئی ہوگی۔ راقم اپنے گاؤں سنگولہ کی وارثہ دین کی مثال دے سکتا ہے جس کے بانی ایک بزرگ کالا خان گذرے ہیں ان کے نام کی وجہ سے وٹو دین کا لیل یا کالا آل کہلاتی تھی۔ راقم مولف محمد کریم خان اعوان 80 کا لا خان کی نویں پشت میں ہے۔ کالا خان

کی اولاد ونڈ بن کے علاوہ ونڈ بنی، ونڈ ہیمہ ناڑی اور ونڈ چھمب کے علاوہ موہری فرمان شاہ اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں بھی آباد ہے۔ مردم شماری 1998 کے مطابق ونڈ بن کی آبادی 80 مرد 1195 عورتیں 1090 کل آبادی 2285 ہے اس میں وہ لوگ شمار نہیں کیے گئے ہیں جو علاقہ پاکستان بیرون ممالک اور دیگر علاقوں میں آباد ہیں اس طرح 1998 میں یہ آبادی 2285 افراد پر مشتمل تھی جواب 3000 سے کم نہ ہوگی۔ دیگر علاقوں کی آبادی شاری کی جائے توبہ آبادی 5000 سے کم نہ ہوگی۔

جہاد ہند میں قطب شاہی علوی اعوان غازیوں کی شہادت:

عون قطب شاہ غازی کی آٹھویں پشت میں سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی تھے مستند حوالوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عون قطب شاہ غازی اپنے بھتیجے بھائی بن زید شہید بن علی امام زین العابدین کے ساتھ 126 ہجری میں خراسان ہجرت کر گئے تھے۔ اسی تناسب سے عون عرف قطب غازی کی اولاد 424 تک تقریباً 300 سال میں 5000 سے کسی صورت کم نہ ہوئی ہوگی۔ اور ضروری نہیں کہ سب کے سب قطب شاہی اعوان سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد میں شامل تھے۔ گمان غالب ہے کہ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جنگی دستے جن کی قیادت سالار ساہو، سالار قطب حیدر غازی، سالار مسعود غازی کر رہے تھے میں شامل مجاہدین وغازیوں کی تعداد 1000 سے کم نہ ہوئی ہوگی اور ان کے ساتھ دیگر قطب شاہی علویان کے علاوہ دیگر علویان اور ترکان بہادر بھی تھے۔ یہ تمام جہاد ہند میں شہید ہو گئے اور تقریباً آبادی کا پانچواں حصہ شامل جہاد ہوا ہوگا۔ کل آبادی کا نصف عورتیں اور بچے اور بوڑھے اور گھروں کے محافظین بھی ہوئے ہوں گے۔ اور تاریخ نبیہ 81 کے مولف خواجہ ابو الفضل محمد بن حسین نبیہ (فارسی) جلد اول ص 57 پر جن علویان وغازیان و قبیہ غازیان کا ذکر کیا ہے وہ انہی قطب شاہی علوی اعوان میں سے یا ان کی اولاد میں سے ہوں گے جو زندہ بچ گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے سالار مسعود غازی کے قریبی عزیز و ساتھی غازیان و علویان قطب شاہی علوی اعوان تھے۔ جو ان کی شہادت کے بعد بھی موجود تھے اس کی تصدیق منبع الانساب فارسی (830ھ) کے ص 103-104 سے بھی ہوتی ہے کہ عون قطب شاہ کی اولاد حضرت سید احمد غازی کی اولاد بہت ہیں۔ سید شاہ احمد غازی کے بڑے بھائی سید شاہ محمد غازی کی اولاد سے سید ساہو غازی تھے ان کی شادی سلطان محمود غزنوی کی ہمیشہ کے ساتھ ہوئی ان سے ایک صاحبزادے سید سعید الدین سالار مسعود غازی ہیں۔ آپ سادات علوی سے ہیں۔ اکثر اشرف سادات حضرت سید سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے ہیں۔

قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے لوگ سلطان محمود غزنوی کے دور سے سابق ہند کے مختلف علاقوں وادی سون سکسر، دھن کوٹ، پشاور وغیرہ میں آباد تھے جس کا ذکر انگریزوں نے بھی کیا ہے اور بعد میں ہزارہ، کشمیر، کپورتھلہ، جالندھر، ہوشیار پور وغیرہ میں آباد ہو گئے اور ان کی اولاد قطب شاہی علوی اعوان کہلاتی ہے۔ قدیم اور مستند تاریخوں سے یہ ثابت ہو چکا کہ وہ سب ”بنی عون“، آل عون و قطب شاہی

علوی اعوان تھے لیکن شجرہ نسب کی تحقیق اس حد تک ہونا باقی ہے کہ ان کا شجرہ نسب عون قطب شاہ غازی کے ساتھ پوتوں علی بن علی بن محمد (آصف غازی) بن عون قطب شاہ، موسیٰ بن علی، الحسن بن علی (اولاد مصر و روم)، عیسیٰ بن علی، محمد غازی بن علی، احمد غازی بن علی والحسین بن علی (برصغیر پاک و ہند وغیرہ) سے کتنی پشت بعد اور کون سے فرزند سے ملتا ہے۔ مولف کے پاس ایسے کئی نسب نامے برائے تحقیق آئے ہیں ان میں سالار قطب حیدر غازی کے گیارہ بیٹوں کے علاوہ ایسے نام بھی موجود ہیں جو سالار عطا اللہ سے بالاپشتوں سے منسلک ہوتے ہوئے عون قطب شاہ بن علی بن محمد حنفیہ سے ملتے ہیں۔ مرات الاسرار میں گل رخ شہید، پیر کھوکھر شہید یا کھوکھر شہید سالار مسعود غازی کے ساتھ شہید ہوئے اور سدھورا نڈیا میں مدفون ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ 424 ہجری سے بھی پہلے کھوکھر موجود تھے یہ بات تحقیق طلب ہے کہ کیا گل رخ کھوکھر شہید قطب شاہی علوی اعوان تھے؟ اور اگر ایسا ہے تو ان کا نسب کہاں ملتا ہے۔ اور کیا زمان علی کھوکھر سے پہلے بھی قطب شاہی کھوکھر موجود تھے؟۔ واللہ العالم بالصواب۔

کتاب منبع الانساب (830ھ) اور قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ:

منبع الانساب 82 کے مترجم علامہ ڈاکٹر ارشد احمد ساحل شہسرامی علی گڑھ (انڈیا) ص 363-364 پر رقمطراز ہیں ”حضرت شاہ ابوالقاسم محمد حنفی بن علی مرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، محمد حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں آپ کی ولادت 16 ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ عمر مبارک پینٹھ سال تھی۔ ۸۱ ہجری میں عبدالمالک بن مروان کے عہد حکومت میں حیر کے دن وصال ہوا۔ کتابوں کا ایک گروہ دعویٰ کرتا ہے کہ آپ قریب قیامت ظہور فرمائیں گے (اسی طرح کی اور بھی بعض بے سرو پا حکایت آپ سے منسوب ہیں)۔ آپ کے تین صاحبزادے: ۱۔ ابوباشم، ۲۔ علی عبدالمناف، ۳۔ جعفر۔ آپ کے چودہ صاحبزادے اور دس صاحبزادیاں تھیں لیکن نسل تین صاحبزادوں سے چلی: ابوباشم جعفر علی ادست اسرار ہم (خاندان مصطفیٰ، ص ۱۴۴) حضرت کا وصال مدینہ طیبہ یا طائف میں ہاں (مسالک السالکین، ۱۸۲۱) حضرت جعفر کے ایک صاحبزادے عبد اللہ تھے۔ حضرت علی عبدالمناف کے ایک صاحبزادے عون عرف قطب غازی تھے۔ حضرت عون عرف قطب غازی (جد علی قطب شاہی اعوان) کے ایک صاحبزادے آصف غازی تھے اور آصف غازی کے ایک صاحبزادے شاہ غازی، شاہ غازی کے دو صاحبزادے شاہ محمد غازی اور شاہ احمد غازی تھے۔ شاہ احمد غازی نے سبزوار کو اپنا وطن بنایا۔ چنانچہ سادات سبزواری بھی شاہ احمد غازی کی نسل سے ہیں جن کا مزار مبارک قلعہ مالکپور میں ہے۔ حضرت سید احمد غازی کی اولاد بہت ہیں۔ سید شاہ احمد غازی کے بڑے بھائی سید شاہ محمد غازی کے ایک صاحبزادے سید طیب غازی ہیں جن کے ایک صاحبزادے سید طاہر غازی ہیں۔ سید طاہر غازی کے ایک صاحبزادے سید عطاء اللہ غازی اور ان کے صاحبزادے سید ساہو غازی ہیں۔ سید ساہو غازی کی شادی سلطان محمود غزنوی کی ہمیشہ کے ساتھ ہوئی۔ ان سے ایک صاحبزادے سید سعید الدین سالار مسعود غازی ہیں۔ آپ سادات علوی سے ہیں۔ اکثر اشرف سادات حضرت سید سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ حضرت محمد حنفیہ بن علی مرتضیٰ کے بڑے صاحبزادے حضرت ابوباشم عبد اللہ ہیں جنہوں نے عباسیوں کو خلافت کی بشارت دی اور آپ نے ہی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے وصایا شریف قلم

بند فرمائے۔ آپ کی نسل شیراز میں ہے۔

قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ نے صدیوں پرانی روایات شجرہ ہائے نسب اور مرات مسعودی کی روشنی میں ہمیشہ بیان کیا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند محمد اکبر (محمد حنفیہ) کی اولاد سے ہیں اور محمد حنفیہ کی اولاد سے قطب شاہ تھے جس کی وجہ سے وہ قطب شاہی بھی کہلاتے ہیں اور سبکتگین اور سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد ہند میں حصہ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے اعوان کا خطاب بھی دیا۔ دیگر مصنفین نے ”اعوان“ قبیلہ سے متعلق مختلف آراء قائم کیے۔ قابل ذکر اعوان مصنفین و مؤلفین نے حسب استعداد اعوان قبیلہ کی تاریخ صدیوں پرانی روایات کے مطابق مرتب کی مولوی حیدر علی نے 72 تاریخ علوی 1896 میں اور 73 تاریخ حیدری 1909ء میں لکھی۔ ملک شیر محمد اعوان نے تاریخ الاعوان 1956ء میں لکھی اور بعد میں تذکرۃ الاعوان بھی تالیف فرمائی، بابا ہاشم نے حقیقت الاعوان فی آل حبیب الرحمن 1390ھ میں لکھی۔

ایم خواص خان گولڑہ نے تحقیق الاعوان 74 (1966ء) تالیف فرما کر یہ ثابت کیا کہ ملک بھر سے سینکڑوں نسب نامے جو اعوان قبیلہ نے انہیں ارسال کیے تھے وہ سب قطب شاہ سے ہوتے ہوئے حضرت محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتے ہیں اور انہوں نے ان میں سے بطور نمونہ 35 شجرہ ہائے نسب من وعن تحقیق الاعوان 40 میں قلمبند کیے ان میں ناموں کی ترتیب مختلف ہے لیکن ایک بات جو ان تمام نسب ناموں میں مشترک ہے وہ یہ کہ تمام نسب نامے قطب شاہ سے ہوتے ہوئے محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتے ہیں۔ ان مصنفین و مؤلفین نے قبیلہ ہذا کی تاریخ مرات مسعودی کے حوالہ سے مرتب کیں۔ مرات مسعودی میں سالار شاہو (شاہو) غازی بن عطا اللہ غازی سے حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک شجرہ نسب درج ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی غالب اکثریت کے پاس جو قدیم خاندانی نسب نامے محفوظ تھے ان میں قطب شاہ بن عطا اللہ غازی اور قطب سالار قطب حیدر بن عطا اللہ اور قطب شاہ بن امان شاہ و قطب شاہ بن الف شاہ وغیرہ ناموں سے شجرہ ہائے نسب حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتے ہیں مرات مسعودی میں سالار شاہو بن عطا اللہ سالار سیف الدین علوی چھوٹے چچا سلطان الشہداء سالار مسعود غازی درج ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ قدیم شجرہ ہائے نسب میں قطب شاہ بابا دشاہ (سالار قطب حیدر) بن عطا اللہ غازی تھے۔

قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا شجرہ نسب انساب کی قدیم کتب کی روشنی میں:

منبع الانساب فارسی میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا جو نسب نامہ درج ہے وہ دیگر کتب تذکرۃ السادات، بحران الجمان، کتاب مستطاب آئینہ الاعوان، تحقیق الاعوان اور تاریخ علوی اعوان میں سو فیصد منبع الانساب کے عین مطابق ہے جب کہ مرات مسعودی کے ساتھ معمولی سافرق ہے یعنی مرات مسعودی اور منبع الانساب میں پشتیں برابر ہیں صرف مرات مسعودی میں محمد حنفیہ کے فرزند عبدالمنان درج ہیں اور منبع الانساب میں علی عبدالمنان کے فرزند عون اور مرات مسعودی میں عبدالمنان کے فرزند بطل غازی درج ہیں اور منبع الانساب میں علی عبدالمنان کے فرزند عون عرف قطب شاہ غازی درج ہیں۔ باقی نام ایک جیسے ہی ہیں۔ جب کہ منبع الانساب، بحران الجمان، مستطاب الاعوان، تحقیق الاعوان اور تاریخ علوی میں درج نسب نامے آپس میں سو فیصد مطابقت رکھتے ہیں جو بذیل ہیں:-

1- منبع الانساب فارسی 75 کے مولف سید معین الحق جھونسوی نے 800 ہجری میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا شجرہ نسب یوں دیا ”سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ [علی] غازی بن [محمد] آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بن علی عبدالمنان (عبدالمنان) بن محمد اکبر (محمد حنفیہ) بن حضرت علی“ (بحوالہ منبع الانساب فارسی صفحہ 4-103 ترجمہ ڈاکٹر علامہ ارشاد احمد ساحل شاہ سراسی ص 64-363) نیز بحر الانساب میں شاہ غازی کا نام علی، آصف غازی کا نام محمد بن عون بن علی برغوث بن محمد حنفیہ درج ہے۔

2- مرات مسعودی قدیم ماخذ اور تاریخ قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا ایک اہم حصہ ہے اس میں قطب شاہی علوی اعوان کا شجرہ نسب یوں درج ہے ”سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی [برادر سالار قطب حیدر غازی] بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی بن عمر [علی] غازی بن [محمد] ملک آصف غازی بن بطل غازی [عون] قطب شاہ غازی جد علی قطب شاہی علوی اعوان [بن عبدالمنان غازی] [علی عبدالمنان] بن محمد حنفیہ (محمد اکبر) بن اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ اور سالار مسعود غازی کو خرقہ ارادت و خلافت اپنے باپ دادا سے پہنچا ہے۔ اور سالار مسعود کی ماں کا نام ستر علی تھا جو سلطان محمود بن سبکتگین کی ہمیشہ تھیں۔

3- بحران الجمان 76 تالیف سید محبوب شاہ 1917ء نے صفحہ 135 حصہ چہارم پر ابوالقاسم محمد اکبر معروف امام حنیف کی اولاد سے سالار مسعود غازی کا شجرہ نسب یوں تحریر فرمایا ہے ”سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ [علی] غازی بن [محمد] آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بابا بن علی بن ابوالقاسم محمد اکبر۔

4- کتاب مستطاب آئینہ الاعوان 77 تالیف سید محمد شاہ گوری سیدان کشمیر میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا شجرہ نسب یوں درج ہے ”بابا عون قطب شاہ بادشاہ و شاہو غازی پسران عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید [علی] شاہ غازی بن [محمد] آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بابا بن علی امام محمد حنیف۔

5- تحقیق الاعوان 78 تالیف ایم خواص خان گولڑہ (1966ء) نے صفحہ 156 پر قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا نسب نامہ یوں درج کیا ہے ”سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ [علی] غازی بن [محمد] آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بابا بن علی بن محمد اکبر بن حضرت علی بنوعلو یہ (از کتاب محبوب شاہ دانہ والا مرسلہ عبدالقادر ترنہ پت سیری، تحصیل مانسہرہ بالا کوٹ ہزارہ)۔

6- تاریخ علوی اعوان 79 تالیف محبت حسین اعوان ایڈیشن 1999ء کے ص 347 و تاریخ علوی اعوان ایڈیشن 2009ء ص 360 پر یوں درج کیا ہے ”سعید الدین سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ [علی] غازی بن [محمد] آصف غازی بن عون عرف قطب غازی بابا جد علی قطب شاہی علوی اعوان [بن علی بن محمد اکبر بن حضرت علی بنوعلو یہ۔

شجرہ نسب قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ: تقابلی جائزہ

مرات مسعودی (فارسی) تالیف عبدالرحمن چشتی علوی 1074ھ	منبع الانساب (فارسی) تالیف سید معین الحق جھونسوی 830ھجری	تصدیق شدہ مستند شجرہ نسب قطب شاہی علوی اعوان
اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالبؑ	علی بن ابی طالب علیہ السلام	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
محمد حنفیہؒ (محمد اکبر)	ابوالقاسم محمد حنفیہؒ (محمد اکبر)	محمد اکبرؒ (محمد حنفیہؒ)
عبدالمنان غازی	علی عبدالمنان	علی عبدالمنان (عبدالمناف)
بطل غازی (عون قطب شاہ غازی)	عون عرف قطب غازی	عون قطب شاہ غازی
ملک آصف غازی	آصف غازی	محمد آصف غازی
شاہ عمر غازی	شاہ غازی	شاہ علی غازی
شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی	شاہ محمد غازی
طیب غازی	طیب غازی	طیب غازی
طاہر غازی	طاہر غازی	طاہر غازی
عطا اللہ غازی	عطا اللہ غازی	عطا اللہ غازی
سالار ساہو غازی (شاہو غازی)	سالار شاہو غازی	سالار قطب حیدر غازی
سالار مسعود غازی شہید	سعید الدین سالار مسعود غازی	عبداللہ گلوڑہ محمد کندلان، منزل علی
(قطب شاہی علوی اعوان) کا مزار	(قطب شاہی علوی اعوان) کا	کلاگان ہزام علی کھوکھر، درتیم
مبارک بہرائچ ہندوستان میں مرجع	مزار مبارک بہرائچ ہندوستان	جہاں شاہ محمد علی، نادر علی، بہادر علی،
خلاق عام ہے	میں مرجع خلاق عام ہے	کرم علی، نجف علی و فتح علی

وضاحت: عطا اللہ غازی کے تین فرزند سالار ساہو غازی، سالار قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین غازی تھے

مندرجہ بالا جدول کے تقابلی جائزہ کے بعد منبع الانساب میں درج شجرہ نسب ہی درست و مستند ہے تاریخ

علوی وغیرہ میں اس حد تک ترمیم کی جانا مناسب ہوگی کہ عون عرف قطب شاہ غازی (جد علی قطب شاہی علوی اعوان)

کالقب بطل غازی ہے۔ لہذا تحقیق الانساب جلد اول 84 ص 70 وغیرہ پر اور تحقیق الانساب 85 جلد دوم ص 575 وغیرہ پر مطابقت ترمیم کی جاتی ہے اور اب ”عون عرف سکندر“ کے بجائے ”عون عرف قطب شاہ غازی“ (جد علی قطب شاہی علوی اعوان) بن علی عبدالمنان عبدالمناف بن حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھا اور پڑھا جائے۔

انساب کی قدیم و مستند کتب نسب قریش اور منبع الانساب اور تحقیق حال:

انساب کی سب سے قدیم کتاب نسب قریش 83 (156-236ھ) اور منبع الانساب (فارسی 830ھجری) قدیم و مستند تاریخوں کے منظر عام پر آنے سے قبل تقریباً سب ہی کا خیال تھا کہ حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے عطا اللہ غازی تھے اور ان کے تین فرزند 46 سالار ساہو (شاہو) غازی، سالار قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین غازی تھے اور سالار قطب حیدر غازی، قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جد علی ہیں۔ اور قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کا اطلاق سالار ساہو غازی، سالار سیف الدین غازی (لاولد) پر نہیں ہوتا کیونکہ وہ قطب شاہی علوی اعوانوں کے جد علی کے بھائی اور ان کی اولاد ہیں۔ لیکن منبع الانساب کے منظر عام پر آنے کے بعد صورت حال یکسر تبدیل ہوگئی جس کا ذکر قبل ازیں کیا جا چکا ہے۔ نسب قریش میں عون بن علی بن محمد اکبر کی اولاد بنی عون درج ہے۔ اور منبع الانساب کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تیسری پشت میں عون عرف قطب غازی (جد علی قطب شاہی علوی اعوان) بن علی عبدالمناف بن حضرت محمد حنفیہ درج ہیں اور عون عرف قطب غازی کی آٹھویں پشت میں سعید الدین سالار مسعود غازی بن شاہو غازی (برادر سالار قطب حیدر غازی) بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن سید شاہ علی غازی بن محمد آصف غازی بن عون عرف قطب غازی درج ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ عون عرف قطب شاہ غازی ہی برصغیر پاک و ہند دیگر ممالک میں آباد مقام قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے جد علی ہیں اور انہی کے نام کی نسبت سے ”قطب شاہی اعوان“ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہونے اور ان کے نام ”علی“ کی نسبت سے ”علوی“ کہلاتے ہیں۔ عطا اللہ غازی اور ان کے بیٹوں فرزند سالار غازی، سالار قطب حیدر غازی، سالار سیف الدین غازی قطب شاہی علوی اعوان ہیں۔ جب یہ ثابت ہو چکا کہ عون قطب غازی بن علی عبدالمناف بن محمد اکبر مشہور بہ محمد حنفیہ گج جملہ اولاد سب ہی قطب شاہی علوی اعوان ہے اور عطا اللہ غازی کی شاخ کا بالآخر نسب منبع الانساب اور مرآت مسعودی کی روشنی میں مستند اور درست ہے۔ عطا اللہ غازی کی اولاد کے علاوہ دیگر قطب شاہی علوی اعوان بھی ہیں اور ان کے شجرہ ہائے نسب کی تلاش اور اور ان کی اولاد کی تحقیق منبع الانساب کے تناظر میں نہایت ضروری ہے مولف کا خیال ہے کہ ”تاریخ قطب شاہی علوی اعوان“ کی اشاعت کے بعد بہت سے قطب شاہی علوی اعوان اس طرف متوجہ ہوں گے۔

سالار ساہو غازی (قطب شاہی علوی اعوان) منتظم غرنوی فوج:

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ قدیم اور مستند کتاب منبع الانساب کے مطابق سالار ساہو غازی و سالار مسعود غازی شہید کا شجرہ نسب عون قطب شاہ غازی (جد علی قطب شاہی علوی اعوان) بن علی عبدالمناف بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ عون قطب شاہ غازی کی اولاد ان کے نام کی شہرت کی وجہ سے قطب

شاہی علوی اعوان کہلاتی ہے لہذا سالار ساہو غازی، سالار قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین غازی اور سلطان الشہداء سالار مسعود غازی بھی قطب شاہی علوی اعوان ہیں۔

سالار ساہو غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کی شادی سلطان محمود غزنوی کی ہمیشہ ستر مہلی سے ہوئی تھی۔ سالار ساہو غازی کے سپہ سالار بھی تھے سلطان محمود غزنوی نے اجیر کی ریاست آپ کے حوالے کی تھی جس کا ذکر مرآت مسعودی کی داستان اول میں موجود ہے۔ قنوج کے والی جے پال کے ساتھ جنگ میں سالار ساہو غازی نے بطور معظم سپاہ کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیے۔ مخزن افغانی کا ترجمہ مسٹر ڈورن نے کیا ہے اس میں درج ہے کہ سالار شاہو افغان سردار تھے 1000 سواروں کے ہمراہ سومنات کے حملہ میں شرکت کی۔ پشتو کشنری ریاض الحجت تالیف محبت خان (1805ء) میں بھی سالار ساہو کو زابل کا سردار لکھا گیا ہے اور ان کا ایک ہی لڑکا (سالار مسعود غازی) پیدا ہوا جس کی قبر ہواچ میں ہے۔

سالار ساہو غازی کے ہاتھوں فتح ہندوستان اور بت سومنات:

مرآت مسعودی فارسی 86ء کے ص 72 و 73 پر درج ہے ”چنانچہ در تواریخ فیروز شاہی کلاں دوتر دو سلطان محمود را مقدم داشتہ است یکی انکہ متمردان را ہند متہور گردانیدہ و قلعہ ہای را ی جہاں رامعہ بتجا نہا تاراج ساخت و ملک ہند را در ضبط آورد و مرآت مسعودی سلطان لشکر بطنہر والہ و گجرات بر دو سومنات را آوردہ چارم کردیک قسم بر در مسجد جامع غرنی نہاد و یک قسم در کوشک سلطنت و یک قسم بمکہ و یک قسم بمدینہ فرستاد و این ہر دو کار کا تلاش و صلاح پہلوان لشکر و سلطان الشہداء امیر شد فتح ہند از تر دو سالار ساہو پرچہ پرچہ کردن بت سومنات محض از مصلحت سالار مسعود بود چنانکہ ذکر افتادہ است و در امیران سلطان سپہ سالار لشکر سالار ساہو پہلوان لشکر بود اکثر امیران کلاں و ترکان بہادر از اقرباء پہلوان لشکر بودند ہر طرف کہ سلطان لشکر کشیدہ و ملک گیری کردہ فتح از تر دو جان سپاری پہلوان لشکر و اقرباء او می شد۔

ترجمہ: ”جیسا کہ تاریخ فیروز شاہی کلاں میں سلطان محمود دوتر دو مقدم رکھتا ہے ایک یہ کہ باغیوں کو زیر کیا رائے جے پال کو مع قلعہ و بت خانوں کے تباہ و برباد کیا اور ملک ہندوستان کو تسخیر کیا۔ دوسرا یہ کہ سلطان لشکر بطنہر والہ اور گجرات لے گیا سومنات کے بت کے چار ٹکڑے کرتے ہوئے ایک ٹکڑا جامع مسجد غرنی کی سیڑھیوں پر ڈالا ایک ٹکڑا اپنے محل کے سامنے ایک ٹکڑا مکہ اور ایک ٹکڑا مدینہ بھیج دیا یہ دونوں کام پہلوان لشکر اور سلطان الشہداء کی کوششوں اور مشوروں سے ممکن ہوئے۔ تسخیر ہندوستان پہلوان لشکر (قطب شاہی اعوان) اور سومنات کے بت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا سالار مسعود (قطب شاہی اعوان) کی محض مصلحت سے ہی ہوا جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ امراء سلطان کے لشکر کے کمانڈر انچیف سالار ساہو پہلوان لشکر (قطب شاہی علوی اعوان) تھے اور بہت سے بڑے بڑے امیران و ترکان بہادر پہلوان لشکر کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے جس جانب بھی سلطان کا لشکر جات ملک گیر فتح حاصل ہوتی فتح تر دو اور جانبازی پہلوان لشکر کے قریبی رشتہ داروں یعنی قطب شاہی علوی اعوانوں کی وجہ سے ممکن ہوتی۔“

مرآت مسعودی فارسی 87ء ص 43، مرآت الاسرافارسی 88ء ص 144، سلطان الشہداء انجھ 200ء دیگر کتب میں ”کاہلہ دامن کوہ کشمیر“ کا ذکر ملتا ہے اس وقت آزاد کشمیر کے ضلع حویلی میں تحصیل خورشید آباد جس کا پرانا نام

کاہلہ تھا اور قریب ہی مقبوضہ کشمیر میں قلعہ لوہر کوٹ اور کاہلہ کی طرف بھی ہے اور بڑے پہاڑ پر پولیس چوکی بھی ہے اور دریا بھی گزرتا ہے۔ تاریخ فرشتہ جلد اول 89 ص 127 میں درج ہے کہ 412ھ میں سلطان محمود نے اپنی عنان فتح کو کشمیر کی طرف موڑا اور نواح کشمیر میں پہنچ کر ”لوہ کوٹ“ کے قلعے کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ ایک مہینہ تک رہا یہ قلعہ بہت مضبوط تھا اس لئے محمود اپنی تمام کوششوں کے باوجود فتح نہ کر سکا یہ عالم دیکھ کر اس نے لوہ کوٹ کی تسخیر کا خیال ترک کیا اور لاہور کی طرف چل پڑا۔ انجیئر سمیع الدین سوانح حیات سالار مسعود غازی کے حوالہ سے سلطان الشہداء 90ء کے ص 200 پر فطر از ہیں ”یہ مقام کوٹ کاٹی سے دریائے سوات اور دریائے سندھ کے درمیان بلند پہاڑیوں میں واقع ہے اور یہ اس دور میں کشمیر کے دامن کوہ میں واقع تھا۔ ایم خواص خان نے تحقیق الاعوان کے ص 195 پر کاہلہ سے مراد کلر کہا لیا ہے جو سابقہ کشمیر کا حصہ تھا۔ بہر کیف کاہلہ کشمیر میں ہو یا سوات یا کلر کہا ہو، سلطان محمود غزنوی نے سالار ساہو (قطب شاہی علوی اعوان) کو یہاں بھیجا اور انہوں نے کاہلہ کو فتح کیا۔ راج ترنگنی 91ء در دو ترجمہ کے ص 416 پر پندت کاہن لکھتے ہیں ”ہمیر (محمود) کا مقابلہ: وہ تھوڑی سی فوج لے کر توشی (دریا توشی) کے دوسرے کنارے چلا گیا اور وہاں پر اس دستے کو مغلوب کیا جو ہمیر (سلطان محمود غزنوی) نے بھیجا یعنی سالار ساہو کی قیادت میں۔ جب ترلوچن پال پیچھے ہٹ گیا تو سارے ملک پر خونخوار چندالوں کے گروہ ٹڈی دل کی طرح چھا گئے۔ فتح حاصل کرنے کے بعد بھی ہمیر (سلطان محمود غزنوی) نے آزادی کے ساتھ سانس نہیں لیا۔ مترجم راج ترنگنی 92ء نے حواشی نمبر 7 ص 502 پر لکھا ہے ”محمود نے 1013ء میں حملہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ محمود نے یہ فتح ان وادیوں میں سے ایک میں حاصل کی تھی جو علاقہ ہہلم کی طرف سے کشمیر کو جاتی ہیں اور اس کے بعد ترلوچن پال کا اسی سمت میں تعاقب کرتا چلا گیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلطان کی اس فتح کی وجہ سے علاقہ کشمیر کے بعض والیان ریاست محمود کے مطیع ہو گئے تھے“

ملک قطب حیدر کو مانک پور اور عبداللہ کو کرہ کا حاکم مقرر کرنا:

سالار ساہو نے اپنے بھائی ملک قطب حیدر (قطب شاہی علوی اعوان) کو مانک پور کا حاکم مقرر فرمایا اور ان کے بیٹے عبداللہ کو کرہ کا حاکم تعینات کیا۔ مرآت مسعودی 93ء کی داستان چہارم میں حضرت عبدالرحمن چشتی علوی رقمطراز ہیں ”پہلوان لشکر (سالار ساہو) در ساعت نقارہ فرمود سوار شد سلطان الشہداء ارادہ ستر کھ کذاشتہ خود بدولت و اقبال شب در میان بر سر کفار نکونار رسید و از انجا دو فوج کردیک فوج بجانب کرہ و یک بطرف مانکپور ترکان بہادر بسرعت تمام ہر دو مقام ہارا کرد و دند کا فران بجنگ درآمدند فاما لشکر اسلام قوی آمد ہزاران کفار را در تہ تیغ آوردہ ہر دو ایران رازندہ گرفتہ بخدمت پہلوان لشکر آوردند ہمان وقت طوق در گوی انہا انداختہ روانہ بجانب ستر کھ کرد سالار مسعود را نوشت کہ حراخو از رانخوب بطریق نگاہداید۔ سالار مسعود انہا را در بہرائچ پیش سالار سیف الدین فرستاد۔ القصہ پہلوان لشکر کرہ مانکپور را بخاک برابر ساخت و اموال و اسباب و ہندی بیشمار بدست لشکر بیان افتاد۔ بعد از ان ملک عبداللہ را جو را در کرہ گذاشت و ملک قطب حیدر را در مانکپور گذاشتہ خود با شوکت و جہمت در ستر کھ آمد۔“

مرآت الاسرافارسی 94ء کے مصنف حضرت عبدالرحمن چشتی علوی (1045ھ- 1065ھ) کے صفحہ 152 پر نقل کرتے ہیں ”روز دیگر میر ساہو بالشکر ارادتہ بر سر زمینداران کرہ مانکپور سواری کرد و بعد از جنگ بسیار ہر دو زمینداران قید آمدند پس عبداللہ را جو را کرہ و ملک قطب حیدر را در قصبہ مانکپور نصب نمودہ خود با فتح و فیروزی برگشت

بستر کھاؤ۔“ ترجمہ اردو: دوسرے دن میرا ساہو نے لشکر آراستہ کیا اور مانگو پور کے زمینداران پر حملہ آور ہوئے طویل جنگ کے بعد دونوں زمینداران قید ہوئے۔ عبداللہ راجہ کو لڑے اور ملک قطب حیدر کو قصبہ مانگ پور تعینات کرتے ہوئے فتح و نصرت کے ساتھ ستر کھائے۔

سلطان الشہداء 95ء کے مولف انجینئر محمد سمیع الدین (علیگ) ص 164 پر ڈسٹرکٹ گزٹیر پر تاپ گڈھ ص 193 تا 196 ص 145 تا 146 کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں ”دریائے گنگا کے کنارے، الہ آباد، رائے بریلی اور پرتاب گڈھ سے تقریباً 58 کلومیٹر فاصلے پر واقع ایک پرانا قصبہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کو قنوج کے راجہ بالہ دیو کے سب سے چھوٹے لڑکے مانا دیو نے آباد کیا تھا اور اس کا نام مانپور رکھا تھا۔ بعد میں راجپوت خاندان نے قنوج ہی کے راجہ رائے جے چند کے سوتیلے لڑکے مانگ چند اس کا نام تبدیل کر کے مانگ پور کر دیا تھا۔ قصبے کے شمال میں شہنشاہ شاہجہاں کی تعمیر کرائی ہوئی ایک چھوٹی سی مسجد واقع ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں سالار ساہو نے راین کڑ اور مانگ پور کی ریشہ دانیوں کا قلع قمع کرنے کی غرض سے دونوں علاقوں کا محاصرہ کر کے ان کو فتح کر لیا اور دونوں راین کو ہتھکڑیاں لگا کر ستر کھروانہ کر دیا۔ بعد میں قطب حیدر گو مانگ پور کا حاکم مقرر کرتے ہوئے سالار ساہو واپس ستر کھ تشریف لے گئے۔ بعد میں قطب حیدر گو شہید کر دیا گیا۔ ان کا مزار شریف چوکا پار پور جو مانگ پور کا ہی ایک حصہ ہے میں مرجع خلافت ہے۔“ ملک عبداللہ لڑاکے پہلے مسلمان حاکم (راجہ) تھے اس لئے انہیں راجہ بھی کہا جاتا ہے۔ سلطان الشہداء 96ء ص 165 کے مطابق سالار ساہو نے قصبہ کڑاکا محاصرہ کر کے اور یہاں کے راجہ کو شکست دے کر ملک عبداللہ کو یہاں کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ بستی میں حاجی جمال شہید اور دیگر متعدد شہداء کے مزارات واقع ہیں۔

سلطان الشہداء سعید الدین سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان):

آپ کا اصل نام سعید الدین سالار مسعود غازی 97ء تھا آپ گودلی اور اس کے نواحی علاقے میں پیر سلیم کہتے ہیں خراسان میں رجب سالار اور بعض مقامات پر آپ کو غازی میاں، بابی میاں، بالا پیر کہتے ہیں آپ کے والد ماجد کا نام سید سالار ساہو ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ستر علی سلطان سبکتگین کی صاحبزادی اور سلطان محمود غزنوی کی حقیقی بہن تھیں جو پارسائے وقت اور عرفان شریعت میں یکتائے روزگار تھیں۔ سالار مسعود غازی کی ولادت اتوار کے دن صبح صادق کے وقت یکم شعبان 405ھ میں شہر متبرک دارالسلام اجمیر شریف میں ہوئی۔ ہندوستان جیسے کفر و الجاد کی خاردار جھاڑیوں میں زندگی کا راستہ ہموار کرنے کے لئے جن سو رماؤں کے قدم پئے چنان میں سالار مسعود غازی کا نام ہنوز روشن و تابندہ ہے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی مقدس ارواح و رجال الغیب نے نشاندہی کر دی تھی آپ کی شکل و شبابت سے عکس جمال مصطفوی ﷺ اور متضوی جاہ و جلال عیاں تھا۔ جس خاندان کے خاتمہ غرضت و مستی کے جذبہ سے لبریز ہوا اس کے چشم و چراغ کا کیا کہنا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو رسم بسم اللہ خوانی کا شاندار اہتمام کیا گیا۔ دورانہ پیش اور مستقبل شناس باپ نے سید ابراہیم بارہ ہزاری کو آپ کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر کیا بیش قیمت زرو جواہر کا شاندار نذرانہ استاد محترم کو پیش کیا گیا۔ سالار مسعود غازی نے صرف نو سال کی عمر شریف میں تمام علوم باطنی و ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ جوان ہوتے ہی راجگان ہند کے خلاف جہاد میں کود پڑے بے شمار معرکوں میں فتوحات حاصل کیں۔ علاوہ ازیں راجگان میں رائے رانب، رائے سانب، رائے ارجن، رائے بھگین، رائے

کنک، رائے کلیان، رائے سکود، کرن، پیر بل، سری پال، ہر پال، رائے نرکو، جودہاری وغیرہ سے زبردست معرکہ ہوا سلطان الشہداء کا لشکر تعداد میں بہت کم تھا لیکن آپ کے لشکر اور آپ نے بڑی جوانمردی و بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا اور انہیں بھاری نقصان پہنچایا آخری معرکہ کے دوران ایک تیر آپ کے گلے مبارک میں آگاہ جس کی وجہ سے آپ نے اوّل وقت عصر روز یکشنبہ (اتوار) بتاریخ 14 رجب المرجب 424ھ کو جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک بہرائچ شریف ہندوستان میں مرجع خلافت عام ہے۔

سلطان الشہداء سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کی پیدائش جہاد ہند میں شرکت اور شہادت کی مکمل تفصیل مرآت مسعودی میں درج ہے یہاں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

- 1- آپ 21 شعبان 405ھ (بمطابق 1013ء) بروز اتوار پیدا ہوئے۔
 - 2- کاہلر سے راول (راولپنڈی)، ملتان، اجوہن (پاک پتن) آمد 417ھ (1026ء)
 - 3- آمد دہلی، میرٹھ، بدایوں 418-19ھ (1027-28ء)
 - 4- آمد قنوج، ستر کھ و بہرائچ 421-23ھ (1029-31ء)
 - 5- سورج کنڈ بہرائچ 14 رجب المرجب 424ھ (1032ء) عمر مبارک 19 سال تقریباً
- سلطان الشہداء سعید الدین سالار مسعود غازی کا ذکر مستند تاریخی کتب میں درج ہے گزشتہ صفحات پر مختصر اقتباسات درج کیے جا چکے ہیں۔

سلطان الشہداء سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کی شہادت:

سلطان الشہداء سالار مسعود غازی جو قبیلہ قطب شاہی علوی اعوان کے چشم و چراغ تھے سالار ساہو غازی کے فرزند ارجمند، ملک قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین غازی علوی کے بھتیجے اور سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ تحقیق الاعوان کے ص 359 کے مطابق مسعود غازی کی شہادت کے بعد ہندوؤں نے انہیں رحمت کا فرشتہ سمجھان کی شہادت کی تاریخ پر ہر سال میلہ لگاتا ہے۔ ہر سال تقریباً ایک لاکھ کا اجتماع ہوتا ہے جس میں کچھ ہزار کے قریب ہندو ہوتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے عرس سے بھی زیادہ تعداد میں لوگ برائے حصول فیوض و برکات حاضری دیتے ہیں۔ آپ کے حسن اخلاق اور تبلیغی کوششوں سے بے شمار کفار حلقہ بگوش اسلام ہوئے جس کی تفصیل کتب سلطان الشہداء میں درج ہے۔ ”میو“ قبیلہ خود بیانی ہے کہ وہ سالار مسعود غازی سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔ جیسا کہ مرآت مسعودی میں نقل ہے کہ سالار مسعود غازی کا طرز حکمرانی ہمدردانہ اور انصاف پسندانہ تھا جسے ہندو بھی پسند کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ سالار مسعود غازی اور ان کے ہزاروں شہداء کی قبریں آج بھی صحیح سلامت ہیں اگر ان کا طرز عمل غیر مسلموں سے اچھا نہ ہوتا تو وہ ان کی قبروں کو بھی مسمار کر دیتے۔ آپ کا مزار مبارک بہرائچ میں مرجع خلافت عام ہے سلطان فیروز شاہ تغلق نے آپ کا مزار مبارک تعمیر کروایا۔

سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کی شہادت کے بعد قطب شاہی علوی اعوان:

جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ سلطان الشہداء کی شہادت کے وقت قطب شاہی علوی اعوانوں کی تعداد 5000 سے کم نہ تھی سالار مسعود غازی کی شہادت کی خبر یا کر دیگر قطب شاہی علوی اعوان سید ابراہیم کی قیادت

میں ایک لشکر لے کر آئے اور انہوں نے سب سے پہلے سالار مسعود غازی اور ان کے ساتھی شہداء کوسورج کنڈ میں سپرد خاک کیا اور ان کی قبروں پر کتبے نسب کیے اور کفار سے مقابلہ کیا اور انہوں نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی شہادت کے کبھی باقی زندہ رہنے والے قطب شاہی علوی اعوانوں نے ان کی قبروں کی حفاظت کی یہی وجہ ہے کہ ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی ان کے مزارات محفوظ ہیں جس علاقے میں قطب شاہی علوی اعوان شہید ہوئے ان کی قبروں کی نشاندہی کی گئی جن کا ذکر انجیل مسیح الدین نے کتاب سلطان الشہداء کیا ہے۔ نیز 1059ء میں لکھی گئی تاریخ بہت ہی میں بھی سالار علویان اور نقیب علویان اور سالار غازیان کا ذکر موجود ہے سلطان مسعود کی فوج میں بھی غازیان علویان، سالار علویان و نقیب علویان اور سالار غازیان کی فوج موجود تھی سلطان مسعود نے ہائی کا قلعہ خود فتح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ ہائی کا قلعہ لاہور میں موجود سالار غازیان بھی فتح کر سکتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کی شہادت کے بعد بھی قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے سالار غازیان یا سالار علویان موجود تھے جو سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کی فوج میں خدمات سر انجام دے رہے تھے۔ لباب الانساب والاقتاب والا عقاب تالیف امی الحسن بن ابی القاسم بن زید البہقی المتوفی 565ھ ہجری کے ص 727 پر غزنی و نواح کے حوالہ سے درج ہے ”اولاد محمد بن الحنفیہ علی بن الحسن بن ابی القاسم بن زید الحسین بن علی، والقاسم بن علی، منصور بن علی و حمزہ بن علی و عبد الملک بن علی و سکیہ بنت علی و سیرہ بنت علی“۔

سلطان فیروز شاہ تغلق کی ابن بطوطہ کے ہمراہ سالار مسعود غازی شہید کے مزار پر:

سلطان فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی مشہور و معروف سیاح ابن بطوطہ کے ہمراہ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کے مزار مبارک پر حاضری دینے کے لئے حاضر ہوا جس کا ذکر ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں تفصیل سے کیا۔ ابن بطوطہ 102 نے ہند کا سفر 734ھ تا 743ھ تک کیا۔ سفر نامہ ابن بطوطہ کا اردو ترجمہ خان بہادر مولوی محمد حسین ایم اے ریٹائرڈ سیشن جج نے کیا ہے اس سے اقتباس صفحہ 206 سے پیش کیا جاتا ہے ”پھر بادشاہ (فیروز شاہ تغلق) نے بہرائچ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ یہ ایک خوبصورت شہر دریائے سر جو (دریائے پال) کے پہاڑ سے نکلتا ہے (کے کنارے واقع ہے) سر جو ایک بڑا دریا ہے جو اکثر اپنے کنارے گراتا رہتا ہے بادشاہ شیخ سالار مسعود کی قبر کی زیارت کے لیے دریا پار گیا شیخ سالار مسعود غازی نے اس نواح کے اکثر ملک فتح کیے ہیں۔ شیخ سالار مسعود غازی کی قبر کی زیارت کی ان کا مزار ایک برج میں ہے لیکن میں اڑدھام کے سبب سے اس کے اندر داخل نہ ہو سکا“۔

تاریخ فیروز شاہی فارسی تصانیف ضیاء الدین برنی مترجم ڈاکٹر معین الحق اردو سائنس بورڈ لاہور ایڈیشن جولائی 1983ء کے ص 99-698 پر لکھتے ہیں ”سالار مسعود غازی کے مزار کی زیارت: عین الملک کی بغاوت فرو کرنے کے بعد سلطان محمد باگرمو سے ہندوستان کی طرف واپس آیا وہ بہرائچ پہنچا جہاں اس نے سالار مسعود شہید (کے مزار) کی زیارت کی جو سلطان محمود ابن سبکتگین کے ساتھیوں عزیزوں اور غازیوں میں سے تھے زیارت کی اور روئے کے مجاوروں کو بہت سے صدقات دیئے۔“

سلطان فیروز شاہ تغلق حضرت میر سید ماہ کے ہمراہ سالار مسعود غازی کے مزار پر:

مرات مسعودی میں درج ہے کہ ”سلطان فیروز پہلے حضرت میر مذکور کی خدمت میں پہنچے۔ بعد ملاقات اس نے کہا میں سلطان الشہداء کی زیارت کے لئے اس جگہ آیا ہوں۔ لیکن لوگ اور طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت کے ہمراہ زیارت سے مستفید ہوں کیوں کہ آپ سے اہل ثبوت کے حالات پوشیدہ نہیں ہوں گے۔ حضرت میر سید ماہ قدس سرہ نے فرمایا کہ فلاں دن فلاں تاریخ آئی قبر اور روضہ سے حضرت سلطان الشہداء انکل کر تمہاری امداد کے لئے ٹھٹھہ کی جانب گئے تھے۔ جب تم اس جگہ فتح پایا ہو گئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اس مقبرہ میں آئے۔ واقعہ نویس طلب کیا گیا۔ کاغذ واقعہ کا مطالعہ کیا گیا وہی روز وہی تاریخ کہ جو حضرت میر قدس سرہ نے فرمایا کاغذ واقعہ کے مطابق نکلا۔ سلطان فیروز و گوان دو بزرگوں کی ولایت و کرامات پر یقین پختہ ہوا۔ ہمراہ حضرت میر قدس سرہ آستانہ عالیہ سلطان الشہداء پہنچے۔ لشکر کے سب آدمی زیارت کے لئے گئے تھے۔ آدمی بہت زیادہ تھے۔ حضرت میر سید ماہ قدس سرہ اور سلطان فیروز روضہ متبرکہ کے دروازے پر کھڑے رہے۔ جب لشکر کے سب لوگ زیارت سے فارغ ہوں اس وقت میں شرف زیارت کروں گا۔ پس سلطان نے رخ حضرت میر قدس سرہ کی جانب کرتے ہوئے اوجھڑا کہ سلطان الشہداء کی کچھ کرامات بیان کیجئے چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو جہاں کی کامل پہچان دی تھی اسی وقت جواب دیا کہ اس سے زیادہ کون سی کرامات سلطان الشہداء کی چاہتے ہیں کہ آپ جیسا بادشاہ اور مجھ جیسا فقیر دونوں در بانی کر رہے ہیں۔ سلطان بھی اسی بات کی خواہش رکھتا تھا محفوظ ہوا۔ اور شمس السراج واقعہ نویس سلطان فیروز تم پر ختم مقدمہ اول بیان مخلوق فیروز شاہ اس طرح نقل کرتے ہیں کہ فیروز شاہ اللہ کی مہربانی سے حضرت شیخ علاؤ الدین نواسر شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود جو دہی قدس سرہ العزیز سے عقیدت رکھتا تھا شیخ علاؤ الدین نے لکھا جس قدر لوگ مملکت میں شہنشاہ عظام کے تھے ان سب نے اولیاء کرام اطاعت قبول کی۔ اس طرح 774ھ ہجری میں وہ بغرض مریدی و بندگی سپہ سالار مسعود غازی کے ہاں گیا تھوڑا عرصہ اس جگہ قیام کیا۔ اچانک ایک شب سپہ سالار مسعود غازی نے خود سلطان فیروز کو خواب میں دیدار کروایا اور سلطان کے دیکھنے پر ان کے رخ انور مبارک کی جانب اشارہ فرمایا کہ ایام پیری (بڑھاپے کے دن) غالب آگئے ہیں اور استعداد آخرت پیدا کرو (آخرت کی تیاری کریں) اور اس کو یاد میں لاؤ چونکہ وہ ایک شہسوار تھے۔ دست ہدایت ان کے سر پر پھیرا۔ آخر کار سلطان مخلوق کے ساتھ سالار مسعود غازی کے مزار پر صوفیوں کے گروہ میں شامل ہوئے اس دن فیروز شاہ کی محبت میں اس کے گھر والے ہتھوڑے اور امراء مملکت بھی شامل ہوئے۔“

حضرت سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کے ساتھی شہداء کا مختصر تذکرہ:

کتاب سلطان الشہداء 103 (سید سالار مسعود غازی) کے مصنف انجینئر محمد سیف الدین علیک باب پنجم ص 71 تا 190 میں شہید رفقاء کے کار کے عنوان سے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے یہاں مختصر ادرج کیا جاتا ہے۔ سلطان الشہداء اوسر سے کتنی باندہ کر، جذبہ شہادت سے سرشار، اسلام کا پرچم لہراتے اپنے مٹھی بھر رفقاء کے کار کے ہمراہ غزنی سے چلے۔ ان کو اور ان کے جاں نثاروں کو معلوم تھا کہ شہادت یقینی ہے لیکن جو مرید مجاہد موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دے، بھلا اس کو ڈر کس کا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس چھوٹے سے اسلامی لشکر نے جس سمت بھی رخ کیا، اسلام دشمن قوتیں کافی کی مانند پھٹتی چلی گئیں۔ جس نے سر اٹھانے کی کوشش کی، اس کا سر قلم کر دیا گیا، جس نے اطاعت قبول

کرتے ہوئے امان چاہ لی، اس کو نواز دیا گیا۔ ان کا یہ طریقہ کار رہا کہ وہ راستے میں جہاں بھی خیمہ زن ہوئے، وہاں سے انہوں نے اپنے مختلف سرداران لشکر کی سرکردگی میں تبلیغ کی خاطر قرب وجوار کے علاقوں میں مجاہدین کے دستے روانہ کیے اور پھر خود بھی اسی دھن میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ آخر کار سترھ (بارہ بنکی) پہنچے۔ یہاں کی آب و ہوا انہیں بہت پسند آئی چنانچہ یہاں کے قیام کا ارادہ کر لیا۔ لیکن قیام کا ارادہ تو ان کے نسب العین اور مشیت ایزدی کے خلاف تھا چنانچہ حالات کے پیش نظر ان کو بہرائچ جانا پڑا جہاں شہادت ان کی اور ان کے پرستاروں کی منتظر تھی۔ آپ نے معہ ساتھیوں کے خوشی خوشی آگے بڑھ کر لبیک کہتے ہوئے اسے گلے لگایا اور دینا و آخرت میں سرخرو ہو گئے نیز آنے والی نسلوں کو شعل راہ دکھا گئے۔ اس طرح غزنی سے بہرائچ کے سفر کے کتنے ہی ساتھیوں نے راستے میں بھی جام شہادت نوش کیا جو آج بھی ہماری نظروں سے پوشیدہ رہ کر تصرف فرما رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے نام آشکارا ہیں لیکن زیادہ تر گمنامی کے سبب ”نوکز اپیر“، ”سید بابا“، ”شہید مرد“ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ علاقے میں آج بھی لوگ بنا امتیاز مذہب و ملت ان کا احترام کرتے، چادر اور پھول اچڑھاتے، نیز چراغاں کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شہید کے لیے یہ حکم ہے کہ اس کو جانے شہادت پر ہی سپرد خاک کیا جائے (غزوہ اُحد میں بعض صحابہ اپنے شہداء کو مدینہ لے گئے تھے لیکن خدا کے رسول ﷺ کی طرف سے منادی ہوئی کہ شہداء کو ان کے مقل میں ہی لے جاؤ ”صح الاسیر ص ۱۱۴“) اسی لئے جگہ جگہ شہداء کے مزارات پائے جاتے ہیں۔ چند شہداء جن کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں، کی ضلع اور تفصیلات تحریر کی جا رہی ہیں۔

قصبہ سنبھل میں سالار مسعود غازی شہید کے ساتھیوں کے چھ پختہ مزارات ہیں:

احمد میاں، محمد میاں، گمنام (گولے والے شہید) کے علاوہ دو اور گمنام شہداء کے علاوہ جنید میاں کا مزار ہے۔ قصبہ امر وہ سید ابراہیم شہید، حسن شہید، محمد شہید، حامد شہید، عثمان شہید، شمن شہید، مبارک شہید، شمن شہید، ثانی، ماکم شہید، جھنڈا شہید، بھورے خان شہید، جہانگیر شہید، عبدالحکیم عباسی شہید، کنوارے شہید، جہانگیر شہید، ثانی، ہدایت اللہ شہید، ننھے خان شہید، قصبہ نجیب آباد میں کشمیری میاں اور ننھے میاں کے مزارات واقع ہیں۔ قصبہ کرتپور (تحصیل نجیب آباد) تین شہداء کے مزارات ہیں جن میں نوشاہ میاں اور دولہ میاں ہیں اور تیسرے کا نام معلوم نہیں۔ موضع پرینی تحصیل نگینہ میں شاہ کمال کا مزار مبارک ہے یہ سید سالار مسعود غازی کے لشکر کے سردار بتائے جاتے ہیں ان کے علاوہ دو اور قبریں ساتھی شہداء کی ہیں۔ موضع بناؤلی تحصیل دہاپور میں قدیم قبرستان ہے جس میں بے تعداد شہداء آسودہ خاک ہیں ایک پختہ مزار منظور شاہ المعروف بہ منجوشاہ بتایا جاتا ہے۔ موضع حبیب والا تحصیل دہاپور میں شاہ کبیر (سردار لشکر سالار مسعود غازی) و دیگر شہداء کے مزار تعلق دور میں سید سالار مسعود غازی اور ان کے دیگر رفقاء کے کار کے مزارات جگہ جگہ پر پختہ تعمیر کرائے گئے۔

قصبہ سیوہارہ تحصیل دہاپور میں سید ابراہیم شہید و دیگر شہداء مزار پختہ گنبد دار ہے۔ ضلع بدایوں 419ھ (1028ء) سید سالار مسعود غازی کا لشکر میرٹھ سے قنوج جاتے ہوئے ادھر سے گزرا بدایوں کے گلی کو چے شہداء کے مزارات سے بھرے پڑے ہیں جن میں حضرت میاں جمال شہید، حضرت غازی احسن شہید، امشبو رہ بہ بانکے میاں، حضرت محمد خان شہید، امشبو رہ بہ اوجھل شہید، حضرت حافظ عمر خطاب شہید، حضرت حافظ ظہیر الدین

دشقی، حضرت حافظ زکریا شہید، حضرت خواجہ سید الہام اللہ شہید، امشبو رہ بہ الہم شہید، حضرت خواجہ سید حیدر علی غزنوی شہید، امشبو رہ بہ حیدر شہید، حضرت خواجہ سید مرتضیٰ شہید، امشبو رہ بہ بے سر شہید، حجرت سید برہان الدین قتال شہید، امشبو رہ بہ کوتال صاحب، سید سلطان ابراہیم یمنی شہید، حضرت سلطان بابزید زنگی شہید، امشبو رہ بہ زنگی شہید، حضرت سید ابراہیم غزنوی شہید، حضرت سید حسن عرب خور شہید، حضرت شاہ اوحہ الدین غازی شہید، حضرت شیخ عبداللہ بختانی شہید، حضرت شاہ عصمت اللہ شہید، حضرت شاہ رجب علی شہید، امشبو رہ بہ راجا شہید، حضرت منگی پیر شہید، حضرت مولانا قوم الدین قوری شہید، حضرت صفی الدین شہید، امشبو رہ بہ رنگیلے شاہ شہید، حضرت میر باقر علی شہید، امشبو رہ بہ بزرگ میاں، حضرت میر صفدر علی شہید، امشبو رہ بہ چوگی والے پیر، حضرت غازی عبدالرزاق شہید، امشبو رہ بہ میاں کالوسید، مردان خدا کے ص 77 کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ”حضرت خواجہ سید عثمان شہید، امشبو رہ بہ لوٹن شہید ہرات کے رہنے والے تھے پانچ سو سو اور ان کا لشکر جرار لے کر حضرت سید سالار مسعود غازی کے ہمراہ بہ نیت جہاد تشریف لائے تھے آپ کے چھ حقیقی بھائی حضرت حافظ سلیمان ہراتی شہید عرف چھوٹے میاں، حضرت سید یعقوب ہراتی شہید، حضرت سید یوسف ہراتی شہید، حضرت سید ہارون ہراتی شہید، حضرت سید لقمان ہراتی شہید و حضرت سید موسیٰ ہراتی شہید تھے۔“ حضرت میر صالح شہید، امشبو رہ بہ میاں قطب شہید، حضرت شیخ احمد خفیف شیرازی، سید ابراہیم شہید، امشبو رہ بہ میراں ابراہیم ترن و دار حافظ شمس الدین شہید، قصبہ بسولی میں داؤد میاں شہید، امشبو رہ بہ نادان شہید، شاہ علی مردان شہید، امشبو رہ بہ روشن شہید، قصبہ اُجھانی میں میاں شرف الدین گنج بخش و دیگر شہداء: حضرت شیخ ابوبلی دقاق نیشاپوری (م 405ھ) کے مرید و خلیفہ تھے گنج شہیدان میں پختہ مزار ہے۔

قصبہ گنور: اس قصبے سے سید سالار مسعود غازی کے لشکر کا گزر ہوا ہے اسی وجہ سے قصبے میں سالار باری کے نام سے ایک محلہ ہے جہاں تاج الدین ترک جو سید سالار مسعود کے لشکر کے ایک سردار تھے کا مزار ہے۔ قصبہ کمرالہ (پرگنہ اسپت تحصیل داتا گنج بخش) سید سالار مسعود کے لشکر کا یہاں سے گزر ہوا پیر جمال مصری شہید کا پختہ مزار ہے۔ موضع تنکوا عیسیٰ پور (پرگنہ سہوان) محمد نور میاں شہید، امشبو رہ بہ بھینسوڑ والے پیر موضع باگوٹ مولانا تاقی شہید مزار پختہ واقع ہے۔ موضع لکھن پور: کہتے ہیں کہ یہاں سالار مسعود غازی کی انگلی دفن ہے اور گمنام شہداء کی قبریں بھی ہیں۔ موضع نیک پور: غازی شوکت پاشا شہید، امشبو رہ بہ مامون پھاڑہ ترکستان کے رہنے والے تھے۔ موضع نوشیرہ: سردار حافظ عبدالملک شہید، امشبو رہ بہ ملک شہید کا بھی پختہ مزار ہے۔ مصنف سلطان الشہداء نے ص 135 پر موضع اسماعیل پور نور الدین (تحصیل قنوج): چندین شہید سالار مسعود غازی کے ساتھیوں میں سے تھے مصنف سلطان الشہداء نے ص 135 پر ڈسٹرکٹ گزٹیر فرخ آباد کے ص 223 و سوانح سید سالار مسعود غازی کے ص 126 کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مغل بادشاہ ظہیر الدین محمد بار نے آپ کے مزار پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کرایا۔

ضلع ہردوئی قصبہ گوپا: میر سید علی شہید (المعروف بہ میر سید عز الدین، امشبو رہ بہ لال پیر): سلطان الشہداء نے اس سمت روانہ فرمایا تھا یہاں آپ کی معرکہ آرائی ہوئی جس میں کامیاب ہو گئے لیکن بعد میں سید سالار مسعود کی شہادت کے دو سال بعد پھر معرکہ آرائی ہوئی جس میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کی درگاہ کی تعمیر کے لیے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے 630ھ میں سلطان شمس الدین اتش سے خواہش ظاہر کی تھی جو خواجہ تاج الدین حسین چشتی عالم علاقہ

نے تعمیر کرائی۔

قصبہ ہواں (ہردوئی): سید سالار نے جوہر اول دستہ قنوج سے روانہ کیا تھا اس کی ہواں کے ٹھہرا اراچوت راجہ سے مقابلہ آرائی ہوئی تھی اس میں جو مجاہدین شہید ہوئے انہیں ایک مقامی سورج کنڈ کے کنارے سپرد خاک کر دیا گیا۔ قصبہ سانڈی (تحصیل بلگرام) شاہ اللہ بخش درویش، مولانا خالص وغیرہ: یہ دونوں بزرگ سالار مسعود غازی کے قہیوں میں سے تھے شاہ اللہ بخش زندہ پیر کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ ضلع لکھنؤ: سید ملک آدم غازی شہید آپ اللہ کے ولی اور سلطان الشہداء کے استاد تھے آپ کا مزار صحتیہ باغ میں مرجع خلائق ہے کتاب سلطان الشہداء میں ص 265 پر آپ کے مزار کی تصویر دی گئی ہے۔ قصبہ بنجور: ملک عمر شہید المعروف بہ ملک عزیز اور ملک طغرل شہید قصبہ میٹھی: جگن شہید سیجا والدین گدا شہید و دیگر شہداء، میر عبداللہ شہید و دیگر موضع کسمڈی کلاں (پرگنہ و تحصیل لیج آباد) سید ہاشم شہید، سید قاسم شہید و دیگر شہداء موضع چہٹ (پرگنہ و تحصیل لکھنؤ) میراں شہید۔

موضع جگور (پرگنہ و تحصیل لکھنؤ): ڈسٹرکٹ گزیٹیئر لکھنؤ ص 188 کے مطابق احمد شہید، قاضی کلن شہید، زین العابدین شہید موضع میں ان شہداء کے مزارات موجود ہیں۔ قصبہ بدوسرائے (تحصیل فتح پور): میر سید قاسم شہید، میاں ابراہیم خواص شہید، شیخ صدر شہید، شیخ بدر شہید و دیگر شہداء کے مزارات واقع ہیں (مرآۃ الاسرار اردو ترجمہ ص 450) قصبہ دیوا (تحصیل نواب گنج): سید جمال شہید و سید کمال شہید۔

گل رخ شہید، پیر کوکھر یا کوکھر شہید قصبہ سدھو تحصیل حیدر گڑھ: گل رخ شہید 104 دیگر شہداء کے ساتھ قصبہ سدھو میں مدفون ہیں ان کو پیر کوکھر یا کوکھر شہید بھی کہتے ہیں۔ آپ کے مزار دیگر بے تعداد شہداء کے ساتھ قصبہ میں موجود ہیں (مرآۃ الاسرار اردو ترجمہ ص 450 و سلطان الشہداء)۔ موضع صحیہ حیدر گڑھ: تراجمی شہید، سور شہید، موضع پلچھت: قاضی طاہر شہید و دیگر شہداء موضع ایل پورہ: حاجی شریف شہید و دیگر شہداء: انجولی (تحصیل رام سنبھی گھاٹ) : گنام شہداء 423ھ میں سید سالار مسعود غازی کے لشکر کے مجاہدین سید سیف الدین و قاضی کبیر الدین نے دیگر ساتھیوں کے ساتھ بستی پر حملہ کر کے بھار راجہ کو شکست دے کر علاقہ اس سے چھین لیا اس معرکہ آرائی میں کچھ مجاہدین بھی شہید ہوئے۔ (ڈسٹرکٹ گزیٹیئر بارہ بنکی ص 24-223)۔ قصبہ رودولی (تحصیل رام سنبھی گھاٹ) ڈسٹرکٹ گزیٹیئر بارہ بنکی ص 188 و مرآۃ الاسرار ص 451 کے مطابق سید سالار کے لشکر کے کئی شہداء کے مزارات یہاں موجود ہیں۔ قصبہ کنور ضلع رائے بریلی (پرگنہ بدوسرائے) میاں ابراہیم شہید، ملک مہی بختیار شہید کے مزارات یہاں موجود ہیں۔

قصبہ ڈلمو: امیر غالب شہید، ملک علی شہید، ملک ولی شہید و دیگر شہداء قصبہ جیس ضلع رائے بریلی: سلطان الشہداء کے مصنف ص 157 پر ڈسٹرکٹ گزیٹیئر رائے بریلی کے ص 83-182 کے حوالہ سے لکھتے ہیں ”سید امام الدین خلجی شہید، امیر قطب الدین غازی شہید و دیگر شہداء سید سالار مسعود غازی نے اس قصبہ کو فتح کرنے کے لئے سید امام الدین کی سرکردگی میں ایک دستہ روانہ کیا تھا بھار راجہ کو شکست دے کر قصبہ پر فتح تو ہوئی لیکن سید امام الدین، امیر قطب الدین غازی اور کئی دیگر مجاہدین شہید ہوئے ان میں قطب الدین غازی کی قبر تقریباً نو گز زمینی بتائی جاتی ہے۔ قصبہ کھروں: امیر فتح شہید قصبہ ہردوئی آغا شاہ شہید موضع جلال پور دہائی: امیر سیدان شہید، امیر بہلول شہید موضع تھلینڈی:

ملک تاج الدین شہید و دیگر شہداء۔

ضلع بہرائچ: سالار سیف الدین علوی شہید: آپ سید سالار مسعود غازی (قطب شاہی اعوان) کے حقیقی چچا 14 رجب المرجب 424ھ بمطابق 1032ء کو شہید ہوئے آپ کا مزار شریف سلطان فیروز شاہ تغلق نے تعمیر کرایا۔ میر نصر اللہ غازی شہید: سید سالار مسعود غازی نے آپ کو سالار سیف الدین علوی کے ہمراہ بہرائچ کے نظم و نسق میں مدد کرنے کی خاطر روانہ فرمایا تھا 14 رجب المرجب 424ھ کو شہید ہوئے۔ میاں رجب ہیلہ غازی شہید: آپ سالار مسعود غازی کے خاص خدمتگاروں میں سے، لشکر کے کولوال اور سید سالار کے مزاج شناساؤں میں سے تھے آپ کو بھی سالار سیف الدین علوی کے ہمراہ بہرائچ کے نظم و نسق میں مدد کرنے کی غرض سے بھیجا تھا آپ کا مزار سلطان الشہداء کے روضہ سے مشرق کی جانب ہے آپ کے نام پر اس مقام پر موضع ہیلہ آباد ہوا مقبرہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے تعمیر کرایا تھا (مرآت مسعودی و سلطان الشہداء ص 160)

سید ابراہیم شہید: مرآت مسعودی کے مطابق آپ 15 رجب المرجب 424ھ (1032ء) کو شہید ہوئے آپ نے سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کے قتل کا بدلہ قاتل رائے سہر دیو قتل کر کے لیا پھر خود بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ سکندر یوانہ شہید 14 رجب 424ھ کو سلطان الشہداء کے ساتھ شہید ہوئے۔ میاں مبارز شہید و دیگر بہرائچ دریائے کھلہ کے کنارے شمال کی جانب بے شمار شہداء کے مزارات ہیں ان ہی میں سے ایک آپ کا ہے۔ امیر خضر شہید آپ کا مزار شریف درگاہ شریف کے نزدیکی جھیل کے کنارے ہے۔ خضر شہید عالم شہید بھولے شہید۔ قصبہ نواب گنج امیر حسن شہید ہے۔

ضلع پرتاپ گڑھ، تحصیل کوٹا قصبہ مانک پور:

قطب حیدر شہید 1051 (قطب شاہی اعوان برادر سالار شاہو و چچا سلطان الشہداء سالار مسعود غازی) و دیگر شہداء: سلطان الشہداء کے مولف ص 164 پر ڈسٹرکٹ گزیٹیئر پرتاپ گڑھ ص 193 تا 196 و ص 145 تا 146 پر قسطراز ہیں ”دریائے لگا کے کنارے، الد آباد، رائے بریلی اور پرتاپ گڑھ سے تقریباً 58 کلومیٹر فاصلے پر واقع ایک پرانا قصبہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کو قنوج کے راجہ بالدیو کے سب سے چھوٹے لڑکے مانا دیو نے آباد کیا تھا اور اس کا نام مانپور رکھا تھا۔ بعد میں راٹھور خاندان نے قنوج ہی کے راجہ رائے جے چند کے سوتیلے لڑکے مانک چند اس کا نام تبدیل کر کے مانک پور کر دیا تھا۔ قصبہ کے شمال میں شہنشاہ شاہجہاں کی تعمیر کرائی ہوئی ایک چھوٹی سی مسجد واقع ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں سالار ساہو نے رایان کڑا اور مانک پور کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرنے کی غرض سے دونوں علاقوں کا محاصرہ کر کے ان کو فتح کر لیا اور دونوں رایان کو ہتھکڑیاں لگا کر ستر کھ روانہ کر دیا۔ میر ساہو (قطب شاہی علوی اعوان) نے مانک پور کے کفار پر حملہ کر دیا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد زمینداروں کے دوسرا درگزر ہوا گئے اب ملک عبداللہ قصبہ کڑا اور ملک قطب حیدر کو مانک پور تعینات کیا۔ بعد میں قطب حیدر کو شہید کر دیا گیا۔ ان کا مزار شریف چوکا پار پور جو مانک پور کا ہی ایک حصہ ہے میں مرجع خلائق ہے“۔ (بحوالہ مرآت الاسرار ترجمہ ص 453، مرآت مسعودی و سلطان الشہداء)

ضلع الد آباد تحصیل سرتھو قصبہ کڑا:

مرات الاسرار اور ترجمہ کے ص 453 کے مطابق میرساہو (قطب شاہی علوی اعوان) نے مائک پور کے کفار پر حملہ کر دیا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد زمینداروں کے دوسرے دارگرفقار ہو گئے اب ملک عبداللہ کو قصبہ کڑا اور ملک قطب حید کو مائک پور تعینات کر کے آپ فتح و نصرت کے باجے بجاتے ہوئے واپس سترکھ شریف لائے۔ بستی میں حاجی جمال شہید اور دیگر متعدد شہداء کے مزارات واقع ہیں۔ قصبہ مہوبہ: قصبے کے چاروں اطراف میں شہداء نیز دیگر بزرگوں کے مزارات موجود ہیں ان میں قاضی ابراہیم شہید، امیر شہید، مبارک خان بروٹی، قاضی قطب مجر، حاجی فیروز، مخدوم پاک، زکریا، ملک حسن عرب کلاں شہید، ضلع ہیم پور قصبہ مودبا: دلیل شہید بابا (دلیر شہید بابا)، حامد شہید بابا، مودی شہید بابا، سرخرو شہید بابا، شیخ چاند شہید بابا، پیچھی شاہ شہید بابا، بہار شاہ داتا شہید بابا۔ موضع پرچھا: بزرگ شہید بابا۔ موضع کمہر یا: مستان شاہ شہید۔

موضع موچہ: نصیر الدین شہید بابا: کہتے ہیں کہ اسٹین یا پرتگال کے باشندہ تھے۔ موضع کشن پور: روشن شہید بابا۔ ضلع بنارس: ملک افضل شہید و دیگر شہداء۔ ضلع پڈروندہ: برہان شہید و دیگر شہداء (امیر سید برہان الدین یا امیر سید برہان شاہ) سالار مسعود غازی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کے علاوہ ضلع جون پور، ضلع سلطان پور، قصبہ اسولی میں سالار مسعود غازی کے ساتھی گنام شہداء کے مزارات ہیں۔ موضع ساٹھن میں شاہ عبداللطیف اور دیگر بزرگوں کے مقبرے واقع ہیں۔ ضلع سیتا پور قصبہ بسواں ضلع آگرہ میں سالار مسعود غازی کے ساتھی شہداء کے مزارات مبارک موجود ہیں۔ (سلطان الشہداء کے مولف انجینئر محمد سمیع الدین صاحب نے کتاب کے ص 71 تا 190 پر مختلف تاریخی کتب و گزیر کے حوالہ سے سالار مسعود غازی کے ساتھیوں کے حالات درج کیے ہیں راقم نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے) علویوں کی غزنوی شاہی خاندان اور سلجوقی شاہی خاندان سے رشتہ داری:

منبع الانساب فارسی ص 103 اردو ترجمہ ص 363 کے مطابق حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ کی نوں پشت میں سالار مسعود غازی (کمانڈر انچیف غزنوی فوج) بن عطا اللہ غازی کی شادی سلطان محمود غزنوی کی ہمیشہ ستر معلی سے ہوئی تھی جن کے لطن مبارک سے سعید الدین سالار مسعود غازی (قطب شاہی علوی اعوان) پیدا ہوئے اور الفخری فی انساب الطالبین کے ص 178 کے مطابق حضرت عمر الاطراف کی اولاد سے محمد بن اسماعیل بن ابی الحسن الرئیس ہرات بن الحسن بن حمزہ بن القاسم بن جعفر بن عقیل کا نکاح مشہور سلجوقی بادشاہ سلطان الپ ارسلان کی بیٹی سلجوقیہ بنت سلطان الپ ارسلان سے ہوا تھا جن کے لطن سے السید العالم المرتضی پیدا ہوئے۔ علوی و قطب شاہی اعوان کی دونوں حکمران شاہی خاندانوں غزنوی اور سلجوقی سے قریبی رشتہ داری ہونا، ان کی جہاد ہند میں شمولیت مرتبہ و مقام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزنوی اور ہرات میں محمد حنفیہ اور عمر الاطراف کی اولادوں کی کس قدر اہمیت تھی۔ مرآت مسعودی میں درج ہے کہ سومنات کے بت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا سالار مسعود (قطب شاہی اعوان) کی محض مصلحت سے ہی ہوا۔ اور بہت سے بڑے بڑے امیران و ترکان بہادر پہلوان لشکر کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے جس جانب بھی سلطان کا لشکر جات ملک گیر فتح حاصل ہوتی فتح تر داور جانبازی پہلوان لشکر کے قریبی رشتہ داروں یعنی قطب شاہی علوی اعوانوں کی وجہ سے ممکن ہوتی۔“

برصغیر پاک و ہند میں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی عسکری خدمات:

سالار ساہو (شاہو) غازی ان کے بھائیوں سالار قطب حیدر غازی و سالار سیف الدین غازی اور سالار ساہو غازی کے فرزند سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کے جنگی کارہائے نمایاں سفر نامہ ابن بطوطہ، تاریخ محمودی، تاریخ فیروز شاہی، تاریخ مرآت مسعودی اور تاریخ مرآت الاسرار وغیرہ میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں جنگ عظیم اول و دوم میں بھی اعوان قبیلہ نے بھرپور حصہ لیا۔ قیام پاکستان کے وقت بھی قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ نے زبردست کردار ادا کیا۔ کشمیر کی آزادی ہو یا جنگ ستمبر 1965ء یا جنگ 1971ء، ہمدرد وطن کی خاطر قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ نے تن من اور دھن قربان کیا۔ جہاد آزادی کشمیر 48-1947 میں اعوان قبیلہ کے عظیم سپوت حضرت پیر سلطان غلام دستگیر القادری 106 جنہیں کشمیر کا دوسرا بڑا فوجی اعزاز ”فخر کشمیر“ عطا کیا گیا آپ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو اعوان کی اولاد سے تھے۔ میجر محمد اکرم 108 شہید کو 1971ء کی جنگ میں عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دینے پر ”نشان حیدر“ سے نوازا گیا۔ علاوہ ازیں قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کی جن قابل فخر شخصیتوں نے ملک پاکستان کا دفاع کیا ان میں ملک امیر محمد خان اعوان نواب آف کالا باغ سابق گورنر مغربی پاکستان، انار مارشل نور خان، جنرل اختر حسین ملک، جنرل ملک عبدالعلی، جنرل سرفراز، جنرل قاضی شفیق احمد، جنرل محمد سلیم، جنرل محمد حسین، جنرل محبوب عالم، جنرل عبدالحمید ملک کے علاوہ بے شمار بریگیڈر، سکواڈرن لیڈرز، کرنل و اعلیٰ فوجی و سول آفیسران شامل ہیں۔ ان کے علاوہ قطب شاہی اعوان قبیلہ کے سینکڑوں گنام ہیر و زہر ہیں جنہوں نے مادر وطن کی حافظ کی خاطر جان نہچا و رکی صرف سگولہ آزاد کشمیر میں ان شہداء کرام 109 کی تعداد 84 ہے جب پاکستان بھر سے اعداد و شمار اکٹھے کیے جائیں تو غالباً ہزاروں میں ہوں گے۔ حضرت بابا سجاد علوی قادری کی اولاد سے بھی عظیم سپوت شیر جنگ کرنل غلام رسول اعوان اور کرنل عالم شیر اعوان آف سگولہ کے علاوہ سینکڑوں غازیوں و شہداء نے جہاد آزادی کشمیر میں عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ سگولہ و بن بیک کے تقریباً 1500 قطب شاہی اعوان مجاہدین نے ڈوگرہ سامراج کے خلاف جہاد کیا۔ کیپٹن علی اکبر اعوان، صوبیدار فاضل اعوان شہید، نائب صوبیدار محمد اکبر اعوان شہید، کیپٹن ہاشم اعوان، کیپٹن لعل خان اعوان، کیپٹن امیر اعوان وغیرہ نے عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ حکومت آزاد کشمیر نے شیر جنگ کرنل غلام رسول اعوان اور کرنل عالم شیر اعوان بٹالین کمانڈر کی خدمات کے اعتراف میں نوٹیفکیشن نمبر انتظامیہ رجبی - 8 (4) پارٹ II/ 2007 مورخہ 01-22-2008 کے تحت گورنمنٹ گزٹ ہائی سکول سگولہ کو کرنل عالم شیر اعوان و بوائز ہائر سکولری سکول سگولہ ضلع پونچھ کو شیر جنگ کرنل غلام رسول اعوان کے نام سے منسوب کیا ہے۔

حوالہ جات:

- 1 کتاب نسب قریش (عربی) تالیف لابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری (156-236ھ) الطبعة الثالثة دار المعارف قاہرہ مصر صفحہ نمبر 77
- 2 منبع الانساب (فارسی) تصنیف حضرت سید معین الحق جھنوسوی قدس سرہ 1426ھ (830ھجری تقریباً) برٹش میوزیم لندن انسٹی ٹیوٹ آف سندھولوجی یونیورسٹی آف سندھ جامشورو ص 103-04۔ اردو ترجمہ علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی علی گڑھ۔ ناشر فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ، نئی آبادی علی گڑھ۔ ص 64-363 (اور انٹرنٹ پر بھی دستیاب ہے www.makhdoom-e-jhunsu.webs.com)
- 3 گومری آف دی ٹرائب اینڈ کاسٹس پنجاب و سرحد اڑائی۔ ڈی۔ میک لگن راج اے روز 1892ء ترجمہ یاسر جواد صفحہ 40 بک ہوم رنگ لاہور۔
- 4 ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا ترجمہ یاسر جواد بک ہوم لاہور ص 40
- 5 پنجاب کی ذاتیں از سر ڈینزل اینسن 1881ء ترجمہ یاسر جواد صفحہ 390 فلش ہاؤس لاہور۔
- 6 ہزارہ ٹریبیٹرز از ایچ ڈی ہاؤس 1884ء ترجمہ پروفیسر افتخار احمد مکتبہ جمال اردو بازار لاہور صفحہ 44
- 7 مرآت مسعودی فارسی تالیف عبدالرحمن چشتی علوی (1074ھ) کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ص 7۔
- 8 مرآت الاسرار (فارسی) تالیف حضرت عبدالرحمن چشتی علوی (1045ھ-1065ھ) تحقیق و ترجمہ کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری صفحہ 1010 الفیصل ناشران لاہور جنوری 2010
- 9 نسب قریش (عربی) تالیف لابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری (156-236ھ) الطبعة الثالثة دار المعارف قاہرہ مصر صفحہ نمبر 77 (انٹرنٹ پر بھی دستیاب ہے)
- 10 تہذیب الانساب و نہایتہ الاعقاب (عربی) تالیف شیخ اشرف اصفہدی النسائی ابی الحسن محمد بن ابی جعفر محمد بن علی الحسن بن علی بن ابراہیم بن علی بن عبداللہ الاعرج بن الحسن الاضر بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہم اجمعین 449ھجری صفحہ 32 (انٹرنٹ پر دستیاب ہے)
- 10 ڈسٹرکٹ جہلم گزٹ 1904 پارٹ اے ص 100
- 11 کنز الایمان، طبقات ابن سعد جلد اول ص 68
- 12 طبقات ابن سعد جلد اول ص 38
- 13 تاریخ مکہ المکرمہ از عبدالعزیز بن عبدالمعز ص 248 تہذیب الانساب ص 32
- 14 جمہر و النسب لابن الکھی ہشام ابی محمد بن محمد بن السائب الکھی 204ھ جلد اول ص 19 و جلد دوم ص 21
- 15 فی تسمیۃ ولد الامام امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام مخطوطہ کے ص 24
- 16 المعقون و الامام امیر المؤمنین علی بن ابی طالب تالیف ابی الحسن یحییٰ بن الحسن بن جعفر بن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب (214ھ-277ھ) کے ص 395-394
- 17 عمدة الطالب فی نسب ابی طالب (عربی 848ھ) تالیف الشریف جمال الدین احمد بن علی بن الحسن مکتبہ ا لتوابع سعودی العربیہ صفحہ 102
- 18 نفع البلاغہ ترجمہ رئیس احمد جعفری کے ص 118 شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1981ء
- 19 تاریخ اختلفاء از حضرت امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی مترجم مولانا صاحبزادہ محمد میسر چشتی سیالوی مشتاق پرنٹرز لاہور

اشاعت 2002ء صفحہ 272

- 20 عمدة الطالب فی نسب آل ابی طالب تالیف الشریف جمال الدین احمد، مکتبہ الحاج مویٰ بن ملا الماروی مکتبہ جد المعرفہ سعودیہ ص 629۔
- 21 مرآت الاسرار (فارسی) تالیف حضرت عبدالرحمن چشتی علوی (1045ھ-1065ھ) تحقیق و ترجمہ کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری صفحہ 1010 الفیصل ناشران لاہور جنوری 2010
- 22 منبع الانساب (فارسی) تصنیف حضرت سید معین الحق جھنوسوی قدس سرہ 1426ھ (830ھجری تقریباً) ص 64-363 (اور انٹرنٹ پر دستیاب ہے)
- 23 الفخری فی انساب الطالبيين (عربی) تالیف للعلامة النسائية السيدة عزيز الدين ابي طالب اسماعيل بن الحسين بن محمد بن احمد المرزوي الاذروقي (572ھ-614ھ) تحقیق السيد محمدی الرجائی تاریخ الطبع 1409ھ رقم المقدسہ صفحہ 173 تا 181۔ (انٹرنٹ پر دستیاب ہے)
- 24 الفخری ایضاً
- 25 عمدة الطالب فی نسب ابی طالب (عربی 848ھ) تالیف الشریف جمال الدین احمد
- 26 البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر جلد پنجم ص 50
- 27 تہذیب الانساب و نہایتہ الاعقاب (عربی) تالیف ابی الحسن محمد ص 32
- 28 عمدة الطالب فی نسب ابی طالب تالیف الشریف جمال الدین احمد ص 632۔
- 29 ذکر العباس از سید نجم الحسن کراروی ص 48
- 30 رحمة للعالمین تالیف قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری الفیصل ناشران لاہور 1991ء جلد دوم ص 79-80
- 31 نفع البلاغہ ترجمہ رئیس احمد جعفری کے ص 158 شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1981ء
- 32 نفع البلاغہ ترجمہ رئیس احمد جعفری کے ص 118 شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1981ء
- 33 مروج الذهب و معادن الجواهر (تاریخ المسعودی) حصہ دوم تالیف امام المورخین ابوالحسن بن حسین بن علی المسعودی مترجم پروفیسر کوکب شاہی نفیس اکیڈمی اسٹریٹن روڈ کراچی صفحہ 350
- 34 طبقات ابن سعد ص 125 جلد پنجم و ششم
- 35 البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر ص 449۔
- 36 تاریخ الممکة المکرمہ از محمد عبدالعزیز جلد اول صفحہ 248
- 37 منبع الانساب (فارسی) تصنیف حضرت سید معین الحق جھنوسوی قدس سرہ 1426ھ ص 103-04
- 38 قلمی کتاب شجرات اقوام فارسی مرتب کنندہ مستقیم بن جلال الدین قوم آوان 17 بیساکہ 1946 بکری بمطابق 29 اپریل 1889ء بروز پیر جو اکرم اسلام آباد بکری دربار کریمہ طاہر آباد و گانی شریف پنجاب
- 39 نسب قریش (عربی) تالیف لابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ ص 77
- 40 نسب قریش (عربی) تالیف لابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ ص 77
- 41 فی تسمیۃ ولد الامام امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب علیہ السلام از ابی الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب مخطوطہ کے ص 24
- 42 المعقون جلد سوم تالیف ابی الحسن یحییٰ بن الحسن بن جعفر بن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب ص 393
- 43 کتاب معقبین از ابی الحسن یحییٰ بن الحسن بن جعفر بن الحسن بن علی بن ابی طالب ص 101
- 44 کتاب المقالات الفرق تالیف سعد بن عبداللہ العثری وفات 311ھ

45. ترجمہ انساب العرب تالیف ابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی 384ھ ص 66۔
46. تہذیب الانساب ونبایۃ الاعقاب (عربی) تالیف ابی اسحاق محمد ص 27-273
47. الفخری فی انساب الطائین (عربی) تالیف السید عزیز الدین ابی طالب ص 16-165
48. عمدة الطالب فی نسب ابی طالب تالیف الشریف جمال الدین احمد ص 632۔
49. تہذیب الالباب فی انساب العلما لجلیل الشیخ ابی الحسن الشریف بن محمد طاهر الفتونی متوفی 1138ھ ص 89
50. منبع الانساب (فارسی) تصنیف حضرت سید معین الحق جھونسوی قدس سرہ 1426ء ص 103
51. سفرنامہ ابن بطوطہ (عربی) 756ھ مترجم خان بہادر مولوی محمد حسین ہشتاق بک کارنالاہور
52. مرآت مسعودی فارسی تالیف حضرت عبدالرحمن چشتی علوی (1074ھ) صفحہ 7۔
53. مرآت الاسرار (فارسی) تالیف حضرت عبدالرحمن چشتی علوی (1045ھ-1065ھ) کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان صفحہ 142۔
54. تاریخ فیروز شاہی فارسی تالیف ضیاء الدین برنی
55. زہدۃ الخواطر (عربی) تالیف سید عبدالحق الحسینی طبع 1341ھ ص 80
56. بحر الانساب عربی العلما ونبایۃ السید محمد بن احمد بن عمید الدین الحسینی افغانی المدینۃ المنورہ ص 245۔
57. بحر الانساب عربی تالیف محمد جعفر بنی 891ھ کتب خانہ بدیعہ نور محمد نظامی بھولی گاڑھار حسن ابدال
58. نسب قریش (عربی) تالیف ابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری ص 77
59. طبقات ابن سعد حصہ اول ص 245۔
60. البدایہ و النہایہ تاریخ ابن کثیر جلد دوم ص 87-386
61. البدایہ و النہایہ تاریخ ابن کثیر جلد چہارم حصہ ہفتم ص 627
62. غازیان صفحہ 10 تالیف محمد طاهر نقاش دارالابلاغ ڈسٹری بیوٹر لاہور ص 94۔
63. تاریخ بہیقی جلد اول تالیف ابوالفضل محمد بن حسین بہیقی ص 57۔
64. تاریخ علوی اعوان مولف محبت حسین اعوان ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کراچی ایڈیشن 1999 ص 291۔
65. تاریخ ابن خلدون جلد پنجم ص 252
66. کتاب المعقین از ابی الحسین یحییٰ تحقیق محمد اکاظم طبع قم ایران ص 72
67. بحر الانساب عربی العلما ونبایۃ السید محمد بن احمد بن عمید الدین الحسینی افغانی المدینۃ المنورہ ص 245۔
68. نسب قریش (عربی) تالیف ابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری ص 77
69. تہذیب الانساب ونبایۃ الاعقاب (عربی) تالیف ابی اسحاق محمد ص 27-273
70. منبع الانساب (فارسی) تصنیف حضرت سید معین الحق جھونسوی قدس سرہ 1426ء (800ھ قریباً) ص 100
71. نسب قریش (عربی) تالیف ابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری ص 77
72. تاریخ علوی تالیف مولوی حیدر علی 1896ء
73. تاریخ حیدری تالیف مولوی حیدر علی 1922ء
74. تحقیق الاعوان تالیف محمد خواص خان گلوڑہ 1966ء
75. منبع الانساب (فارسی) تصنیف حضرت سید معین الحق جھونسوی قدس سرہ 1426ء ص 103-04
76. تذکرۃ السادہ بحر الجمان تالیف سید محبوب شاہ داتا گرامی 1917ء

77. کتاب مستطاب آئینہ الاعوان از سید محمد شاہ نسب دان گوڑی سیدال ہمایاں دوپٹہ کشمیر
78. تحقیق الاعوان از محمد خواص خان گلوڑہ 1966ء ماہ سہرہ ص 156
79. تاریخ علوی اعوان از محبت حسین اعوان ایڈیشن 1999 ص 347
80. تحقیق الانساب جلد دوم از محمد کریم خان اعوان 2007ء ص 303
81. تاریخ بہیقی جلد اول تالیف ابوالفضل محمد بن حسین بہیقی ص 57
82. منبع الانساب تصنیف حضرت سید معین الحق جھونسوی قدس سرہ 1426ء ص 103-04 و ترجمہ 363-64
83. نسب قریش (عربی) تالیف ابی عبداللہ المصعب الزبیری (156-236ھ) صفحہ نمبر 77
84. تحقیق الانساب جلد اول از محمد کریم خان اعوان ص 70
85. تحقیق الانساب جلد دوم از محمد کریم خان اعوان ص 46-575
86. مرآت مسعودی فارسی تالیف عبدالرحمن چشتی ص 72-73
87. مرآت مسعودی فارسی تالیف عبدالرحمن چشتی ص 43
88. مرآت الاسرافاری از عبدالرحمن چشتی ص 144
89. تاریخ خورشید از محمد قائم فرشتہ ص 127
90. سلطان الشہداء از انجمن ترمذی ص 127
91. راج ترکی تالیف پنڈت کلہن 1148ء ترجمہ ٹھاکر چہر چند شاہ پوری ص 416
92. راج ترکی تالیف پنڈت کلہن 1148ء ترجمہ ٹھاکر چہر چند شاہ پوری ص 502
93. مرآت مسعودی فارسی داستان چہارم از عبدالرحمن چشتی
94. مرآت الاسرافاری از عبدالرحمن چشتی ص 152
95. سلطان الشہداء از انجمن ترمذی ص 127
96. سلطان الشہداء از انجمن ترمذی ص 127
97. مرآت الاسرافاری از عبدالرحمن چشتی
98. منبع الانساب (فارسی) تصنیف حضرت سید معین الحق جھونسوی قدس سرہ 1426ء ص 103
99. مرآت الاسرافاری از عبدالرحمن چشتی ص 142
100. تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی
101. سفرنامہ ابن بطوطہ (عربی) 756ھ مترجم خان بہادر مولوی محمد حسین ہشتاق بک کارنالاہور ص 206
102. سفرنامہ ابن بطوطہ (عربی) 756ھ مترجم خان بہادر مولوی محمد حسین ہشتاق بک کارنالاہور ص 206
103. سلطان الشہداء از انجمن ترمذی ص 171
104. مرآت الاسرار دورہ جمعہ کپتان واحد بخش سیال ص 450
105. سلطان الشہداء از انجمن ترمذی ص 162
106. تاریخ کشمیر جلد سوم و چہارم از سید محمود آزاد ص 144 طبع 1992ء
107. تاریخ کشمیر جلد سوم و چہارم از سید محمود آزاد ص 110 طبع 1992ء
108. کتاب معجز محمد اکرم شہید نشان حیدر GHQ راولپنڈی جون 1980
109. تحقیق الانساب از محمد کریم خان اعوان جلد اول ص 252 و جلد دوم ص 362-65

نام کتاب:

مرات مسعودی فارسی

تالیف:

حضرت عبدالرحمن چشتی علوی (1005ھ تا 1094ھ)

ترجمہ، تحقیق و ترتیب:

محمد کریم خان اعوان

نظر ثانی:

پروفیسر فضیل ہاشمی مظفر آباد مولوی نعمت اللہ قندوز افغانستان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للہ رب العالمین عالم الغیب و ہو بکل شی محیط۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا جو عالم الغیب ہے اسے ہر شے پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کمال مہربانی سے ایسا خوش ہوا کہ اپنی توحید کے جوہر کو محمد ﷺ پر روشن کیا اور وہ حقیقت محمد ﷺ تمام ناموں اور صفات کی جامع تھی اور عالم واحدیت بصورت مظہر آشکار ہوئی۔ اسی قرب الہی میں اس ذات مطلق سے یہ خطاب مقید ملا۔ وفا ارسلناک الارحمۃ للعالمین۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو، مگر سرِ پاپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے۔ اور درود و سلام ہو آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی آل و اولاد اور اصحاب کرام پر سبحان اللہ! وہ ذات پاک احمد ﷺ کہ تمام جہانوں پر رحمت ہیں بلکہ ان کا وجود پاک تمام عالم اور (ق/1) آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا سبب بنا۔ چنانچہ ارشاد پاک ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک ترجمہ: اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا۔ حضور بنی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔ قال النبی ﷺ ان اللہ اکرم الشہداء خمس کرامات کم یکرم بھا احد ولا انا یعنی اللہ تعالیٰ نے شہداء کو پانچ کرامات میں برتری عطا فرمائی جو کسی اور کو دی نہ مجھے۔ احد ہا ان ارواح جمیع الانبیاء یقبضہا ملک الموت و ارواح الشہداء یقبضہا اللہ تعالیٰ۔ اول یہ کہ سب انبیاء علیہ السلام کی روحيں موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے اور شہداء کی روح اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے۔ الثانی ان جمیع الایماء یغسلون بعد موتہم و انا کذلک یقال والشہداء یغسلون دوئم یہ کہ سب (ق/2) انبیاء علیہ السلام کو موت کے بعد غسل دیا جاتا ہے، مجھ کو بھی دیا جائے گا جب کہ شہداء کو غسل نہیں دیا جاتا۔ والثالث ان جمیع الانبیاء یمکفون و انا کذلک والشہداء یمکفون۔ سوئم یہ کہ تمام انبیاء علیہ السلام کو کفن دیا گیا اور مجھ کو بھی دیا جائے گا لیکن شہداء کو کفن نہیں دیا جاتا۔ والرابع یمون الانبیاء بالموتی و انا کذلک یقال مات محمد والشہداء الایمون بالموتی بل یقال احياء۔ چہارم یہ کہ سب انبیاء علیہ السلام کو مرنے کے بعد مردہ کہا جاتا ہے اسی طرح مجھ کو بھی اور شہداء

کو مردہ نہ نہیں کہیں گے بلکہ وہ زندہ ہیں۔ الخامس ان الانبیاء یشفعون یوم القیامۃ و انا کذلک والشہداء یشفعون کل یوم و یوم القیامۃ۔ بنجم یہ کہ انبیاء علیہ السلام قیامت کے دن شفاعت کریں گے اور میں (محمد ﷺ) بھی شفاعت کروں گا لیکن شہداء ہر روز شفاعت کرتے ہیں اور قیامت کے دن بھی کریں گے یہ مقام لائق غور و فہم ہے کہ (ق/3) اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ شہادت بلند و عظیم تر ہے۔

چنانچہ کلام قدسی ہے من قتل نفسہ فانا دیۃ یعنی جس شخص نے نفس کشی کی اس کا اجر میں دیتا ہوں۔ جب شہداء کرام پر اللہ تعالیٰ کی اس قدر عنایات ہوں تو انبیاء علیہ السلام کو حسرت کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی رتبہ شہادت کے مرتبہ سے بلند تر نہیں اسی وجہ سے یہ درجہ نعمت خاندان رسالت ﷺ کے حصہ میں آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سردار آزمودہ تمام جنگ کے تھے نے حسب ارشاد و مارمیت اذرمیت و لکن اللہ رمی جام شہادت نوش فرماتے ہوئے عظیم ایشان رتبہ پر متمکن ہوئے جسے زوال نہیں بعد ازاں اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ شریعت اور طریقت کی راہ بتلانے والے اور سرکردہ صاحبان حقیقت تھے نے جام (ق/4) شہادت نوش کر کے سقیم رہیم شراباً طہوراً سے سیراب ہوئے اور دوست کے ساتھ اخلاص و سدی و محبت کا فیض عطا کرتے ہیں اور قیامت تک رہے گا اور احوال نور العین اسد اللہ الغالب حسن اور حسین مرتضیٰ آفتاب کی طرح روشن ہیں کہ اپنی محبوب جان راہ خدا مطابق فرمان الہی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کار تہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا) میں ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔ تمام اماموں نے اپنے ابا و اجداد کے طریقہ کے مطابق اپنے جانوں کے نذرانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کیں۔ اسد اللہ الغالب کو حق تعالیٰ نے اٹھارہ بیٹے اور بقول چودہ بیٹے عطا فرمائے ان جو ہر وقت محبت حق تعالیٰ میں پروانوں کی طرح جان قربان کرنا چاہتے تھے خصوصاً محمد حنفیہ اور عباس بن علیؑ کو امیر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عجب عشق تھا کہ جنگ کر بلا میں جب تک عباس بن علیؑ زندہ رہے کوئی بھی (ق/5) منافقین کی جانب سے امیر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نظر نہیں کر سکتا تھا چنانچہ انہوں نے بہت سے منافقین کو قتل کر کے جام شہادت نوش فرمایا۔ امیر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت فرمایا! اب میری کمر لٹ گئی۔ چنانچہ روضۃ الشہداء میں تفصیل سے درج ہے کہ بعد از شہادت امیر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مختار نے محمد حنفیہ غازی کی نیابت میں جانثاری دکھائی جو تمام عالم پر ظاہر ہے شرح اس کی کہاں تک لکھی جائے لیکن شمرہ اس جانثاری کا ساری دنیا پر ظاہر ہوا۔ حق تعالیٰ نے سالار مسعود کو از صلب آفتاب لازوال سے پیدا کیا کہ تمام عالم و عالمیان ان کی نور ولایت سے منور ہیں۔ اور محمد حنفیہ غازی کو خود امام المشرق والمغرب اسد اللہ

الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے علم ظاہری و باطنی، جوانمردی و سپہ گری کی تعلیم و تربیت (ق/6) کی اور ایک خرقہ خود نیز معاوٹ (گھوڑا)، خچر اور تلوار و ذوالفقار عطا فرمائی تھی۔

چنانچہ فضائل و کرامات محمد حنفیہ غازی کتب تاریخ میں مکرر ذکر کیا ہے اور بروایت امیر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نیز خرقہ خلافت عطا کیا تھا۔ الغرض محمد حنفیہ غازی کے دو بیٹے تھے بڑے بیٹا عبد المنان¹ (علی عبد المناف) و چھوٹے فرزند عبد الفتاح خواجہ احمد بیوی پیر ترستان عبد الفتاح کی اولاد سے تھے اور سالار مسعود نے ہندوستان کو منور کیا از اولاد عبد المنان¹ (علی عبد المناف) ہیں۔ چنانچہ شجرہ انساب سالار مسعود غازی لکھا جاتا ہے۔ سالار مسعود غازی² (قطب شاہی علوی اعوان) بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی بن عمر غازی بن ملک آصف غازی بن بطل غازی³ (عون قطب غازی جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) بن عبد المنان غازی (علی عبد المناف) بن محمد حنفیہ (محمد اکبر) بن اسد اللہ الغالب علی (ق/7) ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ اور سالار مسعود غازی کو خرقہ ارادت و خلافت اپنے باپ دادا سے پہنچا ہے۔ اور سالار مسعود کی ماں کا نام ستر معلی تھا جو سلطان محمود بن سبکتگین کی ہمیشہ تھیں۔ جب سبکتگین گردش زمانہ کی وجہ سے چھوٹی عمر میں مغلوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ الپ تگین جو والی سلاطین آل سامان تھا نے اسے (مغلوں سے) خرید لیا۔ اس وجہ سے بعض مورخین ان کے حق میں غیر مناسب لکھتے ہیں لیکن مصنف تاریخ جہاں آرا ان کا سلسلہ نسب یز جرد بن شہر یار بن خسرو بن ہرمز بن نو شیر وان کسری سے ملاتا ہے میر ساند اور روضۃ الشہداء کا مصنف کتاب کے آخر میں جہاں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعداد (شہداء کربلا) درج ہے اس جگہ سلطان محمود بن سبکتگین (ق/8) کو امام حسن بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اولاد لکھتا ہے دونوں روایات مقبول ہیں۔ سبحان اللہ اس قسم کی بلند ہمتی بہادری اور راہ حق میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں سالار مسعود ہی جان قربان کر سکتے ہیں اور وہ اسد اللہ الغالب کے خاندان کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے کرنا ممکن نہیں۔ بعد از آنکہ معصومین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ دونوں جہاں کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ سبحانہ کی خصوصی عطا یگی اور جملہ اصلاح حق سالار مسعود غازی پر تمام روشن ہوئے کہ آج تک ان کی کرامات و خوارق و عادات کے ثمرات ہر خاص و عام تک پہنچے ہیں جو ان کے ولی ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تقول لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون یعنی اور نہ کہنا کرو انہیں جو قتل کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (اسے) سمجھ نہیں سکتے (البقرہ 154)۔ یہاں رغبت دلائی گئی ہے۔ شعر

زندہ نہ انست کہ جانی درواست اوست کہ از عشق نشانی درواست (ق/9)

وہ زندہ نہیں ہے کہ جس میں جان ہے۔ وہی ہے کہ عشق خدا میں کوئی نشان اس میں ہے

بعد اس کے عرض یہ ہے کہ حقیر الفقیر عبد الرحمن چشتی کہ کمترین اعتقاد مندان میں سے ہے کہ محبوب رب العالمین دین و دنیا میں فیض پہنچانے والے اور اہل یقین لوگوں کے حلقہ کے بڑے سردار و حضرت معبود سلطان الشہداء سالار مسعود قدس سرہ ہیں اس نامراد کی ابتدائی زمانہ ہی سے حلقہ محبت و بندگی آستانہ متبرکہ و مطہرہ سلطان الشہداء سے تھی جب کہ لوگ احوال پیدائش و تشریف آوری آنحضرت ملک ہندوستان اور واقعہ شہادت اکثر آدمی مختلف طریقہ سے بیان کرتے تھے اور تاریخ کی معروف کتابوں میں سے بھی کچھ نہ ملا۔ ہمیشہ سے اس بات کا تجسس رہا کہ اصل صورت حال معلوم ہو آخر طویل کوشش کے بعد کتاب تاریخ کہ نہ تصنیف (ق/10) ملا احمد (محمد) غزنوی مل گئی۔ ملا مذکور سلطان محمود سبکتگین کے ملازم تھے آخری عمر سالار ساہو اور سلطان الشہداء کی خدمت میں بسر کی۔ سلطان الشہداء کے شہید ہونے کے بعد وفات پائی۔ الغرض تاریخ مذکور ابتداء سے انتہا تک مطالعہ کرنے کے بعد محظوظ ہوا اور شبہات دور ہوئے چونکہ کتاب بہت طولانی یعنی دراز تھی اکثر سلطان محمود غزنوی اور سالار ساہو کی جنگوں کا حال درج تھا اور جگہ جگہ تقریباً سلطان الشہداء کا ذکر بھی تھا کتاب کا خاتمہ واقعہ شہادت سلطان الشہداء سالار مسعود پر کیا گیا تھا۔ سلطان الشہداء اور ان کے آستانہ متبرکہ پر اعتقاد رکھنے والے بعض ساتھیوں کی جانب سے اس فقیر (ق/11) کو فرمائش کرتے ہوئے تاکید کی کہ قصہ سلطان محمود غزنوی سے کچھ غرض نہ ہے بہتر یہ ہے کہ سلطان الشہداء کے احوال کا انتخاب کرتے ہوئے الگ لکھا جائے اور میری بھی یہی خواہش تھی لیکن باطنی اشارہ کے فیض کے بغیر نہیں لکھ سکتا تھا۔ آخر اس کتاب کے لئے مواد جمع کرنے کے لئے استخارہ کیا تین رات کے بعد آخر میں حضور کو اس معاملہ میں دیکھا از کمال مہربانی کے زبان مبارک سے اجازت فرمائی اس کے بعد فقیر نے وقت پا کر گزارش کی کہ بندہ حسب الحکم آنحضرت لکھنے کا آغاز کرتا ہے لیکن جہاں کلام میں اوپر یا نیچے، کمی و بیشی واقع ہو اس جگہ بندہ کو اشارہ ہو جائے۔ بندہ (ق/12) نوازی کمال مہربانی کرتے ہوئے فرمایا کہ لکھیں میں آپ کو خبردار کرتا رہوں گا۔ حاصل کلام یہ کہ سلطان الشہداء کے باطنی حکم پر بیان واقعی تحریر کرتے ہوئے اس بیان روح افزا کو ”مرات مسعودی“ نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والوں کو مسعود یعنی نیک بخت بنائے۔ مناجات فقیر یہ ہیں:-

الحی عاقبت محمود گراں

بحق کا شرف اسرار مردان

مردان حق کے اسرار کو کھولنے والے کے صدقے سے الہی انجام ہمارا بہتر فرما۔ الغرض سلطان الشہداء کے

حالات و واقعات مذکورہ تاریخی کتب سے منتخب کرتے ہوئے پانچ داستانوں میں ذکر کیے گئے ہیں بعض احوال، اور کرامات سلطان الشہداء جو معتبر کتب میں دیکھی گئیں اور زیادہ تر جو لوگ پاک دل تھے ان سے سنیں گئیں اور چیدہ چیدہ واقعات از عالم باطنی تحقیق کرتے ہوئے درج ہیں۔ (ق/13) اللہ جل جلالہ سہو و خطا سے محفوظ رکھے۔ واللہ عالم بالحقیقت والصواب۔

حوالہ جات:

1	منبع الانساب (فارسی) تالیف سید معین الحق جہانسوی قدس سرہ (1426ء) اردو ترجمہ ڈاکٹر ساحل شاہسرامی سال اشاعت 2010ء ناشر مدرسہ فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ علی گڑھ ص 363
2	منبع الانساب (فارسی) تالیف سید معین الحق جہانسوی (1426ء) اردو ترجمہ ڈاکٹر ساحل شاہسرامی 2010ء ناشر مدرسہ فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ علی گڑھ ص 363 کے مطابق علی عبدالمناف کے فرزند عون قطب غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) تھے۔ منبع الانساب کے مطابق آپ کا شجرہ نسب یوں ہے: ”سید سعید الدین سالار مسعود غازی بن سید ساہو غازی بن سید عطا اللہ غازی بن سید طاہر غازی بن سید طیب غازی بن ۱۔ شاہ محمد غازی، ۲۔ شاہ احمد غازی بن سید شاہ غازی بن آصف غازی بن عون قطب غازی (جد اعلیٰ قطب شاہی علوی اعوان) بن علی عبدالمناف بن ابوالقاسم حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔“

داستان اول: بیان حسب الحکم سلطان محمود غزنوی، سالار ساہو پہلوان لشکر کا مظفر خان کی امداد کے لئے ہندوستان آنا اور مقام اجیر میں سلطان الشہداء کی پیدائش۔

داستان دوم: بیان سالار ساہو اور سلطان الشہداء کی غزنی واپسی اور خواجہ احمد حسن میمنہ کی بت سومنات کی وجہ سے سلطان الشہداء سے دشمنی اور مخالفت۔

داستان سوم: بیان رخصت ہونا سلطان الشہداء کا سلطان محمود سے۔ ہندوستان کی جانب آنا، اور ملتان پہنچنا، اور فتح دہلی کرنا اور دریائے گنگا عبور (ق/14) کر کے سترکھ میں ٹھہرنا اور اطراف میں افواج کی تعیناتی۔

داستان چہارم: بیان سالار ساہو کا سترکھ آنا اور سلطان الشہداء کا بھڑانچ کی طرف متوجہ ہونا اور سالار ساہو کا سترکھ میں فوت ہونا اور سلطان الشہداء کی بڑی جنگیں غارت کرنا کفار کو اور جام شہادت چکھنا بھڑانچ میں۔ داستان پنجم: بیان کرامات کا ظاہر ہونا بعد از شہادت سلطان الشہداء اور روضہ پاک کی تعمیر اور بعض احوال و کرامات محبوب رب العالمین۔

داستان اول:

بیان حسب الحکم سلطان محمود غزنوی (ق/15) سالار ساہو پہلوان لشکر کا مظفر خان کی امداد کے لئے ہندوستان آنا اور مقام اجیر میں سلطان الشہداء کی پیدائش۔

سلطان محمود غازی نے جب ملک روم اور سب ممالک ایران اور توران وغیرہ اپنے دارالسلطنت میں لائے اور اس میں شریعت محمدی ﷺ جاری کر چکے تو تخت سلطنت پر جلوہ گر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا انتظار میں تھا کہ فوراً ہی چار آدمی شتر سو فریاد کرتے ہوئے ملک ہندوستان کی طرف سے نمودار ہوئے۔ اراکین سلطنت نے فوری طور پر سلطان کو خبر دی تو اس نے فوراً ان کو طلب کیا بعد از زمین بوی عرض کی کہ مظفر خان کا ساتھی ہر مز تھا سلطان ابوالحسن جب بڑے لشکر کے ہمراہ آیا (ق/16) ہر مز کو مار ڈالا اور قریب تھا کہ مظفر خان کو بھی اس کے بیوی بچوں اور تمام آدمیوں کے قتل کر دے لیکن ناچار وہ تمام عزیزوں و رشتہ داروں کے ساتھ صحرا کی جانب چلا گیا اور کچھ سالوں سے اجیر کے قلعہ میں رہ رہا ہے آج کل رائے بھیر اور رائے سوم کرن اور دیگر اطراف کے چوالیس ریلیاں اکٹھے ہو کر مظفر خان سے لڑائی کے لئے آئے ہیں اور مسلمانوں کو شہید کرنا چاہتے ہیں کیوں کہ ہر طرف کفر ہے اور سوائے عالم پناہ جناب والا کے اور کوئی دکھائی نہیں دیتا جو اہل اسلام کا معاون و ہمدرد ہو۔ سلطان نے فرمایا بے فکر ہو انشاء اللہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی مدد کروں گا۔ خواجہ احمد حسن میمنہ کی جو کہ وزیر (ق/17) سلطان تھا پوچھا اس جگہ خطبہ کس کا پڑھا جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف کے بعد خلفائے راشدین کا نام خطبہ میں لیا جاتا ہے۔ اس وقت جو سلطان نے مدد کا کہا ہے تو اب خطبہ میں سلطان محمود غزنوی کا نام بھی پڑھا جائے گا سلطان ان کلمات پر خوش ہوا۔ خواجہ احمد حسن میمنہ کی سے فرمایا کہ ایک سردار تجویز کر کے حاضر کروں گا کہ اس کے ہمراہ لشکر کیا جائے طویل گفت و شنید کے بعد لشکر کی سرداری سالار ساہو پہلوان نام کے نام مقرر ہوئی۔

کچھ امراء معتبر معہ سات ہزار سوار جنگی ماہر و آزمودہ کار ہمراہ سالار ساہو (ق/18) کو رخصت فرمایا اور تلوار اور کمر خنجر خاص ساتھ نوعرقی گھوڑے عطا کیے اور دیگر امراء کو بھی خلعت اور گھوڑے دے کر سر بلند کیا و بصیرت فرمائی کہ میری خوشنودی میرے بھائی سالار ساہو (قطب شاہی علوی اعوان) کی مرضی میں ہے بہر کیف راضی رکھنا اور ان کی خواہشات کے مطابق خدمات بجالانا۔ میرے بھائی سالار ساہو کو مشورہ مستعد اور نیک کردار اور مدبر اور سوج بوجھ کے مالک ہیں ہیں سوائے نیک کلمات خیر خواہی اور ایچھے سلوک کے اور کچھ نہ ہونے پائے۔ الغرض 9 ذی الحجہ 401 ہجری کو سالار ساہو لشکر آراستہ کے ساتھ قندھار سے اجیر کے لئے متوجہ ہوئے۔ (ق/19) سلطان ان ایام میں غزنی سے قندھار تشریف فرما تھے چار شتر سوار آدمی جو مظفر خان کے پاس سے آئے تھے کی رہبری میں براستہ ٹھٹھہ اجیر کے لیے روانہ ہوئے تین دنوں کے فاصلہ پر تھا جنگل بیلان طے کرتے کرتے ہوئے جب اجیر تین دن و رات کی مسافت پر باقی رہ گیا تو انہیں (شتر سواروں) آگے مظفر خان کو خبر دینے کے لئے

بھجوا اور غونہر کے کنارے قیام فرمایا ساقیوں میں سے ایک نے پہلوان لشکر سے آکر التماس کیا کہ پہاڑ کے تلے زیر درخت نہر کے کنارے درویش تشریف فرما ہے جو راہ مہربانی سے آپ کا احوال معلوم کر رہے ہیں میرا جناب والا خوشوہر ہے کہ ان کے حضور ملاقات کر لیں پہلوان لشکر کمال اخلاص اور عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے (ق 20) درویش نے دیکھ کر فرمایا آپ دیر سالار مسعود نیک ہستی سالار سا ہوا داب خدمت بجالا تے ہوئے بیٹھ گئے درویش نے فرمایا اس سفر میں تمہیں دو نعمتیں میسر ہوں گی پہلی کفار پر کامیابی اور دوسری فرزند زینہ اور ایک تشت میں درویش نے پانی پیش کیا پہلوان لشکر کو اشارہ فرمایا کہ اس پانی سے وضو کر شکر الہی ادا کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کریں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اذ جا نصر اللہ پڑیں سلام کے بعد سجدہ میں سات دفعہ سبحان قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح اور دو روپاک تین بار پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگیں انشاء اللہ تعالیٰ فرزند مسعود قطب الوقت اور فتح عظیم (ق 21) میسر ہوگی اس کے بعد فرمایا تھا اس درخت کی جانب کیجئے جیسے ہی پہلوان لشکر نے درخت کی سمت ہاتھ کیا ایک پھل ان کے ہاتھ میں آیا درویش نے کہا کہ اس پھل کو حفاظت سے رکھو جب اہلیہ محترمہ غزنی سے یہاں آئیں تو آدھا میوہ اس کو دینا اور آدھا خود کھالینا ان ایام کے دوران اسی طرح کی اور بار تین بھی عالم غیب کے مردوں نے سالار سا ہو گویں چنانچہ تاریخ محمودی مفصل ذکر ہے کہ اس وقت خود کواری دنیا میں پایا اور ہر قسم کارا دل میں آتا اسی وقت پایہ تکمیل کو پہنچتا چنانچہ اکثر کتب میں ذکر ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہ السلام کے پیٹ میں تھے مریم علیہ السلام جس قسم کارا دل کرتیں اسی طرح ہو جاتا جب کبھی پھل دار درخت کے نیچے (ق 22) سے گزرتیں درخت از خود نیچے جھک جاتا تا کہ مریم علیہ السلام پھل تناول فرمائیں۔ سبحان اللہ! اس کی شان جبین کے کیا کہنے جس کے کطن میں شروع ہی سے مسعود جیسا ولی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب سالار سا ہو کر لشکر کے آنے کی خبر مظفر خان کو پہنچی تو بہت خوش ہوا شادیاں بچائے گئے اور کفار جو اطراف جمیر محاصرہ کیے ہوئے تھے ہاتھ و پاؤں پیچھے کرتے ہوئے سب کے سب ایک جگہ جمع ہوئے کہ قرار پکڑیں اس طرف سے لشکر سلطان محمود غازی آپہنچا ہے دوسری جانب سے مظفر خان طاقتور دل کے ساتھ آتا ہے کہ دونوں لشکروں سے جنگ کرنا درست نہیں بہتر یہی ہے کہ فی الحال کنارہ ہو جائیں جب دونوں لشکر جمع ہو جائیں گے تو ایک جنگ کریں گے پس محاصرہ جمیر کا چھوڑ کر کفار نے سات کون کے فاصلہ پر کھوکھ پہاڑ (ق 23) کی آڑ میں ڈیرہ لگایا۔ بعد ازاں مظفر خان سالار سا ہو کا استقبال کر کے پہلوان لشکر کو جمیر لائے اور پیشکش کی کہ آپ قلعہ میں قیام فرمائیں سالار سا ہو پہلوان لشکر نے اس امر کو قبول نہ کیا اور فرمایا میں آپ کی امداد کے لیے آیا ہوں یہ ٹھیک نہیں کہ آپ کے فرزند ان قلعہ کے باہر آئیں اور میں اس جگہ ٹھہروں۔ پس سالار سا ہو نے حوض کے کنارے بھکر جو کفار کی عبادت گاہ تھی میں اس جگہ قیام فرمایا اور کچھ دن آرام کرنے کے بعد مظفر خان کی مشاورت سے کفار پر حملہ آور ہوئے انہوں نے بھی فوجیں تیار کیں اور سامنے آئے دونوں جانب سے جوان بہادر آئے تین روز تک میدان جنگ مقابلہ گرم رہا تیسرے روز نیم فتح و فیروزی پہلوان لشکر کی طرف چلنی شروع ہوئی کفار (ق 24) پتھر پر پٹخ کر بھاگ گئے

لشکر اسلام نے چند فرخ (تین میل) تک تعاقب کیا اور اکثر سردار قتل ہوئے اور بعض گرفتار کر کے لائے گئے۔ اس دن پہلوان لشکر نے کفار کے ڈیرہ پر قیام فرمایا اور جواہل اسلام شہادت کی دولت سے سرفراز ہوئے انہیں سپرد خاک کیا اور کفار کے تمام اموال مال غنیمت اپنے لشکر کے آدمیوں میں بانٹ دیا اور دوسرے روز جمیر کی جانب لوٹ گئے اور جمیر کے قلعہ کے دروازے پر مسجد تعمیر کروائی جہاں سلطان محمود غازی کے نام کا خطبہ دیا جانے لگا۔ اور تمام حقیقت گذشتہ فتح کی مبارک باد سلطان کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ جمیر کے اطراف میں اکثر مقامات جو مظفر خان کے قبضہ میں نہ تھے وہ زیر قبضہ ہو چکے اور ان پر لہکاراں (ق 25) پہلوان لشکر ہر جگہ تعینات کر دیئے گئے ہیں اور اطراف سے خراج آنے لگا اور سرکشان بھاگ کر رائے جے پال والی قلعہ کی پناہ میں جا چکے ہیں قصہ مختصر جیسے ہی سالار سا ہو گئی درخواست سلطان کی خدمت میں پہنچی فتح کی خوش خبری پا کر بہت مسرور ہوئے اور خلعت خاص اور کچھ عراقی گھوڑے مرحمت فرمائے ایک فرمان مہربانی سب کے لئے جاری فرمایا کہ ریاست و فاکر کرنے والے بھائی (سالار سا ہو قطب شاہی علوی اعوان) کو مبارک ہو، اور یہ بھی لکھا تھا کہ والی قلعہ رائے جے پال اگر اسلامی احکام کی تعمیل کر لے تو ٹھیک بصورت دیگر میں خود معہ لشکر جہاں ایک مرتبہ ملک کی سیر آؤں گا اور ستر علی (ہمشیرہ سلطان محمود غزنوی زبیر محترمہ سالار سا ہو قطب شاہی علوی اعوان) کو بھی حکم فرمایا کہ وہ خود اپنے شوہر کے پاس حاضر ہوں۔ ستر علی معہ خلعت خاص اور فرمان سلطان، جمیر شریف پہنچیں تو سالار سا ہو کو گہایت خوش ہوئی اور ان سے آرام پہنچا۔ (ق 26) اور بقدرت حق تعالیٰ سجانہ ای رات 9 شوال 404 ہجری سالار مسعود والد کی پشت سے والدہ کے رحم میں آئے 9 ماہ عیش و عشرت و صلاحتی میں بسر ہوئے 10 ویں ماہ بتاریخ 21 شعبان 2 (رجب المرجب) 405 ہجری بروز اتوار سورج کی پہلی گھڑی سعدا کبر جہاں تاب کو سالار مسعود پیدا ہوئے۔ حسن یوسف علیہ السلام، ہنک ابراہیم علیہ السلام اور نور محمدی علیہ السلام ان کی پیشانی پر چمکتا نور انوشی کے بابے بنجئے لگے اور تین دن رات تک جمیر گھر گھر کو چوہا باز خوش تھے پہلوان لشکر نے اس خوشی کے موقع پر اپنی ہمت و بساط کے بشکل نقد اور جنس درویشوں و فقیروں اور دیگر طوائف قربان فرمائے اور چند روز تک باجمیعت (ق 27) ہر فرقہ اہل دنیا اور اہل آخرت نے مجلس و محفل جشن آراستہ رکھا۔ چنانچہ صاحب تاریخ محمودی نے اس مقدمہ کا مفصل ذکر کیا ہے اس مختصر کتب میں گنجائش نہ ہے اس کے بعد نجومیوں کے حضور نے طلب فرمایا کہ فرزند مسعود کا ستارہ معلوم کریں انہوں نے علم نجوم کی روشنی میں عرض کیا اس فرزند سعادت مند نے اول ساعت سورج میں جو سعدا کبر ہے مثل قطب فلک دنیا میں نزول کیا ہے دنیا فتح کرے گا اور مشرق سے مغرب تک یہ بچہ نام روشن کرے گا اور یہ بہت بہادر و غیور ہوگا اور کسی کو سرکشی کی جرات نہ ہوگی جب بلوغت کو پہنچے گا تو بادشاہ کے وزیر کی مخالفت و دشمنی ہوگی بعد اس کے جو ملک کسی مسلمان کے تصرف میں نہ آیا ہوگا یہ لائیں گے اور معاملہ (ق 28) دین میں نہایت ثابت قدم ہوگا یہ سن کر پہلوان لشکر خوشی سے باغ باغ ہوئے نجومیوں کو بہت سارے اعلاعت بخشش عطا کیے اور درخواست معہ حقیقت حال لکھ کر ہندی سوغات و تحائف سلطان کی خدمت میں بھجوائے سلطان خواہر زاوے (بھانجے) کی ولادت پر بہت خوش ہوئے اور شاہی لباس

برائے پہلوان لشکر (سالار شاہی علوی اعوان) اور متر علی اور سالار مسعود (سلطان اشہد آء قطب شاہی علوی اعوان) عطا کیا حکم بدستخط خود جاری خصوصی مہربانیوں عنایات کا جاری فرمایا کہ ریاست ملک ہندوستان کی آپ کو معزز و مبارک ہو۔ قنوج کے والی راجہ جے پال اگر اطاعت اسلام قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ ہمیں آگاہ کریں ہم خود ہندوستان آ کر خواہر زادہ سالار مسعود کی بھی زیارت کر لیں گے۔

پہلوان لشکر سے خلیفہ احمد حسن میمنہ دی ذاتی دشمنی تھی سلطان کی اس قدر برتری (قر 29) و عنایت پر چل کر رہ گیا مگر بے سوہا حاصل کلام یہ کہ سالار ساہو نے رائے جے پال کو راہ راست پر آنے کی ہدایت کی مگر وہ آیات طاقت کے نشہ میں صلح کی پیش کش کا لحاظ نہ رکھا بلکہ سرکشان نواح اجیر جو بھاگ کر اس کے پاس پناہ گزین تھے اس جماعت کو ترغیب دیتا تھا کہ سلطان کے ملک تاخت و تاراج کریں پہلوان لشکر نے اس کی کوتاہ اندیشی سے تنگ آ کر سلطان کی خدمت میں درخواست کی۔ سلطان نے چند دنوں کے بعد لشکر آراستہ کر کے متوجہ ہندوستان ہوا۔ سالار ساہو و مظفر خان نے لشکر کے ساتھ خود استقبال کیا اور اول اسے (قر 30) میں لائے سالار مسعود کو نظر کیا۔ اثر سلطان کو برائے پسندیدگی پیش کیا پیش کش کے بعد مختلف اقسام کے نقد و خصل سالار مسعود کو بخش دیے اور جو چند دن اجیر میں بسر کیے ایک لمحہ بھی سالار مسعود کو اپنی نظروں سے جدا نہ کیا بعد ازاں بھر پور غالب لشکر آراستہ کرتے ہوئے قنوج کی طرف متوجہ ہوئے پہلوان لشکر سالار ساہو (قطب شاہی علوی اعوان) اور مظفر خان کو مقدم (مقدمہ لکھیش) کر کے روانہ کیا۔ اول وہ مقرر امیں آئے جو قنوج کے واصل ہند کی عبادت گاہ تھی اس کے بعد اس کے نواح و اطراف میں ہر جگہ سرکش و باغیوں اور زمینداروں کو تباہ و برباد کیا اور اس کے بعد رائے جے پال والی قنوج پر حملہ کیا وہ مقابلہ کا حوصلہ نہ پاتے ہوئے (قر 31) فرار ہوا۔ جیسا کہ یہ مقدمہ تاریخ روضۃ الصفا میں تفصیل سے درج ہے کہ جب سلطان محمود غورزم کی مہم سے جب فارغ ہوئے جاڑے دوسرے موسم قلعہ ہست اور سکنا آباد میں بسر کیا تا کہ محنت سفر سے آرام پاسکے اور موسم بہار میں جب دن و رات یکساں ہوئے اپنے لشکر خاصہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ بیس ہزار آدمی جو اقصاء (کنارہ) بلاد و امانہر سے جہاد کی نیت سے انتظار میں تھے کہ سلطان قنوج کی جانب روانہ ہوں گے ارباب تاراج نہیں مشہور ہے کہ قنوج میں کسی دوسرے ملک کے بادشاہ نے رخ نہیں کیا تھا مگر گستاخ جو اپنے زمانے کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا جس کا ذکر حکایت ملک گیری اسفندیار میں درج ہے اور سکندر نامہ کی عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سکندر رومی قنوج میں آیا تھا اور رائے کیدو والی قنوج کی لڑکی کو پکڑ کر لے گیا تھا لیکن امت حضور نبی کریم ﷺ (قر 32) علیہ السلام میں سلطان محمود سے پہلے کوئی اور بادشاہ قنوج تک نہیں آیا تھا غزنی سے قنوج تک تین مہینے کا راستہ ہے۔ حاصل کلام جب سلطان محمود نواح کشمیر پہنچا جو حکم خدمت میں آئے انہیں ہراول سپاہی کے مقدمہ لکھیش یعنی ہراول دستہ روانہ کیا اہل اسلام وادیاں دیکھتے ہوئے اور سیر کرتے ہوئے اور سرکش زمینداروں کو تباہ و برباد کرتے ہوئے ایسی جگہ پہنچے جہاں تمام اہل ہند کی عبادت گاہ تھی اس سے مراد شہر منتر ہے جس کا کچھ ذکر پہلے ہو چکا اس جگہ عجیب و غریب عمارتیں نظر آئیں اس شہر کے کنارے پر حملہ مکانات کی

عمارت ایک ہزار تھیں جو سفید و زم سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں۔ بت خانے کثیر تھے کہ شانہ کیے جاسکتے تھے سلطان محمود نے فرمان اشرف غزنی لکھا جس میں ذکر کیا کہ اس جگہ (قر 33) اگر کوئی چاہے کہ مثل ایسی عمارت بنانا شروع کرے تو بعد ایک لاکھ دینار صرف کرنے دوسو برس کے عرصہ کی کوشش چار سو ماہرین معمار میں بھی نہ تعمیر کر سکیں گے۔ ان سب بتوں میں پانچ بت ایسے تھے جو سونے کے سرخ ساختہ اور ہر ایک کی آنکھوں میں دو یا قوت لگے تھے اگر ان میں سے ایک سلطان کو پیش کیا جاتا تو وہ خوشی سے پچاس ہزار دینار میں خرید لیتا۔ دوسرے بت پر ایک اور ٹکڑا یا قوت کا ارد گرد جڑے موتی چمکتے تھے جو چار سو مثقال 3 سونے کے برابر مالیت کا تھا بت کے پاؤں تک چار ہزار اور چار سو مثقال 3 سونا حاصل ہو سکتا تھا اور چاندی کے بت سو سے زائد تھے۔ پس سلطان نے فرمایا ان تمام بتوں کو نظر آتش کیا جائے خود قنوج کی جانب روانہ ہوا اور معظم (قر 34) کو کوئی چاہے کہ مثل ایسی عمارت بنائی جائیں تو بعد ایک کروڑ دینار صرف کرنے اور چار سو ماہرین معمار دوسو برس میں بھی نہ تعمیر کر سکیں گے۔ جملہ بتوں میں پانچ بت ایسے تھے جو سونے کے سرخ ساختہ اور ہر ایک کی آنکھوں میں دو یا قوت لگے تھے اگر ان میں سے ایک سلطان کو پیش کیا جاتا تو وہ خوشی سے پچاس ہزار دینار میں خرید لیتا۔ دوسرے بت پر ایک اور ٹکڑا یا قوت کا ارد گرد جڑے موتی چمکتے تھے جو چار سو مثقال 3 سونے کے برابر مالیت کا تھا بت کے پاؤں تک چار ہزار اور چار سو مثقال 3 سونا حاصل ہو سکتا تھا اور چاندی کے بت سو سے زائد تھے۔ ان تمام بتوں کو آگ لگانے کے بعد سلطان بجات قنوج روانہ ہوئے۔

اور سالار علی (سالار ساہو و قطب شاہی علوی اعوان) نے اعوان 4 و انصار کی زیادہ فوج کو پیچھے چھوڑ دیا تا کہ رائے جے پال لشکر کی تعداد کم دیکھ کر غائب قدم رہے شکست و عار نہ سمجھے کیونکہ وہ مقام شروع ملک ہندوستان تھا۔ سلطان نے جس قلعہ اور قصبہ پر یلغار کی اسے تباہ و برباد کیا۔ رائے جے پال کو جب سلطان کی آمد کی اطلاع ہوئی بغیر جنگ کیے کنارہ کش ہو کر باہر آیا۔ سلطان 18 شعبان 405ھ قنوج پہنچا سات قلعہ دیا کے کنارے دیکھان میں سے ہر ایک قلعہ آسمان کی بلندی کے برابر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس جگہ دس ہزار مندر پائے اور اعتقاد ہندوؤں کا عروج پر پایا، مندر کی عمارت پر تین لاکھ سال گزشتہ تاریخ درج ہے حاصل کلام یہ کہ رائے جے پال محافطوں کے ہمراہ چھپا گرفتار و اہل قلعہ جو گھیرے میں تھے (قر 35) نے دروازہ سے سرکشی ظاہر کی لیکن سلطان نے ایسی کوشش و تدبیر کی کہ ساتوں قلعہ ایک ہی فروغ کر لئے اور بے شمار لوگ قتل ہوئے اور بہت سامان غنیمت ملے۔ شاردہ اہل سرکار خزانہ سلطانی ہوا۔ بعد اس کے رائے چندر پال کے قلعہ کی جانب متوجہ ہوئے اس کے ملک کی وسعت اور کثرت فوج کا ساتھی پڑی دوسرے لوگ تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ رائے قنوج کئی بار حملہ ہوا لیکن کامیاب نہ ہو سکا جب چندر پال نے لشکر اسلام دیکھا تو سب کچھ چھوڑ کر حفاظت فرار ہو گیا لشکر سلطان نے پیچھا کیا بہت سامان اور بہت سے ہاتھی اور مال غنیمت ملا جیسے ہی چندر پال کا قلعہ سلطان کے کارندوں کے تصرف میں آیا (قر 36) سلطان نے چند رائے کے قلعہ کی جانب رخ کیا کہ وہ بے خوف بہادر اور دلیر کے شہرت رکھتا تھا باوجود بڑا ملک بہت سے قیمتی خزانوں کے بھاگ گیا تین دن تک لشکر اسلام نے پیچھا کیا کفار قتل ہوئے اور مال اور تھیا ر ملے اور بے شمار ہاتھی ہاتھ آئے اور خزانہ چند رائے سے

مبلغ تین لاکھ دینار خزانہ سرکار سلطان میں آئے بہت سے قیدی غلام و لونڈیاں ہاتھ آئے کہ اب انہیں خریدنے کی حاجت نہ رہی جب سلطان بلاد ہندوستان سے غزنی پہنچے تو وہاں ایک بڑی جامع مسجد کی بنیاد ڈالی اور قریب اس کے عالی شان مدرسہ بنوایا اور بہترین کتابیں ہر علوم کی (قر 37) کھوائیں جس سے لوگ مستفید ہو سکیں۔ صاحب تاریخ محمودی لکھتے ہیں کہ جب سلطان نے ہندوستان کی مہم سے فراغت حاصل کی اور غزنی کی طرف واپس متوجہ ہونے لگے تو سالار ساہو پھلوان لشکر (قطب شاہی علوی اعوان) نے سلطان کی خدمت میں عرض کی کہ وہ بھی ان کے ساتھ سعادت حاصل کریں سلطان نے فرمایا اصل میں یہ ملک میرے بھائی (سالار ساہو) کا ہے میں نے ریاست اس شہر کی آپ کی تسلیم کی۔ لہذا وہ کہہ کر نزدیک پہلوان لشکر (قطب شاہی علوی اعوان) کو خلعت خاص اور چندہ عراقی گھوڑے عطا کرتے ہوئے رخصت فرمایا اور سالار مسعود کے حق میں بھرپور توجہ دے پناہ مہربانیاں فرمائیں۔ مظفر خان کو بھی خلعت اور گھوڑے دے کر سر بلند کیا اور تانکیدی کہ پہلوان لشکر کے ساتھ جیسا کہ حق ہے خیال رکھیں۔ الغرض پہلوان لشکر جب اجمیر پہنچے تو امیروں کو جاجا تسلی (قر 38) عطا کیا اور مظلوموں کی داد دہی کے لئے مسقر فرمایا۔

رائے جے پال کو اس پیش کش پر قنوج میں آباد کیا کہ ہر سال مقرر کردہ شرائط پر خراج ادا کرے اور خودشان و شوکت عیش و عشرت سے اجمیر میں بیٹھ کر نیابت سلطان محمودہ کر سلطنت ہندوستان کے امور انجام دینے میں مشغول ہوئے۔ بیٹا جودل کا لڑا تھا سے بے حد محبت تھی سالار مسعود کی عمر مبارک جب چار برس چار مہینے اور چار روز ہوئی تو اسم اللہ کی رسم کے لئے حضرت میر سید راہیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند ہزار تینلہ (روپیہ) اور چار گھوڑے میر مذکور کو دیے اور کئی قسموں کے کھانے اور بخشش جو پیدائش کے وقت دیے تھے سے کئی زیادہ عطا کیے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم لدنی دیا تھا نو سال کی عمر میں اکثر علوم (قر 39) ظاہری و باطنی ان پر روشن ہوئے جس سال کی عمر میں عبادت محبوبہ کئی راتیں باطنی عبادت میں گذاری تھیں یہاں تک کہ چاشت سے قبل حجرہ مبارک سے باہر نہ آتے کہ یقین رکھنے والے دور ویش بھی ایسی ہی خواہش رکھتے۔ چاشت کی نماز کی لاٹنگی کے بعد باہر تشریف لاتے تھے ہل علماء کرام اور کامل فقیروں کی صحبت میں رہتے تھے اور کھانا انہی کے ساتھ کھاتے تھے اور اس کے بعد قبولہ فرماتے تھے نماز ظہر کے بعد پھر دیوان خانہ آتے امراء اور بادشاہوں کے ہم عمر بیٹے آپ کے پاس حاضر رہتے اور نیو گھوڑے موجود ہوتے کبھی سیر و شکار کے لئے سوار ہو کر جاتے اور کبھی نیزہ بازی و تیر اندازی کرتے اور کبھی چنگان بازی کرتے تھے مختصر یہ کہ طریقہ جہاد کو ہر طریقہ جہاد پر جہاد اور جہاد جہاد (قر 40) سے آراستہ و آشنا تھے ہر قسم کی مجالس میں موضوع تقریر میں دیگر امور اصطلاحی ایسے بیان کرتے کہ لال مجلس مجاہدین ہجرت دہ جاتے انداز مخاطب نہایت ہی عمدہ ہوتا سلطان اشہد اہل بڑے بہت بلند ہمت تھے اس زمانے کے لوگ انہیں حاتم ثانی کہتے تھے جو شخص بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ایسا ممکن نہ تھا کہ اسے کسی ایسی چیز نہ نوازیں جو گھوڑے تلوار خنجر حسب حال آئینہ کوئی ایک شے ضرور دیتے۔ بزرگ نے کیا خوب کہا۔

ہر کہ صاحب ہمت آمد مرشد
ہجو، خورشید از بلندی فرد شد

جو بلند ہمت مرد کی طرح آیا ہی طرح جیسے سورج بلندی پر تھا ہے یعنی اکیلا سورج پوری زمین کو روشنی سے منور کیے ہوئے ہے۔ سلطان اشہد کا ظاہر و باطن دونوں صاف تھے باطنی صفائی و پاکیزگی سے ذکر الہی میں مصروف گناہوں سے پاک اور ہمیشہ وضو میں رہتے اور اکثر غسل کے بعد نماز ادا (قر 41) کرتے اور جس جگہ بیٹھتے اٹھتے بچھونا (چادر) پاک اور صاف رکھتے کپڑے عمدہ اور نفیس پہننے عطریات اور پان کے پتے بہت دوست رکھتے تھے اور کئی ہزار نو جوانان فرشیہ صفت اور لائق خدمت میں رہتے ہر ایک انہی کی طرح ہوتا جو کوئی بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا حیران رہ جاتا کہ سلطان اشہد آکاہی ہو جاتا اور جو کوئی سلطان اشہد آکاہی یوسف علیہ السلام دیکھتا وہ ان کے حسن سلوک اور افعال پسندیدہ پر فریفتہ ہو جاتا عمر بھر شرفی رہتا مگر کوئی ریاکار ہی ہو جو ان کے دلی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہوا ستمہ معصومین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد جمال محمدی ﷺ انہی قسم کے احباب صفہ اور مردان غازیوں کی پیشانیوں پر نور روشن (قر 42) ہوتا ہے کہ جو شرک کرنے والوں کو وحید کی رہبری کرتا ہے

شک نیست کہ عالم صفا عابد

آئس کہ جمال مصطفیٰ راہد

در ہر چہ نظر کند خدا را بنید

انہیست کمال مرد راہ یقین

جس شخص نے جمال مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا شک نہیں کہ اس نے پاکیزہ دنیا کو دیکھا۔ اہل یقین لوگ باکمال طریقہ پر ہوتے ہیں جس شے پر نظر کریں انہیں خدا ہی نظر آتا ہے واللہ اعلم بالحقائق والاصواب

حوالہ جات:

1	منہج الانساب (فارسی) تالیف سید معین الحق جھانسی قدس سرہ (1426ء) اردو ترجمہ ڈاکٹر ساحل شاہ سرامی سال اشاعت 2010ء علی گڑھ کے ص 363 و 364 کے مطابق سالار ساہو معون عرف قطب غازی (قطب شاہی علوی اعوان) بن علی عبدالمناف بن حضرت محمد حنفیہ تھے
2	نسخہ قطب شاہی علوی اعوان میں سالار مسعود غازی کے پیدائش سہوا 21 شعبان درج ہونا پایا جاتا ہے۔ 9 شوال 404ھ کو والد کی پشت سے والدہ کے رحم میں آئے اور نو ماہ بعد پیدائش ہونا درج ہے اس طرح 21 رجب 405ھ ہی درست ہے نیز فارسی نسخہ نمبر 376 اور نسخہ ہذا کے آخر میں بھی 21 رجب درج ہے
3	فرہنگ فارسی دارالاشاعت کے مطابق ایک مشقال ساڑھے چار ماشے کے برابر ہوتا ہے اس طرح 400 مشقال 150 تولہ سونا، 4400 مشقال 1650 تولہ سونا کی مالیت کے برابر ہیں
4	معظم سپہ سالار ساہو (قطب شاہی علوی اعوان) نے ”اعوان“ و انصار کی بہت بڑی فوج کو پیچھے رہنے دیا تاکہ رائے جے پال لشکر کی تعداد زیادہ دیکھ کر بھاگ نہ جائے۔ قدیم شجرہائے نسب اور تاریخی کتب کے مطابق ”اعوان“ کا خطاب سلطان محمود غزنوی نے (سالار ساہو، سالار قطب حیدر، سالار سیف الدین اور سالار مسعود غازی وغیرہ کو) دیا تھا کہ آپ نسبی بھی اعوان ہیں اور جہاد ہند میں بھی آپ نے میری مدد کی ”اعوان“ کی واحد ”عون“ عربی لفظ ہے جس کے معنی مدد، کمک، معاونت۔ مددگار کے ہیں

بیان سالار ساہو اور سالار مسعود کی غزنی واپسی اور خوجہ احمد حسن میمنہ کی بت سومنات کی وجہ سے سالار مسعود

سے دشمنی اور مخالفت۔

جب پہلوان 1 (شکر) سالار ساہو قطب شاہی علوی اعوان) دس سال تک ہندوستان کے بیشتر ممالک پر قبضہ کر چکے اور کفار کے تمام تفرقات سے دلی تسلی ہوئی مثل اس کے بغیر تکلیف کے خراج آنا شروع ہو گیا اور ان دنوں سلطان محمود ملک خراسان میں تشریف فرما تھے سرکشان دامن کوہ متفق ہوئے کہ نواحی (ق 43) کا ہیلر تباہ و برباد کر دیں تو ملک چھوچاک کا ہیلر نے حقیقت حال کی عرضداشت سلطان کی خدمت میں ارسال کی جیسے ہی عرضداشت سلطان تک پہنچی تو شاہی فرمان حکم بنام پہلوان لشکر 1 (قطب شاہی علوی اعوان) جاری فرمایا کہ ادھا لشکر اجمیر کے باشندوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر خود ادھا لشکر جنگ لے کر متوجہ کاہیلر ہوں اور کفار کو ایسی سزا دیں کہ دوباغاوت نہ کر سکیں میں ابھی ایک مہم میں برسر پیکار ہوں بصورت دیگر میں خود آتا۔ کاہیلر کوہ دامن کشمیر میں واقع ہے اس جگہ ایک بڑا قلعہ درمیان میں تھا جو رائے کلچند کے قبضہ میں تھا یہ راجہ کلچند فرعون وقت تھا اپنے ملک مال اور فوج کثیر ہونے کی وجہ سے مغرور تھا۔ سن 44 (ق 44) چار سو یعنی 407 ہجری سلطان محمود فوج کی جانب متوجہ ہوا اور جب وہ کشمیر کے آس پاس پہنچا تو کلچند کا قلعہ ہزارکوش و مشکلات سے فتح کیا اور کارندے مقرر کیے چنانچہ واقعہ فتح یابی قلعہ مذکور اور ہلاک ہونارائے کلچند ہمراہ پچاس ہزار مشرکین تاریخ روضۃ الصفا میں مفصل تحریر ہے اس مختصر کتاب میں تحریر کرنے کی گنجائش نہیں۔ الفصہ پہلوان لشکر 1 (قطب شاہی علوی اعوان) اسی وقت میر سید ابراہیم مظفر خان اور دیگر امراء جن پر اعتماد رکھتے تھے جو سرحدوں پر تھے سالار مسعود کی خدمت میں چھوڑ کر خود بدولت و اقبال متواتر متوجہ کاہیلر ہوئے۔ کفار بے شمار اکٹھے تھے کاہیلر کے اطراف خاکستر کر دیا تھا ملک چھوچاک (ق 45) جنگ میں مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے کاہیلر کے قلعہ میں محصور ہو کر رہ گیا تھا کفار نے ملک میں غارت گری کر کے تباہی پھیلائی اور گھروں میں گھسنے لگے۔ کہ پہلوان لشکر 1 (قطب شاہی علوی اعوان) پہنچے اور مقابلہ ہوا ایک پہر تک جنگ ہوئی لشکر اسلام قوی ہوا کفار بے بس ہو کر بھاگ نکلے چالیس سر درگرا کر قتل ہوئے اور چند ہزار کفار ہلاک ہوئے فتح عظیم ہوئی سالار ساہو نے کاہیلر آنے اور فتح عظیم کا خط لکھ کر سلطان (سلطان محمود غزنوی) کی خدمت میں ارسال کیا۔ سلطان بے حد خوش ہوئے اسی وقت فرمان خاص بدستخط خود جاری فرمایا کہ دیا کاہیلر سردار برادر (بھائی) کو جاگیر و انعام میں دیتا ہوں اس جگہ کو اپنے لیے وطن بنائیے جب پہلوان لشکر 1 کے لیے کاہیلر قیام کرنے کے لئے تجویز ہوا تو قاصدین اجمیر کی طرف برائے لانے سالار (ق 46) مسعود روانہ ہوئے کہ میری آنکھوں کا نور نظر فرزند والدہ کے ہمراہ خود متوجہ حضور ہوں اور ملک اجمیر میں جو امراء تعینات ہیں وہ جا بجا چھوڑتے آؤ۔ جب یہ قاصدین اجمیر پہنچے تو سلطان اشہد آخوشی سے باغ باغ ہوئے دوسرے دن مع والدہ خود

اور ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ جو ستاروں اور چاند زوال کی طرح تھے متوجہ کاہیلر ہوئے۔

منزل بہ منزل شکار کرتے ہوئے جب قصبہ راول (راولپنڈی) پہنچے سیوگن اور بشنوں جو خوجہ احمد حسن میمنہ کی کے سالے زمیندار قصبہ مذکور تھے وہ سلطان اشہد اء کے استقبال کو آئے تھے اور گزارش کی کہ بندہ نوازی کرتے ہوئے اس غلام کے گھر قیام فرمائیں تاکہ تمام زمینداروں میں بندہ کی عزت ہو چونکہ دشمنی بذات خوجہ احمد حسن میمنہ (ق 47) کی وجہ سے سیوگن کی پیشانی پر نمایاں تھی سلطان اشہد اء نے کسی طور بھی منظور نہ کیا کہ وہ کافر ہو کہ دینے والا مردود چلا گیا ڈیرہ برسم مقررہ قصبہ کے باہر فرمایا پھر سیوگن نے عرض کی کہ خدمت گاروں کے لئے طعام حاضر ہے۔ سلطان اشہد اء (قطب شاہی علوی اعوان) نے فرمایا! آئمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذہب کے مطابق وہ ہندوؤں کا طعام نہیں کھاتے نہ پھر سیوگن نے عرض کیا آنا، چاول و جملہ سامان طعام بندہ لے آتا ہے سرکاری باورچی کھانا تیار کر لیں گے چونکہ سیوگن کے اندر رفاقت تھی بھی قبول نہ کیا۔ صبح روانگی کے وقت سیوگن نے دوسو شیرینی مختلف اقسام کی تیار کروائی مٹھائی اوّل درجہ سلطان اشہد اء کے لئے لایا تھا طعام زہر الوو تھا سلطان اشہد اء (ق 48) نے نورالائت سے معلوم کر لیا تھا (مٹھائی زہریلی ہے) مٹھائی باورچی کے حوالہ کرتے ہوئے زور دیا کہ کوئی شخص اس مٹھائی سے کچھ نہ کھائے سیوگن کو سر و پادے کر بھیجا اور خود دوسری جگہ چلے گئے۔ ملک نیک بخت سے فرمایا سیوگن کی شیرینی پیش کریں جب شیرینی لائی گئی اور شکاری کتے بھی ان کے حضور پیش کیے گئے لائی ہوئی مٹھائی اترتے اوّل درجہ کتوں کو دی سب کتے زہر سے مر گئے زہریلی مٹھائی کھا کر۔ سلطان اشہد اء نے حاضرین کی جانب رخ انور کرتے ہوئے خوش گفتار تو حید سے فریفتہ ارشاد فرمایا کہ یہ کافر ذلیل مجھے عام ظاہرین آدمی سمجھتا ہے۔ سلطان اشہد اء کی یہ کرامت دیکھ کر سب حاضرین ہکا بکارہ گئے اور منہ زمین پر رکھ کر ثناء خوانی کرنے لگے۔ ستر معلیٰ کو جب یہ خبر پہنچی تو زار زار روئے لگیں (ق 49) یا اللہ یہ کیسا قہر ہے خوجہ احمد حسن میمنہ کے کہنے پر کافر ملعون نے مکاری کی۔ سلطان اشہد اء کو پکڑ کر اپنے پاس لے کر بغل گیر ہوئیں اور بہت سے صدقات فقر و مساکین کو عنایت فرمائے رات اسی جگہ رہے۔ سلطان اشہد اء نے صبح روانگی کے وقت والدہ کی خدمت میں عرض کی کہ آج کے دن یہاں پر ہی قیام فرمائیے شکاری جگہ اچھی ہے شکار آتا ہوں ایسا ہی کیا گیا۔ سلطان اشہد اء مع چند ہزار نو جوانان نو عمر فرشتہ شکل اور جاشاؤں شکار کے لئے قصبہ راول کی جانب گئے اور جاسوسوں مقرر کیے کہ سیوگن کی خبر لائیں کہ کیا کر رہا ہے۔ خود بدولت اقبال نزدیک (ق 50) قصبہ مذکور پہنچے تو جاسوسوں نے یہ خبر دی کہ سیوگن غسل کر کے بت پرستی میں مصروف ہے فوراً اسی جگہ سے گھوڑوں سے حملہ کیا کفار کو اس کی اطلاع ہوئی قصبہ سے باہر نکل آئے لڑائی کا آغاز کیا۔ جوانان جانباز تلواریں کھینچ کر ہر طرف سے پروانوں کی مانند کود پڑے کفار مقابلہ کی قوت نہ ہونے کی وجہ سے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ غازیان نے ان کے سرگینہ کی طرح اوڑھ لے کر دینس کاٹ دیں بہت سے کفار قتل ہوئے اور سیوگن ملعون کو زندہ قید کر کے سلطان اشہد اء کی خدمت میں

لائے۔ سلطان اشہدؑ نے فرمایا! اے سیوگن شیر کے بچوں سے دعا بازی کرتا ہے نہیں جانتا کہ اولاد اسد اللہ الغالب ہے؟۔ پھر حکم دیا! اس کا فرکو مع عورت اور بچہ باندھ کر لشکر میں لے جاؤ اور تمام شہر کو تباہ (ق 51) کرو۔

قصہ مختصر سیوگن کو مع عورت اور بچہ باندھ کر کمپ میں لائے۔ اول کرامت و اول فتح سلطان اشہدؑ کی یہی ہوئی ستر معلیٰ نے حکم دیا خوشی کے باجے بجائیں بہت سے صدقات بہت سے دیے اور جملہ لشکر ان سلطان اشہدؑ کو گھوڑے اور شاہی لباس اور نقد رقم مرحمت فرمائی ان دنوں سلطان اشہدؑ بارہ سال کے تھے۔ الغرض دوسرے دن واقعہ حال سلطان محمود کی خدمت میں التماس کرنے کے لئے قاصدین روانہ کیے اور خود شان و شوکت سے کاہیلر کی طرف پے درپے متوجہ ہوئے۔ القصہ سالار مسعود غازی کے قاصدین کے پہنچنے سے قبل ہی سیوگن کے بھائی نرائن نے حسن میمنہ کی کے مشورہ سے سلطان (محمود) کی خدمت میں فریاد (ق 52) کی کہ بندہ کے بھائی سیوگن کو عورت اور بچہ کے سالار مسعودؑ باندھ کر قصبہ راول میں لوٹ مار کر گئے سلطان یہ سن کر حیران ہوئے اسی وقت سلطان اشہدؑ کی عرضداشت پہنچی سیوگن کی بدخواہی ظاہر ہوئی۔ سلطان نے دستخط خاص سے سلطان اشہدؑ کے لیے شاہی فرمان جاری کیا کہ آپ کی عرضداشت کی آمد سے قبل یہاں نرائن کے فرزند نے یہ اور طرح سے بیان کیا تھا مجرم پر خوب نظر رکھیں میں تحقیقات کے بعد اپنے حضور سرادوں گا سلطان اشہدؑ بعد از مطالعہ فرمان شاہی بہت خوش ہوئے اور خواجہ احمد حسن میمنہ کی گھر صف ماتم بچھ گیا پوشیدہ دشمنی ظاہر ہوئی۔ القصہ پہلوان لشکر 1 (سالار ساہو قطب شاہی علوی اعوان) کو جب یہ اطلاع ملی کہ (سلطان اشہدؑ سالار مسعودؑ فرزند سالار ساہو) کاہیلر سے ایک کوس (چار ہزار گز) کے فاصلہ پر ہیں تو فرزند یوسف ثانی (ق 53) بمثل یعقوب علیہ السلام بے اختیار خود استقبال کو آئے۔ سلطان اشہدؑ کی نظر جیسے ہی پہلوان لشکر 1 پر پڑی تو گھوڑے سے اترا آئے اور آداب بندگی کے ساتھ قدم بوی کے لئے متوجہ ہوئے۔ پہلوان لشکر 1 نے بھی گھوڑے سے نیچے اتر کر اس محبوب رب العالمین کو بیکڑ کر پہلو میں لیا بعد ازاں شاہی لباس پہنا مگر سر پر جگمگاتا ہوا تاج سجائے سونے کا کمر بند باندھا گھوڑا خاص ہرے سواری مرحمت فرمایا پھر اہم دیگر خصوصی گفتگو کرتے ہوئے گھر روانہ ہوئے جس طرف بھی محبوب رب العالمین نگاہ کرتے تھے کچھ لوگ حسن یوسفی دیکھ کر بے اختیار گر پڑتے اور جس کی بھی نظر ان پر پڑتی تو حیرت ہو جاتا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے نیچے آئے ہوں یا صاحب الزماں محمد مہدی علیہ السلام ظاہر میں تشریف لائے ہوں۔ کیا سبب ہے کہ بیٹے کی پیشانی پر نور چمکتا ہے کہ تمام دنیا پروانہ کی طرح جان نچھاور کرتا لیکن (ق 54) نہ سمجھتے تھے کہ چھپا ہوا خزانہ اس زیبائی سے آشکار ہو چکا ہے۔ چنانچہ ایک بڑے بزرگ فرماتے ہیں:-

آن بادشاہ عظیم در بستہ بود محکم

پوشیدہ لوق آدم ناگاہ برد آمد

اس بڑے بادشاہ نے مضبوطی سے دروازہ بند کیا مگر رویشی کا لباس پہن کر اچانک ایک آدمی دروازے پر آگیا۔ عام آدمیوں کی ایسی پہنچ کہاں کہ ہو سکتی ہے کہ عالم بالا کے رہنے والوں کی تجلیات دیکھ کر محظوظ ہو سکی

مردی باید کہ باشد ششاس

تاشا سدر شاہ رادر ہر لباس

آدمی کو چاہیے کہ وہ بادشاہ کو پہنچانے والا ہو، بادشاہ نے جیسا بھی لباس پہنا ہوا ہو ہر حال میں اسے پہچان سکے۔

حاصل کلام یہ کہ پہلوان لشکر 1 معہ سلطان اشہدؑ آگھر تشریف لے آئے۔ کچھ دن تک خوبصورت مجلس رہی، پہلوان لشکر 1 نے بخشش و صدقات کثیر دیے، سلطان اشہدؑ اپنے والدین کی دلجوئی کی خاطر ظاہری طور پر اس دنیا میں معلوم ہوتے تھے مگر اندرونی طور پر سمندر کی گہرائی میں غرق تھے (ق 55) کہ سر سے پاؤں تک دریائے وحدت میں ڈوبے ہوئے خاص عنایت حضوری حاصل تھی۔ الغرض سلطان محمود کا طویل عرصہ سے یہ خیال تھا کہ ملک نہروالہ اور گجرات پر چڑھائی کریں، اہل ہند کی عبادت گاہ مندر سومنات کو ویران و مہندم کریں جب خراسان کی مہمات سے فارغ ہو کر غزنی آئے تو ایک فرمان پہلوان لشکر 1 کے نام جاری فرمایا کہ قلعہ کاہیلر کسی با اعتماد آدمی کے سپرد کرتے ہوئے خود فرزند سالار مسعودؑ کے ساتھ ان کے حضور تشریف لائیں وہ جب سلطان کی خدمت میں پہنچے تو طرح طرح کی مہربانیاں اور سالار مسعودؑ کے حق ایسی محبت اور مہربانی کی کہ سلطان مسعود اور سلطان محمد دونوں صاحبزائے نازاں ہوئے (ق 56) حاصل کلام (سلطان محمود غزنوی نے) سالار ساہو 2 کو تہائی میں طلب کیا سومنات پر حملہ کے سلسلہ میں میں مشورہ کیا۔ (سالار ساہو) نے عرض کیا خداوند عالم کی مہربانی سے بزدل کفار پر استقامت و مضبوطی و بدبہ قوت اتنی قوی ہے کہ کوئی شخص مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا اور اس معاملہ پر توجہ کرنا مملکت کے لئے بھلائی ہے، سلطان کو یہ بات بہت خوش معلوم ہوئی لیکن خواجہ احمد حسن میمنہ کی کے خلاف طبع ہوئی بعد از گفت و شنید کہ اس طرح مفید قرار پایا کہ پہلوان لشکر 1 کاہیلر کی طرف جائیں اور اہل ہندوستان کے فتنہ و فساد سے خبردار رہیں اور سالار مسعودؑ لشکر اسودہ طلب سلطان کی خدمت میں چھوڑیں۔ سالار ساہو کے رخصت ہونے کے بعد سلطان لشکر ظفر مومج (ق 57) لشکر جرار کے ہمراہ سومنات کی جانب حرکت فرمائی۔ سالار مسعودؑ کی ہزارہ نوعمر جوانوں کے ساتھ یلغار کے لئے سلطان کی خدمت میں قیام کیا اور اکثر کرامات ان کی نمایاں ظاہر ہونے کی وجہ سے سلطان کی محبت و عنایت زیادہ ہوئیں۔ پس سلطان سب سے پہلے ملتان پہنچے اور لشکر کے لئے حسب ضرورت مختلف اقسام کے سامان حرب کے ساتھ سومنات کی جانب متوجہ ہوئے۔ جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفیاء میں تفصیل سے درج ہے کہ سلطان محمود جب ملتان میں آئے اور لشکر بجانب سومنات گیا اور سومنات بہت بڑا بہت ہندوستان تھا اور حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ اپنے کلام میں نقل کرتے ہیں کہ سومنات ایک موضع تھا اور لات نام کا بت اس موضع میں تھا چنانچہ فرماتے ہیں:

یافتند آن بت کہ نامش بود نات (ق 58)

لشکر محمود اندر سومنات

اس بت کو پایا جس کا نام نات تھا لشکر محمود اندر سومنات تھا۔

حاصل کلام یہ کہ قابل اعتبار مورخین کہتے ہیں کہ سومنات کو مندر میں رکھا تھا دریا کے کنارے اور ہندوستان والے چاندگر بن کی رات بت کی زیارت کے لئے آتے تھے دوران شب ایک لاکھ سے زیادہ لوگ گردا گرد مندر میں جمع

ہوتے تھے، ہنس ہنساتیں مندر کے لئے وقف تھیں اور کئی ہزار جواہرات اس جگہ جمع تھے کہ بادشاہ کے خزانے میں بیسواں حصہ بھی نہ تھا۔ اس بت خانہ میں دو ہزار آدمی گلے میں زنا رہنے والے مندر میں مشغول عبادت ہوتے۔ اور ایک زنجیر دوسو من وزنی سونے کی اس جگہ لٹکی ہوئی تھی جس میں بہت سی گھنٹیاں لٹک رہی تھیں اور تین سو ستر تراش اور تین سو گانے والے (گلوکار) اور پانچ سونا چنے والی کبیریں یں مقرر تھیں جو مندر کی ملازمت میں تھیں اور نہر گنگا کے مشرق میں دہلی اور قنوج ہے درمیان (قر 59) میں سومنات اور نہر گنگا دوری کے فاصلہ پر واقع ہے، بہت سے آدمی راستے میں ہوتے کہ ہر روز نہر گنگا کا تازہ پانی سومنات کو غسل دینے کے لئے آتا تھا۔ القصہ سن 417 ہجری کو جب سلطان نے ملک ہندوستان کے بہت سے بت خانوں کو توڑا تو سومنات کے ماننے والوں نے کہا کہ ان بتوں سے سومنات ناراض ہے ورنہ لشکر بادشاہ ہلاک ہو جاتا یہ اطلاع جب یہ بات سلطان تک پہنچی تو فرمایا: اب ہر صورت سومنات کو شکست دینا ہے تاکہ ہندوؤں کی جھوٹی بدگمانی ختم ہو جائے۔ سن مذکور کو ملتان سے سومنات کی جانب متوجہ ہوئے جیسا کہ راستہ میں پانی و گھاس نہ تھا فوجی سوار آدمیوں کے بیس ہزار اونٹ سرکار پر پانی اور گھاس لادے روانہ ہوئے راستہ ویران اور خطرناک تھا جگہ جگہ درمیان میں قلعے بھی نظر (قر 60) آئے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ان قلعوں والے سلطان کے استقبال کو آتے اور ملازمت حاصل کرتے تھے اور رہنمائی بھی کرتے تھے درمیان میں جس مندر پر سلطان کی نظر پڑی الٹ پلٹ کرتے ہوئے سومنات پہنچے اور دریا کے کنارے بڑا قلعہ دیکھا چنانچہ دریا کی موجیں قلعہ کی چوٹی تک پہنچتی تھیں بہت سے لوگ سر اٹھائے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے اور ہندوؤں کو یقین تھا کہ ان کا معبود لب لشکر کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ لشکر اسلام اگلے دن قلعہ کے نیچے پہنچ کر جنگ میں مصروف ہوا تمام دن جنگ کرنے کے بعد جب رات ہوئی غازیان واپس کیمپ پہنچے۔ دوسرے دن سلطان خود بھی قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے غازیان محمودی بلا خوف و ڈر داخل ہوتے ہوئے درمیان قلعہ پہنچے کفار بے بس ہوئے بھاگ کر درمیان مندر پہنچے (قر 61) اور سومنات سے بغل گیر ہو کر رونے لگے اور مندر کے دروازہ پر آئے اور جان دے دی۔ پچاس ہزار سے زائد ہندو ہلاک ہوئے باقی بچنے والے کشتیوں پر سوار ہو کر فرار ہوئے جس مقام پر سومنات تھا طول اور عرض میں بہت بڑا تھا چنانچہ 56 کھمبے پر لعل زمرود صعب و نصب تھے۔ سومنات کا بت پتھر سے تراشہ تھا جس کی لمبائی پانچ گز تھی تین گز نظر آتا اور دو گز زمین کے اندر تھا سلطان نے خود مندر میں آیا اور گز ہاتھ میں پکڑ کر سومنات پر مارت ریزہ ریزہ کر کے جامع مسجد غرنی کے دروازے پر پھینک دیا اور چند ہزار دیوار سرخ سومنات کے خزانہ میں تھے سلطان کے ہاتھ آئے اور کچھ قلعے جو اطراف میں تھے سلطان نے بزور شمشیر (قر 62) فتح کئے۔ جب سلطان دیکھا کہ ملک وسیع ہے اور اصلی سونے کی کان پہاڑ میں دستیاب ہے اور ان جیسے نفیس جواہرات دیگر ملک میں نہ ہیں جو بلا تکلیف ہاتھ آئیں خواہش ہوئی کہ کچھ سال اس جگہ قیام کریں اراکین دولت نے التماس کیا کہ ملک خراسان بہت خونخواری کے بعد ہاتھ آیا ہے اس لائق نہیں کہ اسے خالی چھوڑ کر اس جگہ کو دارالملک بنائیں۔

حاصل کلام یہ کہ فرمایا اس ملک کے انتظام و حفاظت کے لئے کسے چھوڑ کر جانا چاہیے؟ وزیر امیر، ارکان سلطان نے کہا کہ اس ملک میں کسی اور کار ہونا ممکن نہ ہے مناسب ہے اسے اس مملکت کے ورثاء کے سپرد کیا جائے اس جگہ کام بہت ہے کہاں تک لکھا جائے حاصل کلام یہ کہ دالیشیم نامی شخص جواہر نسل بادشاہ مملکت (قر 63) سے تھا تو قلعہ سومنات پر تعینات کیا اور خراج مقرر فرمایا کہ سال بہ سال داخل خزانہ سرکار کیا جائے گا اور خود خواہش کی کہ سندھ کی طرف براستہ بیلیان و جنگل لشکر اسلام کو لے کر وطن کارخ کیا جائے۔ جیسا کہ تاریخ فیروز شاہی کلاں میں سلطان کا ایک واقعہ اس طرح نقل ہے کہ جب یہ قرار پایا کہ جنگل بیلیان راستہ سے جاتا ہے تو حکم کیا کہ رہبر تلاش کر کے لائیں ایک ہندو لاکر پیش کیا گیا لشکر اسلام پیچھے روانہ ہوا جب ایک رات دن کا راستہ طے کرنے کے بعد وقت پہنچا کہ قیام کریں ہر طرف تلاش کیا گیا مگر کسی طرف بھی پانی نہ ملا یہ واقعہ سلطان کی خدمت میں گزارش کیا گیا ارشاد ہوا کہ اس رہبر ہندو کو لاؤ (رہبر) جب لائے فرمایا! تو ایسے راستے سے کیوں لایا کہ پانی بالکل نہیں؟ اس ہندو نے جواب دیا میں نے اپنی جان سومنات پر قربان کی آپ کو اور آپ کے لشکر کو اس (قر 64) بیلیان جنگل کے لایا ہوں کہ کسی طرف پانی نہیں تاکہ سب مرجائیں سلطان نے حکم کیا کہ ہندو قتل کر دیں خود آدمی جگہ قیام کیا جب رات ہوئی تو سلطان خیمہ سے باہر تشریف لائے اور اپنی پیشانی زمین پر رکھ کر اللہ ذوالجلال والا کرام کے حضور عاجزی سے گریہ زاری سیاسی مصیبت سے نجات پانے کی دعا مانگی جیسے ہی ایک حصہ رات گزری کہ اچانک شیل کی طرف روشنی ظاہر ہوئی سلطان نے حکم فرمایا! لشکر کو اس طرف روانہ ہو! لشکر روشنی کے پیچھے روانہ ہوا جب صبح ہوئی حق تعالیٰ نے لشکر اسلام ایسی جگہ پہنچایا کہ جہاں پانی تھا سب مسلمانوں نے سلامتی و خلاصی پائی حق تعالیٰ نے اس بادشاہ کو بہت سی کرامات عطا کی تھیں اس جگہ سلطان کی کرامات کو سمجھنا چاہیے صاحب فحاشات الانس لکھتے ہیں کہ جس وقت سلطان محمود سبکتگین غزوہ سومنات کے لئے گئے تو خولجہ (قر 65) محمد چشتی کو اس واقعہ میں دیکھا کہ ان کی مدد کو روانہ ہوئے خولجہ اس وقت ستر برس کی عمر میں ہمراہ چند درویش متوجہ تھے جب اس جگہ پہنچ کر بنفس نفیس مشرکین و بت پرستان کے خلاف جہاد کیا ایک دن مشرکین نے برتری پائی اور لشکر اسلام نے جنگل آ کر پناہ لی اور قریب تھا کہ شکست ہو جائے قصبہ چشت میں خولجہ محمد کے ایک مرید قصبہ چشت میں تھے آسیان محمد کا کو کے نام خولجہ نے دی آواز دی کہ کا کو دریا ب درحال یعنی فوراً آ جاؤ کا کو کو دیکھا کہ اضطراب و بقراری سے لڑائی کر رہے ہیں اور لشکر اسلام کا کامیابی ہوئی اور کفار کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اس وقت محمد کا کو لوگوں نے چشت میں دیکھا کہ آسیا (پتھر) کے ٹکڑے اٹھا کر دیوار پر مار رہے ہیں (قر 66) اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں قصہ بیان فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ محمد چشتی جیسے عارف کامل سلطان کی معاونت کے لئے مقرر کیے ہوں تو کس کی طاقت ہے کہ اس کے سامنے مقابلہ کرے ستارخ محمودی میں تحریر ہے کہ چند روز بعد سلطان غرنی میں پہنچے اور جامع مسجد کے دروازے پر سومنات کا بت ڈال دیا تاکہ مسلمان نماز کے لئے آتے جاتے اس بت کے سینہ پر پائوں رکھ کر آئیں اور جائیں کفار کو جب یہ اطلاع پہنچی تو قاصدین کو خولجہ حسن کے پاس بھیجا کہ بت

پتھر کا ہے آپ کے کام کا نہیں وزن کر کے ہم سے دو گنا سونا لے لو اور بت دے دو خوجہ حسن نے سلطان کی خدمت میں عرض کیا کہ کفار دو چند سونا دیتے ہیں اور اطاعت گزاری بھی کرتے ہیں ملک کے مفاد میں ہے سونا لے کر انہیں (ق 67) واپس کر دیں سلطان نے خوجہ حسن سے اتفاق کیا اور کفار نے سونا کا دخل خزانہ سرکار کیا۔

سلطان دوسرے دن تخت پر بیٹھے تھے کہ کفار کے پیغام رساں نے آ کر گزارش کی کہ خداوند عالم بہت سومات کے بدلے سونا خزانہ داخل سرکار کیا لیکن اپنی امانت یعنی بت سومات نہ ملا سلطان ان کی گفتگو سے خوش نہ ہوا درگزر کرتے ہوئے اٹھے اور سالار مسعود کا ہاتھ پکڑ کر محل کے بیچ پہنچے اور کہا کہ ایسا کیا خیال ہے یہ بت ان کو دے دیا جائے؟ سالار مسعود شروع سے نیک سیرت تھے اسی وقت عرض کیا کہ (اللہ تعالیٰ) حشر کے دن انصاف کی کرسی پر جلوہ افروز ہوگا اور فرمائے گا کہ آذر بت تراش اور محمود بت فروش کو حاضر کرو (ق 68) اس وقت کیا جواب دیں گے؟ یہ بات سلطان کے دل کو لگی حیران ہو کر کہا کہ قبول کرتا ہوں تو عہد شکنی ہوتی ہے سالار مسعود نے عرض کیا کہ بت کو بندہ کے حوالہ کر دیں اور کافروں کو حکم دیں کہ آکر مجھ سے لے لیں سلطان نے منظور کیا اور سالار مسعود بت کو خود گھر لائے بت کو توڑ کر کان اور ناک ریزہ ریزہ کر میدہ کیا جب خوجہ حسن میمدی کافروں کو ساتھ لے کر سلطان کی خدمت میں عرض کیا حکم ہو بت ان کے حوالے کر دیا جائے سلطان نے فرمایا کہ بت کو سالار مسعود اپنے گھر لے گئے ہیں ان کو بھیج دو کہ جاکر ان سے لے لیں خوجہ حسن میمدی نے سر ہلایا اور یہ حدیث پر بھی الضدان لایا اجتماع یعنی دو ضدیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں کافروں سے کہا کہ بت سالار مسعود کے پاس ہے جا کر ان سے لے لو، سالار مسعود کے دروازہ پر آئے بت طلب کیا سالار مسعود نے ملک نیک بخت کو فرمایا کہ انہیں تعظیم سے بیٹھائیں اور جو سفوف کہ کان اور ناک سے کیا تھا صندل میں اور پان کے پتوں میں چوننا میں ملا کر ان کو بھیجا کفار خوش ہوئے صندل ملا ہوا پان کے پتے کھانے کے تھوڑی دیر بعد بت کی گزارش کی سلطان الشہداء نے جواب دیا کہ بت تمہارا تمہیں دے دیا وہ حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے بت کب پایا، ملک نیک بخت نے واقعہ حال بیان کیا کہ صندل (ق 70-69) اور چوننا اور پان کے پتے میں تمہارا بت تھا کچھ متعصب کفار جنہوں نے پان کھایا تھا جو ہٹ دھرم تھے اپنے پیٹ میں خنجر مارا اور کچھ نہ قے کی اور بعض روتے فریاد کرتے ہوئے خوجہ حسن کے پاس پیش ہوئے اور پورا واقعہ بیان کیا خوجہ حسن نے سانپ کی طرح بل کھایا اور کہا بادشاہ ہمارا دیوانہ ہو گیا جو کل کے بچے کی رائے پر عمل کرتا ہے میں تمہارے لئے سلطان کی نوکری ترک کر دیتا ہوں۔ تم بھی جا کر سلطان کے ملک پر چڑھائی کر دو تا کہ سلطان کی آنکھ کھل جائیں۔ قصہ کفار را جگان کے پاس پیش ہوئے خوجہ حسن نے اس دن سے غمگین و رنجیدہ ہو کر وزارت کے کام سے ہاتھ کھینچ لیا اس کے بعد (ق 71) سومات کے بت کے چاٹلے کیے۔ جیسا کہ تاریخ فیروز شاہی کلاں میں سلطان محمود و دردمند کا قصہ ہے ایک یہ کہ باغیوں کو زیر کیا رائے جے پال کو مع قلعہ و بت خانوں کے تباہ و برباد کیا اور ملک ہندوستان کو تسخیر کیا۔ دوسرا یہ کہ سلطان لشکر بظرف نہر والد اور گجرات لے گیا سومات کے بت کے چاٹلے کرتے ہوئے

ایک ٹکڑا جامع مسجد غزنی کی سیڑھیوں پر ڈالا ایک ٹکڑا اپنے محل کے سامنے ایک ٹکڑا امکہ اور ایک ٹکڑا مدینہ بھیج دیا یہ دونوں کام پہلوان لشکر 1 اور سلطان الشہداء کی کوششوں اور مشوروں سے ممکن ہوئے۔ تسخیر ہندوستان پہلوان لشکر (قطب شاہی اعوان) 1 اور سومات کے بت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا سالار مسعود (قطب شاہی اعوان) کی محض مصلحت سے ہی ہوا جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ امراء (ق 72) سلطان کے لشکر کے کمانڈر انچیف سالار ساہو پہلوان لشکر 1 (قطب شاہی علوی اعوان) تھے اور بہت سے بڑے بڑے امیران و ترکان بہادر پہلوان لشکر 1 کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے جس جانب بھی سلطان کا لشکر جات ملک گیر فتح حاصل ہوتی فتح تر دور جان بازی پہلوان لشکر کے قریبی رشتہ داروں یعنی قطب شاہی علوی اعوانوں کی وجہ سے ممکن ہوتی۔ چنانچہ تاریخ محمودی میں سالار مسعود اور حسن میمدی کی آپس میں دشمنی اور ہر طرح کے مقدمات و احوال درج ہے ان کا ذکر اس جگہ کیا جائے تو کتاب کا حجم بڑھ جائے گا اس لئے یہاں مختصر درج کیا جاتا ہے اور بعض معاملات سلطان محمود اور سالار ساہو بسبب سلطان الشہداء لکھے گئے ہیں چونکہ وہ ان واقعات میں شامل تھے ورنہ اتنی لمبی تحریر رقم نہ کرتا۔ واللہ عالم بالحقیت والصواب (ق 73)

حوالہ جات:

1	فرہنگ فارسی دارالاشاعت کے مطابق پہلوان کا مطلب ہے بہادر۔ طاقتور۔ شہ زور۔ سپہ سالار ساہو غازی (قطب شاہی علوی اعوان) کا لشکر سب سے زیادہ قوی بہادر اور شاہسواروں پر شتمل تھا اس لئے ”پہلوان لشکر“ کے نام سے شہرت رکھتا تھا اس لشکر میں ترکان بہادران قریبی اقرباء قطب شاہی علوی اعوان غالب اکثریت میں تھے۔ ترکان بہادران سے مراد ترکستان سے آئے ہوئے علوی اعوان بھی ترکان میں شامل تھے۔ خواجہ احمد یوسفی پیر و مرشد ترکستان و حضرت شاہ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہ العزیز کا سلسلہ نسب محمد حنفیہ بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاملتا ہے۔ (بحوالہ مرآت مسعودی فارسی ص 7، مرآت الاسرار فارسی ص 186 مرآت الاسرار اردو ترجمہ ص 533 و ص 936)
2	سلطان محمود غزنوی نے اپنے بہنوئی والد سلطان الشہداء سالار مسعود غازی، کمانڈر انچیف سالار ساہو غازی (قطب شاہی علوی اعوان) پہلوان لشکر کو تنہائی میں طلب کیا اور سومات پر حملہ کے سلسلہ میں مشورہ کیا اور جنگی حکمت عملی تیار کی۔ سالار ساہو نے سومات کا بت خانہ تباہ و برباد کرنے کا مشورہ دیا اور کامیابی کا یقین بھی دلایا۔ سلطان کو ان کی حکمت عملی و مشورہ پسند آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود غزنوی قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ پر کتنا اعتماد کرتا تھا اور اسی وجہ سے قطب شاہی علوی اعوان بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سلطان محمود غزنوی کی بھرپور اعانت کی جسکی وجہ سے اس ”اعوان“ کا خطاب بھی دیا جو پہلے ہی ”عوان“ عرف قطب غازی کی اولاد ہونے کی وجہ سے قطب شاہی علوی اعوان کہلاتے تھے۔

داستان سوم:

بیان رخصت ہونا سلطان الشہد اہل کا سلطان محمود سے۔ ہندوستان کی جانب آنا اور ملتان پہنچنا اور دہلی فتح کرنا اور دریائے گنگا عبور کر کے سترکھ میں ٹھہرنا اور اطراف میں افواج کی تعیناتی۔

القصد خلیفہ احمد حسن میمنہ کی مدت سے وزارت کے امور سے واقفیت رکھتا تھا اور سرحدوں کے بہت سے سرکشان قول و قرار کرنے کے بعد اس سے متفق تھے اور خلیفہ حسن کی رنجیدگی اور ہاتھ کھینچنے کی وجہ سے ہر طرف فسادات شروع ہوئے۔ سلطان اس حقیقت سے خبردار ہوا اور چند خلیفہ احمد حسن میمنہ کی تسکین کے لئے کوشش کی مگر اسے تسلی نہ ہوئی جب بھی سالار مسعود کو مجلس میں دیکھتا اور سلطان کی مہربانیاں اور نوازشات دیکھ کر سانپ کی طرح بل کھاتا اور حواس باختہ ہو جاتا (ق 74) اور کہتا سالار مسعود کو دیکھنے کی طاقت نہیں۔ سلطان یہ حال دیکھ کر حیرت زدہ ہوا ایک روز تنہائی میں سالار مسعود سے مہربانہ انداز میں فرمایا! حسن میمنہ کی بری فطرت والا ہے شرمندگی و فدا مکت کی وجہ سے آپ سے دشمنی پیدا کر لی ہے دوسروں کے ذریعہ فساد کا ارادہ رکھتا ہے میری خواہش ہے کہ اسے وزارت سے ہٹا کر امیر حنک میکا نیل کو اس خدمت پر تعینات کروں اس وقت تک آپ کا ہنر جا کر شکار کریں والدین کی خدمت کریں تھوڑے عرصہ بعد اس کو فارغ کر کے آپ کو بلانیں گے میرے دل میں آپ کے لئے کتنی محبت ہے تصور نہیں کر سکتے۔ سالار مسعود روشن مزاج تھے سلطان کی طبیعت جان گئے اتنا اس کا والدین کے پاس کیا کروں گا اگر حکم ہو (ق 75) تو ہندوستان کی طرف جا کر ملک کی غیر علی کو کفار کے ہاتھوں سے نکالوں اور اشاعت اسلام کروں تاکہ خطبہ خداوند عالم پڑھا جائے سلطان نے فرمایا! میں بیٹے کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتا میرے سے جدائی ہونا ہے تو چند دنوں کے لئے والدین کے پاس دیدار کو جاؤ میں خود طلب فرماؤں گا گلے دل سالار مسعود خود لشکر کے ساتھ مسلح ہو کر سلطان کے دربار میں آئے ان کی خدمت میں سلام کرنے کے بعد رخصت ہونے کی التجا کی سلطان متعجب ہوئے اور آپ سے نہایت شفقت و مہربانی فرمائی لیکن غیرت حیدری نے سالار مسعود کے دماغ پر ایسا اثر کیا کہ انہوں نے سلطان کی شفقت و تواضع خاطر میں نہ لائے اور دوبارہ رخصت کی درخواست کی کہ چند دن سیر کرنے کے بعد پھر خدمت (ق 76) پہنچوں گا۔ سلطان نے ہر قسم کی خلعت خاص، پانچ گھوڑے عراقی اور روزنجر ہاتھی عطا کرتے ہوئے رخصت فرمایا۔ لیکن محبوب رب العالمین کی جدائی کا بہت رنج و ہوا فرمان بدستخط خاص برائے پہلوان لشکر جاری کرتے ہوئے فرمایا! کہ بیٹا مسعود کو اس کی بھلائی کے لئے آپ کے ہاں بھیج رہا ہوں اس کو بہت تسلی دینا خصوصاً نظر رکھنا چند دنوں کے بعد وہ خود واپس طلب فرمائیں گے۔ حاصل کلام یہ کہ سلطان کے پاس سے سالار مسعود طاقت و شیر کی مانند سامنے آکر سوار ہوئے اور اسی روز یون شہر ڈیرہ لگا پس اس خبر سے شہر میں شورش مچ گیا کہ لشکر مصیبت میں پڑا سالار مسعود نے تعصب دین محمدی ﷺ کی وجہ سے کفار کو ممانعت کا بند نہ دیا اس وجہ خلیفہ احمد حسن میمنہ نے ان غضب کیا وہ شخص (ق 77) ایک روز کے لئے بھی یہاں نہیں ٹھہرانا چاہتا۔ مسلمانوں کو جب یہ معلوم ہوا تو اکثر لوگ شہر اور آس پاس کے سالار مسعود کی طرف آئے بعض

امراء اور شاہزادہ اور ترکان بہادر جو سلطان الشہد اہل کے قرابت دار (قطب شاہی علوی اعوان) تھے آئے اور سب ساتھ ہو گئے اور لشکر سے باہر نکل آئے سالار مسعود کا دیدار جمال جہاں آرائی تمام آدمیوں کا مقصد حیات تھا جیسے عاشقوں کے لئے صبر کرنا ممکن نہیں کی محبوب کی ملاقات کے بغیر انہیں چین آئے سب کے سب بے اختیار محبوب رب العالمین ساتھ ہو گئے۔ سلطان الشہد اہل پر بے مشرق کی جانب روانہ ہوئے۔ صاحب تاریخ محمودی لکھتے ہیں کہ گیارہ ہزار خاص و عام لوگ لشکر سالار مسعود کے ساتھ تھے سب رشتہ داروں (قطب شاہی علوی اعوان) کا وطن ملک غزنی تھا سلطان الشہد اہل کے حسن یوسف کا نظارہ کرتے ہوئے ایسے ذوق و شوق سے جا رہے تھے کہ کسی کو بھی کبھی اپنے وطن کی فکر (ق 78) اور اہل و عیال و عزیزوں کا وہم و خیال گمان تک بھی نہ تھا اسی مناسبت سے کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے۔

اندر طلب دوست چو مردانہ شدم
اول قدم از وجود یگانہ شدم
اولم نمی شنید لب بزم
او عقل نمی خرید دیوانہ شدم

دوست کی تلاش میں جب مردانہ وار نکلے تو ابتدا ہی سے اپنی ہستی سے یگانہ ہو گیا اور جب پہنچا تو اس سے بات نہیں ہوئی ہونٹ خاموش ہو گئے اس نے مجھ سے عقل نہیں لی لیکن میں دیوانہ ہو گیا۔ درست بات یہ ہے کہ جہاد اور عشق میں دیوانگی ہی عقل ہے۔

قصہ مختصر جب یخبر پہلوان لشکر تک پہنچی تو سالار سا ہو (قطب شاہی علوی اعوان) ہمراہ ستر علی خوشی سے بے چین سالار مسعود کے کاہلیکمپ پہنچے۔ والدین نے ملاقات کے بعد بہت گریہ زاری کی کہ سالار مسعود یہاں ہی رہیں (سالار مسعود نے) تجویز منظور نہ کی۔ جب دیکھا کہ نہیں مانتے تو مجبور ہو کر فرمایا کہ ہم کس کی خاطر اس جگہ ہیں گے ہم بھی بیٹے کے ہمراہ فرزند جائیں گے آخر کار سلطان الشہد اہل اگر آپ بھی میرے ساتھ ہوئے تو سلطان گو حسن میمنہ کی بات کا یقین ہو جائے گا کہ وہ سرکش ہو گئے ہیں آنا آپ کا مناسب نہیں (ق 79) میں سلطان سے عرض کر چکا ہوں اور آپ کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ ایک سال سیر کرنے کے بعد واپس آؤں گا۔ الغرض مجبوراً رضی ہوئے اور لشکر خوب مسلح کیا اکثر ہم عمر و ہم صحبت سلطان الشہد اہل تھے اور کچھ اپنے عزیز اور بہت سے ترکان بہادر عمدہ منتخب کر کے سالار سا ہونے سلطان الشہد اہل کے ہمراہ تعینات کیے خزانہ اور گھوڑے اور ہر قسم کا سامان عنایت فرمایا پہلوان لشکر معہ ستر علی روتے ہوئے پریشان حال دل دیوانہ وار متوجہ کاہلی ہوئے اور سالار سا ہونے اپنی حالت غیر ہونے کا اظہار نہ کیا لیکن ستر علی شدت غم کی وجہ سے کسی کو نہ پہنچا تھیں جس پر نظر پڑتی مسعود، مسعود کہتیں:-

درد یار یمن آئینہ شدا کثرت شوق
ہر کجائی گم روی ترائی یتیم

دروازے اور دیواریں غلبہ شوق کی وجہ آئینہ نظر آ رہی ہیں جدھر دیکھتا ہوں تیری صورت نظر آتی یعنی جدھر دیکھتا ہوں تو وہی تو ہے (ق 80) اور کثرت سے دروگر گریہ زاری سے بینائی بھی کم ہو گئی بیٹے کی محبت میں یعقوب علیہ السلام ثانی تھیں حق

تعالیٰ نے سلطان اشہد اء کو حسن و جمال بے پرواہ کر دیا تھا کہ انہیں دنیا کی کوئی پرواہ نہ تھی جیسا الہام ہوتا ویسا ہی عمل کرتے جیسا کہ احوال یوسف علیہ السلام کا تھا یعقوبؑ اور یحسان کی وجہ سے کباب ہو گئے تھے شوق الہی کے غلبہ کی وجہ سے انہیں اور کسی چیز کی خبر نہ تھی سلطان اشہد اء ظاہر اور باطن میں یوسف علیہ السلام ثانی تھے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے عالم کی مثال بنی اسرائیل کے انبیاء کی سی ہے۔ ایسے علماء حقیقی کی شان میں آئی ہے جو بظاہر دنیا میں بادشاہ (ق 81) نظر آئے لیکن اصل میں اللہ تعالیٰ کے حضور سمجھے۔ بظاہر ہزاروں آدمی خدمت کرنے والے اور باطن میں فرشتے فرماں برداری کے لئے حاضر ہوں اور بظاہر لوگوں سے باتیں کرتے ہوں اور باطن میں دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور ظاہر میں شریعت کے حکم چلنے والے اور باطن میں دریائے یکتائی میں غرق ہو کر تکبر و غرور سے دور ہو، ظاہر میں غصہ سے پرہیز اور باطن میں بعالم صلاحیت باجمال اللہ تعالیٰ کا ہمراز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سلطان اشہد اء کی ذات کو تمام اوصاف ظاہر و باطن سے آراستہ کیا تھا اور اسی قسم کے محرم اسرار اور شائستہ اطوار جوانوں کو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہنا چاہیے۔ مسعود بک نے یہ شعر غالباً انہی کی شان میں کہا ہے۔

رفیع مسعود بک جملہ صفات بشر چونکہ ہماں ذات بود باز ہماں ذات شد

مسعود گزر گیا جس میں تمام صفات آدمیوں کی تھیں جیسا کہ وہی ذات تھی پھر وہی ذات رہی۔ قصہ مختصر سلطان اشہد اء (ق 82) متواتر ہندوستان کی جانب مع لشکر متوجہ ہوئے ایک روز افواج کو آراستہ فرمایا خود لشکر سے الگ ہو کر ہمراہ کچھ ساتھیوں اور امیر و شکار کے شکار کو گئے۔ باز کو جانوروں پر چھوڑا باز بدخونی کرتے ہوئے درخت پر جا بیٹھا۔ سلطان اشہد اء درخت کی جانب گئے جب وہ زبردخت جا کر گھوڑے سے اترے اور امیر شکار سے فرمایا کہ باز کو ہاتھ پر لاؤ اور خود تھوڑی دیر کے لئے درخت کے نیچے مشغول ہوئے (مراقبہ کرنے لگے) آنکھیں کھولیں اور بائیں دائیں نظر کرتے ہوئے حکم فرمایا بیلداران حاضر آئیں اسی وقت بیلداران آئے فرمایا اس درخت کو جڑ سے کھودیں درخت جڑ تک کھود کر نکالا گیا حکم فرمایا اور کھودو جب (ق 83) زمین کنوئیں کی طرح بہت کھودی گئی تو اس بے انداز پوشیدہ خزانہ نکلا۔ حکم دیا کہ یہ خزانہ باہر نکالا جائے۔ الغرض باہر نکالا گیا چند سونے کے ڈھیر سجے ہوئے تھے سبحان اللہ جس شخص کو حق تعالیٰ اس طرح کے ظاہر اور باطن پر اختیار دیں اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ سلطان محمود کی مملکت پر نظر رکھے اس کرامت سے سلطان اشہد اء کے تمام لشکر کا ذوق و شوق قوی ہوا اور قوت دوسرے عالم میں پیدا ہوئی۔ سچ ہے کہ اس قوم کو کیا غم و فکر ہے کہ جوان جیسے شہباز کی خدمت میں قیام فرما ہو کسی بزرگ نے کیا اچھا فرمایا!

چہ باک از موج بحر از را کہ باشد نوح کشتیاں

چشم دیوار امت را کہ دارد چونو پشتیان
کیا غم بہامت کی دیوار کو جب کہ تم جیسے سہارا دینے والے ہوں کیا خوف ان سمندر کی موجوں سے کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسے کشتی چلانے والے ہوں۔

القصہ یہ کہ دون اس مقام پر قیام کیا ارکان دولت کو حکم کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس خزانہ سے نو ماہ کی پیشگی تنخواہ پرانے دوستوں کو اور چھ ماہ کی تنخواہ دیگر تمام لشکر کو ادا ہو اور دیگر مردم نے (ق 84) محافظین (ملازمین) کو اس میں سے چار ماہ کی تنخواہ دی جائے چند ہزار لوگ دیگر کیے گئے حسب الحکم تمام نئے اور پرانے ساتھیوں کو خزانہ تقسیم کیا گیا اس کے باوجود خزانہ ویسا کا ویسا ہی رہا خزانہ مذکور کے ہمراہ اس جگہ سے روانہ ہوئے۔ اور ملک نیک بخت کو زور دے کر تانکیدی کی اس خزانہ میں سے ان کے باورچی خانہ کے لئے کسی شے پر خرچ نہ کیا جائے۔ سلطان اشہد اء کی یہ عادت تھی کہ جو بھی ان سے کلام کرتا اسے کوئی نہ کوئی چیز ضرور عطا کرتے خواہ روپیہ زر خواہ گھوڑے خواہ سروپا (خلعت)۔ حق تعالیٰ نے اخلاق حضرت محمد ﷺ خصوصاً ان کے نصیب میں رکھا تھا آپ کا معمول تھا کہ سوار ہوتے وقت جو بھی ہم سخن ہو کر بطریق احوال پرسی کرتا یا بطریق مطالبہ طلب کرتا یا چاہت و خواہش کرتا موافق عطا کرتے ہر شخص کے ساتھ مقصود محض یہ تھا کہ کوئی نہ کوئی شے عطا کریں تمام لشکریان کی رسائی، خدمت محبوب (ق 85) رب العالمین تک تھی ہر ایک آپ کے اخلاق حمیدہ سے بہرہ مند ہوتا اور ظاہری اور باطنی صلاحیتوں سے فیضیاب ہوتا جب جہاد سے واپس قیام گاہ پر آتے کھانا وافر ہر قسم حاضر کیا جاتا چونکہ تمام آدمی ہمراہ کھانا کھاتے اور بعض فقراء کامل و علمائے عامل جو محض محبت محبوب رب العالمین کی وجہ سے لشکر میں تھے کھانے کے وقت ہر روز انہیں طلب فرماتے اپنے قریب جگہ دیتے اور بعد از طعام ان سے علمی امور، پہچان الہی توحید وغیرہ سے متعلق گفتگو فرماتے اور بعد نماز عشاء خود تہا جمرہ میں تشریف فرماتے اور تمام لوگ واپس چلے جاتے مگر چند مخصوص خدمت گار مثل میاں ابراہیم جن کی قبر قصبہ کنٹور میں ہے کہ درمیان سہارو کے پانی وضو جو رکھتے اس وقت کسی شخص کی مجال (ق 86) نہ تھی کہ وہ پردے کے آس پاس آئے۔ رات بھر تنہائی میں محبوب حقیقی کی عبادت میں مصروف رہتے اور اگر کوئی ساتھی کسی کام کی غرض سے خلل اندازی کرتا تو بھی ذکر الہی کی وجہ سے اسے نہ پہچانتے بلکہ وہ خطرہ میں ہوتا۔ سبحان اللہ تعالیٰ کے ہاں کا عجب ذوق تنہائی با حق رکھتے تھے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: لی مع اللہ وقت لا یعنی فی ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جب کوئی بھی مقرب فرشتہ اور نبی اور رسول خلل اندازی نہیں کرتا۔ سلطان اشہد اء بھی اللہ تعالیٰ کے قرب، جہاد اکبر اور جہاد اصغر میں رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ سلطان اشہد اء کو اللہ تعالیٰ نے عجب مستغنی بنایا تھا کہ بہت سے علماء اور امراء ان کی خدمت سے مستفید ہوتے کہتے جو صاحب بارہ ہزار سوار کا ہوتا ہے وہ بادشاہی کا خطبہ کا مستحق ہوتا ہے آپ اس سے بھی کئی ہزار سوار رکھتے ہیں، بہتر ہوگا کہ آپ تحت سلطنت (ق 87) پر جلوہ فرماں ایسا قطعاً منظور نہ کیا ارشاد فرماتے کہ تحت سلطان محمود کو مبارک ہو میں بادشاہی کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ میں دنیا میں تعصب دین محمدی ﷺ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کے لیے آیا ہوں کہ ملک ہندوستان کے کفار کو اللہ تعالیٰ کی واحدیت کی دعوت دوں اور پروردگار عالم کی محبت میں اپنی جان قربان کروں اور اس دنیا کی پریشانیوں سے نجات پاؤں میں دنیا کی بادشاہی کا طلب گار نہیں بلکہ میرا مقصود دنیا کے بادشاہوں کو پیدا کرنے والے سے ہے۔ جس نے زمین و آسمان

کے پیدا کرنے والے کو پایا اس نے بادشاہی سے منہ پھیر لیا۔

میں صرف وحدت کسی نوش کرد

کہ دنیا عقبی فراموش کرد

جس نے جام شراب کیتائی پی لی ہے وہ دنیا اور آخرت کو بھول گیا۔

حاصل کلام یہ کہ سلطان اشہد اہڑی شان و شوکت و طاہر و باطن کے لب دریائے سندھ پہنچے حکم فرمایا کہ کشتیاں حاضر کی جائیں تلاش کر کے کشتیاں (ق 88) لائے۔ امیر حسن عرب اور بایزید جعفر سے فرمایا کہ تم دونوں آدمی پانچ ہزار سواروں کے ساتھ دریا سندھ سے پہلے سیت پور پر چڑھائی کرو ایسا ہی کیا گیا۔ رائے ارجن زمیندار سیت پور پیشتر ہی مکان چھوڑ کر جنگل کی جانب جا چکا تھا اس کے مکان کی کھدائی سے سونے کے پانچ لاکھ تنکے ملے اور دیگر بہت سا سامان ہاتھ آیا۔ دونوں امراء سلطان اشہد اہڑی خدمت میں پہنچے حکم ہوا کہ یہ تہا ہار پہلا فوج کا حملہ ہے مال تم کو بخش دیا اس کے بعد خود لشکر کے ساتھ دریا سندھ پار کرتے ہوئے دریا کے کنارے قیام فرمایا اس جگہ شکار گاہ خوب تھی خود شکار کرتے اور ترکان بہار نے بھی حملہ کر کے اس پاس برباد کر دیا۔ ایک روز مجلس جشن بھی تھی جس میں کثیر اخراجات سے اقسام کے کھانے تھے (ق 89) ہر ایک کو بے شمار بخشش عطا فرمائی اور کہا ساقیو الحمد للہ یہ ملک حسن مہندی کی قلمرو سے باہر ہے جس جگہ رہیں سکون ہے ہر طرف سیر کریں آرام و سکون ہے۔ بندوں کو اللہ کی بندگی ہی کافی ہے اس کے یہ معنی ہوئے کہ بندہ اللہ کا ہو اور مخلوق کا محتاج ہو مجھ سے معاملہ میں تجربہ ہوا ہے کہ جو بندہ مخلوق کا محتاج ہو گا وہ ہرگز حق کا مشاہدہ نہیں کر سکتا کیوں کہ اس کام کا تعلق دل کے طہینان سے ہے جب تک دوسرے کا محتاج رہے گا دل کو طہینان کیسے ہوگا۔ القصد سلطان اشہد اہڑی نے اس مقام سے خط ملتان کی طرف رخ کیا۔ ملتان ویران تھا کیونکہ اس وقت تک سلطان محمود کی فوج نے ملتان کو دو دفعہ تباہ و برباد کیا ہوا تھا دوبارہ آباد نہیں ہوا تھا (ق 90)۔ ملتان کا زمیندار رائے انگپال خطہ اوچھ میں آباد ہو گیا تھا اس نے اپنا پیغام رساں سلطان اشہد اہڑی کی خدمت میں بھیجا کہ غیر کے ملک میں کیا یہ مناسب و لائق ہے کئی ایسا نہ ہو کہ کپڑے بدن پر بھاری پڑ جائیں۔ سلطان اشہد اہڑی نے فرمایا کہ ملک اللہ کا ہے بندے کا ملک نہیں جس کو اللہ تعالیٰ عطا کر دے اسی کا تصرف ہوگا۔ اور ہمارے لواحد کا طریقہ اسد اللہ الغالب علیٰ ابن ابی طالب کے زمانے اب تک یہی ہے کہ ہم کفار کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شریعت محمدی ﷺ کی دعوت دیتے ہیں اگر وہ ایمان لائیں تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیں گے یہ فرما کر پیغام رساں کو خلعت دے کر رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی پیچھے آتا ہوں موجود رہنا بعد از روایتی پیغام رساں امیر حسن عرب و امیر بایزید جعفر (ق 91) اور امیر ترکان اور امیر ترقی اور امیر فیروز عمر اور ملک امجد ہر چھ امراء چند ہزار سواروں کے ساتھ رائے انگپال پر حملہ کے لئے مقرر کیے جب فوج ظفر موج اچھ کے قریب پہنچی تو رائے انگپال بڑی تعداد کے ساتھ خود مسلح ہو کر شہر سے باہر آ کر جنگ میں مشغول ہوا ایک پہر تک عظیم جنگ ہوئی بہت سے ترکان بہار شہید ہوئے اور کفار بڑی تعداد میں قتل ہوئے رائے انگپال بے بس ہو کر بھاگ گیا۔ لشکر اسلام شہر میں آیا اور تمام شہر تباہ و برباد کیا بڑی تعداد میں مال و اسباب ہاتھ آیا جو سلطان اشہد اہڑی کی خدمت

میں لایا گیا گیا ہر چھ امراء کو سروپا (خلعت) اور گھوڑے عنایت فرمائے۔ جیسے ہی بارشوں کا موسم آیا چار ماہ ملتان میں قیام فرمایا اس کے موسم کے بعد لشکر اجودہن (موجودہ پاک پتن) کی جانب گیا اس زمانے میں (ق 92) اجودہن اور اس کے اطراف آبادی زیادہ تھی لڑائی کے بغیر فتح ہوا۔ سلطان اشہد اہڑی اجودہن کی آب و ہوا بہت اچھی لگی اور شکار کی جگہ بھی خوب تھی اس وقت تک قیام کیا کہ پھر برسات کا موسم آ گیا برسات کے موسم کے بعد دہلی کی کی جانب روانہ ہوئے اس زمانے میں مملکت دہلی رائے مہپال کے قبضے میں تھی وہ شخص بہت بڑی فوج رکھتا تھا اور بڑا غیرت مند تھا اور بہت سے جنگی ہاتھی بھی رکھتا تھا سلطان محمود اور سالار ساہو (قطب شاہی علوی اعوان) ہندوستان تک آچکے تھے اور شہر لاہور فتح کر کے اسے دارالسلام بنایا لیکن دہلی کا ارادہ نہ کر سکے چشم پوشی کر کے چلے گئے۔ القصد سلطان اشہد اہڑی (سالار مسعود غازی قطب شاہی علوی اعوان) شیر کی طرح مسلسل سفر کرتے ہوئے دہلی کے نزدیک پہنچے تھے کہ رائے مہپال (ق 93) مع لشکر خود پہلے ہی مقابلہ کرنے آ رہے تھے دونوں لشکر کے درمیان چند نکل کواں فاصلہ تھا لیکن دونوں طرفین کے بہادر جوان ہر روز نکلے اور صبح تا شام جنگ کرتے رہتے ایک مہینہ اور چند روز اسی طرح گزرے۔ سلطان اشہد اہڑی بہت زیادہ حیرت ہوئی اور حق تعالیٰ سے امداد مانگی فوراً خبر پہنچی کہ سلطان سلطین محی تختیار اور سالار سیف الدین (قطب شاہی علوی اعوان) اور میر سید عزالدین اور ملک دولت شاہ اور میاں رجب پانچول امراء بڑے لشکر کے ساتھ غزنی کی جانب سے سالار مسعود کی خدمت میں پہنچ گئے سب لشکر کو خوشی اور طہینان و سکون ہوا نیز ان سب نے خولجہ حسن مہندی کی بدخوشی کی وجہ سے غزنی چھوڑا۔ سالار سیف الدین چھوٹے پچا 2 (ق 94) سلطان اشہد اہڑی تھے اور محی تختیار اور سید عزالدین کی سلطان اشہد اہڑی سے دوسری قریبی رشتہ داری تھی۔ ملک دولت شاہ ملازم سلطان محمود اور میاں رجب مددگار دو دوست سالار ساہو تھے اور ان پر بہت بھروسہ رکھتے تھے اس وجہ سے ان کو سالار مسعود بخش دیا دیا تھا اور سالار مسعود نے رجب کو جاگیر کی نگرانی پر مقرر کیا تھا جب سلطان اشہد اہڑی اس طرف آئے تو خولجہ حسن نے بغیر اطلاع سلطان کے جاگیر سے بدل دیا تھا میاں رجب اس جگہ سلطان اشہد اہڑی کی خدمت آئے۔ چونکہ یہ قابل اعتماد آدمی اور کرخت طبیعت تھے اس وجہ سے ان کی خدمات بطور کوتوال لشکر لگائی گئیں۔ سلطان اشہد اہڑی سے دشمنی کی وجہ سے خولجہ حسن ان کے تمام عزیزوں سے بھی سخت دشمنی ظاہر کی (ق 95) مجبور ہو کر سب اس سے الگ ہو گئے۔ سلطان بوڑھے ہو چکے تھے۔ دن رات ملک لیا ز کے ساتھ گزارتے امور سلطنت پر توجہ نہ دے سکتے تھے۔ حسن مہندی نے تمام مخلوق کو کھانا ہوا تھا تو تاریخ روضۃ الصفیاء میں درج ہے کہ سلطان نے آخر کار خولجہ حسن مہندی سے تنگ آ کر وزارت کے منصب سے الگ کر کے قلعہ میں پناہ دے کر آسیر کر دیا اور میر حسنک میکانیل کو وزارت دے دی۔ اور خولجہ حسن قید میں ہی ہلاک ہوا۔ یقین ہے کہ جو شخص علی مرتضیٰ کی اولاد کو ناحق اذیت دے گا وہ ہلاک ہوگا۔ القصد رائے مہپال نے لشکر آنے کی وجہ سے حیران ہوا۔ دونوں اطراف کی فوجیں مسلح آراستہ ہو کر چالیس دن تک لڑائی مصروف رہیں سلطان اشہد اہڑی شرف الملک کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے کہ مہپال کے فرزند گوپال نے ان کی جانب گھوڑے سے حملہ کیا اور ان پر گزر (ق 96) سلطان اشہد اہڑی

پر مارا ناک مبارک پر زخم آیا اور دوداندان آنحضرت ٹوٹ گئے شرف الملک نے گوپال کوتلوار بلند کر کے اس طرح ماری کہ اسی وقت واصل جہنم ہوا۔ سلطان اشہدائے ناک کے زخم پر رومال باندھ کر لڑائی میں مصروف ہوئے۔ سالار مسعود کی شجاعت اور جواہری کا کیا کہنا بغیر پرواہ کیے زخم کے باوجود شام کی نماز تک لڑائی لڑی اور شب بھر میدان میں رہے، چند ترکان بہادر شہید ہوئے اور اتحاد کا فر ہلاک ہوئے، جنگی نقارہ صبح کے وقت پھر بجایا گیا اور جوانان بہادر جنگ میں آئے۔ میر سید عز الدین جو مقدمہ کیش تھے اچانک تیر حلق مبارک میں لگنے سے شہید ہو گئے۔ میر مذکور کی شہادت کی خبر پر سلطان اشہدائے (ق/97) بے قرار ہوئے خود گھوڑے سے حملہ کیا اور امیروں اور ترکان جانباز ہر طرف سے پروانہ وار ٹوٹ پڑے کفار قوت نہ ہونے کی وجہ سے مقابلہ نہ کر سکے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ مگر رائے مہپال اور رائے سرپال مع چند دیگر لوگوں کے میدان میں کھڑے رہے چند آدمیوں نے کہا اگر زندگی ہے تو پھر لڑائی لڑیں گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم میدان چھوڑ کر کہاں جائیں گے۔ الغرض ہر دریا جگان میدان میں قتل ہوئے بہت بڑی فتح ہوئی اور اس روز دہلی کا تخت ہاتھ آیا۔

لیکن سلطان اشہدائے تخت پر جلوہ فرما نہ ہوئے فرمایا! میں یہ جہاں تخت کی خاطر نہیں کر رہا ہوں میرا اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ایک راز ہے جس کو وہ جانتا ہے اور میر سید عز الدین کو دہلی میں ذن کیا شاندار مزاحیہ کر دیا چند آدمی بخاطر خدمت (ق/98) جہاڑ دینے و چراغ جلانے کے لئے تعینات فرمائے۔ امیر بایزید جعفر گومہ تین ہزار خاص سواروں دہلی میں قائم کیا (حاکم بنایا) اور حکم دیا کہ اس مقام پر پانچ چھ ہزار آدمی نئے گہبانی کے لئے تعینات کریں اور شفقت کرتے ہوئے کہا کہ دہلی والوں کے ساتھ بہت ہمدردی سے پیش آنا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا خصوصی خیال رکھیں انہیں گزند نہ پہنچے لشکر چھ مہینے اور سولہ روز بعد دہلی سے میر ٹھکی کی جانب گیا۔ سالار مسعود سے متعلق بہت پہلے راجگان میر ٹھہ نے سنا ہوا تھا کہ کوئی شخص ان سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس جانب وہ یا ان کے فوجی جوان جاتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں سلطان اشہدائے سے ڈر کر انہوں نے (راجگان) اپنے پیغام رساں سوغات کے ہمراہ ان کی خدمت میں بھیجے کہ یہ ملک آپ ہی کا ہے اور ہم غلام بندگان درگاہ ہیں خدمت و اطاعت منظور ہے سلطان اشہدائے نے ان کی (ق/99) عاجزی سے خوش ہوئے۔ میر ٹھہ کا ملک انہیں بخش دیا اور خود بڑی شان و شوکت سے متوجہ قنوج ہوئے۔ سلطان محمود نے قنوج کے زمیندار رائے اچپال کو ملک بدر کیا تھا اور سالار سا ہوئے سلطان کی خدمت میں درخواست کر کے اسے معافی دلا کر وہاں آباد کیا تھا اس نسبت و احسان کی وجہ سے اپنا پیغام رساں مع سوغات پہلے ہی بخد مت سلطان اشہدائے بھیجا۔ جب سلطان اشہدائے قنوج کے نزدیک پہنچے دریائے گنگا کے کنارے ڈیرہ لگایا۔ رائے اچپال نے اپنے بڑے بیٹے کو راستہ میں دعوت کی شرف قبولیت خدمت میں بھیجا ہے۔ سلطان اشہدائے نے بڑی عنایت کرتے ہوئے اس کی خاطر داری کی وجہ سے اس کی دعوت قبول کی اور پسر اچپال کو خلعت مع گھوڑا دے کر رخصت فرمایا اور کہا کشتیاں لائی جائیں کہ دریائے گنگا پار سے پیشتر ڈکار کریں گے کشتیاں حاضر (ق/100) کر کے درخواست پیش کی اسی وقت لشکر کو حکم دیا کہ دریائے گنگا عبور کر کے اس طرف ڈیرہ کریں

ایسا ہی کیا گیا۔ بعد ازاں خود بھی دریائے گنگا عبور کیا۔ اس وقت رائے اچپال نے خود آکر دس گھوڑے پیش کئے اور ملازمت اختیار کی۔ سلطان اشہدائے نے رائے اچپال کو گلے لگایا اپنے ساتھ جگہ دی اور بہت حوصلہ افزائی کی اور شاہی لباس مع دس گھوڑے عنایت کر کے رخصت فرماتے ہوئے کہا لشکر کے لئے غلہ مسلسل بھیجتے رہنا ادھر آنے جانے والوں کا خوب خیال رکھنا اور دل پر نہ لانا۔ مردان بہادر، نڈرودیوں کی افزودگی روز بروز ہورہی ہے۔ بعد ازاں سترکہ کی طرف روانہ ہوئے دسویں روز سترکہ پہنچے۔ ان دنوں ملک ہند میں کوئی شہر یا قصبہ سترکہ سے زیادہ آباد نہ تھا (ق/101) لشکر کی جگہ بہت اچھی تھی یہ جگہ ہندوستان کا مرکز ہے کفار کی اعلیٰ عبادت کا بھی تھی۔ سلطان اشہدائے نے اسی وجہ سے سترکہ میں قیام کیا اور آس پاس فوجیں تعینات فرمائیں۔ سالار سیف الدین اور میاں رجب گو بہرائچ کی جانب روانہ فرمایا اور میاں رجب کے فرزند کو ان کی بجائے لشکر کا کوتوال تعین کیا اگرچہ عمر کم تھی مگر شعور اور غیرت بہت رکھتا تھا حاصل کلام یہ کہ سالار سیف الدین اور میاں رجب نے بہرائچ آکر درخواست کی کہ اس مقام پر غلہ ہم نہیں پہنچتا غلہ کی کوئی شے امداد فرمائیے تاکہ لشکر ہلاک نہ ہو جائے۔ سلطان اشہدائے نے حکم دیا کہ آس پاس کے علاقہ جات کے جاگیردار نمبردارو چوہدری حاضر کیے جائیں۔ سات آٹھ علاقہ جات کے چوہدریان مع مقدمان حضور کے ہاں لائے گئے۔ تاس نامی چوہدری، سدہورن ہرنامی چوہدری ایشی ہر دو شخص پہلے طلب ہوئے (ق/102) نسلی بہت دی گئی کہ کاشتکاری کھتی باڑی میں کاہلی و سستی نہ کی جائے کیوں کہ آپ کی اور محلوں لوگوں کی فلاح و بہبود اسی میں مضمر ہے نیز فرمایا کہ روپیہ پیشگی لو اور غلہ مہیا کرو انہوں نے گزارش کی کہ ہم پہلے خوراک لاتے ہیں پھر روپیہ لیں گے حکم دیا کہ روپیہ پیشگی لیں۔ حاصل کلام نقد رقم نمبرداروں اور چوہدریان مذکور ہا کو دی گئی اور سب کو لباس اور پان کے پتے مرحمت کیے۔ اور آدمی ہمراہ بھیجے تاکہ غلہ جلد لائیں اور ملک فیروز عمر کو رخصت کیا کہ جائیں گذرگاہ پر ٹھہریں ہر جنس غلہ لے کر سالار سیف الدین کی خدمت میں بہرائچ منتقل کریں بعد ازاں سلطان السلاطین محی بختیار کو فرودست کی جانب مقرر کیا اور کہا آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جس جگہ بھی جائیں اول حسن سلوک سے پیش آنا اگر منکرین (ق/103) دین محمدی ﷺ تسلیم کر لیں یا آپ سے صلح و دوستی کرنی سے پیش آئیں تو بہتر ہے آپ بھی مہربانی فرمانا بصورت دیگر واصل جہنم کر دینا اس کے بعد محی بختیار کو گلے لگایا اور فرمایا کہ یہ ملاقات آج کی ہے پھر معلوم نہیں ہو یا نہ ان در دہری بات پر ہر دو بھائی آبدیدہ ہو گئے دیر تک اسی طرح رہے محی بختیار الوداع ہوئے، انوکھا وقت اور انوکھی دوستی اور انوکھا استقلال تھا کہ سچے راستے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کی یتیمائی کے اظہار کی خاطر خود کو کفر کے دریا میں پھینک رہے تھے محی بختیار بیشتر ملک قبضہ کرتے ہوئے ماتحت کر کے کانورنک جاک پہنچے اور اسی جگہ جام شہادت نوش فرمایا روضہ مبارک کانورنک میں شہرت رکھتا ہے۔ بعد ازاں امیر حسن عرب گو مہوبہ کی جانب تعینات فرمایا (ق/104) اور میر سید عز الدین کس وقت لال پیر مشہور ہیں کہ بجانب گوپا منوآس پاس کے لئے روانہ کیا اور ملک فیصل گو بنارس و اطراف

کی جانب مقرر کیا ہر ایک کو مندرجہ بالا طرز پر وصیت کی اور خود بڑی شان و عظمت سے سترکہ کے آس پاس شکار میں مصروف رہے۔ راجگان کڑھ اور مانک پور کے پیغام رساں ایک روز معہ دو کاٹھیاں اور کچھ لگام بطور تحفہ لے کر سلطان الشہداء کی خدمت میں پہنچے اور راجگان مذکور کی درخواست پیش کی کہ یہ ملک قدیم سے ہمارے آباء و اجداد کا ہے اور اس ملک میں مسلمان کبھی نہیں آئے تاریخ میں رقم ہے کہ سلطان سکندر ذوالقرنین رومی نے اس ملک کا ارادہ کیا تھا اور قنوج تک پہنچا اور رائے کید سے صلح کر کے چلا گیا تھا اور دریائے گنگا پار نہیں کر سکا تھا سلطان (ق 105) محمود غزنوی اور تمہارے والد بھی قنوج اور اجیر اور گجرات تک آئے لیکن اس جانب آنے سے باز رہے۔ آپ بلا خوف و ڈر کے دوسرے کے ملک میں تشریف فرما ہو یہ آپ کی شرافت سے بعید ہے ہمیں آپ پر ترس آتا ہے کہ اپنے والد کے گھر کے اکلوتے بیٹے ہو دیگر اولاد نہ ہے اپنی نسل کی فکر کرو۔ سترکہ بہت تنگ مقام ہے تمہارے لائق نہیں۔ نو لاکھ مسلح سواروں کا لشکر دہار ہمارا ہے اور دیگر راجگان اگر دہر بھڑانچ وغیرہ اور زیادہ لشکر رکھتے ہیں جب ہم ہر طرف مردم قاصدین بھیجیں گے تو اس وقت مشکل ہو جائیگی تمہارے لئے یہی اچھا ہوگا کہ اوپر ہی اوپر کی راہ ولو۔ سلطان الشہداء نے شیر کی مانند غصہ آیا غیرت والی زبان سے فرمایا: اتم پیغام رساں بن کر آئے اگر کوئی اور ایسی نازیبا گفتگو کرتا تو اس کے گلے گلے کر کے ختم کر دیتا۔ راجگان سے جا کر کہو کہ ملک اللہ جل جلالہ قادر القہار کا ہے (ق 106) جس کو عطا کر دے۔ میں سیر کے لئے اس مقام پر نہیں آیا ہوں بلکہ میں اپنا وطن بنانے آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس ملک کفر سے منکرین کی بیخ کنی کر دی۔ انشاء اللہ آج کے روز سے دین محمدی ﷺ روز بروز زیادہ گاہ اور کفر کا خاتمہ ہوگا کفار پر عذاب آئے گا اگر تم لڑائی کرنا چاہتے ہو تو تاخیر نہ کرو میں موجود ہوں۔ دو کاٹھیاں (زین) و لگام جن پر جادو کر کے لائے تھے انہیں واپس دیتے ہوئے فرمایا: مردان شجاع نے اصل کی فکر کر کے کفر کے منبع میں قدم رکھا کہ اس ملک سے ظلمت کو نور اسلام سے روشن کریں اس کے بعد پیغام رساں کو روانہ فرمایا۔ پیغام رساں نے صورت حال سے راجگان کو آگاہ کرتے ہوئے کہا وہ لڑکا ہرگز خوف نہیں رکھتا آپ ہوشیار رہیں۔ یہ نو لاکھ مسلح سوار اس کے نزدیک کوئی شے اور وجود (ق 107) نہیں رکھتے۔ کفار کو حیرت ہوئی ایک نائی حاضر تھا اس نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں اس لڑکے کا کام تمام کر آؤں؟۔ راجگان نے کہا ایک مشرقی موضع انعام دیں گے تمہارے ہاتھ لگتا ہے تو کوئی نہ کر پچاس تنکے سونا انعام دے کر روانہ کیا۔ نائی مذکور ایک ناخن تراش (نہرنی) زہر آلود کر کے خود روانہ ہوا۔ القصہ سلطان الشہداء اشکار کے بعد ظہر کے وقت سترکہ ڈیرہ پرتشریف فرما ہوئے کہ کفار کے حجام نے ناخن گیر لے کر دروہو ہو کر خدمت کرنا چاہی۔ سلطان الشہداء نے نہرنی ہاتھ میں لے کر اس شخص سے پوچھا کہ تو اس وقت تک کس کا نوکر رہا ہے؟ حجام نے گزارش کی کہ چند روز مسلمانوں کی خدمت کی کچھ دن ہندوؤں کی خدمت کی ابھی ارادہ ہے کہ بندگان (ق 108) درگاہ آنحضرت کی خدمت گاری کروں۔ سلطان الشہداء نے اس میں جوہر اخلاص نہ پایا ایک تنکے زردے کر روانہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ میں ہندوؤں سے کام نہیں لیتا۔ اور نہرنی ہاتھ میں لی اور بائیں طرف کے ہاتھ کی انگشت مبارک سے ناخن تراشنا چاہا چونکہ نہرنی بہت تیز تھی اور سلطان

الشہداء کو ناخن تراشنا بھی نہ آتا تھا ناخن میں ضرب آنے سے زخم ہوا زہر نے اثر کیا انگلی تڑپنے لگی چنانچہ سب جسم میں زہر نے اثر کیا سلطان الشہداء کا چہرہ مبارک چاند کی طرح سفید ہو گیا اور بدن بے حد گرم ہو کر نیلوفر ہی ہو گیا اس طرح کہ خود کبھی چار پائی پر اودکھی زمین پر لیٹتے حاضرین کو پتہ چل گیا کہ نہرنی زہریلی ہے (ق 109) اسی وقت زہر مہرہ لاکر پانی گھس کر دیا گیا اور زہر مہرہ آنحضرت کے منہ میں دیا گیا۔ دو تین بار لعاب اندر جانے سے بخاری شدت میں ختم ہوئی اور ایک دو ساعت (گھڑی) میں زہر جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے دشواری کو سکون میں بدل دیا۔ جملہ امراء اور اراکین دولت وغیرہ کے لوگ جو محبوب رب العالمین چاروں طرف تھے ان پر فدا ہونے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے پھر زندگی بخشی ہے اور خوشی کا باجے بجے اور صدقات و خیرات بہت دیے گئے جب کہ ملک نو مولود تھا سلطان الشہداء نے اسی وقت غسل صحت فرمایا اور خوبصورت سجا ہوا لباس پہنا جیسے چودھویں کا چاند نکل آیا ہو دیوان خانہ میں جلوہ فرما ہوئے کہ کہیں کوتاہ اندیش اور بد (ق 110) خواہ لوگوں کے دلوں میں کوئی اور گمان نہ پیدا ہو اور ان دنوں آپ محبوب الہی کی عمر مبارک اٹھارہ برس تھی سبحان اللہ حق تعالیٰ نے آپ کی ذات مبارک میں جملہ کمالات حسن اور کمالات جوانی اور کمالات ذوق اور کمالات عقل مندگی اور کمالات غیرت مندگی و عنایات اور جملہ ظاہری اور باطنی کمالات سے آپ کی ذات مبارک کو روشن کر دیا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا بے مثال صورت تھے اور تعجب ہے اس بینائی پر اور دل کے اندھے پن پر اور اس وقت کے بے سعادت لوگوں پر کہ جو جمال جہاں آرائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی محبوب الہی (سالار مسعود غازی) کے ولی ہونے پر ایمان نہیں لاتے اور خود ان کی خدمت حضوری سے دور ہیں۔ سلطان الشہداء کا اس فقیر کو ایک مرتبہ اپنے سلوک کے ابتداء میں باطنی طور پر دیدار ہو چکا تھا اس وقت سے دل دنیاوی معاملات سے سرد پڑ گیا ہے اور عرصہ تین چار سال (ق 111) تک خود سے بے خبر رہا۔ بعد از پاکیزگی تمام جب حضور سے ہمیشہ کے لئے حاصل ہو چکی آرام و سکون بھی پا چکا اور میں نے یہ تحقیق کی اور تمام دوستوں کو بھی اتفاق ہے کہ ظاہر و باطن کی دنیا میں کوئی شے محبت اور غم محبت سے زیادہ عمدہ دستیاب نہیں۔

در عالم معنی زکاء بنیاد بگوئید

زین کنتی خبر ازل دل بے ذوق چہ جوئید

گر عشق ندارید چہ دارید بگوئید!

سر مایہ عمر است ہمیں عشق درین دہر

یعنی یہ نکتہ نیکی کا جس دل شروع ہی سے ذوق نہ ہو عالم معنی میں کدھر ہیں آپ یہ یو بتائیں اس زمانہ میں عمر کا سرمایہ یہی تو ہے اگر محبت نہیں ہے تو پھر کیا رکھتے ہیں۔

القصہ سلطان الشہداء نے اپنا رخ انور حاضرین مجلس کی جانب کرتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ سرحدوں کے امراء کو مکتوبات تحریر کیے جائیں کہ کافر نے ایسی حرکت کی لیکن حق تعالیٰ نے بھلائی کی خدانہ کرے کوئی دوسرا یہ

واقعہ اور طرح بیان کرے جو لوگوں کے لئے تکلیف کا سبب بنے (ق/112) اور ایک عرضداشت محترم والدین کی خدمت میں کا ہیلرا رسالہ کریں اسی وقت عرائض نویس تحریر کر کے آپ کی خدمت میں لایا تو اپنے دستخط خاص ثبت فرمائے اور قاصدین جگہ گئے تعینات کیے۔ جب قاصدین سالار شاہی ہو گئی خدمت میں کا ہیلرا پہنچے تو وہ بے حد خوش ہوئے اور ان سے بغل گیر ہوئے جملہ حالات تفصیل سے معلوم کیے۔ جب نائی کی حرکت کا واقعہ بیان کیا تو بدن مبارک پر کچکی طاری ہوئی بے ہوش ہوئے اور زور زور سے رونے لگے تھوڑی دیر بعد پھر جب ہوش میں آئے تو دیوانہ وار محل کے اندر ستر معلق کے پیش ہوئے وہ بھی مجنون کی مانند تھیں سالار مسعودؒ کا جب کوئی نام لیتا تو کچھ ہوش میں آتیں سالار شاہیؒ (ق/113) نے دستخط خاص سلطان الشہدائے کے انہیں دکھائے ہر بار دیکھ کر آنکھوں کے ساتھ ماتیں اور سالار شاہیؒ کا اشارہ کیا کہ اسے پڑھیے تمام حالات و واقعات حرف بحرف مطالعہ کیے حرکت نائی پر پہنچے تو ستر معلق نے کہا ہائے میرے مسعودؒ پر زہر نے اثر ڈالا اور میں زندہ ہوں یہی کلمہ کہتے کہتے بے شعور ہو گئیں کایہ پر جدائی کا تیر لگا اسی وقت سے بیمار ہو گئیں حکیموں نے بہت علاج معالجہ کیا لیکن فائدہ نہ ہوا۔ بلاشبہ مریض محبت کو سوائے محبوب کے دیدار کے کوئی علاج سودمند نہیں اور وہ ہونہ سکا مجبور ہو کر جان اس کے سپرد کردی بارہویں روز فرزند کی جدائی کی بیماری میں ستر معلق فانی دنیا سے آخرت کی طرف انتقال فرمایا اور جنازہ (ق/114) ان کا غزنی بھیجا گیا سالار شاہیؒ نے کہا کہ میں اس عورت کے سبب سالار مسعودؒ کے ساتھ نہیں گیا اب اس ملک جہاں میں کیا کام ہے اور اسی مضمون کی عرضی لکھ کر سلطان محمودؒ کی خدمت میں ارسال کی اور خود لشکر کے ہمراہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ واللہ اعلم بالحقائق والاصواب۔

حوالہ جات:

1	سلطان الشہدائے سالار مسعود غازی جو قطب شاہی علوی اعوان قبیلہ کے چشم و چراغ تھے ان کو دیگر لشکر کے امیران یہ مشورہ دیتے کہ آپ بڑی شان و شوکت رکھتے ہیں اور بارہ ہزار لشکر کے مالک ہیں آپ بادشاہی قبول فرما کر تخت پر جلوہ گر ہوں آپ نے فرمایا کہ میں بادشاہی کے لئے جہاد نہیں کرتا بادشاہی میرے ماموں سلطان محمود غزنوی کو مبارک ہو۔ سلطان الشہدائے سالار مسعود غازی نے جب دھلی فتح کیا تو بھی آپ تخت پر نہ بیٹھے ساتھیوں نے پھر تخت نشین ہونے پر اسرار کیا تو آپ نے مکر فرمایا میں یہ جہاد تخت کے لئے نہیں کر رہا ہوں بلکہ ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک راز ہے جو وہ جانتا ہے آپ نے امیر بایزید خضر کو دھلی کا حاکم مقرر کیا۔ سلطان الشہدائے سالار مسعودؒ کا کوئی بھی آپ سے ملاقات کے لئے آنا خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس کے ساتھ اخلاق حسنہ سے پیش آتے اور تحائف دے کر رخصت فرماتے آپ کے اخلاق حسنہ اور عملی تبلیغی کوششوں سے جوق در جوق ہندو قبائل حلقہ بگوش اسلام ہوئے بے شمار قبائل اپنی تاریخ میں نقل کرتے ہیں کہ وہ سالار مسعود غازیؒ کے ہاتھوں اسلام لائے۔
2	سالار سیف الدین غازی علوی سلطان الشہدائے کے چھوٹے چچا تھے اور سالار قطب حیدر غازی ان کے بڑے چچا تھے۔ کمانڈر انچیف سالار شاہی غازی نے مانک پور فتح کرنے کے بعد سالار قطب حیدر غازی علوی (قطب شاہی علوی اعوان) کو اس کا حاکم مقرر کیا۔

داستان چہارم:

بیان سالار شاہیؒ کا ستر کھانا اور سلطان الشہدائے کا بھڑانچ کی طرف متوجہ ہونا اور سالار شاہیؒ کا ستر کھ میں فوت ہونا اور بڑی جنگیں کرنا سلطان الشہدائے کا کفار کے ساتھ اور جام شہادت نوش کرنا بھڑانچ میں۔

قصہ مختصر جب سالار شاہیؒ (قطب شاہی علوی اعوان) ستر کھ کے نزدیک پہنچے تو سالار مسعودؒ نے مقدم کر کے گھیر لائے اور تین دن تک خوشی کے (ق/115) باجے بجے اور شب و روز مجلس عیش ہوئی پہلوان لشکر کی تشریف آوری سے تمام مردم لشکر اور سرحدوں کو قوت حاصل ہوئی اور ہر طرف منکرین پریشان و حیرت زادہ ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد ملک فیروز نے کفار کے تین مخبر سر دیپانی کی گذرگاہ سے پکڑے اور گرفتار کر کے ستر کھ بھیجے سلطان الشہدائے (قطب شاہی علوی اعوان) کے خدمت گاروں نے انہیں پہچان لیا دو زنا دار تھے جو قبل ازیں زین ہا (کاٹھیاں) پر جادو کرتے ہوئے راجگان کڑہ اور مانک پور کی جانب سے سلطان الشہدائے کے لئے لائے تھے اور ایک ان میں جام تھا جو زہر آلود نہر نی (ناخن گیر ناخن تراش) لایا تھا پہلوان لشکر (سالار شاہیؒ) نے فرمایا کہ تینوں اشخاص کو قتل کیا جائے۔ سلطان الشہدائے نے کہا ان کے قتل سے کیا حاصل نہیں رہا کردیں سالار شاہیؒ نے فرمایا دو (ق/116) زنا داروں کو رہا کیے دیتا ہوں لیکن نائی کو معاف نہ کروں گا اسی وقت تہ تیغ کر دیا۔ اور مکتوبات راجگان کڑہ اور مانک پور جو راجگان نواحی بھڑانچ کو لکھے گئے تھے زنا داروں سے قبضہ میں لے کر مطالعہ کیے گئے ان میں درج تھا پر لیا لشکر میرے اور تہارے درمیان بیٹھا ہے اس طرف سے تم اور اس طرف سے ہم ان مسلمانوں کا کام تمام کر دیں۔ الغرض پہلوان لشکر بہت زیادہ غیرت میں آئے فوراً دو مخبر تعینات فرمائے تاکہ راجگان کڑہ اور مانک پور کی خبر لائے کہ کس کام میں مشغول ہیں؟ اطلاع آئی کہ دونوں کفار اس طرف سے غافل و ختم فرزند کی شادی میں مصروف ہیں پہلوان لشکر اسی وقت طبل جنگ بجوا کر سوار ہوئے (ق/117) سلطان الشہدائے کو ستر کھ میں رہنے دیا اور خود بھر پور قوت کے ساتھ درمیانی رات کفار پر چڑھائی کی اور اس جگہ فوج کے دو حصے کیے ایک فوج بجانب کڑہ اور ایک مانک پور۔ ترکان بہادر تمام فوری طور پر دونوں جگہوں پر آئے۔ جنگ کے لیے کفار بھی آئے مگر لشکر اسلام کو فتح ہوئی۔ منکرین ہزاروں قتل ہوئے ہر دور راجگان زندہ پکڑ کر پہلوان لشکر کی خدمت میں لائے گئے۔ اسی وقت گلے میں طوق ڈال کر ستر کھ بھیجا اور سالار مسعودؒ کو تحریر کیا نمک حرام پر خصوصی نگاہ رکھیں سالار مسعودؒ نے انہیں بھڑانچ میں سالار سیف الدین گوبیش کرنے کے لئے بھیجا۔ قصہ مختصر پہلوان لشکر نے کڑہ اور مانک پور مٹی میں ملادیا اور اموال و اسباب اور کینیریں بے شمار لشکر کے ہاتھ آئیں۔ بعد ازاں ملک عبداللہ 1 راجو کو کڑہ میں چھوڑا (حاکم مقرر کیا) اور ملک قطب حیدر 1 (قطب شاہی علوی اعوان) کو مانک پور چھوڑا (حاکم مقرر کیا) اور خود شان و شوکت سے ستر کھ آئے۔ جملہ راجگان ہند اس وقت متعجب ہوئے کہ اب لشکر اسلام سے مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ آخر خود کفار کے درمیان اتفاق سے معاہدہ ہوا کہ لڑائی کا سامان (تھیلا وغیرہ) تیار کیا جائے۔ ایک روز پہلوان لشکر اور سالار مسعودؒ برائے

شکار سوار ہوئے تھے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد اپنی منزل مقرر کی جانب متوجہ ہوئے۔ سلطان الشہداء نے دیکھا کہ بڑا شیر درخت کے نیچے بیٹھا ہے تو اسے غافل کر کے ہرن کی مانند گھوڑے پر سے شیر کی طرف چھلانگ لگائی جب شیر کی نظر ان پر پڑی غصہ سے کڑک کر (ق 119) چھلانگ لگا کر سلطان الشہداء پر دست اندازی کرنے ہی والا تھا کہ انہوں نے پھرتی سے تلوار حیدری بلند کر کے اس طرح حملہ کیا کہ شیر دلچت ہو کر زمین پر گر پڑا۔ شور و غوغا ہوا۔ پہلوان لشکر نے واقعہ حال دیکھا بیٹے کے اطراف پھرنے لگے اور جان نچھاو کرنے لگے اور جیسے ہی رہائش گاہ پر آئے کثیر صدقات و خیرات فقراء و مساکین کو عنایت فرمائے۔ سالار سیف الدین کی اسی شب بہرائچ سے درخواست پہلوان لشکر کی خدمت میں پہنچی جس میں درج تھا کہ کفار نے چاروں طرف سے غالب ہو چکے ہیں بندہ کی فوراً اعانت فرمائی جائے۔ سلطان الشہداء نے استدعا کی مجھے حکم دیں کہ بہرائچ جاؤں اور منکرین کو سزا دوں۔ پہلوان لشکر (سالار ساہو) نے منظور نہ کیا پھر فرمایا اس مرتبہ بیٹے کی جدائی بہت مشکل لگتی ہے بڑھاپے کے وقت (ق 120) اکیلا نہ چھوڑیں۔ سلطان الشہداء نے پھر بارہا اسرار کیا کہ بہرائچ میں شکار کرنے کی جگہ بہت اچھی ہے کچھ دن شکار کر کے جلد خدمت میں حاضر ہوتا ہوں مجبوراً رخصت فرمایا اور بہت روئے اور سرتپی کی۔ سلطان الشہداء پر آنے والا وقت آٹھ بج رہا تھا ٹمگین ہو کر نکلے بہرائچ کی جانب متوجہ ہوئے کفار جو اپنی کوتاہ اندیشی کی وجہ سے سر اٹھائے ہوئے تھے ان کے بہرائچ پہنچنے حیران ہوئے واپس اپنی جگہ پر قیام کیا۔ سلطان الشہداء بہرائچ کے آس پاس شکار کرتے ہوئے جس وقت سورج کڈ کا مندر کے پاس سے گزرتے فرماتے تھے کہ مجھے اس زمین سے وطن کی بوائی ہے اور یہ سورج کڈ جملہ کفار ہند کا قبلہ تھا سورج کی ایک تصویر پتھر پر نقش کر کے کنارے (ق 121) حوض کے رکھ دی تھی اسے ”بالارک“ کہتے تھے۔ اور بہرائچ اسی ”بالارک“ کے نام سے آباد ہوا۔ اور سورج گرہن کے دن جملہ کفار مشرق تا مغرب برائے پرستش آتے اور ہزاروں کفار آدمی اور خواتین اتوار کے روز بہرائچ وغیرہ کے آس پاس سے حاضر ہو کر پتھر کے نیچے اپنے سر کو ملتے اور خدا سمجھ کر پرستش کرتے۔ اس بت پرستی سے سلطان الشہداء بہت افسردہ ہوتے اور بہت دفعہ کہتے کہ انشاء اللہ خدا کی مہربانی سے میں اس کفر کے منبع کو جڑ سے اکھاڑ کر اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی بندگی و طاعت کے لئے مسجد تعمیر کروں گا اور اس ملک سے کفر کی بیج کٹی کروں گا حق تعالیٰ نے ان کا یہ سخن منظور فرمایا (ق 122) اس طرح کہ اس جگہ رونق اسلام آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ قصہ مختصر سلطان الشہداء بتاریخ 17 شعبان 423 ہجری سترکہ سے بہرائچ آئے اور سترکہ ہی سے اگلے پہنچے عبدالملک فیروز کی درخواست آئی معظم خانؒ سامنے کھڑے تھے قاصدین کو ٹمگین دیکھ کر پوچھا کیا حال ہے؟ کی انہوں نے عرض کیا سالار ساہو (قطب شاہی علوی اعوان والد سالار مسعود غازی) آخرت کی جانب انتقال فرما چکے۔ معظم خانؒ نے درخواست خود لے لی اور قاصدین کو منع فرمایا کہ اس جگہ بیان نہ کرنا۔ اگلے روز معظم خانؒ و شرف الملکؒ و ظہر الملکؒ و عین الملکؒ و ملک نیک بختؒ اور باقی امراء اور اراکین دولت سب یکجا ہو کر سلطان الشہداء کی

خدمت میں آئے اور عبدالملک فیروز (ق 123) کی عرضداشت سلطان الشہداء کے ہاتھ مبارک میں دی تحریر تھا کہ مورخہ 15 ماہ شوال سن مذکور یعنی 423 ہجری کو سالار ساہو کے سر میں درد و اوصیت فرمائی کہ میرا وقت آخر آ پہنچا ہے مجھے سترکہ میں دفنانا۔ بتاریخ 25 ماہ مذکور یعنی شوال 423 ہجری کو رضا و قضا الہی سے سفر آخرت کیا۔ سالار مسعودؒ جلانے والی خبر پر ہائے ہائے کر کے بہت روئے اور اپنے کپڑے چاک کیے سکتہ طاری ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش میں آئے تو حسن میمنہ دی والا واقعہ یاد آیا کہ اس کی وجہ سے آج ہم اس حال میں پہنچے۔ والدہ محترمہ کا ہیلر میں انتقال فرما چکی ہیں اور محترم والد نے سترکہ میں وفات پائی۔ اس وقت مجھ کو تپسی کی قدر معلوم ہوئی۔ سبحان اللہ پاک ہے اللہ ایک وقت وہ تھا کہ ہم نشین سلطان (ق 124) محمود تھے اور اس وقت دیران و بیان بان جنگل اور کفر کے گڑھ میں پڑا ہوں معلوم نہیں انجام کیسا ہوگا؟ ان کلمات سے سب حاضرین رونے لگے۔ جب لوگوں کو اس حالت میں بہت ٹمگین دیکھا پھر خود سنبھل گئے غم کو بھلا کر نشی کی جانب اشارہ فرمایا کہ امرا ہر حد کو ایک ایک کر کے مکتوب لکھو کہ مصیبت کی اس کھڑی میں رضا الہی کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی و شاکر ہوں آپ بھی مردانہ وار یکتا ہو کر اس کی طاقت پر تکیہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ سبحان اللہ کیا کمال عقل اور کمال غیرت خود داری ان کی ذات میں تھی کہ ایسے واقعات میں بھی شعور کو نہ چھوڑا اور عبدالملک فیروز کو گھوڑا اور شاہی لباس بھیجا اور والی (ق 125) سترکہ مقرر کیا اور بہت تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں خوش و خرم رہو۔ قصہ مختصر دس روز تک شکار کو نہ گئے اور اہل معرفت اور علمائے کرام کی محفل میں رہے جیسا کہ ہر روز وافر مقدار میں کھانا تقسیم کرتے اور صدقات بہت دینے اور ختم قرآن کیے گئے۔ دس روز بعد حسب سابق شکار کے لئے گئے اور عوام الناس کے امور کی انجام دہی میں مصروف ہوئے اکثر فرماتے کہ دوستو! جب سے ہم اس ملک ہند میں آئے کہ ایک روز بھی بلا تردد اور بغیر محنت نہیں گذرا ہے خاص طور پر دیار بہرائچ میں تمام جنگل بیابان اور دیران میں ایک لمحہ بھی تمام اوقات میں آرام و سکون میسر نہ آیا تب بھی ہمارا دل اس پر مائل ہے اور اس زمین سے اخلاص و محبت کی بو آتی ہے حاضرین مجلس عقلمندی سے اس کلام کا مدعا جان کر (ق 126) حیران ہوئے اس وقت چشم پوشی کرتے ہوئے دیگر باتوں کا آغاز کیا۔ موافق حدیث رسول اللہ علیہ السلام ﷺ سلطان الشہداء اہر وقت موت کی فکر میں رہتے نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کن فی الدنیا کانک غریب ان کعاری سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور۔ یعنی اس جہان میں غریب اور مسافر کی طرح رہو اور خود کو قبر والوں کا ساتھی سمجھو۔ قصہ مختصر دو تین مہینے خوشی و غمی بسر ہوئے جب کہ ماہ محرم دیکھا گیا اور نئے سال کی آمد ہوئی بوقت صبح مجلس عیش سجائی گئی جملہ آئے ہوئے آدمی موجود تھے۔ طعام اور عطریات صرف کرتے ہوئے ہر ایک کو موافق احوال بخشش عنایت فرما کر رخصت کیا۔ اور خود تازہ وضو (ق 127) کرتے ہوئے قیلو کہ کیا اس وقت خواب دیکھا گیا کہ سالار ساہو یک بڑے لشکر کے ہمراہ دریائے گنکا کے کنارے ڈیرہ کیے ہوئے ہیں نیز سلطان الشہداءؒ بھی وہاں پہنچے جب سرپردہ خیمہ اٹھا کر درمیان میں گئے تو دیکھتے ہیں کہ سالار ساہو بھی ہوئی مجلس شاہی میں

تشریف فرما ہیں موسیقی و قص والے چاروں طرف موجود ہیں اور ستر معنی گلدستہ ہاتھ میں لئے کھڑی ہیں جیسے ہی سلطان الشہد آء کو دیکھا فرمایا! بابا مسعود جلدی آؤ تمہارے کار خیر کا سامان ہے سالار مسعود پاس آئے جو گلدستہ ان کے ہاتھ میں تھا اس کا سہرہ سلطان الشہد آء کے سر پر باندھا ساز ہاؤ خوشی کے باجے کی آوازیں آنے لگیں جملہ لشکر میں شوریج کیا سلطان الشہد آء شورو غل کی وجہ سے بیدار ہوئے (ق 128) اور ہکا بکا ہوئے خدمت گاروں سے پوچھا کس قدر دن ہے؟ انہوں نے اتنا س کیا کہ نماز ظہر کا وقت ہو چکا ہے۔ اٹھے از سر نو وضو کیا باجماعت نماز ظہر ادا فرمائی۔ درویشان اور علمائے کرام اور مصاحبوں کو طلب کر کے خواب مذکور بیان کیا۔ ان سب نے کتاب تعبیر خواب نامہ طلب فرما کر دیکھنا شروع کیا۔ ستر ہوئی فیصل میں نکلا یعنی جو یہ خواب دیکھے اسے مذہبی شہادت نصیب ہوگی۔ جیسے ہی سلطان الشہد آء نے تعبیر خواب سنی سر آہ بھری اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور یہ شعر فرمایا!

آہ یکبار کی بار کر ما گرفت چوں دل مانگ دید خاندہ کرجا گرفت

یعنی افسوس محبوب نے فوراً ہی منہ موڑ لیا جب ہمارا دل رنجیدہ دیکھا دوسرے کے گھر جگہ بنالی۔ سلطان الشہد آء نے اس کے بعد رخ انور حاضرین کی طرف کرتے ہوئے فرمایا! اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ کہ ہر جان دار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے (ق 129) اس سے بڑی سعادت مندی کیا ہوگی جو جام شہادت نوش ہوئے ہمیشہ قائم رہنے والی دنیا کی طرف جائے اور اس فنا ہونے والی دنیا کی پریشانیوں سے نجات حاصل کرے۔ ہمارا مقصود یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ مجھے اور میرے دوستوں کو اسد اللہ الغالب اور آئمہ معصومین کی میراث عطا فرماتے ہوئے اس نعمت سے بہرہ مند کرے۔ قصہ مختصر دوسرے روز ایک شخص راجگان آس پاس بھڑانچ کا بھیجا ہوا سلطان الشہد آء کی خدمت میں پہنچا ملک حیدر نے اسے حضور کی خدمت میں پیش کیا جو خط لایا تھا پیش کیا۔ کفار نے تکبر انداز میں تحریر کیا تھا کہ تم اوپر ہی اوپر سے آئے ہو حقیقت حال اس ملک کی تمہیں معلوم نہیں۔ یہ ملک باپ دادا کی ولایت ہے اس جگہ کوئی بالادستی نہیں قائم کر سکتا اپنے اصل (ملک) واپسی کی فکر کرو۔ سلطان الشہد آء نے آنے والے سے پوچھا کہ چند (ق 130) راجگان جو جمع ہیں ان کے نام کیا ہیں؟ اس نے کہا رای راب و سایب و ارجن و بکن و کنک و کلیان و کنرو و سکرو و کرن و بیر بل و اچمپال و سری پال و ہر پال و ہر کن و ہر کھوڑن ہر و ہر جوہاری و دو پوڑاؤن و زرسنہ آٹھ لاکھ سوار و پیادہ کے ہمراہ یکجا ہیں اور جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں سالار مسعود نے خط کا جواب دیتے ہوئے ملک نیک دل کو معصیات پیادے رخصت فرمایا کہ جواب خط کا خود دینا چاہیے۔ لیکن مقصود یہ تھا کہ ان کے لشکر کی حقیقت حال دیکھ آئیں۔ جب ملک نیک دل اس مقام پر پہنچنے کسی نے پہلے ہی راجگان کو خبر کر دی۔ جملہ راجگان نے اکٹھے ہو کر ملک مذکور کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ سالار مسعود نے کیا (ق 131) کہا ہے ملک نیک دل نے کہ کہ میرے صاحب تم کو دعا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں اس ملک کی تعریف سن کر شکار کے لئے آیا ہوں بہت جنگل ویران غیر آباد ولایت

میں ہے بہتر ہوگا کہ ہمارے درمیان عہد نامہ ہو جائے بھائیوں کی طرح اس ملک کو آباد کریں۔ بدچلن کفار نے جواب دیا جب تک ہمارے بیچ ایک لڑائی نہ ہو بھلائی کی گفتگو لائق نہیں۔ تم اس جگہ بلا خوف و خطر بھر پور قوت کے آئے ہو ہم نے چھوٹ دی جب تک کسی ایک کو شکست نہ ہوگی بھلائی کس طرح ہو سکتی ہے۔ راجہ کرن نے کہا خاصیت آب و ہوا اس ملک کی تم نہیں جانتے ہمارا کام یہی پانی کر سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ تم سرد پانی کو چھوڑ (ق 132) کر اوپر والی طرف جاؤ (وطن کی راہ لو) بصورت دیگر آج یا آنے والے کل لڑائی ہوگی۔ مغرور کفار میں راجہ کلیان کچھ عقلمند تھا کہا کہ اے راجگان تمہیں عقل ہے کیا خیال کرتے ہو کہ سالار مسعود نے بھلائی کی گفتگو ترس کھا کر کی ہے محض غلط دل میں لائے ہو۔ ذرہ سوچو کل کے روز یہ بچہ غیرت سے سلطان محمود کے ہاں تھا وزیر سے عناد کی خاطر والدہ اور والد کو چھوڑ کر پورے ملک ہند کو اپنے قبضہ میں لائے اور والد ستر کھ میں انتقال کر گئے ملاقات کو بھی نہ جاسکے یہ تو دل لگی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی کو ذوق ہو تو میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں سے اٹھ دے تم پر طعنہ مارتے ہیں تم نہیں سمجھتے صلیح میں کیا حرج ہے اگر وہ قبول کریں۔ کفار (ق 133) نے ہر طرف نوک جھوک کا آغاز کیا۔ ملک نیک دل مجلس بیسر سے اٹھ کر رخصت ہوئے اور سلطان الشہد آء کی خدمت میں پہنچے اور واقعہ حال عرض کیا کفار بھی برابر کوچ کرتے ہوئے آئے برب دریا لئے کھلے جنگل میں ڈیرہ لگایا۔ سلطان الشہد آء کی خدمت میں جب یہ خبر پہنچی تو جملہ بڑے بڑے امراء کو طلب فرمایا اور مشاورت کی کہ لڑائی اس مقام پر کرنی ہے یا کہ ان کے سر پر پہنچ کر۔ سب امراء صاحب تجربہ تھے نے درخواست کی کہ خود ان کے سر کے اوپر پہنچنا چاہیے۔ سلطان الشہد آء مسلح ہوئے مغرب کی نماز کے بعد سوار ہوئے اور رات ہی رات میں صبح کے وقت کفار کے نزدیک لشکر پہنچے۔ فوجوں کو ترتیب دیتے ہوئے سالار سیف الدین (قطب شاہی علوی اعوان) کو ہر اول مقرر کیا باقی امراء کو آگے پیچھے دائیں اور بائیں مقرر (ق 134) فرمایا اور خود بیچ مرکز میں رہ کر کفار کے سر پر جا پڑھے وہ بھی خبر ملنے کے بعد لڑائی کے لئے آئے۔ سالار سیف الدین نے دوپہر (چھ گھنٹے) تک جنگ کی۔ آخر میاں رجب اور امیر خیر اور امیر نصر اللہ نے دائیں طرف سے گھوڑوں سے حملہ کیا اور بائیں طرف سے امیر ترکان اور امیر بایزید بھی آگئے۔ اور سلطان الشہد آء بھی متوجہ ہوئے۔ ہزار ہا قاتل ہوئے اکثر مسلمانوں نے بھی جام شہادت نوش کیا بلا آخر کفار بے بس ہو کر بھاگے پانچوں راجگان گرفتار ہوئے دل کو بہانے والی فتح ہوئی لشکر اسلام نے کچھ کوس تک پیچھا کیا گھوڑے اور مال و اسباب بیشمار ہاتھ آیا۔ سلطان الشہد آء نے سات دن تک اس مقام پر قیام کیا جن بہادران نے شہادت حاصل کی (ق 135) کو دفن کیا اور ان کے روح پاک کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ آٹھویں روز متوجہ بہرائچ ہوئے۔ ہوا (لو) بہت گرم تھی اور بہت دور سے آئے تھے برب سورج کنڈل چکان کے درخت آرام کرتے ہوئے زبان مبارک سے فرمایا! اس درخت کی چھاؤں مجھے بہت زیادہ اچھی لگتی ہے۔ اور اس زمین سے مجھے اپنائیت کی بو محسوس ہو رہی ہے بہتر ہے اپنے ملک کی طرح

اس جگہ باغ لگاؤں اور اکثر یہاں پر ہی قیام کروں تاکہ اس مقام سے کفار کا مجمع اور کفر کی تاریکی ختم ہو۔ جس وقت تک کفار کی بت پرستی و مشرکین کی تاریکی کا خاتمہ نہیں ہوتا ممکن نہیں ہے کہ اس ملک میں رواج اسلام آشکار ہو۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ سورج کی ظاہری پرستش کو قوت مشاہدہ آفتاب (قر 136) بطن سے مٹاؤں گا فوراً حکم کیا کہ سورج کنڈ کے آس پاس کے سب درخت کفر کی تاریکی میں پرانے ہو چکے ہیں کی تیخ کنی کی جائے لیکن اس ایک درخت گل چکاں کو چھوڑ کر جس کھڑا ہوں تنہا اس کو چھوڑ دو اور باقی ختم کر دو۔ میاں رجب کو تو اس خدمت کے لئے چھوڑ کر خود بخوشی منزل مقصود بہرائچ تشریف لے گئے اور اس وقت کے بعد زیادہ وقت گوشہ نشینی میں رہ کر باطنی عبادت میں مشغول رہتے۔ ایک دوبار امراء و اربابین حکومت کی خاطر داری کے لئے دیوان خانہ میں آتے اور واپس محل میں تشریف لے جاتے تھے۔ میاں رجب نے تین چار دنوں میں پرانے درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیا اور چاروں طرف (قر 137) سورج کنڈ کے تعدادی سو بیگھہ (چار سو کنال) بلکہ زیادہ زمین ہموار کرتے ہوئے سلطان الشہداء کی خدمت میں گزارش بھیجی کہ اس وقت کیا حکم ہے۔ سلطان الشہداء اُٹھو برائے سیر سوار ہو کر اس طرف چلے اور لشکر کے بیلداران جو اپنے ملک سے ہمراہ آئے ہوئے تھے حضور نے خود طلب کیا اور فرمایا کہ اپنے ملک وطن کی طرز پر باغ کی کیاریاں اور درمیانی راستے درست کرو۔ اور میاں رجب کو اشارہ کر کے کہا کہ جگہ آدنی مقرر کرو۔ پودے ہر طرح کے بے نظیر برائے اس باغ لے آئیں اور تاکہ کبھی کہ اس طرح لگائے جائیں کہ جلد تھوڑے دنوں میں سجاوہ باغ ہو جائے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک چوبترہ زیر درخت گل چکاں (مہوہ) بیٹھنے بنایا جائے کیوں کہ یہ مقام مجھے بہت اچھا لگتا ہے بعد ازاں حضور نے خود نقاشی و ترتیب کی اور میاں (قر 138) رجب بندہ مزاج شناس تھا شب و روز اسی کام میں مصروف رہا۔ قصہ مختصر اگلے دن پہاڑوں سے پیغام رساں راجہ جوگی داس بہت سے تحائف لے کر دربار میں پہنچا ملک حیدر اسے سلطان الشہداء کی خدمت میں لے گئے پیغام رساں مذکور نے راجہ کی جانب سے بہت ہی نیک خواہشات و اطاعت کا اظہار کیا تھوڑی دیر بعد راجہ گوہند داس کا قاصد بھی تحفہ اور پیش کش کے خدمت میں پہنچا اور راجہ مذکور کی جانب سے قدم بوسی کی خواہش کا اظہار کیا سلطان الشہداء نے بہت تسلی فرمائی ہر دو پیغام رساں کو خلعت زرین (قیمتی) مرحمت کی اور فرمایا! تم نے ابھی اسلام کی اطاعت قبول کی ہے دل کی تسلی سے اپنے گھروں میں رہیں ہمیں بھی آپ سے ملاقات کرنے آپ جب چاہیں آئیں آپ کا اپنا گھر ہے بعد ازاں انہیں رخصت فرمایا (قر 139) بعض دیگر راجگان نے بھی مصلحت کی خاطر سلطان الشہداء کی خدمت میں رجوع کیا اور سامان جنگ سے بھی غافل نہ تھے۔

حاصل کلام یہ کہ راجگان نے لڑائی میں شکست ہو جانے کے بعد ندامت سے خود تمام ہند کے راجگان کو خطوط لکھے کہ یہ ملک ہمارے اور آپ کے آباء و اجداد کا ہے۔ یہ بچہ چاہتا ہے کہ بزدل وقت قبضہ کرے بھلائی اسی میں ہے

کہ جلد اعانت کرو بصورت دیگر ملک ہاتھ سے چلا جائے گا۔ اور جملہ راجگان نے تحریر کیا کہ ہم حاضر ہیں پہنچتے ہیں تم بھی سامان جنگ کرو۔ راجہ سہرہ پوہجو کی سے اور راجہ بہرہ پوہنبلو نہ سے بہت بڑی جمیعت لے کر پہلے لشکر کفار میں آئے اور تجویز کیا کہ تم جنگی حکمت عملی سے واقف نہیں۔ اوّل چند ہزار زہروالی کیل، سینگ اور لوہے کے پانچے تیار کر کے حاضر کیے جائیں اور ہر (قر 140) آلود کریں جنگ کے وقت میدان میں اچھی طرح نصب کیے جائیں تاکہ مسلمان جب بے دھڑک گھوڑے دوڑائیں گے پانچے کیل گھوڑوں کے پیروں میں پھیں گی تو گھوڑے گر کر تمام ہو جائیں گے دیگر بہت سا آتش بازی کا سامان لایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دو مہینے بعد جملہ راجگان ہند اور کوہستان بے شمار لشکر کے ساتھ جمع ہو کر برب دریا کے کنارے آئے پھر ڈیرہ لگایا۔ اور ایک شخص کو سلطان الشہداء کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ اگر زندگی چاہیے تو سرد پانی چھوڑ کر اس طرف دیکھیں۔ یہ ملک ہمارے آباء و اجداد کا ہے تمہیں ہم تم کو یہاں نہ چھوڑیں گے۔ سلطان الشہداء کو بہت غیرت آئی جواب دیا کہ ہمارا قدم اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی عنایت سے (قر 141) پیچھے نہیں ہٹا ہے اور انشاء اللہ اب بھی نہیں ہٹے گا۔ ملک اللہ تعالیٰ دے اسی کے قبضہ میں رہتا ہے تمہارے آباء و اجداد کو کس نے دیا تھا۔ کسی نے راجگان کے ہاں جا کر واقعہ حال عرض کیا۔ راجگان نے کہا کہ یہ بچہ بلا خوف جواب دیتا ہے قطعاً نہیں ڈرتا۔ سلطان الشہداء نے ملک حیدر کو فرمایا کہ سالار سیف الدین و امیر نصر اللہ و امیر خضر و امیر سید ابراہیم و ختم الملک و ظہیر الملک و عین الملک و شرف الملک و نظام الملک و قیام الملک و نصیر الملک اور میاں رجب کو جلد ہمارے سامنے لاؤ۔ ملک حیدر جملہ امراء و اہل ان کی خدمت لائے ان سے مشاورت فرمائی آخر فرمایا کہ اگر کفار ہمارے سر پر آ جائیں تو یہ اچھا نہیں، بہتر یہی ہے کہ ہم ان پر حملہ (قر 142) کریں انشاء اللہ فتح ہے۔ اگلے روز تیار ہوئے اسی وقت اطلاع پہنچی کہ کفار لشکر کے مویشی لے گئے سلطان الشہداء شیر کی مانند غصے میں آئے اور اعلان جنگ فرمایا خود جنگی سامان سے لیس ہو کر سوار ہوئے فوجوں کو راستہ کرتے ہوئے کفار کی جانب متوجہ ہوئے۔ کفار بھی جنگ کے لیے موجود آئے میدان میں پانچے کیل نصب کیں اور آتش بازی کے ساتھ کھڑے ہو گئے بہادر ترکان نے بے دھڑک گھوڑوں سے حملہ کیا اکثر آدمی پانچے کیل و آتش بازی سے ہلاک (شہید) ہوئے باجوہ اس کے بڑی جنگ کی اور لا تعداد کفار قتل ہوئے۔ جب سلطان الشہداء کو آگاہی ہوئی کہ فوج ہراول کفار کے مقابلہ میں تھک چکے ہیں (قر 143) تو خود میدان چھوڑ کر دوسری طرف سے کفار کی فوج پر حملہ کیا جنگ بہت ہوئی دونوں اطراف کے بہت قتل ہوئے کفار بے بس ہو کر بھاگ گئے۔ سلطان الشہداء میدان میں کھڑے رہے۔ چند امراء نے پیچھا کیا لشکر کفار کو تباہ و برباد کر کے حاضر خدمت حضور آئے۔ سلطان الشہداء نے میدان چھوڑا اور برب دریا کے کنارے کھلم کھلا کفار کو تباہ و برباد کر کے کس قدر آدمی عاجز رہے ہیں۔ جب شمار کیا گیا تو یہ چلا کہ ایک تہائی آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ سلطان الشہداء نے یہ کلمات سنے سر ہلایا (قر 144) اور پھر یہ شعر پڑھا۔

آہیکبارگی یار کمر ما گرفت
افسوس محبوب نے فوراً ہی منہ موڑ لیا جب ہمارا دل رنجیدہ دیکھا دوسرے کے گھر جگہ بنالی۔

حاصل کلام یہ تین دن تک اس جگہ عاجزی سے شہداء کے روح فاتحہ پڑھ کر چوتھے دن پھر بہرائچ آئے اکثر پرانے ساتھی اور بعض ہم نشین اس لڑائی میں شہید ہوئے تھے ٹنگین تھے دکھ دہور کرنے کے لئے اکثر سوار ہو کر باغ دیکھنے جاتے تھے کیاریاں اور راستے بنائے گئے تھے حضور نے خود جگہ جگہ ترتیب وار پودے لگوائے تھے بعد ازاں زیر درخت گل چکان (مہوہ) کے وسیع و صاف شہر اچھوتہ بنایا گیا تھا پر نشست رکھتے تھے اور یہ درخت گل چکان سورج کنڈ کے نزدیک واقع تھا (ق 145) بالارک بت حوض کے کنارے تھا کہ کفار سورج کنڈ میں غسل کرنے کے بعد بت مذکور کی پرستش کرتے تھے۔ جس وقت بھی سلطان الشہداءؒ کی نظر اس حوض اور بت پر پڑتی تو بہت رشک کرتے۔ میاں رجب بیباک آدمی تھے اندازے سے صاحب (سلطان الشہداءؒ) کا حراز دریافت کر کے استدعا کی کہ جناب عالی غلام نے اس وقت اس جگہ باغ تیار کیا ہے اور کبھی کبھار تشریف فرما بھی ہوتے ہیں اور نماز بھی قائم کرتے ہیں اب یہ اسلامی ملک ہے اگر ارشاد فرمائیں بت اور بتکدہ کو ختم کر دوں۔ سلطان الشہداءؒ نے فرمایا تو نہیں جانتا حق تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک راز ہے جو بتا نہیں سکتا (ق 146) یہ جگہ مجھ پر اوپر طرز سے ظاہر کی گئی ہے چنانچہ ظاہر ہوگا۔ چند دنوں بعد فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظلمت کی دنیا سے اس جگہ کفر کا خاتمہ کریں گے اور اسلام جو آب حیات ہے پھیل جائے گا حقیقت میں اس جگہ سے کفر و شرک کا خاتمہ ہونے والا ہے ظاہر چند دنوں کے لئے ہے خود بخود ختم ہو جائے گا مجھے جتنا حکم ہوتا ہے اتنا ہی ہاتھ پاؤں پھیلاتا ہوں میری نظر اس کی واحدیت پر ہے چونکہ اس بتکدہ سے شرک کی بو آتی ہے اس لئے یہ غیرت کا پارہ جوش دلاتا ہے پھر ادب یکتائی نیچے بیٹھا دیتی ہے اس حرف سے سلطان الشہداءؒ کے چہرہ انور کا رخ تبدیل ہوا عالم (ق 147) دیگر کا جلوہ نظر آنے لگا غشی طاری ہوئی میاں رجب حیران ہوئے اور استدعا کی کہ میں نے قلت نظری سے کہا سچ وہی ہے جو آپؒ نے ارشاد فرمایا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عوام الناس نے میاں رجبؒ سے متعلق ان کے انتقال (شہادت) کے بعد بے سرو پا (جھوٹی) باتیں منسوب کر دیں کچھ ناقصان کہتے ہیں کہ وہ سلطان الشہداءؒ کے بھانجے تھے پناہ مانگتا ہوں۔ اس سیاہ غلام کی امیر سے کیا نسبت؟ اور بعض ان کا نام اور بیان کرتے ہیں اور اعجب سالار کہتے ہیں اور بعض بتاتے ہیں کہ وہ سلطان فیروز کے باپ تھے یہ وہی رجب (ق 148) سلطان فیروز شاہ کے والد تھے بہر کیف یہ سب جھوٹ ہے۔ رجب سلطان الشہداءؒ کے کم تر غلاموں (ملازموں) میں سے تھے۔ اور رعایا میں اپنی سخت مزاجی اور تیر طبعیت آدمی کے طور پر جانے جاتے تھے اہل بصیرت کے ہاں پذیرائی نہ تھی۔ اور سلطان الشہداءؒ دیگر علاقوں میں اور ناموں سے بھی پکارے جاتے ہیں دہلی کے آس پاس آنحضرت کو پیر محمدؒ کہتے ہیں اور ملک خراسان میں سالار رجبؒ اور کچھ دوسرے شہروں میں غازی میاںؒ کہتے ہیں اور جو آپؒ (سلطان الشہداءؒ) سے متعلق معلومات

رکھتے ہیں اور تاریخ سے بھی واقف ہیں وہ سپہ سالار مسعود غازیؒ پڑھتے ہیں۔ الغرض تھوڑی دیر بعد جب حالت بہتر ہوئی تو سوار ہو کر مقام مقررہ پر تشریف فرما ہوئے دو تین ماہ ایسے ہی گزرے کہ کبھی غشی کے عالم میں اور کبھی اچھی حالت میں اس وقت محبوب رب العالمین کی عمر مبارک 19 برس تھی اور عقل و شجاعت اور عمدہ قسم کے اخلاق و خصلتوں اور بیرونی دین و معرفت الہی و دیگر کمالات کے پیکر تھے۔ چنانچہ ذکر کیا جا چکا کہ حق تعالیٰ نے انہیں حضرت یوسف علیہ السلام جیسی خوبصورتی، حضرت محمد ﷺ کا نور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت نصیب تھی اور اس غلام (حضرت عبدالرحمن چشتی علویؒ) کو یہ یقین ہے بعد ان کس قسم کی مجموعی صفات کا حامل آدمی سرچشمہ پیدا نہیں ہوا آئندہ کا علم اللہ ہی کو ہے۔

قصہ مختصر کفار ہند تمام اطراف سے جمع ہو کر ایک ہوئے لانا عدا فوج کے ساتھ چیونٹیوں اور مکڑیوں کی طرح کیجا ہو کر (ق 150) بہرائچ کی جانب آئے۔ سلطان الشہداءؒ غفار کا شور و غل سنے کے بعد دیوان خانہ میں آئے اور تمام ارکان دولت کو حکم دیا کہ آج کے دن تمام چھوٹے بڑے لشکریوں کو پیش کیا جائے ایسا ہی کیا گیا۔ تمام خاص و عام آدمی صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے آپؒ (سلطان الشہداءؒ) خود اٹھ کر حاضر ہوئے آغاز کرتے ہوئے فرمایا! کہ اے عزیزان کچھ سالوں کا عرصہ ہوا ہم تم اکٹھے ہیں اور مجھے کسی شخص کسی قسم کی اذیت اور رنجش نہیں پہنچی، نیک سلوکی اور وفاداری پر میں راضی اور شاکر ہوں کہ آپؒ نے واقعی دوستی حق برداری کا حق ادا کر دیا۔ اگر میری طرف سے آپؒ کو کوئی گزند پہنچی ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھے معاف کر دینا۔ وقت جدائی مجھے قریب نظر آ رہا ہے (ق 151) یہ در دہری گفتگو کے بعد تمام آبدیدہ ہو گئے اور پیشانی زمین پر رکھ کر ثناء خوانی کرنے لگے۔ کوتاہی ہماری جانب سے ہوئی حضرت کی جانب سے خوش و خرم ہیں۔ حق تعالیٰ آپؒ حضرت کو ہماری سرپرستی کے لئے محفوظ رکھے کہ آپؒ والدہ والدہ سے زیادہ مہربان و ڈھال ہیں۔ پھر سلطان الشہداءؒ نے فرمایا! ساتھیو اس وقت تک کفار سے کس قدر لڑائیوں کیں اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت دی اس مرتبہ ہندوستان کے تمام کفار اکٹھے ہو کر آئے ہیں۔ ہمارے باپ دادا کا طریقہ تھا کہ کبھی میدان جنگ میں پیٹھ نہیں دکھاتے تھے پس ہم کو بھی ضروری ہے کہ آباء و اجداد کی پیروی کریں اور اس جسم کی جو زیبائش پردہ ہے کو محبت حق میں ہٹا دیں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں خواہ اوپر ہی اوپر اپنے وطن کی راہ لیں اور ہاں جو شخص محض محبت حق تعالیٰ کی خاطر ذوق (ق 152) شہادت یعنی شہادت کی تمنا رکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ رہے ورنہ نہیں اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے میں اپنی خوشی سے تمہیں اجازت دیتا ہوں یہ فرمایا اور آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے کون قہر دل و بد بخت ہوگا جو ایسے وقت میں الگ ہوگا سب نے ایک ساتھ روتے ہوئے بزبان خلوص دل سے کہا کہ اگر ہماری ہزار ہا جانیں بھی ہوں تو آپؒ کے قدموں پر جان نچھاور کر دیں یہ ایک جان کیا چیز ہے کہ آپؒ کے دیدار و زیارت سے محروم ہو جائیں۔ سبحان اللہ اس روز قیمت جیسا منظر تھا بلکہ اس سے بھی مشکل ترین اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور محبت و خلوص سے فاتحہ جو پڑھتے تھے پڑھی۔ پس جس قدر اسباب (ق 153) ان کے پاس ان قسم تم نقد و جنس تھا تمام حاضر لوگوں میں تقسیم

کرتے ہوئے فرمایا! جلد خرچ کرو کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکڑی کے پیالے اور سوئی کا بوجھ نہ اٹھا سکے تھے میں اس قدر بوجھ کیسے اٹھاؤں گا؟ بعد ازاں آدمیوں کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا! جنگ کے لیے تیار رہو اور چند ہزار بہادر جوانوں کو تعینات کیا کہ دو گروہوں میں بھونچے سے چوکی کے راستہ پر مقابلہ لشکر کفار رہو۔ خود تہائی میں جا کر باطنی امور میں مشغول ہوئے اس وقت سے کھانا پینا چھوڑ دیا مگر پان کے پتے بہت کھاتے تھے اور عطریات ملتے تھے۔ جس قدر کہ شہادت کا وقت نزدیک آتا تھا سلطان الشہداءؒ کے ذوق مشاہدہ اور خوشی (ق 154) دریائے توحید زیادہ ہوتا چنانچہ کہ عزیزی کہتا ہے:

وعدہ وصل چوں رسید نزدیک
آتش شوق تیز تر گر دو

یعنی جب محبوب حقیقی سے ملنے کا وقت قریب ہوتا جا رہا ہو شوق (شہادت) کی آگ کی ٹپ تیز ترین ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مورخہ 13 رجب المرجب 424 ہجری صبح کی پہلی کرن کے وقت لشکر کفار حملہ آور ہو کر سلطان الشہداءؒ کی چوکی کے آدمیوں پر پہنچا جہاں بہادران پروانہ صفت مسلح موجود تھے لڑائی کا آغاز ہوا اور خبر سلطان الشہداءؒ کو پہنچی۔ عاشق معبود سالار مسعودؒ نے اسی وقت نقارہ کا حکم دیا لشکر کے آدمی مسلح سوار حاضر ہوئے جملہ امراء اور جوانان بہادر آکر دربار میں حاضر ہوئے۔ سالار سیف الدینؒ سے فرمایا کہ پہلے آپ چوکی کے آدمیوں کی امداد کے لیے جائیں میں بھی آپ کے پیچھے آتا ہوں اس کے بعد پانی برائے غسل (ق 155) منگوا یا اور طہارت حاصل کرنے کے بعد قیمتی خوبصورت شاہی لباس پہنا اور عطر خوب لگایا تلوار و خنجر حیدری کمر کے ساتھ باندھی جب مقصد صرف شہادت تھا جس کی اصل ان کے دل پر منکشف ہو چکی تھی اس روز اسلحہ جنگی زرہ نہیں پہنی تھی اور نماز فجر اسی جگہ ادا کرتے ہوئے خوش و خرم آئے۔ جنگی گھوڑی تحفہ عراق میں سے تھی خوبصورت سی کے ساتھ مصاحب کے پاس (طویلہ خاگی) تھی۔ سلطان الشہداءؒ کے اشارہ پر سفید جنگی گھوڑی جسے کاٹھی اور سونے کی سنہری لگام سے بہت سجایا گیا تھا حاضر کی گئی سوار ہو کر (ق 156) لشکر کفار کی جانب متوجہ ہوئے۔ جب شہر سے باہر آئے تو فوجوں کو راستہ کیا اور بعض سیدھے ہاتھ اور بعض اٹلے ہاتھ اور بعض کو پیچھے اور بعض کو آگے تعینات کرتے ہوئے روانہ ہوئے جب سورج کند کے باغ کے نزدیک پہنچے تو بے حد خوش ہوئے نئے لگائے ہوئے درختوں کے پودے کلیاں اور ہر قسم کے کھلے ہوئے پھول جنت کا نظارہ معلوم ہو رہے تھے سلطان الشہداءؒ گوان کا مدفن باطنی طور پر زیر درخت گل چکان دکھایا جا چکا تھا جس وقت اس مقام پر پہنچے تو نہایت مزے و سکون سے زیر درخت مذکور کھڑے ہوتے تھے اس وقت بھی خود بدولت و اقبال مندی گل چکان کے درخت کے نیچے کھڑے (ق 157) ہوئے اور فوجیں جنگ میں مشغول تھیں صبح سے نماز شام تک بہت بڑی لڑائی ہوئی اور طرفین کے ہزار ہا آدمی قتل و شہید ہوئے دونوں جانب سے کوئی بھی فریق شکست پر تیار نہ تھا تمام رات دونوں لشکر کے درمیان جنگ جاری رہی ہے جب صبح ہوئی پھر مکمل جنگ بجایا گیا اور بہادر جوانان

پروانوں کی طرح بغیر کسی لحاظ کے جنگ کو نکلے شوق وصال الہی غالب تھا شہادت کے علاوہ اور کوئی خواہش نہ تھی کمال عاشقی پروانہ وار

کمال عشق میں ایسے غرق تھے کہ جس طرح پروانہ جلنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قصہ مختصر لشکر کفار لا تعداد تھا ہر طرف پہاڑوں کی مانند تھے۔ لشکر اسلام کے ہر چند بہت آدمی آکر جمع تھے ان کے مقابلے میں (ق 158) آٹے میں نمک کے تھے آکر شہید ہوئے۔ بڑے بڑے اکابر امراء اور بے شمار آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس روز صبح تا ظہر دو حصے لشکر اسلام نے شربت شہادت چکھا اور ایک حصہ باقی رہ جانے والے بھی غلبہ عشق الہی کی وجہ سے لڑائی سے سیر نہیں ہوئے تھے۔ جیسے ہی یہ خبر سلطان الشہداءؒ کی خدمت میں پہنچی کہ سالار سیف الدینؒ شہید ہو چکے ہیں اور فلاں امیر و فلاں بہادر بھی شہید ہو چکے ہیں تو خوش ہوئے اور فرمایا! کہ الحمد للہ کہ مطلوب حقیقی سے ملے ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ نہ چھوڑوں گا کسی وقت میں بھی پہنچتا ہوں۔ بعد ازاں فرمایا کہ سالار سیف الدینؒ اور باقی ساتھیوں کو سپرد خاک کریں۔ سالار سیف الدینؒ کے فن کرنے کے بعد عرض کیا گیا کہ کفار (ق 159) بہت سبقت لے رہے ہیں اور ہمارا سب لشکر جام شہادت نوش فرما گیا ہے لڑائی کریں یا شہداء کو سپرد خاک کریں وقت بہت نازک ہے تو فرمایا! کہ شہداء کو سورج کند میں لائیں کہ ان کی شہادت کی برکت کی وجہ سے اس مقام سے کفر کی تاریکی و اندھیرا قیامت تک ختم ہو جائے گا ایسا ہی کیا گیا وہ خوش جب شہداء سے بھر گیا اس کے بعد فرمایا کہ شہداء کو غاروں اور کنوئوں میں ڈال دیتا کہ کفار کے ہاتھ ان کے پاک جسموں کو چھوئیں اور ان کی بے حرمتی نہ کر سکیں بعد ازاں سلطان الشہداءؒ گھوڑی سے اترے اور پھر وضو بنایا خلوص دل سے ظہر کی نماز ادا کی اور بے شمار شہداء جو کہ کنوئوں اور خوش مذکور میں پڑے تھے کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور (ق 160) ان کے روح پاک کے لئے فاتحہ خوانی بھی پڑی پھر سفید گھوڑی پر سوار ہو کر باقی ماندہ بہادران کے ہمراہ کفار کی فوج پر ٹوٹ پڑے وہ فوج جو کہ پہاڑ کی مانند نظر آتی تھی یکا یک تھہر زد میں آئی جیسا کہ سورج کے آنے سے برف کے تودے پکھل جاتے ہیں۔ زیادہ تر راجگان صاحب جمعیت کو سالار سیف الدینؒ (قطب شاہی علوی اعوان) نے قتل کیا بقیہ سلطان الشہداءؒ کے غضب سے زیر ہوئے۔ کفار غالب ہو کر آئے تھے اپنے مقام کی جانب واپس ہو گئے سلطان الشہداءؒ بھی اپنے مقام پر کھڑے رہے جدھر دیکھتے سوائے مقتولین کے کوئی شے دکھائی نہ دیتی تھی کچھ خمی، کچھ بے جان اور کچھ آدمی جو محفوظ تھے وہ بھی زندگی و موت کی کشمکش میں تھے۔ اس قسم کا واقعہ جگر سوز (ق 161) دیکھ کر سلطان الشہداءؒ کے چہرہ انور مبارک پر شوق مشاہدہ الہی غالب تھا ان کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ آئی بلکہ لذت بڑھ گئی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر بے پروائی و بے نیازی آشکار کر دی تھی ورنہ ایسے حالات میں آدمی سے اس طرح کی بلند پروازی ممکن نہیں اس وقت میں ایسے واقعہ کو سننے سے جگر کانپ جاتا ہے آفریں ہو اس آدمی کی استقامت پر کہ چشم خود سب کچھ دیکھ کر بھی اپنی اصل حالت برقرار رکھے۔ قصہ رائے سہر دیوار و رائے بھردیوار کچھ دیگر راجگان اپنے لشکر کے

ساتھ ایک جانب کھڑے تھے جب یہ دیکھا کہ لشکر اسلام بہت ہی تھوڑا رہ گیا ہے تو سب نے مل کر سلطان الشہداءؒ کی فوج پر حملہ کیا۔ اور محبوب رب العالمین کے ہمراہ کچھ ہی آدمی رہ گئے تھے اور باغ کے درمیان قرب و جوار میں کھڑے تھے۔ کفار نے کثرت سے چاروں اطراف گھیرا کرتے ہوئے تیروں کی بارش کی اوّل وقت عصر بتاریخ 14 رجب المرجب (424 ہجری) سن مذکور کو تیر فضا شہرگ سلطان الشہداءؒ پر لگا چہرہ مانند سورج، چاند کی طرح سفید ہو گیا کلمہ شہادت پڑھ کر سفید گھوڑی پر سے اترے۔ سکندر دیوانہ اور دیگر خدمت گاران نے اس محبوب الہی کو سنبھالے ہوئے گل چکال (مہوہ) کے درخت کے نیچے بستر پر لٹایا زخم سے گردن مبارک ٹیڑھی ہو چکی تھی سکندر دیوانہؒ نے رخ مبارک قبلہ کی طرف کیا اور سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھ کر بیٹھا اور زور زور سے رونے لگے سلطان الشہداءؒ نے ایک بار آنکھ مبارک کھولی اور مسکراتے ہوئے کلمہ ہون بان مبارک سے نکالا اور جان مستعار حق جانتے ہوئے اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ خواجہ حافظؒ نے اس موقع پر کہا ہے:-

ایں جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست (ق/163) روزے رنشن بہ پنم و تسلیم وی کنم
میرے محبوب نے یہ روح عارضی طور پر حوالے کی تھی کہ جس دن اس کا منہ دیکھوں اس کے سپرد کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: موت پل ہے جو پہنچاتی ہے محبوب کو محبوب کے پاس۔ یعنی موت پل ہے کہ پہنچاتی ہے دوست کو دوست اس وقت یہ حدیث مبارک حقیقت میں اسی موقع کی مناسبت سے ہے۔ سنہ پیدائش اور عرصہ زندگی اور سنہ شہادت یہ ہے۔

محبوب خدا بود امیر مسعود

در چہار صد و پنج در آمد بوجود

تادمت بست (بعثت) در جہاد افزود
امیر مسعود اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے چار سو پانچ میں دنیا میں تشریف لائے۔ عرصہ بیداری سے جہاد میں رہے 424 (ہجری) میں انتقال فرمایا (شہید ہوئے)۔

حاصل کلام یہ کہ خلقت نعرہ ہائے بلند کرتے ہوئے روئی اور تلواریں بلند کرتے ہوئے منکرین کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ اور منکرین اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر چاروں اطراف سے تیر بارش کی طرح برساتے رہے شام کی نماز تک ایک شخص بھی زندہ نہ رہا جملہ آدمی اور خدمت گاران چاند کے گرد تاروں کی مانند گرے پڑے تھے۔ اور سکندر دیوانہؒ (ق/164) سر مبارک سلطان الشہداءؒ زانو پر رکھے ہوئے بیٹھا تھا کوئی تیر مسلسل سینہ پر آگے لیکن اس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ محبوب رب العالمین کے سر مبارک کو جو زانو پر رکھا تھا معمولی سی حرکت نہ دی اور اپنی روح ان کی محبت میں قربان کر دی یہ سکندر دیوانہؒ تفسیر منس تھا سر تا پا نگاہ ہوتا چونکہ وہ سلطان ابراہیم اہمؒ کے سلسلہ سے تھے اور ان کے مرید تھے اوجھمیان کے طریقہ پر چلنے والے مشہور ہیں (اس سلسلہ والے) سر اور پیر سے ننگا رہتے ہیں۔ سلطان الشہداءؒ کے عاشقان

کے حلقہ میں وہ محض تھا ایک لکڑی کی چھڑی ہاتھ میں رکھنے کی عادت تھی اور ہر وقت سلطان الشہداءؒ کے جلو میں پیدل چلتے تھے خلوص محبت کی وجہ سے امر و ماضیوں میں بہت قدر و منزلت تھی چنانچہ انجام کو پہنچا اور سفید گھوڑی کو بھی کچھ تیر آگے لگان کے قدموں (ق/165) اپنی جان دے دی۔ اس کے بعد کفار باغ میں آئے جب رات ہوئی سلطان الشہداءؒ کا جسم مبارک کافی ڈھونڈ کر مل گیا۔ کا حق تعالیٰ نے ان کی نظر ناپاک سے چھپا رکھا راحہ سہر دیو کی خواہش تھی کہ رات ادھر ہی قیام کریں آخر دیگر کفار نے کہا اس جگہ مسلمانوں کا خون گرا پڑا ہے اس جگہ ہمارا رہنا ٹھیک نہیں اس وقت ہمیں اپنے لشکر کی خبر لینا چاہیے کہ کس قدر آدمی مارے گئے اور کس قدر باقی ہیں آنے والے لکل پھر آئیں گے۔ الغرض کفار واپس اپنی جگہ چلے گئے کچھ مسلمان جو زخمی تھے موقع پا کر اٹھے بہرائچ کی جانب روانہ ہوئے اس واقعہ حال جا کر میر سید ابراہیمؒ سے کہا۔ سلطان الشہداءؒ نے میر سید ابراہیمؒ کو مع سواروں اور شاگرد پیشہ کی ایک جماعت بہرائچ گھر پر رہنے دیا تھا کئی ایسا نہ ہو (ق/166) کفار دوسری جانب سے گھر پر حملہ کر دیں۔ حاصل کلام یہ دو تین شخص زخمی تھے وہ بھی شہر چلے گئے باغ میں شہداء کے علاوہ اور کوئی زندہ شخص موجود نہیں تھا مگر کتا نگھل زندہ تھا اور جب دو گھڑی رات گزری تو گیدڑ آئے۔ مذکور کتا سلطان الشہداءؒ کے جسد خاکی کے ساتھ کھڑا تھا گیدڑ جس جانب سے آئے اسی جانب بھونکتا دوڑتا تھا اسی طرح تمام رات شہداء کی گمرانی کرتا رہا۔ یہ کتا نگھل ثانی سگ اصحاب کیف ہے۔ القصہ جب محبوب رب العالمین کی شہادت کی خبر میر سید ابراہیمؒ نے سنی تو فوسوں ناک واقعہ سے جسم پر کپکپی طاری ہوئی اور بے ہوش ہوئے اور میر مذکور سلطان الشہداءؒ کے ہم عمر تھے خوبصورت و صاحب کمال تھے اور سلطان الشہداءؒ شروع ہی سے اکثر (ق/167) ان سے حسن سلوک سے پیش آتے تھے اور بہت عزیز رکھتے تھے تھوڑی دیر بعد جب ہوش میں آئے تو سب لوگوں کو اپنے پاس بلا یا اور کہا کہ ہم سلطان الشہداءؒ کی محبت کی وجہ سے اس ملک میں آئے تھے ایسا واقعہ ان کے ساتھ ہوا ہے اس وقت ہم کدھر جائیں اور کس کو چہرہ دکھائیں، دل میں مرنے کے علاوہ کوئی اور صورت نظر نہیں آتی۔ اگر تم میرے ہمراہ چلتے ہو تو بہتر درہم کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں یہ کہتے ہوئے سواری مانگی آخر جماعت جو آپ کے ساتھ تھی نے ایک ساتھ التماس فرمایا کہ آپ کا اور ہمارا ایک ہی مقصد و فاصلہ ہے لیکن اس وقت رات کو کدھر جائیں جب صبح ہوا اس وقت سوار ہونا چاہیے تا کہ دن روشن ہو جائے تو جان نچھاور کریں گے مشاورت کے بعد رات کو رک گئے مگر نیند جا چکی تھی پوری رات عاجزی و انکساری سے رو رو کر التجائی سحر ہونے سے قفل نیند کا غلبہ ہوا لیٹے خواب دیکھا گویا ایک بلندی کی مانند (ق/168) پہاڑ ہے اور بالائی اوپر والی جگہ پر بساط بچھی ہوئی ہے جو بہشت کے پھولوں سے سجی ہوئی ہے کل آدمی جو لشکر اسلام کے شہید ہوئے تھے وہاں موجود ہیں عمدہ نفیس لباس زیب تن کیے ہوئے شاداں و مسرو و تشریف فرما ہیں ان کے بیچ سجے ہوئے تخت پر سلطان الشہداءؒ سر پر تاج سجائے سرخ لباس پہنے جلوہ فرما ہیں سر مبارک پر عظیم شاہی تاج پہنا ہوا ہے میر سید ابراہیمؒ مذکور نے بھرپور ارادہ فرمایا کہ اوپر والی بلندی پر محبوب رب العالمین کی خدمت اقدس میں پیش ہوں لیکن ایسا نہ ہو سکا بے قراور پریشان

ہو کر آوازی اس وقت سلطان الشہداءؒ نے فرمایا کہ ابھی آپ اس محفل کے اہل نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آنے والی کل اس مجلس میں شامل ہوں گے۔ پس سلطان الشہداءؒ تمام آدمیوں کے ساتھ اٹھ گئے گھوڑے برائے سواری پیش کیے گئے محبوب الہی (ق 169) سفید گھوڑی پر سوار ہو کر سیر کے لئے روانہ ہوئے۔ میر سید ابراہیمؒ پیچھے دوڑے اور دیکھ کر عرض کی کہ بندہ کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا! کہ ہمارا ظاہری جسد خاکی باغ میں پڑا ہے اس کا لگول چکان کے درخت کے نیچے سپرد خاک کریں اور سکندر دیوانہ کو بھی میرے برابر پہلو میں فتن کریں اور میرا سواری کا گھوڑا جس جگہ پڑا ہے مٹی میں دبا دیں اور باقی ساتھیوں کو بھی جہاں ہو سکے فتن کر دیں اور سہر دیو کا فرقہ قتل کر دیں اس سے آپ کا کام بھی بن جائے گا جب یہ تمام باتیں ہو گئیں۔ میر سید ابراہیمؒ جاگے ذوق عالم و باطن میں جو خواب دیکھا ایک پل بھی اس دنیا میں رہنا مشکل لگ رہا تھا فوراً غسل کیا اور صاف ستھرا لباس پہن کر سوار ہوئے اور لشکر کے بیلداروں کو ساتھ لیا اور خود ساتھیوں کے ہمراہ میدان شہادت پہنچے سلطان الشہداءؒ کو مع لباس پوشاک و اسلحہ کے گل چکان (مہوہ) کے درخت کے نیچے جو چوتھرے بیٹھنے کے لئے تھے میں سپرد خاک کیا اور سکندر دیوانہ کو مطابق باطنی اشارہ برابر فتن کیا اور سفید گھوڑی کو بھی اور اکثر شہداء جو جگہ جگہ پڑے تھے کو بھی زمیں کے نیچے دبا دیا اور لالہ شہداء جو سورج کند میں پڑے تھے مٹی کا تودہ بنا کر کفائی نظروں سے اوجھل کر دیا اس تاریخ سے کفار کی زیارت گاہ ختم ہوئی اور سلطان الشہداءؒ کی بات پوری ہوئی اللہ تعالیٰ نے منہج کفار کو نور اسلام سے روشن کر دیا۔ قصہ مختصر میر مذکور نے اس کام سے ایک پہر (یعنی تین گھنٹے) میں فراغت پائی تو اس وقت کفار کو یہ اطلاع پہنچی کہ لشکر اسلام بدستور میدان جنگ میں موجود کھڑا ہے۔ رائے سہر دیو جب تمام کفار کی فوج کے ہمراہ تھاروں سے لیس ہو کر سناپ کی طرح بل کھاتے ہوئے جنگ کے لئے آیا جیسے ہی کفار کا لشکر سامنے آیا سید ابراہیمؒ نے ایک قبر سکندر دیوانہ کے ساتھ اپنے لیے (ق 171) بنوائی اور میدان میں آئے دونوں جانب کے جوان جنگ میں مصروف ہوئے بہت بڑی جنگ ہوئی آخر کار میر سید ابراہیمؒ نے اپنے گھوڑے سے حملہ کیا۔ دوسری سمت سے رائے سہر دیو بھی آیا چانک میر سید ابراہیمؒ نے رائے سہر دیو کو وار کر کے ہلاک کر دیا اور خود بھی جام شہادت نوش فرمایا، میر مذکور کو ان کے دوستوں نے اٹھا کر قبر گاہ میں پہنچایا اور وصیت کے مطابق اس قبر میں جو حضور نے خود بنوائی تھی میں میر سید ابراہیمؒ کو فتن کیا خود بھی شہید ہو گئے اور کوئی شخص بھی زندہ نہ بچا دونوں اطراف کے میدان میں مارے گئے۔ سلطان الشہداءؒ کے چند خدمت گار اور دو تین غلام جو زنی تھے جب ٹھیک ہوئے تو ساری عمر آستانہ جھاڑ دیتے رہے۔ سید حاجی احمد اور سید حاجی محمد جو کہ مقرران (ق 172) سالار ساہو تھے اور سترکہ میں رہ گئے تھے کچھ عرصہ کے بعد بہرائچ تشریف لائے اور آستانہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ جیسا کہ سلطان الشہداءؒ سے ان دونوں رشتہ داروں کو بے انتہا محبت تھی اس وجہ سے ساری عمر آستانہ عالیہ کی خدمت میں گزار دی اور سلطان الشہداءؒ کی دلی محبت بھی ان سے بھائی اور بیٹے سے کم نہ تھی۔ اور مہربانی محبوب رب العالمین عام ہے کہ جس کی وجہ سے ابھی تک خلوص نیت سے ان کے آستانہ عالیہ کی خدمت کرنے والے مجاورین سے بیٹوں سے زیادہ شفقت و مہربانی کی

جاتی ہے اور سلطان الشہداء کے لئے نذر نیاز آستانہ عالیہ کے مجاورین کے علاوہ دوسروں کو دینا جائز نہ ہے۔ القصہ جب یہ فقیر (مصنف عبد الرحمن چشتی) تاریخ مذکورہ کے مطالعہ سے پہلے حسب فرمان نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ و لد اکبر بادشاہ کے کوہ دامن شال کی طرف گیا تھا چاریہ مٹی (ق 173) بہدر نام زنا دار وکیل راجہ کوہ کی طرف سے آیا تھا اس فقیر نے اس سے ملاقات کی اتفاقاً سلطان الشہداءؒ کا ذکر آیا چاریہ زنا دار مذکور ہندی تاریخ دسترس رکھتا تھا سلطان الشہداءؒ کی آمد ملک ہندوستان کے وقت سے شہادت تک کے تمام حالات اور ان تمام جنگوں جو انہوں نے کفار سے لڑیں تھیں کی تفصیل اپنی تاریخ میں نقل کی تھی اس میں یہ بھی نقل تھا کہ جب رائے سہر دیو نے سالار مسعودؒ کو شہید کیا اور جب اپنے گھر آیا تو آدھی رات کے قریب سالار مسعودؒ خواب میں آئے اور فرمایا کہ مجھے شہید کرتے سلامت واپس چلے جاؤ یہ کام مردوں والا نہیں ہے پس اس خواب سے رائے سہر دیو کی غیرت جاگی صبح لڑائی کے میدان میں آیا اور قتل ہوا جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ کچھ سالوں کے بعد جب تاریخ تصنیف ملا محمد غزنوی مجھے ملی تو ایسے ہی احوال نقل (ق 174) تھے جیسا کہ تاریخ ہندی میں اس زنا دار نے درج کئے تھے اس نے کہا کہ یہ راجہ کوہ جملہ راجہ سہر دیو کی اولاد سے ہے ان کی سرکار میں یہ ”تاریخ ہندی“ میں نے دیکھی تھی قصہ مختصر یہ عام آدمیوں کی خاطر قلم کی گئی خاص آدمیوں کے لیے واقعات و جوقل ازیں دیباچہ میں لکھے گئے ہیں کافی ہیں۔ انہ یعلیم انھر و ما تنھی (اللہ) ہی ظاہر اور پوشیدہ کا علم رکھتا ہے۔ سلطان محمود غازی نے بھی دو سال پہلے سالار مسعودؒ کی شہادت سے وفات پائی۔ اس وقت سالار ساہوگا ہیلر سے سترکہ کی جانب گئے تھے اسی سال سلطان مذکور بھی جھمراٹ کی رات 23 ربیع الآخر 421 ھ ہجری فیروز باغ غزنی میں سپرد خاک کیے گئے اور تاریخ فیروز شاہی کلاں میں نقل ہے کہ سلطان محمود کے سفر آخرت کے بعد ان کا چھوٹا لڑکا (ق 175) سلطان محمد ولد محمود غزنی کے تخت پر بیٹھا اور مسعود شہید بڑے صاحبزادے سلطان مذکور ملک عراق میں تھے انہوں نے لشکر جمع کر کے غزنی پر چڑھائی کی اراکین دولت محمودی دلی طور پر مسعود شہید کے ساتھ تھے سلطان محمد کو قید کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی کھینچ کر قید خانے میں رکھا اور مسعود شہید کو تخت غزنی پر بٹھایا بعد میں مسعود شہید نے اسے قتل کر دیا اور اپنے والد کا ملک اپنے قبضہ میں کیا چند سال کے بعد سلجوقیوں نے بغاوت کی مسعود شہید نے ان سے لڑائی لڑی تین دن و رات کی جنگ میں سلجوقی فوج تباہ ہوئے وہ وہاں نہ رہ سکا۔ (مسعود شہید) غزنی سے خود روانہ ہمارا لے کر ہندوستان کی جانب آیا۔ ہندی و ترکی غلاموں نے اسے قید کیا (ق 176) محمد بنینا کے اتفاق سے اس کو قتل کر دیا عمر اس کی 45 برس تھی اور 9 برس تخت نشین رہا۔ سلطان محمد بصیر کو اس کی شہادت کے بعد پھر تخت نشین کیا گیا سلطان مسعود ولد مسعود شہید غزنی میں تھے والد کی شہادت کی اطلاع کے بعد غزنی کے تخت پر بیٹھا اور بدلہ لینے کے لیے لشکر کے ہمراہ محمد بصیر جو اس کا چچا تھا پر حملہ آور ہوا۔ مسعود اور محمد (بصیر) کے مابین لڑائی ہوئی اللہ تعالیٰ نے مسعود کو کامیابی دی اور محمد قید ہوا۔ مسعود نے محمد اور اس کے لڑکوں کو قتل کر کے والد کا بدلہ لے لیا اور والد کے قاتلوں کو جو ترک اور تاجک تھے تمام کو قتل کیا اور اپنے والد اور دادا کے ملک پر قابض ہوا نو برس حکومت کی اور وفات پائی۔ آخر چند روز

سلطان علی بن مسعود شہید تخت سلطنت پر دو مہینے (ق 177) کہہ کر سفر آخرت کیا۔ اس کے بعد سلطان عبدالرشید بن محمد بصیر تخت سلطنت پر بیٹھا نصف سال بادشاہی کی بعد اس کے طغرل ملعون غلام (ملازم) سلطان محمود غازی تخت پر بیٹھ کر سلطان محمود کے خاندان کو تباہ کر دیا۔ سلطان عبدالرشید کو معہ ایاز و دیگر دس شہزادوں کے گرفتار کر کے ایک ساتھ قتل کیا۔ اور چالیس روزہ بادشاہی کی آخر کار ایک ترک محمودی نے طغرل کو مار ڈالا۔ حاصل کلام سلطان الشہداء نے جس دن سے غزنی چھوڑا دولت محمودی فسادات شروع ہوئے اور خود بخود ہلاک ہوتے گئے اور مطلب اس حکایت کو طول دینے کا یہ ہے کہ اکثر آدمی مسعود شہید و بن محمود کا نام تاریخوں میں دیکھتے ہیں تو اس کو سلطان الشہداء (ق 178) سالار مسعود غازی تصور کرتے ہیں اللہ کی پناہ! وہ مسعود تھا اور یہ محبوب رب العالمین سالار مسعود غازی کیا نسبت ہے اور کیا مشابہت ہے۔ ایک غلام، غلامان سلطان الشہداء سالار مسعود پر فخر کرتا تھا۔ کیوں کہ اس نے (مسعود شہید بن محمود) ملک میں ظاہری بادشاہی 9 برس کی۔ اور سلطان الشہداء کی بادشاہی ظاہری و باطنی سارے ملک میں تاقیامت ہے۔ اور اس وقت تک پوری دنیا کے بادشاہان ان کے آستانہ عالیہ کی مٹی ملتے ہیں اور ظاہر و باطن کے فیض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں اور تاقیامت مخلوق الٰہی ان کی ولایت کے تصرف سے فیض یاب ہوتی رہے گی۔ سبحان اللہ! وہ محبوب رب العالمین کہ ان کو ذوق خدا ایسا تھا کہ اس ذوق دیدار الٰہی میں جان دی (ق 179) اور دوتی میں یک رنگی حاصل کی۔ جب کبھی کوئی تعریف حق کے ساتھ موصوف ہو پس لازم ہے کہ بادشاہ دونوں جہاں ہو کر ہر خاص و عام کو فیوض و برکات پہنچائیں۔ بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔

ہر کراشد ذوق عشق او پدید

زود یابد ہر دو عالم را کلید

ہر کہ مست عالم عرفان گشت

جس شخص کو ذوق عشق ہو جائے جلد اسے دونوں جہاں کی کنجی مل جاتی ہے

جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے وہ متوالا ہو جاتا ہے اور پوری دنیا پر اس کی بادشاہی ہو جاتی ہے

قصہ مختصر بعد از شہادت سلطان الشہداء ہظرف خان بھی وفات پا گئے اور ان کے لڑکوں کو کفار نے اجیر سے نکال دیا۔ بت پرستی عام ہوئی کفر و بت پرستی کی ملک ہندوستان میں شہرت عام ہوئی۔ دو صدیوں تک ایسے ہی رہا اس وقت قطب المشائخ حضرت معین الدین چشتی کو کعبہ شریف کے طواف کے دوران آواز (ق 180) غیب سے پہنچی کہ مدینہ جاؤ۔ جب مدینہ آئے تو پیغمبر ﷺ نے (خواب میں) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہند کا ملک تمہارے حوالے کیا ہے اس جگہ (لوگ) بھٹک گئے ہیں اور اجیر میں قیام پذیر ہو جائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک اسلام تمہاری ولایت کے تصرف اور تمہارے مریدین کے سبب پھیلے گا۔ پس حضرت خولہؒ اس وقت کے رائے چٹھو را کے عہد میں اجیر داخل ہوئے اور اپنی ولایت کی برتری کی وجہ سے اے پال جوگی کو جو رائے چٹھو را کا گرو تھا اس کو اپنا مرید بنایا مگر ظلمت اور کفر کی تاریکی چٹھو را جو ابو جمل ثانی

تھا کہ دل سے ختم نہ ہوئی بلکہ حضرت خولہ کے غلاموں سے دشمنی ظاہر کی۔ پس حضرت خولہؒ نے اس کافر کو نفس بد کی بدعادی۔ قحطوں سے دن (ق 181) گزرے تھے کہ سلطان معز الدین شاہی المعروف شہاب الدین غوری غزنی کی جانب سے آئے چٹھو را کو دہلی کے میدان میں مار ڈالا اور قطب الدین ایک کو بجائے اس کافر کے دہلی کے تخت پر بٹھایا۔ خود واپس غزنی چلے گئے۔ قطب الدین ایک نے حضرت خولہ معین الدین چشتیؒ کی باطنی قوت و مدد سے تمام ملک ہند پر قبضہ کر لیا ہر مقام پر کفار کو مدخل کر کے مسلمانوں کو آباؤ کیا اور میر سید حسین مشہدیؒ جو سید حسین خٹک سوار کے نام سے شہرت رکھتے تھے کو حاکم اجیر تعینات کیا میر مذکور کو حضرت خولہؒ سے عقیدت و محبت بہت تھی اجیر کے آس پاس کے زیادہ تر کفار میر سید حسینؒ کی ہدایت و کوششوں سے حضرت خولہؒ کے حضور اسلام لائے یہاں تک کہ میر سید حسینؒ بھی اجیر میں شہید ہوئے اور پرانا قلعہ اجیر (ق 182) میں دفن کیے گئے جو کہ مزار پاک مشہور زیارت گاہ خلائق عام ہے بعد اس وقت کے ملک ہند میں کوئی کافر بادشاہ نہ ہو۔ حضرت خولہ قطب الدین بختیار قطر از ہیں کہ اللہ تعالیٰ صاحب معرفت لوگوں کی بدعا سے حفاظت کرے اس وقت میں حاضر تھا کہ حضرت خولہؒ نے چٹھو را کو بدعا کی کہ یہ کافر کو لشکر اسلام کے ہاتھ سے مار جائے اور اللہ تعالیٰ سے یہی چاہتا ہوں کہ اس وقت سے ملک ہند میں کوئی کافر بادشاہ نہ ہو۔ چنانچہ کرامات و تصرف حضرت خولہؒ سورج کی طرح روشن ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں حضرت خولہؒ کے زمانہ میں سلطان الشہداء آئے یہ محض غلط ہے مستند کتب کی تحقیق کے مطابق سلطان الشہداء معاصر حضرت ابو محمد چشتیؒ (ق 183) تھے۔ قطب المشائخ حضرت خولہ معین الدین چشتیؒ سے بہت عرصہ قبل ملک ہند میں آئے تھے اور شہادت حاصل کی ہے۔ درمیانی عرصہ کم و بیش دو سو سال ہے۔ مثل اس کے سالار مسعودؒ کی سنہ شہادت قبل ازیں لکھی جا چکی ہے اور خولہ معین الدین چشتیؒ نے مورخہ 6 رجب 632 ہجری میں وفات پائی۔ واللہ عالم بالحقیقت والصواب۔

حوالہ جات:

1	سالار قطب حیدر غازی علوی (قطب شاہی علوی اعوان) سالار ساہو کے چھوٹے بھائی اور سالار سیف الدین علوی کے بڑے بھائی تھے۔ سالار ساہو (کمانڈر انچیف) نے مانک پور فتح کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی سالار قطب حیدر غازی علوی کو مانک پور کا حاکم مقرر فرمایا اور کڑھ فتح کرنے کے بعد قطب حیدر غازی علوی کے فرزند اور اپنے بھتیجے عبداللہ کو کڑھ کا حاکم مقرر کیا۔ شجرہ نسب تاریخ علوی اعوان و تحقیق الانساب و دیگر کتب میں ملاحظہ ہو
2	مرات مسعودی نسخہ قطب شاہی علوی اعوان میں میاں رجب کو سلطان الشہداء کا غلام لکھا ہے۔ نسخہ نمبر 221 میں قدیم نوکران لکھا ہے نسخہ نمبر 376 میں کمترین چاکران درج ہے اور نسخہ نمبر 366 میں یہ پہرہ درج ہی نہ ہے۔ بہر کیف میاں رجب سالار سلطان الشہداء کے غلام ہوں قدیم نوکر یا کمترین چاکریہ سب قابل فخر اعزاز ہے۔

داستان پنجم:

بیان سلطان الشہدائے شہادت کے بعد ان کی کرامات کا ظاہر ہونا اور روضہ پاک کی تعمیر اور بعض احوال و کرامات محبوب رب العالمین۔

جب ملک ہند کفر کی تاریکی سے مثل اس جسم کے جس میں روح نہ ہو کچھ رونق نہ رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا (ق 184) کہ اسے نور اسلام سے منور کرے۔ پس حضرت سلطان الشہدائے کے وجود ظاہری و باطنی روح کے مثل اس ملک کو روشن کیا۔ جیسا کہ شروع میں جسم حضرت آدم علیہ السلام بیکارو بے حس پڑا ہوا تھا اور کوئی کچھ نہ پوچھتا تھا جب روح اس میں پھونکی گئی پہلے ان کے دل میں پہنچی بعد ازاں نیچے کی جانب ناف کے برابر آئی اس وقت چھینک آئی تو روح نے تمام جسم میں اثر کیا اور زندہ ہوئے پس نور اور رونق کی بہار ان پر روشن ہوئی تو مجبوراً تمام فرشتوں نے سرسجدہ میں کر لیا۔ حاصل کلام یہ کہ ملک ہند کی زمین کے حصے کے مطابق دہلی ملک ہند کا دل ہے اور سترہ ملک ہند کی ناف اور ملک فرو تھو پاؤں زیرین ملک ہند ہیں۔ سلطان الشہدائے بھی بطریق (ق 185) روح مذکور اور پر کی جانب سے آئے اور دہلی فتح کیا اول ملک کے دل میں قیام فرمایا اس کے بعد ملک سترہ ناف میں پہنچے پھر بہرائچ پہنچے جو کہ ملک ہندوستان کے ناف کے برابر ہے تا قیامت رہیں گے اس لئے تمام اجزائے وجود نے ملک ہند میں جگہ پائی۔ کوئی شہر اور کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں یا ہستی اس ملک مذکور میں نہیں کہ ان سے تعلق رکھنے والا کوئی ایک اسودہ خاک نہ ہو۔ جس وقت کہ سلطان الشہدائے نے ساقی کو شراب شہادت چکھان کے متعلقین پورے ہند میں بکھرے ہوئے تھے حکم اناس علی دین ملکہم یعنی ہر انسان اپنے بادشاہ کے دین پر ہوتا ہے ہر جگہ سب شہید ہوئے اور ہر ایک جگہ کو انہوں نے نور شہادت سے روشن کیا۔ اس لئے اس وقت (ق 186) سے نور اسلام سب ممالک مذکور کی جگہوں میں چھا گیا اور کفر و شرک کا قلعہ قمع کیا اور پورے ملک ہند میں از مشرق تا مغرب تک سلطان الشہدائے کے نور ولایت سے روشن ہوا اس لئے ان (سلطان الشہدائے) کا روح ملک ہند ہوا۔ لاچار تمام خلق ان کے تبرک و مطہرہ آستانہ عالیہ پر سر جکاتے ہیں۔ کیا اچھا بزرگ نے کہا ہے۔

برز مئی کہ نشان کف پای تو بود

سالہا سجدہ صاحب نظر ان خواہد بود

یعنی جس زمین پر ان کے پاؤں کے نشان پڑیں برسوں تک صاحب نظر لوگوں کے لئے وہ سجدہ کی جگہ ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سبحانہ نے ملک ہند کو تمام ممالک میں بزرگ و برتر کیا کیوں کہ خانہ کعبہ اور مدینہ معظمہ کی صورت معنوی پر اس کی بنیاد والی اس قدر شہداء اور اولیاء کو اس ملک مذکور میں ایسے آئے کہ قدم قدم پر یعنی جگہ جگہ ان کے آستانوں پر بے اختیار عجز و اکساری سے ماتھا کڑتے ہیں اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔ الغرض یہ فقیر (عبدالرحمن چشتی) چالیس روزہ جیلہ میں بیٹھا تھا خیال آیا کہ سلطان الشہدائے کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر مقام و رتبہ ہوگا؟ چند روز تک اکثر اوقات اسی سوچ و فکر (ق 187) میں رہتا تھا آخری عشرہ ماہ رمضان خواب دیکھا گویا یہ

فقیر (عبدالرحمن چشتی) زیارت خانہ کعبہ گیا ہے چنانچہ زیارت طواف کعبہ کی انجام دہی کے بعد موجود تھا کہ درمیان کعبہ اللہ ایک قبر ہے حیرت ہوئی کہ آیا یہ قبر کس کی ہے؟ ایک عربی مرد سفید ریش و سبز لباس پہننا اور بڑا عمامہ مٹھا عربی طرز کا باندھے ہوئے فقیر کے سیدھے ہاتھ کھڑے ہیں معلوم کیا کہ یہ آدمی مجاور کعبہ ہے اس عربی آدمی نے کہا یہ قبر اللہ تعالیٰ کے محبوب کی ہے پھر اس بھی زیادہ حیرت ہوئی قبر کی جانب متوجہ ہوا تھوڑی دیر بعد سلطان الشہدائے اس قبر سے باہر آئے فقیر نے محبوب رب العالمین جیسی ہستی کی قدم بوی حاصل کی اور ان کے ہمراہ ہوا جب حرم کعبہ سے نکلے تو گھوڑے برائے سواری (ق 188) حاضر کئے گئے ایک گھوڑے پر خود سوار ہوئے اور ایک گھوڑا برائے فقیر کو عطا فرمایا روانہ ہو گئے۔ اور فقیر بھی ہمراہ ہی روانہ ہوا بعد ازاں خود بہرائچ روانہ ہوئے اور بندہ گوہر پر رخصت کیا۔ قربت، مرتبہ و مقام اس اللہ کے محبوب کو اللہ تعالیٰ سے ہے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے لیکن وہی جانتا ہے جو اس نعمت سے فائدہ حاصل کر چکا ہو۔ جیسا کہ بزرگ کہا۔

قلندر را در این ہر دو مہ کا نست

زمین و آسمان ہر دو شریفند

وگر نہ یار ما ز کس نہاں نیست

نظر در دیدہ ناقص فتادہ

یعنی زمین و آسمان دونوں اعلیٰ رتبہ والے ہیں مگر درویش کا ان دونوں میں گھر ہے نظرنے دیکھنے میں قصور کیا اور نہ ہمارا محبوب کسی سے چھپا نہیں۔

القصہ ایک مرتبہ ای کتاب کی تصنیف کے وقت میرے دل میں سلطان الشہدائے کے نسب کے بارے میں وہم ہوا تو ایک رات خواب دیکھا کہ سلطان الشہدائے سفید گھوڑے پر سوار بہرائچ کی جانب سے تشریف لارہے ہیں جب پاس آئے تو فقیر (عبدالرحمن چشتی) سے فرمایا کہ ہم اپنے آباء و اجداد کی قبروں کی زیارت (ق 189) کو چلتے ہیں تم بھی ہمراہ چلو تا کہ ہمارے نسب کا شگ و شبہ ختم ہو جائے حکم کے مطابق فقیر بھی ہمراہ ہوا۔ سالار ساہو نامحمد حنفیہ غازی 1 ایک ایک کی فقیر کو دکھائیں بعد ازاں برائے زیارت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب حرم کعبہ آئے تو میں نے دور سے دیکھا کہ اسد اللہ الغالب صلوٰۃ اللہ علیہ فاتحنا لباس پہنے کعبہ کے درمیان دروازہ خانہ کعبہ پر تکیہ کیے ہوئے ہیں اس دوران دیکھا کہ دوسرے سفید ریش اور سفید لباس زیب تن کیے ہوئے دروازہ خانہ کعبہ کے پاس تشریف فرما ہیں اور نقطہ چینی کرتے ہوئے فرمایا کہ معلوم نہیں پیری و مریدی کی رسم کہاں سے ظاہر ہوئی ہے؟ فقیر (عبدالرحمن چشتی) نے تردید کرتے ہوئے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الی اخیرہ۔ اے محبوب ﷺ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ حضرت رسالت پناہ ﷺ تشریف (ق 190) لائے دیکھنے میں موجود نہ تھے۔ پھر اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ کی جانب اشارہ کیا کہ طریقہ پیری اور مریدی ان خلیفہ (حضرت علیؓ) اور جانشین حضرت رسالت پناہ ﷺ سے ہے کسی نے

خود رازی نہیں کی ہے۔ لیکن تم اس آدمی کی خلافت سے انکاری ہو۔ دونوں بزرگ آدمیوں نے اس جواب سے سر جھکا لیا خاموش ہو گئے۔ بعد ازاں بندہ نے سلطان الشہداءؒ کے وسیلہ سے آگے بڑھ کر امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قدم بوسی و فائض حاصل کیا جو کچھ نگراران ہر دو بوڑھے مردوں سے ہوئی تھی عرض کی حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے رضامندی سے ہلایا یعنی اچھا کہا بعد اس کے اٹھے اور خانہ کعبہ کے وسط میں جا کر نماز میں مصروف ہوئے۔ بندہ نے بھی ساتھ ان کے پیروی کی۔ اس وقت سے مثل اس کے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا مقام خانہ کعبہ ہے۔ اور ہر وقت خانہ کعبہ کے دروازے پر بیٹھ (ق 191) کر مردان اللہ یعنی درویشان اور روئے زمین کے بادشاہوں کی علیحدگی اور تقرری اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ تعریف اس رب العزت کی کہ ہر حال میں سلطان الشہداءؒ کی اس نعمت سے بہرہ مند ہوئے۔ اور مراد اس حدیث حضور نبی کریم ﷺ: **اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا** میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا درواز ہیں ظاہر ہوا۔ قصہ مختصر شہادت کے بعد سلطان الشہداءؒ کی پہلی کرامت جس نے عوام میں شہرت پائی وہ یہ ہے کہ موضع کمرور میں ایک کوبانی رہتا تھا اس کی بیوی کو بانجھ قرار دیا گیا تھا اس کی ساس نے اسے طعنہ دیا کہ میرے مکان سے دور ہو جاؤ میں اپنے فرزند کی شادی اور جگہ بانجھ عورت کو دیکھنا ہی منحوس ہے۔ کوبان عورت غیرت و شرم سے روتی ہوئی گھر سے نکلی اتفاق سے سلطان الشہداءؒ کے آستانہ عالیہ پر پہنچی چند لمحوں کے بعد اس سکون آیا خادمان (ق 192) درگاہ نے اسے غمگین و پریشان پا کر واقعہ حال دریافت کیا۔ واقعہ حال بیان کیا تو خادموں نے کہا کہ حضرت سالار عارف ربانی تھے اور پھر خدا کی محبت میں شہید ہوئے تو سچے دل سے نیت کرناشاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے حق تعالیٰ تمہیں فرزند زینہ عطا کرے گا تو اس عورت نے بہت خوش ہو کر نیت کی اس کا خاندان بھی عورت مذکور کی تلاش و جستجو میں آ کر اسی جگہ پہنچا واقعہ حال سنا آگاہ ہوا اس نے بھی نیت کی خاندان ہمراہ بیوی اپنے گھر گیا اسی شب حمل ہوا نومہ ماہ کے بعد فرزند زینہ پیدا ہوا اسی دن سے وہ کوبان خود اپنی اہلیہ اور قبیلہ کے ساتھ سوار کی شب برائے زیارت سلطان الشہداءؒ آنے لگے اور یہ کرامت جگہ جگہ نمایاں ہوئی۔ ہر شخص (ق 193) کسی کام اور مشکل کے لئے آ کر نیت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسی وقت کر دیتے۔ زیارت کے لئے آنے والے لوگ روز بروز زیادہ ہوئے تو شہرت غالب ہوئی ان دنوں اللہ تعالیٰ کے محبوب کی کرامات لوگوں پر بمثل برسات نازل ہونے لگیں، نابینا اور برص اور کوڑھ اور دیگر بیماریوں والے اس محبوب خدا کے آستانہ عالیہ پر پہنچتے اور صحت یاب ہوتے اس طرح گاؤں گاؤں اور شہر اور ملک بملک کرامات کو شہرت ملی چنانچہ اس وقت سے ان کا آستانہ عالیہ دنیا کی حاجات کا قبلہ ہے۔ قصہ مختصر منقول ہے کہ سید رکن الدین اور سید جمال الدین ان دنوں ولایت سے آ کر قصبہ رودلی میں آباد ہوئے سید رکن الدین کے دو فرزند تھے اور سید جمال الدین کی ایک بارہ سالہ لڑکی کو اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کو کمال حسن سے سجایا تھا (ق 194) لیکن بینائی نہ تھی نام اس کا زہرہ تھا سادات مذکور ہر وقت بیٹی کی اس صورت حال سے پریشان رہتے تھے یکا یک چند آدمیوں نے بہرائچ سے آ کر بیان کیا کہ حضور ہمارے سامنے آستانہ عالیہ

سالار مسعودؒ پر کچھ نابینا نے بینائی پائی ہے۔ سید جمال الدینؒ یہ بات سن کر بے حد خوش ہوئے نیت کی کہ اگر سلطان الشہداءؒ کی برکت سے میری لڑکی کی آنکھوں میں نظر آجائے تو ان حضرت کا مرقعہ کمرور لگا بعد اس کے مذکورہ بات اپنی بیٹی کے سامنے بیان کی تو ہر نے بھی نیت کی کہ اگر میری نظر آجائے تو پوری زندگی آستانہ سلطان الشہداءؒ جھاڑو دینے کے علاوہ اور کام نہیں کروں گی۔ حاصل کلام یہ کہ غائبانہ احوال سلطان الشہداءؒ سن کر زہرہ کے دل میں اس محبوب الہی کی محبت بیٹھ گئی ان کے ذکر علاوہ (ق 195) کوئی اور بات پسند نہ آتی۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ **مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا أَكْثَرَ ذِكْرِهِ**۔ یعنی جو کسی سے محبت کرتا ہے ہمیشہ اسے یاد کرتا رہتا ہے۔ اور ہمیشہ سلطان الشہداءؒ کی تسبیح پڑتی رہتی روز بروز محبت بڑھتی گئی۔

بساکین فتنہ از گرفتار خیزد

نتہا عشق از دیدار خیزد

صرف دیکھنے ہی سے محبت نہیں ہوتی بلکہ زیادہ تر یہ فتنہ بات چیت سے بھی ہوتا ہے

اور زہرہ کو اپنے وقت میں زیلخار پر تری حاصل تھی کیوں کہ زیلخا یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھ کر ان کے حسن و جمال کی عاشق ہو گئیں تھیں اور زہرہ سلطان الشہداءؒ کا نام ہی سن کر محبت میں گرفتار ہو گئی تھیں۔ چنانچہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا اور شب و روز مسعود مسعود پکارتی۔ ایک روز سلطان الشہداءؒ آئے اور اس کے آگے کھڑے ہو گئے اور کہا! زہرہ جس شخص کی خواہش مند و طلب گار ہو وہ تیرے آگے کھڑا ہے تو دیکھتی کیوں نہیں؟۔ پس زہرہ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کی کہ اے اللہ اگر میں عشق (ق 196) سالار مسعودؒ میں سچی ہوں تو میری بینائی دے تاکہ محبوب کے حسن و جمال کا دیدار کر سکوں ورنہ اسی لمحہ مر جاؤں تاکہ فراق کی تکلیف سے نجات ملے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی سچی محبت کی وجہ سے اسی لمحہ نظر عطا کی پس پہلی شے جو اسے نظر آئی وہ سلطان الشہداءؒ کا جمال تھا۔ سلطان الشہداءؒ کے روح کو دیکھ کر وہ ان کی جانب بھاگی مگر وہ اس کی بینائی عطا فرما کر اس کی نظروں سے اوجھل ہوئے۔ اور زہرہ بے حال ہو کر ہائے ہائے کر کے رونے لگی سبحان اللہ والدہ و والد اور تمام رشتہ دار اس کی آنکھوں کی بینائی پر بے حد خوش ہوئے لیکن وہ محبوب کی جدائی میں کباب ہو گئی جب پریشانی و بے تابی بہت بڑھ گئی تو سلطان الشہداءؒ خواب میں دکھایا کہ اگر مجھے چاہتی ہو تو بہرائچ آؤ تو (ق 197) والدین سے اس نے زیارت کی اجازت طلب کی اور کہا کہ آپ نے مزار بنانے نیت کی تھی اب دیر کرنا اچھا نہیں سید رکن الدین اور سید جمال الدین اگرچہ بہت دولت مند اور صاحب ثروت اور شاہانہ طرز رکھتے تھے لیکن انہیں باطنی معرفت بھی حاصل تھی اپنے عرفان معرفت سے دختر کے حالات معلوم کر لیے تھے سید جمال الدین نے سید رکن الدین کے ایک بیٹے اور اپنے ایک سالے کہ ذریعہ بہت سے اموال کے ہمراہ زہرہ کو بہرائچ کی جانب رخصت کیا زہرہ جب آستانہ عالیہ متبرکہ پہنچی تو سلطان الشہداءؒ نے اسے باطنی تلقین کی پس اس دن سے اسے محبوب رب العالمین کی حضوری حاصل ہوئی۔

چندیں سخن نغز کہ گفتی کہ شنیدی

گر عشق نبودی بخدا کس ز سیدی

رخسارہ معشوق بعاشق کد بودی

گر بادی بودی سر زلفش کد بودی

یعنی اگر محبت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تک کون پہنچتا ہے اس قدر عمدہ و نادر گفتگو کون کرتا کون سنتا ہوا نہ ہوتی تو اس کی زلف کون سر کا تا اور رخسار (گال) معشوق، عاشق کو کون دکھاتا ہے

بعد ازاں زہرہ برائے عمارت روضہ پاک (ق 198) پابند ہوئیں اول روضہ سلطان الشہداء اور سالار سیف الدین درست کیا اس کے بعد جملہ شہداء جو سورج کند میں چھپائے گئے تھے ان سب کا ایک مزار بنوایا اور سلطان الشہداء کے کافی ساتھی وہم نشین گنج شہیداں میں آسودہ خاک ہیں۔ اس کے بعد اپنے لیے بھی ایک روضہ اپنے لیے بنوایا وصیت کی کہ مجھے اس روضہ میں دفن کرنا اور جو بیٹا سید کن الدین اور سالار سید جمال الدین جو زہرہ کے ساتھ آئے تھے خدمت عمارت مذکور ان کے حوالے کی گئی کچھ دن آستانہ عالیہ کی خدمت کرتے رہے ان کو بھی بعد میں تو فیض ہوئی کہ ایک روضہ متصل زہرہ کے روضہ کے درست کیا دانیایا امور ترک کر کے اسی روضہ میں مصروف عبادت ہوئے جب فوت ہوئے (ق 199) ہر دو اشخاص کو اسی مقام پر دفنایا گیا۔ نیز جب زہرہ اٹھارہ سال کو پہنچی تو محبت محبوب الہی میں اتوار 14 رجب کو کہ اس وقت ہندی قاعدہ سے جیٹھ ماہ کا پہلا دن تھا دوست کو دیکھنے کی غرض سے اپنی جان دوست کے سپرد کی۔ اور جب زہرہ غلبہ عشق و محبت محبوب الہی کی ذات کے تصور میں عین صفت اس کی بھی ہوئی حق تعالیٰ نے محبت محبوب کی وجہ سے محبوب کی محبت کرنے والے کو بھی محبوب بنالیا۔

ورنہ کجایافتی چوب بہای نبات

ہر چہ درین عالم است از اتر صحبت است

یعنی جو کچھ اس دنیا میں ہے سب صحت کا اثر سے ہے ورنہ کہاں ممکن تھا چوب میں قیمت مصری و گنے کی ہو حاصل کلام یہ ہے کہ اس زمانے میں ولایت سے معمار ہندوستان نہ آئے تھے کہ روضہ متبرکہ کا گنبد ولایت کے طرز سے بنایا جاتا معمار ہند (ق 200) یہ طریقہ نہیں جانتے تھے اور جب زہرہ نے محض شوق محبت میں عمارت روضہ بنوائی تھی اس کی محبت کی وجہ سے سلطان الشہداء نے اسی عمارت کو اس وقت تک قبول کیا ہے زمانہ گذشتہ میں بعض لوگوں نے ارادہ کیا کہ عمارت روضہ سلطان الشہداء کے شانایان شان بنوائیں تو انہیں باطنی طور پر منع فرمایا آگے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیا ارادہ ہو لیکن اس فقیر (عبدالرحمن چشتی) کا پختہ یقین ہے کہ آخر عمارت روضہ متبرکہ کا عیاشان ہوگی۔ سلطان الشہداء کے روضہ کے درمیان قبلہ کی جانب ایک محراب ہے اسی محراب کے نیچے سکندر دیوانگی قبر واقع ہے اور میر سید ابراہیم کی قبر بھی اسی قبر کے پاس (ق 201) محراب کے نیچے مشرقی رخ درمیان میں زہرہ کا روضہ واقع ہے۔ قصہ مختصر دونوں محبت کرنے والوں کی قبریں سلطان الشہداء کی قبر اور زہرہ کی قبر کے درمیان ہیں مگر زہرہ کی فوقیت ظاہر ہونے سے ان رشتہ داروں کی روح پاک کے لئے کوئی فاتحہ خوانی نہیں کرتے بعض مجاورین کو ان رشتہ داروں کی غیرت سے تکلیف پہنچتی ہے لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔ قصہ مختصر زہرہ کے انتقال کے بعد اس کی ماں خود معہ رشتہ داران ہر سال برائے عرس رودلی سے آتی تھی اور غلبہ

عشق میں کہتی کہ میں زہرہ کے نکاح و شادی کی غرض سے بہرہ لک جاتی ہوں کہ اس کا نکاح سالار مسعود سے کر دوں پس بہرہ لک آتیں اور عرس شادی و کار خیر کی طرز پر کرتیں۔ جتنے سال تک زندہ رہیں اسی طرح (ق 202) کیا۔ جو کہ اپنی لڑکی کی محبت فروانی کی وجہ سے بے اختیار تھیں یہ طریقہ کرتی رہیں۔ شوق محبت کی وجہ سے اس وقت تک یہ سنت جاری ہے اور قیمت تک رہے گی۔ لیکن فقیر (عبدالرحمن چشتی) کا اعتقاد ہے اس طرح ہے کہ یہ شادی محض اس خواب مذکور کا ثمرہ ہے جو سلطان الشہداء نے خود زندگی میں دیکھا تھا کہ ان کے والدین نکاح و شادی کے واسطے طلب فرما رہے ہیں اور یقین ہے کہ شہداء کی شادی جنت کی حوروں سے ہوتی ہے۔ جیسے شہداء باطنی طور پر ہمیشہ خوش و فرح و پرسکون ہوتے ہیں اس کا عکس ظاہری دنیا پر بھی پڑتا ہے اس جگہ بھی وہی حالت ظاہر ہوتی ہے اور یہ ظاہری دنیا کا پرتو ہے جس کا جو باطن میں ہوتا ہے اس کا ظاہر (ق 203) میں بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ [ہو الاول ہو الاخر] (ق 1 ص 69) ہوا ظاہر ہو باطن ہو بلکل شیء عظیم۔ وہی اول وہی آخر وہی ظاہر ہے وہی باطن اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اے عزیز یہ سب رنگ اور کرشمے عشق کے ہیں۔

کس نیست در میان تو خوش باش

بر نقش خود است فتنہ نقاش

ہر نقش خود فتنہ نقاش ہے کوئی نہیں اس درمیان تو خوش رہ۔ ایسی چیزیں بدعت کہنا محض جہالت و حماقت ہے حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری لکھتے ہیں کہ ”علم ظاہری اپنے علم کی کمی کی وجہ سے عارفین کے کاموں کی مخالفت کرتے ہیں وہ علم نہیں رکھتے کہ ان کی حقیقت کو پہنچیں بسبب خود کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ منقول ہے کہ جب سلطان الشہداء کی کرامات کو شہرت ہوئی تمام انہو خلق چتر رنگ و رنگ و نیزے لیے ہوئے ناپتے ہوئے ذوق و شوق سے بنارس کی جانب سے آئے تھے۔ جب جو پور شہر پہنچے تو جو پور کے لوگ بھی نیز ہا و چتر (جھنڈے) (ق 204) اور ہزاروں تیر ہا کے ہمراہ ہوئے تو شہر میں شور مچا ہوا۔ ایک دانشمند ملاں علم ظاہری کا درس دے رہا تھا اچانک ان آدمیوں کا معہ چتروں و نیزوں کے اس جگہ سے گذر ہوا وہ محبت فروانی سے قصص کرتے باجا بجاتے اور گاتے جارہے تھے اس ملاں نے پوچھا یہ کیا شور شرابہ ہے شاگردوں نے کہا یہ لاتعداد خلقت نیزوں اور جھنڈوں کے سالار مسعود کی زیارت کے کو چارہ ہیں عقل کے اندھے ملاں نے کہا کہ یہ بدعت کی قسم ہے آؤ ان آدمیوں کو تعزیر لگائیں شاگردوں کی جماعت کے اٹھ دوڑی جب قریب پہنچی کہ دست اندازی کریں اور طمانچہ غیرت دانشمند کے منہ پر اس طرح لگا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا جان دیدی شاگردوں نے اس بے عقل کو اٹھا کر گھر لایا۔ شہر کے آدمی یہ واقعہ (ق 205) سن کر آئے جمع ہوئے اور سب آدمیوں نے دیکھا کہ اس ملاں کا منہ سیاہ ہو گیا ہے۔ اس وقت سے اکثر ناعاقبت اندیشان سلطان الشہداء کی ولایت پر ایمان لائے اور فرمان بردار ہوئے اور سراسر اس کی اس دنیا میں پہنچی تھی اور اس کا سیاہ رو ہونا بے ایمان ہونے کی دلیل ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوست اپنی ہستی سے نکل کر صفت حق میں مصوف ہوتے ہیں، ان کے قول و فعل اللہ کے افعال و اقوال کے

مطابق ہوجاتے ہیں ایسے وقت میں کوئی اس طائفہ کے احوال کی مزاحمت کرے تو سزا اس کی ایسی ہی ہے کہ دنیا میں اور آخرت میں وہ سیاہ رو ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ بزرگ نے کہا ہے۔

پروانہ ازان سوخت کہ بائیں در افتاد
باسوختگان ہر کردار افتاد بر افتاد
یعنی پروانہ اس لئے جلا کہ شمع سے جالپٹا جو جلنے کے لئے ساتھ لپٹے گا وہ بھی تو جلے گا۔

روایت ہے کہ ایک روز فیروز شاہ بادشاہ چلی جے کی ماں (قر 206) چھت پر کھڑی تھی اچانک آدمیوں کا جھوم رگ برنگ کے جھنڈے اور نیزے لئے خوش و خرم ناچتے، گاتے اور بجاتے ہوئے برائے زیارت سلطان الشہداء عجاہ ہے تھے۔ واقعہ حال دیکھ کر بادشاہ مذکور کی والدہ کو حیرت ہوئی کہ یہ کون سا صاحب کرامت ولی ہے۔ حاضرین نے سلطان الشہداء کی کرامات بیان کیں۔ اور اس وقت سلطان فیروز شاہ ٹھٹھہ کی مہم میں تھا اس لئے سلطان کی ماں نے نیت کی کہ میرا لڑکا اگر ملکہ ٹھٹھہ سے فتح یاب ہو کر بخیر و عافیت پھر دہلی آجائے تو اس کو سلطان الشہداء کی زیارت کے واسطے بہرائچ بھیجوں گی۔ الغرض سلطان مذکور ٹھٹھہ میں مشکل وقت پیش آیا تو حق تعالیٰ نے تصرف (کرامت) (قر 207) حضرت سلطان الشہداء سے فتح دی اور محفوظ دہلی پہنچا۔ اور والدہ سلطان فیروز نے پابندی سے بہرائچ بھیجا۔ جب سلطان مذکور بہرائچ کے نزدیک پہنچے تو بعض ناقصان نے کہا سنا ہے کہ قہر سلطان الشہداء کی کسی اور جگہ ہے اور یہ مزار جس کی زیارت لوگ کرتے ہیں قبران محبوب الہی کی اس روضہ میں نہیں ہے۔ سلطان کو وہم پیدا ہوا کہ زیارت کیسے میسر آسکتی ہے۔ پس فرمایا! کہ معلوم کریں اس جگہ کوئی درویش خدا شناس پوشیدہ ہو جس کے ہمراہ میں زیارت کروں کہ انظر صاحب کشف عارف کامل اہل قبور پوشیدہ نہیں ہوتے۔ ان دنوں عارف ربانی محبوب سبحانی پوشیدہ راز کو جاننے والے حضرت میر سید امیر ماہ قدس سرہ زندہ تھے ان کی خوارق اور کرامات لوگوں پر بارش کی طرح برستی تھیں۔ ہر ایک نے ان کے کامل بزرگ ہونے کا سلطان کی خدمت میں التماس کیا۔ سلطان فیروز ذوق سے پہلے حضرت میر مذکور کی خدمت میں پہنچے ملاقات میں التماس کیا کہ میں شوق سے سلطان الشہداء کی زیارت کے لئے اس جگہ آیا ہوں۔ لیکن لوگ اور طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت کے ہمراہ زیارت سے مستفید ہوں کیوں کہ آپ سے اہل قبور کے حالات پوشیدہ نہیں ہوں گے۔ حضرت میر سید ماہ قدس سرہ نے فرمایا کہ فلاں دن فلاں تاریخ آسی قبر اور روضہ سے حضرت سلطان الشہداء اہل کرامت ہماری امداد کے لئے ٹھٹھہ کی جانب گئے تھے۔ جب تم اس جگہ فتح یاب ہو گئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اس مقبرہ میں آئے۔ سلطان نے واقعہ نویس طلب کیا گیا۔ کاغذ واقعہ کا مطالعہ کیا گیا وہی روز وہی تاریخ کہ جو حضرت میر قدس سرہ نے فرمایا۔ کاغذ واقعہ کے عین مطابق نکلا۔ سلطان فیروز ماہر و بزرگوں کی ولایت و کرامات (ق 1 ص 71) (قر 208-209) پر پختہ یقین ہوا ہمراہ حضرت میر قدس سرہ آستانہ عالیہ سلطان الشہداء پہنچے۔ چون کہ لشکر کے سب آدمی زیارت کے لئے گئے تھے خلقت بہت زیادہ تھی۔ حضرت میر سید ماہ قدس سرہ اور سلطان فیروز بادشاہت چھوڑ کر روضہ متبرکہ کے دروازے پر کھڑے

رہے کہ لشکر کے سب لوگ زیارت سے فارغ ہو جائیں اس وقت میں شرف زیارت کروں گا۔ پس سلطان نے رخ حضرت میر قدس سرہ کی جانب کرتے ہوئے عرض کی کہ سلطان الشہداء کی کچھ کرامات بیان کیجئے چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو جہاں کی کامل پہچان دی ہے اسی وقت جواب دیا کہ اس سے زیادہ کون سی کرامات سلطان الشہداء کی چاہتے ہیں کہ آپ جیسا بادشاہ اور مجھ جیسا فقیر دونوں درباری کر رہے ہیں۔ سلطان بھی اسی بات کی خواہش رکھتا تھا بہت لطف ولذت (قر 210) حاصل کر کے محفوظ ہوا۔ اور شمس السراج واقعہ نویس سلطان فیروز قسم پنجم مقدمہ اول بیان خام ہونے فیروز شاہ کے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ فیروز شاہ اللہ کی مہربانی سے حضرت شیخ علاؤ الدین نواسہ شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود اجدہی قدس سرہ اعزیز سے عقیدت رکھتا (مرید) تھا اپنے عہد حکومت میں اس نے اولیاء کرام کی اطاعت کی۔ آخری عمر میں سرحلق کرتے ہوئے 776 ہجری میں بغرض مریدی و بندگی سپہ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بہرائچ پہنچا ٹھٹھہ عرصہ اس جگہ قیام کیا۔ اچانک ایک شب سپہ سالار مسعود غازی جے نے خود سلطان فیروز کو خواب میں ظاہر ہو کر دیدار دلایا اپنا ہاتھ چہرہ پر پھیرا یعنی بڑھاپے کے دن آگئے ہیں آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اور خود اس کو یاد میں لانا چاہیے (قر 211) سلطان شہ سوار نے برائے ہدایت و دیکھیری حلق کرواتے ہوئے روضہ سپہ سالار مسعود غازی کے قدموں میں صوفیہ کرام کی جماعت میں شامل ہوا۔ غرض کہ اس دن سے فیروز شاہ کی محبت کے سبب اس کے اکثر گھر والے شہزادے اور امراء مملکت نے بھی حلق کروایا۔ یہ عجیب راز ہے محبت اور دوستی کی داستان کا۔

مرزا منہ پندار چون خوشیست
من آیم بجان کرو تو آئی بقرن
مجھ کو اپنی طرح زندہ ہی سمجھو کہ تم اگر جسم کے ساتھ آئے تو میں روح کے ساتھ آیا ہوں۔

منتخب التاریخ میں تحریر ہے کہ بعد ازاں سلطان نے دہلی جا کر خود اپنے نواسہ کو ولی عہد تعینات کرتے ہوئے تخت سلطنت چلی پر بٹھایا اور خود خلوت و تنہائی اختیار کرتے ہوئے بقیہ عمر یاد الہی میں مشغول ہوئے۔ حضرت میر سید اشرف جہانگیر قدس سرہ اپنے خط نمبر 32 میں فطر از ہیں کہ سادات بہرائچ کے بہت صحیح المنسب میں مشہور (قر 212) ہیں سید ابو جعفر میر ماہ کو دیکھا ہوا وہ پاکیزگی و پارسائی میں بے مثال تھے۔ اور مزار متبرکہ سعید شہید مسعود غازی کے طواف کے دوران روحانیہ مسعودیہ حضرت خضر علیہ السلام اور سید میر ماہ اور یہ درویش ایک محفل میں تھے زیادہ تر حالات مشینت (بزرگی) اور مقامات معرفت و بزرگی حضرت خضر علیہ السلام سے معلوم کیے تھے اس دوران دندان مبارک حضرت خضر علیہ السلام ساتویں مرتب از سر نو نکلے تھے۔ سبحان اللہ کیا انوکھی مجلس واقع ہوئی تھی۔ اس حکایت سے سلطان الشہداء کے کمالات زہن نشین ہوتے ہیں۔ ملفوظ حضرت میر سید علی قوم قدس سرہ میں درج ہے کہ حضرت میر نے اپنے خلیفہ کامل (کامل) شاہ موسیٰ جیسے کو وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے لئے اپنی توجہ روحانیت (قر 213) سالار مسعودی جانب ہونی چاہیے اس لئے کہ ان کی روح پاک مثل آفتاب کے خدا شناسوں کی نظر میں چمکتی ہے اور یہ لوگ ان سے فیض پاتے

ہیں۔ اگرچہ کوئی ایک حرف بھی کافی ہوتا ہے۔ خواجہ مصلح الدین کے نبیرہ شیخ مرتضیٰ ملفوظ حضرت میر سید سلطان قدس سرہ میں اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ میر سید سلطان نے بارہ برس دہلی میں خوش نشینی کے قریب ایک پرانی قبر جو درمیان سے کھوکھلی اور خالی تھی میں گزارے۔ بعد ازاں بارہ برس باہر بیٹھے تھے کہ دیکھا ایک شخص مریض راستے میں جا رہا تھا۔ اچانک گھوڑے کے اوپر سے سوار ظاہر ہوا اور اس مریض کو کوڑا مارا اور میر سید سلطان کو اس عبارت سے خطاب کیا کہ اے درویش؟ میر نے کچھ نہ کہا۔ چند اور کوڑے مریض کو مارے۔ زیادتی کی وجہ سے وہ مریض زمین پر کروٹ پہ کروٹ اور ہاتھ زمین پر مارتا رہا کوڑہ کی کھال اتر گئی اور جسم (ق 214) ٹھیک ہو گیا۔ کہا چلا چلا یا اس جگہ رہ۔ جب مریض چلا گیا تو پھر میر مذکور کو مخاطب کیا۔ تیسری دفعہ کہا! اے قطب جہانگیر! تین روز تک اسی لقب سے مخاطب ہوئے۔ اور اس دنیا میں کوئی شخص انہیں ایسا نہیں کہتا تھا۔ میر مذکور حیران ہوئے اس سوار کی جانب دیکھا اور کہا! تم کون ہو۔ کہا کہ ولایت نمک کا حصہ ہر شخص کی دیک میں میرے ہاتھ سے پڑتا ہے۔ ہم کو سالار مسعود کہتے ہیں۔ میری قیام گاہ بہرائچ ہے۔ صحبت (مجلس) تصور میں واقع ہوئی۔ اور شیخ ضیاء ربی توارنخ فیروز شاہی جو خود انہی کی تصنیف ہے میں لکھتے ہیں کہ سلطان محمد شاہ تعلق 2 نے عین الملک کے فتنہ (بغوات) بنگر منو سے فارغ ہونے کے بعد بہرائچ کا ارادہ کیا اور سپہ سالار مسعود غازی کی زیارت کی بسبب کہ وہ مجاہدین و غازیان و عزیزان سلطان محمود سنگتین میں سے تھے (ق 215) اور مجاہدین مزار کو بے شمار صدقات زہادینے۔ بہرائچ میں احمدیاز تقیض کیا کہ وہ آگے روانہ ہوں اور لکھنوتی کے راستے میں لشکر گاہ قائم کریں۔ یہ خود (بہرائچ) کی حدود میں فرانس سر انجام دیئے۔ قصہ مختصر زیادہ تر بادشاہان دہلی برائے زیارت سلطان اشہد اے پہنچتے اور ظاہری و باطنی فیض پاتے رہے۔ حضرت شیخ محمد فیاض سے روایت ہے کہ قطب الوقت حضرت راجی سید نور مانکپوری کے گھر اولاد نہ تھی اہلیہ راجی مذکور یہ نے نیت کی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اولاد دینے دے تو میں خود بیٹے کے ساتھ سلطان اشہد اے کی محبت میں زیارت کو بہرائچ جاؤں گی۔ از نامہ دہلی (پوشیدہ اعانت) سلطان اشہد اے اللہ تعالیٰ نے راجی کو مبارک نام کا بیٹا عطا فرمایا تو راجی سید نور کو عورتوں کا بھیجنے اور گندارا ایک رات کو (ق 216) حجرہ میں مصروف (عبادت) تھے کہ سلطان اشہد اے سفید گھوڑا پر سوار ہو کر پہنچے اور گھوڑا مذکور سے نیچا تر کر آگے سید راجی نوڑے کتشف فرما ہوئے اور فرمایا! اپنے فرزند کو میرے پاس حاضر کریں۔ ضروری نہیں کہ تمہارا بیٹا تکلیف اٹھا کر بہرائچ آئے تو راجی سید نور اٹھے اور سید مبارک کولا کر سلطان اشہد اے کے دربار میں ڈال دیا۔ سلطان اشہد اے نے ان کو بہت دعائیں دیں اور سامنے سے اٹھے۔ ایک مدرسہ و بانگ سلطان اشہد اے گھوڑا پکڑ کر کھڑا تھا۔ راجی سید نور نے احوال (ق 217) اور طور طریقہ اس آدمی کا دیکھ کر پوچھا یہ کون شخص ہے؟ سلطان اشہد اے نے فرمایا! کہ یہ سکندر دیوانہ ہے۔ سبحان اللہ! جیسا کہ سکندر دیوانہ نے سلطان اشہد اے کی محبت میں جان کی بازی ہاری دی۔ اس وقت بھی قربت حضور تمام ہے۔ مطابق حدیث نبوی ﷺ کہما تبخون یتخون کماتون کماتون تبخون کماتون تبخون تبخون۔ یعنی جیسا کہ اٹھائے جاؤ گے موت کے بعد، جیسا کہ موت آئے گی، اٹھائے جاؤ گے۔ جیسا کہ اٹھائے

جاؤ گے قیامت کے دن۔ حاصل کلام یہ کہ سلطان اشہد اے کی کرامات اور کمالات ولایت و دفاتر میں نہیں ساسکتے ہر چند کوئی آدمی تحریر کرے یا کہے اس سے زیادہ ہے۔ اور چند کرامات سلطان اشہد اے کی اس فقیر (عبدالرحمن چشتی) پر ظاہر ہوئی ہیں اگر ان کو درج کیا جائے تو کتاب طویل ہو جائے اہل بصیرت کے لیے یہی پوشیدہ (نکتہ) (ق 218) کافی ہے کہ وہ محبوب الہی تھے۔ اور سلطان اشہد اے کی محبوبیت کی مثال سورج کی طرح روشن ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم باذوق و شوق مسرور پروانوں کی طرح خود کو ان کے آستانہ عالیہ پر نثار کیے ہوئے ہیں۔ اور مثل اس کے ہر شخص کا چہرہ شوق حضوری مشاہدہ جمال سے بہرہ مند دکھائی دیتا ہے گویا سب ان کے مشاہدہ جمال سے بہرہ مند ہیں اور جس کسی کو حق تعالیٰ محبوب رکھتا ہے لوگوں کو بھی اس میں مبتلا کر دیتا ہے۔ روایت ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے مرید نے پوچھا کہ یہ کیا رواج ہے کہ سلطان اشہد اے کی قبر ہر ملک اور ہر شہر میں بنادیے ہیں؟ حضرت شیخ قدس سرہ العزیزؒ نے فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ نے کمال کی کرامات (ق 219) سالار مسعود کی تھیں کہ اگر دنیا کے سب آدمی ہر مکان میں ان کی قبر بنالیں تو اپنی ولایت کے اختیاری وجہ سے ہر مقام پر خود حاضر ہوں اور فیض پہنچائیں۔ مطلب یہ کہ اس قسم کے کمالات محبوب الہی کے علاوہ کسی دوسرے میں ہونا ممکن نہ ہیں۔ جبکہ سلطان اشہد اے نے کمال شوق اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جان کی بازی ہاری ہے۔ اس وجہ سے ہر دن نئی کرامت اور تازہ ظہور اور جدید ذوق اور نیا حسن اور تازہ عشق اور جدید درو اور نیا ساز و تازہ سوز اس محبوب رب العالمین کے آستانہ عالیہ پر روشن ہے جس سے دلوں کو راحت و سکون منسرا تا ہے۔

کجا حد است حسنت را بنور آغازی بنم

از سر تا ناخن بایت سراسر نازی بنم

سر سے پاؤں کے ناخن تک سب لاڈ و پیاری نظر آتا ہے۔ تیری خوبصورتی کی کوئی انتہا نہیں ابھی تو صرف ابتدائی دیکھتا ہوں۔ (ق 220)۔ ختم شد بنسخہ مرآۃ السعوی 22 جمادی الاول 1074 ہجری کاتب: نالک محمد ابلیس بن شیخ لقمان خادم قصبہ بہرائچ۔ (ق 221) حوالہ جات:

1	سالار شاہ غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی بن عمر (علی) غازی بن محمد آصف غازی بن بطل غازی (عون عرف قطب غازی جد علی قطب شاہی علوی اعوان) بن عبدالمنان غازی (علی عبدالمنان) بن محمد حنفیہ بن اسد اللہ غالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
---	---

2 کتاب سفر نامہ ابن بطوطہ (عربی) کا اردو ترجمہ خان بہادر مولوی محمد حسین ایم اے ریٹائرڈ سیشن جج نے عظیم مقام دہلی میں کیا ہے 2005ء میں مشتاق بک کارز اردو بازار لاہور نے بھی شائع کیا اس کے 206 پر درج ہے پھر بادشاہ (فیروز شاہ تغلق) نے بہرائچ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ یہ ایک خوبصورت شہر دیا ہے جو (دریائے پانیل) کے پہاڑ سے نکلتا ہے) کے کنارے واقع ہے ہر جگہ ایک بڑا دریا ہے جو اکثر اپنے کنارے گراتا رہتا ہے بادشاہ شیخ سالار مسعود کی قبر کی زیارت کے لیے دریا پار گیا شیخ سالار مسعود غازی نے اس نواح کے اکثر ملک فتح کیے ہیں۔ شیخ سالار مسعود غازی کی قبر کی زیارت کی ان کا مزار ایک برج میں ہے لیکن میں انودھام کے سبب سے اس کے اندر داخل نہ ہو سکا۔ اسی کے 229 پر مترجم

لکھتے ہیں کہ ”سالار مسعود اور سالار رجب (فیروز شاہ کے باپ) کے اس جگہ مزار میں فی الحال ملک اودھ میں یہ شہر ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ ابن بطوطہ کی مراد یقیناً سلطان مسعود غازی سے ہے جن کا مزار بہرائچ واقع ملک اودھ میں ہے۔ مشہور ہے کہ آپ سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے ایک شخص عبدالرحیم (عبدالرحمن) چشتی نے جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں ایک تاریخ مرآۃ مسعودی تصنیف کی ہے اس نے آپ کے باپ کا نام ملک ساہو اور ماں کا نام ستر علی لکھا ہے اور سال ولادت 404ھ اور جائے ولادت اجمیر اور سال وفات 424ھ لکھا ہے۔ ابوالفضل نے سالار مسعود کی بابت یہ لکھا ہے کہ: ”خویشہ مند سلطان محمود غزنوی ست“ فرشتہ لکھتا ہے کہ ”از اقارب سلطان محمود غزنوی“ بودہ کہ در عہد اولاد سلطان محمود غزنوی در 757ھ بدست کفار مقتول گردید۔“

داراشکوہ نے شیخ عبدالحق کے حوالہ سے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں یہ لکھا ہے کہ ”از سردارن وغازیان لشکر سلطان محمود غزنوی اندر واول اسام در ہندوستان فتوحات بسیار نمودہ اند و درجہ شہادت رسیدہ۔ شہادت ایشان در چہار صد و نو زدہ ہجری بودہ“ فرشتہ نے 757ھ درست نہیں لکھا۔ داراشکوہ نے درست تحریر کیا لیکن شہادت کی تاریخ 419ھ نہیں بلکہ 424ھ ہے۔ منبع الانساب فارسی ان سب کتابوں سے قدیم ہے اس کے مطابق سالار مسعود غازی ”سلطان محمود غزنوی کے بھانجے اور سالار شاہ ہو کہ فرزند تھے۔ مترجم نے مصنف طبقات اکبری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر ذکر کرتے تھے کہ ایک دن میں اکبر آباد میں شاہ سالار غازی کی چھڑیاں دیکھنے گیا۔ ایک شخص نے مجھے پہچان کر دوسرے سے کہا کہ بادشاہ جاتا ہے۔ میں نے فوراً آنکھوں کے کوئے باہر نکال لیے اور کچھ ہراسا منہ بنالیا۔ جب دوسرا شخص مجھے دیکھ کر گیا تو کہنے لگا کہ بادشاہ کی ایسی آنکھیں نہیں ہیں۔ مصباح التواریخ کا مصنف مرآۃ مسعودی کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ سالار مسعود محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے اور یہ بھی لکھتا ہے کہ محمد بن حنفیہ بن علی کے دو بیٹے تھے عبدالفتاح اور عبدالمنان۔ حوالہ احمدی سوسی پیر ترکستان عبدالفتاح کی اولاد سے ہیں اور سالار مسعود غازی عبدالمنان کی اولاد ہے۔ لیکن ابن قتیبہ نے محمد بن حنفیہ کے بیٹوں کے یہ نام لکھے ہیں: حسن، عبداللہ، ابوباشم، جعفر، حمزہ، علی، جعفر، اصغر، عون اور مصنف عمدۃ الطالب نے لکھا ہے کہ سوا جعفر بن محمد اور علی بن محمد کے محمد حنفیہ کے اور کسی بیٹے کی اولاد موجود نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ سالار مسعود علوی ہوں لیکن محمد بن حنفیہ کے بیٹوں کے یہ دو نام گھڑے ہوئے ہیں۔“ درست ہے کہ عبدالفتاح اور عبدالمنان کے نام محمد حنفیہ کے فرزندوں میں نسب کی مستند کتب میں نہیں ہیں۔ مترجم نے جعفر بن محمد اور علی بن محمد کی اولاد کو تسلیم کیا ہے۔ علی بن محمد کا نام ہی علی عبدالمنان عبدالمناف ہے۔ منبع الانساب فارسی کا حوالہ کئی بار دیا جا چکا ہے جس کے مطابق حضرت محمد حنفیہ کے فرزند علی عبدالمناف تھے ان کے فرزند عرف قطب غازی تھے ان کی اولاد سے سالار مسعود غازی قطب شاہی علوی اعوان ہیں۔ ص 209 پر شاہ افغان کی بغاوت حوالہ سے ص 232 پر حاشیہ نمبر 23 میں درج ہے کہ ”بداونی اور فرشتہ نے اس کا نام شاہ افغان لکھا ہے۔ اور بغاوت کا سال 744ھ لکھا ہے۔ درست نہیں ہے افغان تاریخوں مخزن افغانی اور پشتوؤں شہری ریاض محبت ازبخت خان میں بھی سالار شاہ کو افغان لکھا ہے جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ ترکستان میں رہنے والا برادری ترک یا ترکی نہیں اسی طرح افغانستان میں رہنے والا برادری افغان یا افغانی نہیں سالار شاہ کو اعلق ہرات غزنی اور افغانستان سے رہا ہے یہ قطب شاہی علوی اعوان از اولاد حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ تاریخ فرشتہ ترجمہ عبدالحی ایم مطیع غلام علی پرنٹرز فیروز پور لاہور کے ص 441 پر درج ہے ”بادشاہ سرکردہاری سے عازم بہرائچ ہوا۔ اور حضرت سپہ سالار مسعود غازی کے مقبرہ کی زیارت کی۔ حضرت مسعود سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے آل محمود (مسعود بن سلطان محمود) کے عہد حکومت میں غیر مسلموں کے ہاتھوں جام شہادت پیا۔“ تاریخ فیروز شاہی میں سالار مسعود غازی سلطان محمود غزنوی کے غازی درج ہیں۔ اور منبع الانساب میں سلطان محمود غزنوی کے بھانجے از اولاد محمد حنفیہ بن حضرت علی درج ہیں جو کے درست ہے۔

نام نسخہ خطی / قلمی: مرات مسعودی فارسی

تصنیف: حضرت عبدالرحمن چشتی علوی (1005ھ-1094ھجری)

ترتیب و تحقیق: محمد کریم خان اعوان، سنگولہ راولا کوٹ پونچھ

نظر ثانی: مولوی نعمت اللہ قندوز افغانستان حال رائے ونڈ لاہور

نمبر شمار	چار قدیم خطی / قلمی نسخہ جات مرات مسعودی فارسی (عبدالرحمن چشتی)	علامت / مخفف
01	9695 کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (ق-ر) اسلام آباد صفحات 221 (111) تاریخ کتابت 1075 ہجری (ق-1) یہ قدیم مستند اور بنیادی ماخذ ہے جو لفظ یا صفحات اس نسخہ میں پڑھے نہیں جا رہے ہیں، پھٹ چکے ہیں یا موجود ہی نہیں ہیں وہ دوسرے نسخہ جات کی مدد سے مکمل کیے گئے ہیں	
02	شمارہ کتابخانہ 376 مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ تاریخ کتابت 1123 ہجری، صفحات 74 (148) نور میکرو فلم نیو دلی انڈیا	{ق-1 ص-}
03	366 مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، صفحات 58 (116) نور میکرو فلم نیو دلی انڈیا	{ق-2 ص-}
04	9206 / 6 مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، صفحات 73 (146) نور میکرو فلم نیو دلی انڈیا	{ق-3 ص-}

نوٹ: قدیمی نسخہ قلمی / خطی کتب خانہ گنج بخش کے صفحات کو چھوٹی بریکٹ سے ظاہر

کیا گیا ہے جیسے (ق-1)۔ جو عبارت گنج بخش نسخہ کے علاوہ دیگر نسخہ جات سے لی گئی ہے وہ بڑی بریکٹ [۔۔] میں درج کی گئی ہے اور تمام نسخہ جات کے صفحہ کا ”ص“ سے ظاہر کیا گیا ہے اور تمام قلمی / خطی فارسی نسخہ جات کو قلمی یعنی ”ق“ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم.

الحمد لله رب العالمین عالم الغیب والشہادۃ ویکل شیء محیط خوش اصدی کہ ذات احدیت را در عالم وحدیت بر حقیقت محمدی متجلی [کرده و] همان حقیقت محمدی کہ جامع جمیع اصلاصفت بود در عالم احدیت بصورت مظاہر ظاہر گشت بدران چنین از سوی مطلق بر مقید خطاب رسید و ما را سنانا کہ الارحمتہ للعالمین واصلو اة والسلام برآں و اصحاب او با بیان اللہ آن ذات پاک احمد کہ رحمت مرعالمیان را باشد بلکه وجود عالم و [ق-3 ص2] (قر1) آدم بسبب وجود او در وجود آمدہ است۔ چنانچہ صادر است لولا کہ لما خلقت الافلاک واد جنین می فرماید وقال النبی ﷺ ان اللہ اکرم اشہد خمس کرلمت لم یکرم بها خدا وانا یعنی بدستی کہ حق تعالی کرای کہ است شہیدان را پنج کرامت کہ کرای نکردہ است پنجکس را و نہ مرا احد ہاں ان ارواح جمیع الانبیاء بقیضہا ملک الموت و ارواح اشہد البقیضہا اللہ تعالی یعنی یکی آنست کہ ارواح پیغمبران قبض میکند ملک الموت و ارواح شہدان را قبض میکند حق تعالی و الثانی ان جمیع الانبیاء یفسلون بعد موتہم وانا کذلک و اشہد اعلا یفسلون و ما آنکہ بدستی کہ ہمہ (قر2) پیغمبران غسل دادہ نمی میشوند بعد مردن ایشان و من تمجئن ہستم و شہیدان غسل دادہ نمی شوند و الثانی ان جمیع الانبیاء یکفون وانا کذلک و اشہد الا یکفون سیوم آنکہ بدستی کہ ہمہ پیغمبران را کفن دادہ میشود و ہر انیز و شہیدان را کفن دادہ نمیشود و ہر الایم ان الانبیاء بالموتی وانا کذلک یقال مات محمد و اشہد الایم ان الایم ان الانبیاء یفسلون وانا کذلک و اشہد الا یکفون کل یم و یوم القیلۃ یحکم آنکہ بدستی کہ شفاعت میکند پیغمبران روز قیامت و من تمجئن ہستم و شفاعت میکند شہیدان در ہر روزی روز قیامت ازین جا باید فہمید کہ مرتبہ [ق-1 ص3، ق-3 ص3] (قر3) گشتگان را حق جل علی عجب متاعی عظیم ایشانست چنانکہ در کلام قدسی خبر دادہ من قتل نفسہ فانادیہ پلس انبیاء صلوات اللہ علیہ چہ اسرت برزند چون نزد یک حق تعالی نیج مرتبہ از مرتبہ شہادت بزرگتر بود از ان جہت این نعمت مخصوص خاصہ باہل بیت رسول ﷺ نصیب گردانیدن حضرت حمزہ عم آن سرور کردہ جمیع مبارزان جنگ بود [نکتم و ما رمیت اذ رمیت لکن اللہ رمی شراب شہادت چشیدہ بمرتبہ لازوال متمکن گشت بعد از ان اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کہ ہدایت کنندہ راہ شریعت و طریقت و سر حلقہ واصلان حقیقت بود و شراب (شربت ق-3) شہادت بیدستہم رہم شراباً طہور] [ق-1 ص3] (قر4) چشیدہ با دوست بک رنگ گشت و تا این زمان عالم دورنگ را فیض یک رنگی میرساند و قیامت خواہر رساند و احوال و اوریدہ ہای اسد اللہ الغالب حسن و حسین مرتضیٰ اطہر من الخس است کہ جان شیرین را حکم لکن تناوالب حتی حققتوا مما تحبون براہ حق نمانند جمیع آئیمہ معصومین رضوان اللہ علیہم [جمعین بطریق بابا و جاد و خدا جان بحق پیرند و اسد اللہ الغالب را حق تعالی سیزدہ و بقول چہارہ پسر عطا کردہ ہر ہمہ محبت حق جل و علا پرانہ و ار جان شاکر کردہ مخصوص محمد حنفیہ و عباس بن علی را عجب عشق با امیر حسین رضی اللہ عنہ بود کہ در جنگ کربلا آنکہ عباس بن علی زندہ بود پنجکس [ق-1 ص4-3] (قر5) از منافقان بجانب امیر حسین رضی اللہ عنہ نگاہ کردن نتوانست چون او بسیار منافقان را گشتہ شربت شہادت چشیدہ آن زمان امیر حسین رضی اللہ

عنہ گفت کہ الحال پشت من بشکست چنانچہ در روضۃ الشہد مفصل بیان نمودہ است و بعد از شہادت امیر حسین رضی اللہ عنہ ترددو جان سپاری کہ مختار بہ نیابت محمد حنفیہ غازی کردہ بر تمام عالم بر ظاہر است بشرح [تا کجا نویسند ما شمرہ آن جانثاری] انیت پسندیدہ بق-3] این ظاہر شد کہ حق تعالی سالار مسعود را از صلب او آفتاب لازوال پیدا گردانید کہ تمام عالم و عالمیان از نور ولایت او منور اند [است بق-3] محمد حنفیہ غازی را امام المشارق و المغرب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ظاہری و باطنی و طریقتہ سپا کری خود تلقین و تربیت [ق-1 ص4، ق-3 ص4] (قر6) کردہ بود یک خرقہ خود نیز معاً ستر [سپ بق-3] دل دل و تیغ ذوالفقار بوی عطا فرمودہ بود۔ چنانچہ فضائل و کرامت محمد حنفیہ غازی در کتب توارخ مکرر ذکر افتادہ است و روایت امیر حسین رضی اللہ عنہ نیز خرقہ خلافت بوی دادہ بود۔ الغرض محمد حنفیہ غازی دو پسر داشت پسر بزرگ عبدالمنان (علی عبدالمناف) و پسر خور و عبد الفتاح خولجہ احمدی بوی پیرزکستان در اولاد عبد الفتاح بوی سالار مسعود آفتاب ہندوستان از اولاد عبد المنان است [چنانچہ شجرہ انساب افونشتمی آیدان نیست۔ سالار مسعود غازی بن سالار ساہو غازی بن عطا اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی بن عمر غازی بن ملک آصف غازی بن بطل غازی بن عبد المنان غازی بن محمد حنفیہ غازی بن اسد اللہ الغالب علی [ق-1 ص5، ق-3 ص4] (قر7) ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سالار مسعود غازی را خرقہ ارادت و خلافت از پدر پدران خود رسیدہ است و والدہ سالار مسعود کہ ستر معلان نام داشت خواہر سلطان محمود بن سبکتگین بود چون سبکتگین بسبب حوادث روزگار در خود سالی بدست مغلی اسیر افتاد و الپ تلکین کہ از مولی سلاطین آل سامان بود [اورا خریداری نمود از انجبت بعضی مورخان در حق نسب او چیز ہا نامناسب نوشتہ اند لیکن مصنف تاریخ جہان آرا سلسلہ نسب او نوشتہ یہ بزرگترین شہر یار بن خسرو بن ہر مہر بن نوشیروان کسری میسند و صاحب کتاب روضۃ الشہد اورا آخر کتاب مذکور جای کہ اولاد امام حسین رضی اللہ عنہ تعداد نمودہ می نویسند انجا سلطان محمود بن سبکتگین را [ق-1 ص5-6، ق-3 ص5] (قر8) نیز در اولاد امام حسن بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مینویسد ہر دو حال مقبول است سبحان اللہ انقسم بلند ہمتی و شجاعت و عشق و جانبازی براہ حق جل علی کہ سالار مسعود غازی را بود و غیر از خاندان اسد اللہ الغالب دیگری را ممکن نیست بعد از آنمہ معصومین رضوان اللہ علیہم [جمعین آن نعمت و جہانی و خاصہ عطای سبحانی کہ مطلوب جمیع واصلان حق است بر سالار مسعود غازی بے پردہ متجلی گشتہ کہ تا مروز از ثمرات کرلمات و خوارق عادت آن خاص و عام بر ولایت او ایمان می ارن و قولہ تعالی و اتقوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء و لکن لا تعلمون لاشہاد و بابا است: شعر

زندانست کہ جانی درواست اوست کہ از عشق نشتانی درواست [ق-1 ص6، ق-3 ص5]

(قر9) بعدہ عرض میداء و حقیر الفقیر عبد الرحمن چشتی از کترین معتقدان محبوب رب العالمین فیض رسانندہ دنیا و الدین سر حلقہ مردان اہل یقین برکزیدہ حضرت معبود سلطان الشہد اسلاار مسعود قدس سرہ این نامہ را در ازابتدای حال حلقہ محبت و بندگی باستانہ متبرکہ مطہرہ سلطان الشہد ابود [و بست۔ چون احوال تولد و تشریف آوردن آنحضرت در ملک ہندوستان و واقعہ شہادت اکثر مردم بروش مختلف بیان می نمودند و کتب توارخ معروف جای یافتہ نشد از انجبت ہمیشہ در تجسس می بود کہ

بیان واقعی معلوم شود آخر بعد از تفحص بسیار کتاب تواریخ کہ تصنیف [ق-3 ص6] {ق-10} ملا احمد (محمد-ق-3 ص6) غزنوی بهم رسید و ملا مذکور ملازم سلطان محمود سبکتگین بود فاما آخر عمر بخد مت سالار ساهو و سلطان الشہد المہر برده و بعد از شہادت سلطان الشہد ابرجت حق پیوست۔ الغرض تواریخ مذکور از اول تا آخر حرف بحرف مطالعہ نموده مظلوظ گشتہ و شہادت کہ داشت بر طرف شدہ فاما چون کتاب بسیار طول بود و اکثر جنگہای [سلطان محمود غزنوی و سالار ساهو] نوشتہ جا بجا تقریباً ذکر سلطان الشہد آورده ختم کتاب برواقہ شہادت سلطان الشہد اسالار مسعود کردہ بود از انجبتہ بعضی حکمان کہ حلقہ بندگی و اعتقاد باستانہ متبرکہ سلطان الشہد داشتند باین فقر [ق-3 ص6] {ق-11} متعید شدند کہ از قصص سلطان محمود غزنوی کسی چندان مطلب ندارد و بہتر آنست کہ انتخاب کردہ احوال سلطان الشہد اجداد بنویسد و مطلوب بندہ ہم ہمین بود فاما ب اشارت بطن کہ فیض خاص است نمی توانست نوشت آخر در باب جمع کردن این کتاب بجانب سلطان الشہد متوجہ شدہ استخارہ کرد [ثلث شب آخر حضرت ایشان را در معاملہ دید از مہربانی تمام بلسان وحدت نثار جازات فرمودند بعد از ان فقیر وقت مرحمت یافتہ التماس کرد کہ بندہ حسب الحکم آنحضرت نوشتن آغاز می کند اما جانی کہ سخن بلند و بست و یا کم زیادہ از بیان واقعی باشد انجا بندہ اشارت خواہد شد کہ موافق حکم آنحضرت در قلم آوری بندہ [ق-3 ص6-7] {ق-12} نوازی کردہ بکمال توجہ فرمودند کہ بنویس من خبر دار ام ترا آگاہ خواہم کرد۔ الغرض بحکم بطن سلطان الشہد ایمان واقعی در کسوت حروف ظاہری آورد این بیان روح افزا را مرات مسعودی نام نہادہ حق تعالی خوانندہ این را نیز مسعود کرد و مناجات فقیر نیست:

بجنت [کاشف اسرار مردان] الکی عاقبت محمود گردان

الغرض احوال سلطان الشہد ۱۱ تواریخ مذکور منتخب کردہ در پنج داستان ذکر کردہ می شود و بعضی احوال و خوارق سلطان الشہد اکہ در کتب معتبرہ دیدہ و یا از مردم اہل بطن خود شنیدہ از ان ہم چیدہ چیدہ از عالم معنوی تحقیق نمودہ مندرج می سازد [ق-3 ص7] {ق-13} حق تعالی از سہو و خطا نگاہدار و اللہ اعلم بالحقیقت والصواب۔

داستان اول در بیان متوجہ شدن سالار ساهو پہلوان لشکر بطرف ہندوستان حسب الحکم سلطان محمود غزنوی برای امداد مظفر خان و متولد شدن سلطان الشہد ادرامجیر۔ داستان دوم در بیان بازگشتن سالار ساهو [سلطان الشہد] بطرف غزنین و عناد گرفتن خولجہ احمد حسن میمندی با سلطان الشہد السبب بت سومات۔ داستان سوم: در بیان رخصت شدن سلطان الشہد ۱۱ سلطان محمود و روا آوردن بطرف ہندوستان و رسیدن بمہلتان و فتح کردن دہلی و گذشتن آب کنک [ق-3 ص7] {ق-14} و اقامت فرمودن در سترک و تعین کردن فوجہا باطراف۔ داستان چہارم در بیان رسیدن سالار ساهو در سترک و متوجہ شدن سلطان الشہد المظرف بہر آنچہ وفوت شدن سالار ساهو در سترک و جنگہای عظیم کردن سلطان الشہد اکا بافران حربی و شریعت شہادت چشیدن در [بہرائج]۔ داستان پنجم در بیان اظہار کرامت سلطان الشہد ابدال شہادت و بنای عمارت روضہ مطہرہ و بعضی احوال و خوارق آن محبوب رب العالمین۔

داستان اول:

در بیان متوجہ شدن سالار ساهو پہلوان لشکر بطرف ہندوستان حسب الحکم سلطان محمود غزنوی [ق-3 ص7] {ق-15} برای امداد مظفر خان و متولد شدن سلطان الشہد ادرامجیر چون سلطان محمود غازی انار اللہ برہان ملک روم و تمام ممالک ایران و توران و غیرہ در تحت فرمان خود آورده ہمہ جاشریعت محمدی جاری ساختہ حکم جاہد و فی سبیل اللہ منتظر بر تخت سلطنت نشستہ بود۔ ناگاہ چہار مرد شتر سوار اغیاث کویان از طرف ملک ہندوستان پیدا شدند ارکان دولت همان ساعت خبر بسلطان رسانیدند طلب حضور شد انہاں بود بعد از ادای زمین بوس معروض داشتند کہ مظفر خان صاحب ہرمز بود چون سلطان ابوالحسن باشکر آنبوہ آمدہ {ق-16} ہرمز را قتل کرد و قریب بود کہ مظفر خان را معزن و بچہ و سایر مردم ہلاک سازد۔ لاچار با تمام وابستگان از انجا برآمدہ رو بصحرانہا و چند سال شدند کہ در قلعہ اجمیر سکونت گرفتہ است درین ایام رای بہیرون و رای سوم کہ با چہل رلیان دیگر از اطراف جمع شدہ بر سر مظفر خان آمدہ اند کہ مسلمانان را ہلاک سازند چون ہر چہا بجانب کفر است غیر از ذات عالم پناہ تیج کس در نظر نیامدہ کہ بہر خدا غوری اہل اسلام نماید سلطان محمود فرمود خاطر جمع دیدار انشاء اللہ من امداد مسلمانان بینا میم خولجہ احمد حسن میمندی کہ وزیر {ق-17} سلطان بود پرسید کہ انجا خطبہ کہ را میخواندن آئندہ گفت تا این زمان بعد از واحدانیت حق سبحانہ تعالی و نعت حضرت رسالت پناہ اسامی خلفاء الراشدین در خطبہ می خوانند الحال کہ سلطان امداد مفر ماید خطبہ با ہم سلطان محمود غزنوی خواہند خواند سلطان ازین کلمہ خوشدل شدہ خولجہ احمد حسن میمندی را فرمود کہ زد یک سردار تجویز کردہ ببارید تا ہمراہ او لشکر متعین سازم بعد از گفت و شنید بسیار سرداری با ہم سالار ساهو پہلوان لشکر مقرر شد چہا مردای معتبر یافت ہزار سوار جنگ آزمودہ ہمراہ سالار ساهو {ق-18} کلاہ رخصت فرمود و شمشیر و کمر خنجر خاصہ بلنہ اسب عراقی مرحمت کرد و دیگر امراء را نیز خلعت و اسب سر بلند گردانیدہ و حصیت فرمود کہ رضای مادر رضامندی برادر م سالار ساهو است۔ بہر کیف او را از خود راضی داشتند خدمات پسندیدہ بجا دارند و برادر سالار ساهو مدی کار گذار و نیک کردار و مدبر و حراز دان ما است از وی غیر از حرف دولت خوی نیک سلوکی چیزی دیگر بود و خواہد آمد۔ الغرض بتاریخ نیم ماہ ذی الحجہ 401ھ احدی و اربعماہ سالار ساهو باشکر اراستہ از قند ہار متوجہ اجمیر شد۔ {ق-19} سلطان دران ایام از غزنی بقند ہار تشریف بردہ بودن چہا مرد شتر سوار کہ از ز مظفر خان آمدہ بودند انہا را ردہ کردہ براہ ہمتہ روانہ اجمیر گشت راہ بادیدہ و بیابان طے کردہ چون سہ شبانہ روز راہ اجمیر ماندہ انہا را بیشتر برای خبر پیش مظفر خان فرستادہ خود بر لب جوی مقام نمود یکی از مصاحبان پہلوان لشکر اکہ التماس کرد کہ ردہ کوہ زیر درختی بر لب جوی درویشی از واصلان حق نشستہ است و احوال پریشانی از راہ مہربانی میگرد و صلاح دولت آنست کہ او را امداد مت نمایند پہلوان لشکر از کمال اخلاص و نیازمندی بخد مت آن درویش رفت {ق-20} بمجر دیدن فرمود کہ بیاید سالار مسعود نیک ہستی سالار ساهو ادب خدمت بجا آورده بنشست درویش فرمود درین مسافرت ترا و نعمت حاصل شود یکی فتح از کفار و دویم فرزند زنیہ واریق پر آب کہ پیش درویش بود پہلوان لشکر را اشارت فرمود کہ ازین آب خصوصاً بعد از ادای شکر الوضو رکعت نماز قبل بگذارد ہر رکعت بعد از فاتحہ یا ہذا سورہ اذنا صر اللہ لیل آخرہ بخوان بعد از سلام بوقت بار و رجبہ بخوان سبوح قدوس و بقرآن الملائکہ و الروح و سہ بار و رو

گفته از حق تعالی حاجت خواه انشاء اللہ فرزند مسعود قطب وقت فتح و فیروزی (ق 21) میسر شده بعد از آن فرمود که دست برین درخت بپنڈا چون پہلو ان لشکر دست انداخت یک میوه بدست آمد و درویش گفت این را نگاہدار ہر گاہ اہل خانہ تو از غرنی بیاید نصف میوه بوی و نصف خود خدای خود و دران ایام اکثر مردان غیب این نوع بشارت ہایہ سالار سہو سایدند چنانچہ در تاریخ محمودی مفصل ذکر کردہ است و از ان وقت در خود ذوق از عالم دیگری یافت و ہر قسم ارادہ کہ در خاطر می گذارید روز ساعت بوجودی آمد چنانچہ در اکثر کتب ذکر افتادہ است تا آنکہ عیسیٰ علیہ السلام در شکم مریم بود ہر چہ در ارادہ مریم میگذاشت همان وقت ظاہر میشد و ہر گاہ زیر درخت میوه دار (ق 22) میگذاشت درخت از خود سترگول میکرو تا مریم میوه تناول فرماید سبحان اللہ سعد سعیدی لظن آمد در شان چنین مسعودان ازل و ادا دست الغرض چون جزئی شریف اوران پہلو ان لشکر بمظفر خان رسید باغ باغ گشتہ شادیان ہا ناوخت و کفار کہ در نواحی اجیر محاصرہ کردہ فرو آمدہ بودند دست و پا کم کردہ ہر ہمہ یکجا شدہ قرار دادند کہ از ان طرف لشکر سلطان محمود غازی رسید و از ان طرف مظفر خان دل قوی شدہ می آید باو لشکر جنگ راست نمی آید بہتر است کہ بافضل گوشہ بیکرم بعد از جمع شدن ہر دو لشکر فہمیدہ یک جنگ خواہم کرد پس محاصرہ اجیر گذاشتہ بمفاصلہفت فرسنگ کدہ کھوگر (ق 23) را پیش دادہ دیرہ کردند بعد از ان مظفر خان استقبال کردہ پہلو ان لشکر را در اجیر برآمدہ جای دیگر میباشم شاہد وقت در قلعہ منزل فرمائید سالار سہو پہلو ان لشکر این مقدمہ قبول نکرد کہ من بواسطہ امداد شما امدیم چہ لائق کہ فرزندان شما از قلعہ بیرون آیند و من انجا منزل سازم پس سالار سہو بربلر خوض بیکر (مچھکر، ق 3-ص 12) کہ معبد کفار بود انجا دیرہ کرد و چند روز آرام گرفتہ بصلاح مظفر خان بر سر کفار سواری نمود انہایہ فوجہا آراستہ کردہ پیش آمدند از طرفین جوانان بہادر جنگ در آمدند تا سہ روز میدان حرب از کوشش و کشش گرم بود صوم فروغ و فیروزی جانب پہلو ان لشکر وزیدن گرفت کفار سر ہلا (ق 24) سنگ زدہ فرار نمودند لشکر اسلام تا چند فرسنگ تعاقب کردہ و اکثر مردان را گشتہ و بعضی را اسیر نمودہ برگشتہ آمدند پہلو ان لشکر را روز بر دیرہ کفار فرو داد و اہل اسلام کہ بدلت شہادت فایض گشتہ بودند انہا را ہدفون ساخت و اسباب و اموال و تمام غنائم کفار بہرہر لشکر قسمت نمودہ روز دیگر جانب اجیر معاودت فرمودہ بر در قلعہ اجیر مسجد موجود ساختہ خطبہ با ہم سلطان محمود غازی خواندہ شد و تمام حقیقت گذشتہ مع مبارک باد فتح بخد مت سلطان عرض داشت گردود نواحی اجیر اکثر جا کہ در تصرف مظفر خان بنود جا سیرم خودین نمودہ در تخت تصرف آوردہ گماشتہائے (ق 25) پہلو ان لشکر در ہر جا شستند و خراج از ہر طرف آمدن گرفت و متہران کہ گریختہ بودند بجانب قنوج رفتہ در پناہ رای بے پال ماندند الغرض چون عرض داشت سالار سہو بخد مت سلطان رسید از مژدہ فتح بغایت خوشحال شدہ خلعت خاص با چند نلپ عراقی مرحمت کردہ فرمان از مہربانی تمام صادر فرمودہ کہ ریاست آن دیار بان برادر و فاکش مبارک باشد و نیز مرقوم بود کہ اگر رای چپال والی قنوج اطاعت اسلام قبول کند بہتر و امانہ عرض داشت نماید کہ ما خود با لشکر ظفر اثر یک مرتبہ سیر آنوالایت نمایم و ستر علی را نیز محرم فرمود کہ پیش شوہر خود برود چون ستر علی معہ خلعت خاص فرمان سلطان در اجیر رسید سالار سہو را تمام شادی و آرام روی (ق 26) داد و بقدرت حق سبحانہ تعالی همان شب بتاریخ نیم ماہ شوال 404 ہجری واریہما سالار مسعود از پشت پدر در رحم مادر و آمدنہ ماہ با عیش و سلامتی گذشتند و ہم ماہ بتاریخ نہیست کیم

ماہ شعبان (رجب بق 3 ص 12) 405 ہجری واریہما روز یکشنبہ وقت صبح صادق اول ساعت آفتاب سعدا کبر است سالار مسعود سعید ازل آفتاب جہانتاب متولد گشت حسن یوسفی و نمک ابراہیمی و نور محمدی بر چنین اوتابان بود یکبار از ہر طرف شادیانہای نواختند قناسہ شب و روز خانہ بخانہ ہر کہچہ بازار اجیر شادی بود پہلو ان لشکر از غایت شوق انچہ از نقد و جنس در بساط خود داشت ہمہ را بار و بشتان و فقیران و دیگر طوائف ایثار فرمود تا چند روز با جمیعت (ق 27) ہر فرقہ چہ اہل دنیا اہل آخرت مجلس جشن آراستہ داشت چنانچہ صاحب تاریخ محمودی مفصل ۴ مقدمہ ذکر کردہ است درین مختصر گنجائش آن ندارد بعد از ان نمنا از حضور طلب فرمود کہ طالع فرزند مسعود بیند انہا علم نجوم تقیثش کردہ معرض داشتند کہ این فرزند سعادت را اول ساعت آفتاب کہ سعدا کبر است بمثل قطب فلک در دنیا زول کردہ است جہا نگیر شود از مشرق تا مغرب نام این پسر روشن کردہ بسیار غرور بود و بیچ سرکش بیش افشاند انابعد از بلوغ از وزیر سلطان عنانہ گید بعد از ان ملکی کہ در تصرف ہج مسلمان نیلہ ہا شد اور تصرف خود بیار و در معاملہ (ق 28) برین بغایت ثابت قدم باشد پہلو ان لشکر ازین مژدہ باغ باغ گشتہ نمنا را بسیار بخشش کرد و حقیقت راعہ بعض سوغات ہندی بخد مت سلطان عرض داشت نمود سلطان نیز از ولادت خواہر زادہ بغایت خوشدل گشت و خلعتہای فاخرہ برای پہلو ان لشکر و ستر علی و سالار مسعود مرحمت کردہ فرمان بدست خط خاص خود با نواح تو جہات صادر فرمود کہ ریاست ملک ہند آن برادر را مع فرزند ان مبارک باشد و رای چپال والی قنوج اگر اطاعت اسلام قبول کردہ باشد بہتر و الا عرض داشت نماید ما خود یک مرتبہ سیر ہندوستان بکنم و خواہر زادہ سالار مسعود را ہم ہم قنوج را چہا حسن میبندی کہ عائد ذاتی از پہلو ان لشکر داشت ازین ترقیات و (ق 29) عنایات سلطان میبویخت لاجہ سود الغرض سالار سہو ہر چند رای چپال را برادر اس ہدایت کرد اما او بر پلہ راسی نیلہ و از غایت پندار دنیا حرف صم ہم بخاطر نمی آورد بلکہ متہران نواحی اجیر کہ گریختہ پناہ بود و بردہ بودند آن جماعتی را ترغیب مینمود کہ در ملک سلطان تاخت باخت نمایند پہلو ان لشکر از کوتاہ اندیشی او بچنگ آمدہ میان واقعی بخد مت سلطان عرض داشت کہ در سلطان بعد از چند روز با لشکر آراستہ متوجہ ہندوستان گشت سالار سہو و مظفر خان با لشکر خود با استقبال کردہ سلطان را اول در اجیر (ق 30) آوردند و سالار مسعود بنظر کیمیا اثر سلطان منظور کرد انہند بعد از ان پیشکش از ہر اقسام نقد و جنس پیش آوردند سلطان ہمہ را بہ سالار مسعود بخشید و چند روز کہ اجیر تشریف داشت یک ساعت سالار مسعود را از پیش خود جدائی فرمود بعد از ان از قہر و غلبہ تمام با لشکر آراستہ متوجہ قنوج گردید و پہلو ان لشکر سالار سہو و مظفر خان را مقدمہ لشکر (مقدمہ انکیش، ق 3-ص 14) ساختہ روان گشت اول در مہتر ادرآمد کہ کان کفر و عبیدہ معتبر اہل ہند بود بعد از ان در نواحی ان ہر جا زمیندار متروک سرکش را نشان دادند تاخت و تاراج نمودہ بر سر رای چپال والی قنوج توجہ فرمود و آفتاب مقاومت نیادہ (ق 31) فرار نمود چنانکہ این مقدمہ در تاریخ روضۃ الصفا مفصل نوشتہ است کہ چون سلطان محمود از مہم خوارزم فارغ گشت و زمستان در قلعہ بست و سکنا باد بر سر بردہ تا لشکر از محنت سفر اسودہ شد و ہنگام بہار و استوی الیل و نہار با سپاہ خاصہ روان گشت بست ہزار مردانہ اقصاء بلاد ما لہ نہایت جہا منتظر حرکت سلطان نشستہ بودند بجانب قنوج روان شدند تا باب تاریخ مشہور است کہ در قنوج نیم ماہ شادی بیگانہ استیلا نیافیدہ مگر گشتلپ کہ بزرگ ترین ملوک عصر خود بود چنانکہ در حکایات ملک گیری اسفندیار

ذکر افتاده است و از عبارت سکندرنامه معلوم میشود که سلطان سکندر روی نیزه تا قنوج آمده بود و دختر رای کید والی قنوج را گرفته برگشته رفت اما در امت حضرت پیغمبر ما (ق 32) علیه السلام پیش از سلطان محمود گنجه سلطانین تا قنوج نیده و از غزنی تا قنوج سه ماهه را راستی انجامید چون سلطان محمود نوای کشمیر رسید و آن ولایت بخدا خدمت پیوست و بر سر قراولی در مقدمه لشکر روان شد و اهل اسلام وادیه با قطع نموده سیرکنان را میزدند و آن سرکش راه تاخت نموده بران جاسیدند که معبد تمام اهل هند بود و دست ظاهرا و اهل این معبد شهر منتهر باشند که مجمل ذکر افتاد و در اینجا غریب عمارت دیدند و از جمله بناهای شهر نیزه قطر بود از سنگ رخام و مرمر ساخته و پرواخته بودند تاختانها از کثرت در شامی آمدند سلطان محمود نامه با شراف غزنین نوشته بود در آنجا (ق 33) که اگر کسی خولده که مثل این عمارت شروع نماید بعد از صرف صد هزار دینار در مدت دو بیست سال سعی چهار صد استوانه چابک دست با تمام نرسد و از جمله اضافات پنج صمغ بختند از زر سرخ ساخته و در چشم خانهای هر یک از آن بتان دو یا قوت تعبیه کرده بودند که اگر یکی از آنها بر سلطان عرض میکردند از سر فور و غبت بمبلغ پنجاه هزار دینار خریدی و بر صحنی دیگر یک قطعه یا قوت از زر ابله که چون چهار صد مثقال و از پای صحنی چهار هزار و چهار صد مثقال طلا حاصل شد و اضافات سی از صد عدد زیاده بود پس سلطان فرمود تا آتش در تاختان زدند و بجانب قنوج متوجه شدند و معظم (ق 34) سپاه خود را عقب گذاشته تا به پال والی قنوج قلعت اعوان و انصار دیده ثبات نماید و از بهر هیزت عمارت در چار و چار قدم ملوک هند بود سلطان درین ایش بر قصبه قلعه که رسید خراب کرد و چپال از توجیه سلطان خبر یافتی بی مقابل و به قتل و گداز و بیرون رفت و سلطان بتاریخ هزارم ماه شعبان 405 هجری و در جمایه با قنوج رسید برکناره در نیافت قلعه دید که هر یک از آن قلعه در رفعت با قلعه البروج هم مساوت میزدند و در آنجا هزار تاختان یافتند و اعتقاد و هندوان رسوخ یافته بودند و از تاریخ عمارت آن تاختانها سه صد هزار سال گذشت است فی الجمله مردم اعیان همراه رای چپال گوشه گرفته بودند اما اهل حصار (ق 35) در وازهای برکشیده اظهار تیر و کردند سلطان چنان تلاش نموده که در یک روز بهرقت قلعه متختر شدند و خلق بسیار کشید گشت و غنایم به شمار اخل سرکار سلطان کردید بعد از آن بجانب قلعه رای چند پال توجیه نمود که اوبه بسطت ملک و کثرت جنودان از اقران امتیاز داشت و چند بار برای قنوج بجانب او لشکر کشیده بعضی بازگشته بود چون چند پال صلابت لشکر اسلام دید قلعه را گذاشته روی بگریز نهاد لشکر سلطان تعاقب نموده بسی از اموال و فیهای بسیار باقیمت بردند چون قلعه چند پال متصرف گماشتهای باوشای قرار گرفت (ق 36) سلطان روی قلعه چند روزی کرد که مشهور از بے باکان روز بود و با وجود کثرت در عدد فرزان و بسیاری ملک فرار نموده به پیشه پانها بر لشکر اسلام تاسه شارب و تعاقب نموده کفار را میکشیدند و اموال و اسلحه آنها میگرد و فیهای بے شمار بدست افتادند و از خزانه چند را میبلغ سه صد هزار دینار بر سر کار سلطان رسید و کثرت برده بجای رسیده بود که کسی بده در نمی خرید سلطان چون از بلاد هندوستان بازگشت در غزنین مسجد جامع بزرگ بنا نهاد و قریب آن مدرسه عالی شان راست ساخت و کتابها نفیس از هر علم در آن (ق 37) گذاشت تا مردم بهر برند صاحب تاریخ محمودی مینویسد که چون سلطان از هم هندوستان فراغت حاصل کرده متوجه غزنین شد سالار ساها و پهلوان لشکر در خواست برکاب سعادت نمود سلطان فرمود در معنائین ملک مفتوح ساخته آن برادر است من ریاست این دیار بشیما تسلیم نمودیم از قریب لاهور پهلوان لشکر را خلعت خاص

بازده اسب عراقی مرحمت کرده رخصت فرمود و در حق سالار مسعود بیکران مرعید داشت و مظفر خان را نیز خلعت و اسب سر بلند گردانیده همراه پهلوان لشکر داد که پرواخت احوال او ملاحظه نماید الغرض پهلوان لشکر در اجیر آمده امیران را جابجا بهجت تسلی (ق 38) رعایا و غوری مظلومان در ملک قدیم و جدید تعیین نمود برای حبیبان نیز پیشکش هر ساله مقرر کرده بشرط خدمت در قنوج آباد ساخت و خود با حشمت و شوکت در اجیر نشسته بکامرائی عیش مشغول می بود و به نیابت سلطان محمود سلطنت هند میکرد اما عشق با فرزند دلبد داشت چون عمر سالار مسعود به چهار سال و چهار ماه و چهار روز رسید پیش حضرت میر سید ابراهیم برو که اسم الله گویا ندو چند هزار تنکه با چهار اسب به نذر میر مذکور گذارید و هر قسم طعام و بخشش که در وقت ولادت کرده بود از آن زیاده کرد حق تعالی ویر علم لدنی عطا کرده بود چون به ساکی رسید اکثر علوم (ق 39) صوری و معنوی بروی مکشوف گشت و در ده ساکی چندان در عبادت مقید بود و شبها بشغل باطن میگذرید و تا یک پاس روز از حجره بیرون نمی آمد که درویشان اهل یقین حسرت می بردند بعد از ادای چاشت که بیرون می آمد صحبت با درویشان کامل و علمای عامل میداشت و طعام همراه این طاقت تناول نموده برای قبوله میخواست و بعد از نماز ظهر در دیوان می آمد پسران امر او ملوک که هم عمر او بودند حاضری میدادند و اسبان نیز موجود میکردند و گاهی برای شکار سواری شدند و گاهی به تیر اندازی و نیزه بازی مشغول میگشت و گاهی چوگان بازی میکرد الغرض هم در طریق جهاد کبر و هم در طریق جهاد صغیر با جمیع امور (ق 40) آراسته بود هر قسم که در مجلس او ذکر می افتاد و در هر اصطلاحی چندین نکات غیر مکرر بیان می نمود که حاضران مجلس را غیر از حیرانی چیزی دیگر فراهم نمی آمد سلطان اشهد اخیلی بلند همت بود مردم آن زمان حاتم ثانی میکفتند هر کس که بخدا مت اوی آمد ممکن نبود که چیزی ندهد خواه سرا خواه اسب خواه شمشیر خواه خنجر و موافق احوال آینده یک چیزی می بخشید بزرگی خوش گفت:

هر که صاحب همت آمد مرشد
بچو خورشید از بلندی فرود شد

سلطان اشهد اخطا هر و باطن مصفا می بود باطن صفاء شغل الهی و پاک از معصیت و ظواهر همیشه با وضوی بود و اکثر نماز غسل کرده ادا (ق 41) می نمود و در جای نشست و خاست بساط مصفا میداشت و جامه نفیس می پوشید و عطریات و برگ تنبول را بسیار دوست داشت و چند هزار جوانان فرشته شکل و شائسته روزگار که بخدا مت اوی بودند هر همه را همین طریق بود اگر آئینه در مجلس اوی آمد حیران می ماند که سلطان اشهد ا کدام است و هر که جمال یوفی سلطان اشهد امید عاشق یک سلوک و افعال پسندیده او تا باقی عمر میماند کسی که سید دل بوده است که بر نور ولایت ایمان نمی آورد بعد از اسمیه معصومین رضوان الله علیهم اجمعین جمال محمدی بر جبین همین قسم مردان غازی و اهل صفات علی (ق 42) بود که شرکان را بسوی توحید هدایت میکردند:

آتش که جمال مصطفی را بهید
شک نیست که عالم صفاء آیند

در هر چه نظر کند خدا را بیند

ان نیست کمال مرد راه یقین

والله عالم بالحقیقت والاصواب

داستان دوم:

در بیان بازگشتن سالار ساهو و سالار مسعود بجانب غزنی و عناد گرفتن حسن میبندی با سالار مسعود از سبب بت سو منات - چون پہلوان لشکر در مدت ده سال اکثر ممالک ہند را در ضبط آورده و خاطر از تفرقات کفار جمع نموده چنانکہ بے تکلیف خراج آمدن گرفت و سلطان محمود دران ایام بملک خراسان تشریف برده بود متمردان کوه دامن متفق شدہ خواستند کہ نواحی (ق/43) کاہیلر را تاراج سازند ملک ججو حاکم کاہیلر حقیقت را بخندمت سلطان عرضداشت نمود بجز رسیدن عرضداشت او فرمان قضا جریان باسم پہلوان لشکر و دیافت کہ نصف لشکر را برای محافظت دیا جمیر گذاشته خود با نصف لشکر جنگ طلب متوجہ کاہیلر شدہ و کافران را چنان کوشائی دہد کہ دوبارہ راہ نرو پیش گیرند ما بر سر ہم استیم والا خود میر رسیدیم و این کاہیلر در کوه دامن کشمیر واقع است جای قلب و قلعه بغایت رفیع داشت و در تصرف رای لکچند بود و این رای لکچند فرعونئی بود از کثرت ملک و مال و لشکر مغرور چون در سن سبع و (ق/44) اربعمادیہ سلطان محمود بجانب قنوج متوجہ گشتہ و در نواحی کشمیر رسید دران ایام ہزار تلاش و ترو قلعه رای لکچند را مفتوح ساخت و مگاشتہای خود نشانہ چنانکہ واقعہ گرفتن قلعه مذکور و ہلاک شدن رای لکچند با پنجاہ ہزار لشکر در تاریخ روضۃ الصفا مفصل ذکر کردہ است درین مختصر گنجائش آن ندارد - القصہ پہلوان لشکر همان وقت میران سید اہم و مظفر خان و دیگر امیران اعتمادی کہ در سرحد ہا بودند بخدمت سالار مسعود گذاشتہ خود بدولت و اقبال بکوچ متواتر متوجہ کاہیلر شدہ کافران بقیاس جمع شدہ نواحی کاہیلر را خاک سیاہ ساختند ملک ججو طاقت (ق/45) جنگ صف نہ داشت در کاہیلر قلعه بند شدہ ماند کافران ملک را غارت برده رخ بطرف خانہا کردہ بودند کہ پہلوان لشکر رسید مقابلہ شد تا یک پاس جنگ کردند لشکر اسلام قوی آمد کافران بے علاج شدہ منہزم گشتند چہل چند سردار در بند آمدند و چند ہزار کفار کونسا رگشتہ شدند فتح عظیم شد سالار ساهو در کاہیلر آمد فتح عظیم شد ما نہ نوشتہ بخدمت سلطان ارسال داشت سلطان بسیار بسیار خوشحال شد ہما وقت فرمان بدستخط خاص صادر فرمود کہ دیار کاہیلر را بیان برادر فتح جنگ سیوای جاگیر اوانعام کردیم دران مقام برای خود وطن ساز و چون پہلوان لشکر را اقامت کاہیلر مشخص شد قاصدان بطرف جمیر برای آوردن سالار (ق/46) مسعود روانہ ساخت کہ آن فرزند نوریدہ زوومعہ والدہ خود متوجہ حضور شود و امیران کہ تعینات ملک جمیر اندانہا را جا بجا گذاشتہ بنیاد چون قاصدان در جمیر رسیدند سلطان الشہد اباباغ شدہ روز دیگر معہ والدہ خود با چند ہزار سوار ہم نشینان خود کہ ستارہ دار کاروان ماہ الا زوال می بودند متوجہ کاہیلر شد منزل بمنزل شکار باختہ میرفت چون در قصبہ راول (راولپنڈی) رسید سیوگن و بشون خسر پورہ خواجہ حسن میبندی کہ زمیندار قصبہ مذکور بود استقبال سلطان الشہد ا آمدہ مقبہ شدند کہ بندہ نوازی کردہ در خانہ بندہ امر و منزل فرمائید کہ در میان جمیع زمینداران بندہ را عزت شود چون نفاق بد نہاوی حسن میبندی (ق/47) بر جین سیوگن تابان بود سلطان الشہد ابجج نوع قبول نکرد کہ در خانہ آن کافر دعا باز فروداید ویرہ برسم معہ دیوہ و ن قصبہ فرمود باز سیوگن التماس کرد کہ طعام برای خدمتکاران موجود کردہ ایم سلطان الشہد ا فرمود

کہ من موافق مذہب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین از خانہ ہند و طعام نمی خورم باز عرض نمود کہ آہرنج و جمیع اسباب طعام بندہ بیارد باور چہاں سرکار طعام موجود سازند چون در باطن سیوگن نفاق بود این معنی ہم قبول فرمود و بعد وقت کوچ باز سیوگن دو صد من شیرینی انواع طریق راست کنانیدہ و شیرینی کہ از قسم اول برای سلطان الشہد ا آورده طعام زہرا آورده بود سلطان الشہد ا (ق/48) از نورولایت دریافت شیرینی حوالہ بکول کردہ تا کثیر فرمود کہ بچکس ازین شیرینی چیزی نخورد سیوگن راسر و پادادہ رخصت فرمود خود کوچ کردہ در منزل دیگر آمد ملک نیک بخت را فرمود کہ شیرینی از بات سیوگن بیارید چون شیرینی طلبیدند سگان شکاری را پیش خود طلبیدہ شیرینی قسم اول بود سگان را داد بجز خوردن شیرینی تمام سگان از زہر ہلاک شدہ مردند سلطان الشہد ا روی بحاضران آورد و بلسان وحدت ثناء فرمود کہ مرکب کافر مرا ہم در جز کہ مردم ظاہر بین خیال کردہ بود جمیع حضرات خدمت ازین کرامت سلطان الشہد ا متحیر شدہ روز زمین آورده ثنا خوانی کردن گرفتند - چون این خبر بخدمت ستر معلی رسید زار زار گریستن گرفت (ق/49) کہ الہی چہ قہر شدہ بود کافر مردود با شارت حسن میبندی دعا کردہ سلطان الشہد ا را پیش خود طلبیدہ در کنارہ گرفت و صدقات وافر برای فقرا و مساکین عنایت فرمود شب ہمانجا گذاشت چون صبحدم وقت کوچ شد سلطان الشہد ا بخدمت والدہ التماس کرد کہ امروز اینجا مقام فرمائید شکار گاہ خوبست من شکار باختہ بیامم بچہاں کردند سلطان الشہد ا معہ چند ہزار جوانان نوحاستہ فرشتہ شکل و جانباز شکار باختہ بطرف قصبہ راول متوجہ گشت و جاسوسان تعیین فرمود کہ خبر سیوگن بیارند کہ در چہ حال است جوئن خود بدولت و اقبال قریب (ق/50) قصبہ مذکور رسید جاسوسان خبر آوردند کہ سیوگن غسل کردہ در بت پرستی مشغول است از ہمونجا اسپان تاختند کافران را ہم خبر شد از قصبہ برآمدہ جنگ آغاز کردند جوانان جانباز تیغ با علم کردہ از ہر طرف پروانہ وار جستند کفار طاقت نتوانست آورد منہزم گشتند غازیان بر نک کوی سر ہا کافران می انداختند چندین کفار و تہ تیغ آورده و سیوگن مردود زانہ گرفتہ بخدمت سلطان الشہد ا آوردند - سلطان الشہد ا فرمود ای سیوگن با شیر بچکان بازی ندانستہ بودی کہ فرزند اسد اللہ الغالب است باز حکم کرد کہ این کافر را معہ زن و بچہ بستہ بلشکر برند و تمام شہر را تاراج (ق/51) سازند - القصہ سیوگن معہ زن و بچہ بستہ لشکر گاہ آوردند و اول کرامت و اول فتح سلطان الشہد ا ہمین بود ستر معلی حکم کرد کہ شایانہ بخاوند صدقات بسیار دادہ و جمیع لشکریان سلطان الشہد ا را اسپان و سر و پا و زلف و رحمت فرمود و دران ایام سلطان الشہد ا دوازده سالہ بود - الغرض روز دیگر واقعہ حال را بخدمت سلطان محمود غزنوی عرضداشت کردہ قاصدان روان ساخت و خود بدولت شہستہ بطرف کاہیلر کوچ بہ کوچ متوجہ شد - القصہ پیش از رسیدن قاصدان سالار مسعود نراین برادر سیوگن با نفاق حسن میبندی بخدمت سلطان فریاد (ق/52) کرد کہ سیوگن برادر بندہ را معہ زن و بچہ سالار مسعود بستہ بر قصبہ راول را غارت کرد سلطان درین معنی حیران ماند ہمو وقت عرضداشت سلطان الشہد ا رسید حرام نمکی سیوگن ظاہر شد سلطان بدستخط خاص سلطان الشہد ا فرمان صادر فرمود کہ پیش از آمدن عرضداشت آن فرزند نراین بطریق دیگر عرض رسانیدہ بوگناہار گار خوب طریق در قید نگاہدارد کہ

من حضور خود تحقیق کرده، سزاخواہم رسانید از مطالعہ فرمان سلطان الشہد اخوشال شد و ماتم در خانہ حسن میمندی افتاد کہ نفاق مخفی اشکارا گشت۔ القصہ چون یک کزوہ کاہیلر ماند خبر بہ پہلوان لشکر رسیدن از غلبہ شوق دیدن فرزند یوسف ثانی (قر 53) بمثل یعقوب بے اختیار استقبال برآمد چون نظر سلطان الشہد ابرہہ پہلوان لشکر افتاد از اسب فروا آمد و تسلیات کنان متوجہ قدم بوس پدر گشت پہلوان لشکر نیز از اسب فروا آمد محبوب رب العالمین رادر کنارہ گرفت بعد از ان [جامہ شاہانہ پوشانید و کلام مرصع و مکمل بر سر نہاد و کمر بند زرین بسبب واسط خاص کہ برای سواری مرحمت فرمود] [1-ق ص 11، 2-ق ص 20] با یکدگر حرف و حکایت کنان متوجہ خانہ شدند و ہر طرف کہ آن محبوب رب العالمین نیم نگاہ میکرد چندین مردم از حسن یوسفی او بیدست و پائی افتاد ہر کہ می دید متحیر میگشت کہ آیا عیسی علیہ السلام از آسمان چہارم فروا آمدہ است و یا صاحب زمان محمد مہدی اشکارا گشتہ ایچہ معنی بر چہرہ این پسر عجیبی کردہ اند کہ تمام عالم پروانہ و راست و این را (قر 54) نمی فهمیدند کہ آن گنج مخفی باین زیبا ظاہر شدہ است۔ چنانچہ بزرگ عظیم میفرماید:

آن بادشاہ اعظم در بستہ بود محکم پوشیدہ لوق آدم ناگاہ برد آمد

آری مردم عالم سفلی را کجا این بینائی می باشد ساکنان عالم علوی از تجلیات خلق آدم علیہ صورتہ محفوظ اند و بہرہ می برند۔

مردمی باید کہ باشد شہ شناس تاشناسد شاہ را در ہر لباس

القصہ پہلوان لشکر معہ سلطان الشہد ادرخانہ فروا آمد تا چند روز متواتر مجلس حسن بود پہلوان لشکر صدقات و بخشش وافر میفرمود سلطان الشہد امخص برای خاطر داشت والدین صورتاً در عالم کثرت می بود فاما معنأ از عالم بی نشان اورا نشان دادہ (قر 55) بودند کہ از سرتاپا مستغرق در دریای وحدت گشتہ بود حضوری تمام داشت۔ الغرض سلطان محمود از مدت ارادہ داشت کہ بطرف ملک نہر والدہ و گجرات لشکر نماید و بتخانہ سوم نات کہ معبد تمام اہل ہند بود خراب ساز و چون از مہمات خراسان فارغ شدہ بسوی غزنین برگشت فرمان باسم پہلوان لشکر صادر فرمود کہ مردم اعتمادی رادر قلعہ کاہیلر گذارشتہ خود با فرزند سلار مسعود روانہ حضور شود چون وی بخد مت سلطان رسید بہ انواع مہربانی مخصوص گشت و در حق سلار مسعود چندان شفقت وافر مہر عید داشت کہ سلطان مسعود و سلطان محمد ہر دو پسران سلطان رشک می بردند (قر 56) فی الجملہ سلار ساہو رادر خلوت طلبیدہ بہجہ لشکر کشیدن جانب سومنات مصلحت برسد وی التماس کرد کہ بعنایت ایزدی حشمت و صلابت خداوند عالم بدل کفار چندان مستولی گشتہ است کہ بچکس تاب مقاومت ندارد و درین امر توجہ نمودن صلاح دولت است سلطان را این معنی بسیار خوش آمد اما خواجہ احمد حسن میمندی را مخالف طبع افتاد بعد از گفت و شنود و ارجحین یافت کہ پہلوان لشکر جانب کاہیلر رفتہ از فتنہ و فساد اہل ہند خبر دار باشد و سلار مسعود را بشکر اوسودہ و جنگ طلب برکاب سعادت سلطان گذار و بعد از رخصت نمودن سلار ساہو سلطان بالشکر ظفر (قر 57) اثر جانب سومنات حرکت فرمود و سلار مسعود با چند ہزار جوانان نوحاستہ درین یورش بخد مت سلطان قیام داشت و اکثر تردوات نمایان از وی بظہور پیوست کہ باعث

از دیار مرحمت و عنایت سلطان گشت۔ پس سلطان اوّل در ملتان رسید و سامان لشکر از ہر قسم کما حقہ نمود متوجہ جانب سومنات شد۔ چنانکہ مفصل در تاریخ روضۃ الصفا می نویسند کہ سلطان محمود در ملتان آمدہ لشکر بجانب سومنات کشید و سومنات اعظم اصنام ہند بود و از کلام حضرت شیخ فرید عطار قدس سرہ نقل میکند کہ سومنات موضع بود و لات نام بتان ان موضع چنانچہ میفرماید:

یافتند آن بت کہ نامش بود نات (قر 58) لشکر محمود اندر سومنات

فی الجملہ مورخان معتبر گفتہ اند کہ سومنات رادر بتخانہ نہادہ بودند بر کنارہ دیوار اہل ہند در شب خسوف بزیارت ان صنم می آمدند و دوران شب زیادہ از صد ہزار کس در حوالی آن بتخانہ جمع می گشتند و دہ ہزار قریہ معمور وقف آن بتخانہ بود و چندان ہزار جواہر در انجا جمع گشتہ بود کہ عشر آن در خزانہ نایب بادشاہ بنود و ہزار ہزار در ان بتخانہ عبادت مشغول بودند و یک زنجیر از طلا بوزن دو بیست من انجا او بیختہ بودند و چندین جرسہا بران تعبیر کردہ و سہ صد ستراش و سہ صد مخفی و پانصد کینزک رقا ص مقرر بود کہ ملازمت آن بتخانہ نمایند و ہر گنگ کہ شرق دہلی و قنوج است در میان (قر 59) سومنات و نہر گنگ بمسافتی بعید واقع شدہ است چندان مردم در راہ گذارشتہ بودند کہ ہر روز آب گنگ تازہ برای شستن سومنات می رسید۔ القصہ چون سلطان در سہ ست و عشر و اربعہ بایہ در ملک ہنداکثر بت خانہ رامی شکست معتقدان سومنات می گفتند کہ سومنات از ان بتان رنجیدہ است و الا نہ لشکر بادشاہ را ہلاک می ساخت۔ چون این سخن سلطان رسید فرمود کہ الحال ماہر رنک سومنات را باید شکست تا نطن فاسد ہندوان بر طرف شود و سہ مذکور ملتان بہ جانب سومنات متوجہ شد چون در راہ آب و علف نبود سوای مردم لشکر بست ہزار شتر در سر کار خود از آب و علف بار کردہ روان شد و در راہ بیابان خوانوار بود و جا بجا قلعہ ہای قلب پیش (قر 60) می آمدند بعنایت ایزدی اہل آن قلعہ ہای با استقبال سلطان آمدہ ملازمت می نمودند و رنمو می میکردند و درین میان ہر بتخانہ کہ در نظر سلطان می افتاد برہم می ساخت تا بسومنات رسیدند و بر کنارہ دریای قلعہ بزرگ دیدند چنانچہ موج دریا بفیصل قلعہ میرسد خلائق بسیار سر بر آوردہ تفرغ مسلمانان میکردند و معتقد ہندوان آنکہ معبود ماتم لشکر رادر ہلاک خواہد انداخت روز دیگر لشکر اسلام بہ پای قلعہ رسیدہ بجنگ مشغول شدند تمام روز جنگ شد چون شب شد غازیان در لشکر گاہ آمدند و روز دیگر سلطان خود متوجہ قلعہ گشت غازیان محمودی فی محابا درآمدہ خود را در میان قلعہ رسانیدند و ہندوان لاعلاج شدہ و دیدہ در میان بتخانہ میرفتند (قر 61) و سومنات رادر بغل گرفتہ گریہ میکردند و بر در بتخانہ درآمدہ جان میدادند از پنجہ ہزار زیادہ ہندو قتل رسیدند و باقی ماندہ ہا بر کشتیجاہا سوار شدہ گر بختند در خانہ کہ سومنات بود عرض و طول بسیار داشت چنانچہ پنجہا شش ستون مرصع ازلعل و زمر نصب کردہ بودند و سومنات صنم بود از سنگ تراشیدہ طوش مقدار پنج گز سہ گز از ان ظاہر بود و دو گز در زیرین۔ سلطان خود در بتخانہ درآمد و گز بدست گرفتہ بر سومنات زدا آن بت را پارہ کردہ بغرنی آوردہ بر در جامع مسجد انداخت و چندین ہزار دینار زر سرخ در خزانہ سومنات بود بدست سلطان افتاد و چند قلعہ دیگر در لواجی بودند سلطان بضر ب شمشیر (قر 62) مخمر گردانید چون سلطان دید کہ ملک وسیع است و زر خالص از کان کوہ پیدا میشود و جواہر نفیس کہ در ہج

ملک نیست انجام بے تکلیف بدست می آید خواست که چند سال انجام می شود ارکان دولت بغرض رسانیدن که ملک خراسان را چندی ن خوغوری بدست آورده اید لائق نیست که آنرا خالی گذاشته دارالملک در اینجا سازند فی الجمله فرمود که برای ضبط و حفظ این ملک کسی را نباید گذاشت اعیان حضرت گفتند که درین ملک ماندن کسی ممکن نیست بهتر است که از وارثان این مملکت یکی را باید سپرد و در بیاختن بسیار است تا کجا نویسد حاصل کلام آنکه دانشم نام شخصی از نسل بادشاهان آن مملکت (ق 63) بود او را در قلعه سومنات نصب کرده و خراج بر سر وی مقرر فرمود که سال بسال در خزان سرکار میر ساینده باشد و خود خواست که بطرف سندھ برآید بیابان لشکر اسلام را از ان دیار برآورد چنانچه در تاریخ فیروز شاہی کلان یک مناقب سلطان ہمین نقل کرده است که چون قرار متوجه شده برآید بیابان افتاد حکم کرد که در ہر تھنص کرده بیاید یک ہندو را آوردند او پیش کردہ عقب لشکر اسلام روان شد چون یک شبانہ روزی راہ آمدند وقت آن رسید کہ دیرہ کنند ہر چند تھنص کردن چھ طرف آب نبود واقع حال بخد مت سلطان معروض داشتند حکم شد کہ آن ہندو رہبر را بیاورد و درند فرمود چو را چشن را آوردی کہ اب اصلا نیست آن ہندو جواب کرد کہ من خود را فدای سومنات کردم ترا و لشکر ترا درین (ق 64) بیابان آوردم کہ نج طرف آب نیست تا ہم ہلاک کردند (شودید) سلطان حکم کرد تا ہندو را تہ تیغ آرند و خود ہما نجا دیرہ کرد۔ چون شب درآمد سلطان از دیرہ بیرون برآمد و مشغول بقت شد و روی بر زمین نہاد بخضر ت ذوالجلال بہضرع خلاصی طلبید چون پاسی از شب بگذشت ناگاہ بطرف شمال از لشکر روشنی ظاہر شد سلطان فرمود تا لشکر ہما طرف روان شود لشکر عقب روشنی شد چون صبح میدیق تعالی لشکر اسلام را بمنزل رسانید کہ آب بود ہمہ مسلمانان سلامت ازان بلا خلاصی یافتند حق تعالی ان را بادشاہ را کرامت بسیار عطا کردہ بود و کمالات سلطان از اینجا باید فہمید کہ صاحب فحاحات می نویسد وقتی کہ سلطان محمود سبکتگین با غزوہ سومنات رفتہ بود خولجہ (ق 65) محمد چشتی را در واقعہ نمودند کہ بمددگاری وی می باید رفت خولجہ در عمر ہفتاد سالگی با درویش چند متوجہ شد و چون انجا رسید بنفس مبارک خود با مشرکان و عہدہ اصنام جہا در روزی مشرکان غلبہ کردند و لشکر اسلام پناہ پیشہ آورد و نزدیک بود کہ شکست برایشان آید خولجہ محمد را در قصبہ چشت مریدی بود آسیابان محمد کا کونام خولجہ آواز داد کہ کا کور یاب در حال کا کور ایدند کہ اضطراب میکرد و محاربہ می نمود تا لشکر اسلام نصرت یافت و کافران ہزیمت کردند ہما وقت محمد کا کور در چشت دیدند کہ لکہ آسیا را برداشتہ بود و برد یوار آسیا را میزد و وی (ق 66) سبب آن پرسیدہ بودند ہمین قصہ را گفتہ بود ہر گاہ حق سبحان تعالی بمثل محمد چشتی عارف کامل را مددگاری سلطان امر فرماید پس پیش وی کہ میتواند بمقابلہ نمود و تاریخ محمودی می نویسد کہ بعد از چند روز سلطان در غزنی رسید و بت سومنات را برد و جامع مسجد غزنی انداخت تا مسلمانان برای نماز برسیدہ آن بت پناہا ہر بند و بیاید۔ چون خبر کا کور فران رسید رسولان پیش خولجہ حسن فرستاد کہ بت از سنگ است بکار نشاندہ آید وزن کردہ دو چند طلہ از ما گیرید و بت را بماند ہید خولجہ حسن بخد مت سلطان معروض داشت کہ کافران دو چند طلہ میدہید و خدمت قبول میکند صلاح دولت دین است کہ طلہ بگیریم و انہاں را (ق 67) از خود سازیم سلطان بموجب التماس خولجہ حسن این معنی قبول کرد کافران طلہ آورده در خزانہ

رسانیدند۔ روز دیگر سلطان بر تخت سلطنت نشستہ بود کہ رسولان کفار کونسا را مدہ عرض کردند کہ خداوند عالم طلہ عوض بت سومنات در سرکار رساندیم لمانت خود یعنی بت سومنات نیاتم سلطان را گفتا را نہا خوش نیامد تغافل کردہ برخاست دست سالار مسعود گرفتہ درون کل رفت و پرسید کہ در خاطر آن فرزند چمی آید آن بت بد ہم سالار مسعود چون سعید ازل بود رفو را التماس نمود کہ روز حشر پیش قضا کرسی خواہید طلبید کہ آذر بت تراش محمود بت فروش را حاضر آرند (ق 68) آن زمان چہ خواہند گفت این سخن در دل سلطان جای گرفت متحیر شدہ گفت کہ من قبول کردہ ہوم عہد شکنی میشوہ سالار مسعود عرض کرد کہ بت حوالہ بندہ بکند و کافران را بفرماندہ از بگیرید سلطان قبول کرد سالار مسعود بت را در خانہ خود آردہ گوش و بینی بت را شکستہ پارہ (مایدہ) ساخت چون خولجہ حسن کافران را ہمراہ گرفتہ (کرده) بخد مت سلطان آمدہ معروض داشت کہ اگر حکم شود بت حوالہ انہاں نکنم سلطان فرمود کہ سالار مسعود بخانہ خود بردہ است انہاں را فرسید کہ رفتہ از دیگرند خولجہ حسن سر بخینا نید و این حدیث خواند کہ الضدان لا یجتمعان و کافرا نرا گفت کہ بت پیش سالار مسعود است رفتہ بگیرید انہاں بر در سالار مسعود آمدہ طلب بت کردند سالار مسعود ملک نیکیست را فرمود کہ انہاں را تعظیم بنشانید و مایدہ کہ از گوش و بینی بت کردہ بود در صندل و در چونہ برگ تنبول امینتہ پیش انہاں فرستاد کفار خوشحال (خورم) شدہ صندل مالیدند و برگ تنبول خوردند بعد از ساعتی التماس بت کردن سلطان الشہد اجواب داد کہ بت شادادیم انہاں متحیر شدند کہ ما کی بت باقم ملک نیکیست واقعہ حال گفت کہ در صندل (ق 1- ص 25 و 3- ص 29-30) (ق 70-69) در چونہ برگ تنبول بت شاپو بعضی کفار کہ برگ خوردہ بودند از تعصب شکم خود را بچہ زدن و بعضی قی کردند و بعضی گریان و نالان پیش خولجہ حسن رفتہ واقعہ حال باز گفتند خولجہ چون مار بچہیدہ گفت کہ بادشاہ ما یوانہ شد کہ از گفتہ بچہ دی روزہ کا میکند من بخاطر شتا نو کوری سلطان را ترک کردیم شتا ہم رفتہ بروایت سلطان بتنازید کہ ہشتمہای سلطان کشادہ شود القصہ کفار برخاستہ پیش رالیان رفتند خولجہ حسن ازان روز دست کشیدہ خیلی دگر می بود از کار و بار وزارت سردی چند بعد ازان (ق 71) بت سومنات را چہار پرچہ کردند چنانچہ در تاریخ فیروز شاہی کلان دو تر دد سلطان محمود را مقدم داشتہ است کی انکہ متروان را ہنر متہور گردانیدہ قلعہ ہای رای چپال را معہ بتخانہا تا تاراج ساخت و ملک ہند را در ضبط آورد و دم انکہ سلطان لشکر بطرنہر والہ و گجرات بر سومنات را آورده چار تم کرد یک قسم بر دود مسجد جامع غزنی نہاد و یک قسم در کو شک سلطنت و یک قسم ہمکہ و یک قسم ہمیدہ فرستاد و این ہر دو کار را تلاش و صلاح پہلوان لشکر و سلطان الشہد امیر شد فتح ہند از تر دد سالار ساہو پرچہ پرچہ کردن بت سومنات محض از مصلحت سالار مسعود بود چنانکہ ذکر افتادہ است و در امیران (ق 72) سلطان سپہ سالار لشکر سالار ساہو پہلوان لشکر بودا اکثر امیران کلان کلان و ترکان بہادر را اقرباء پہلوان لشکر بودند ہر طرف کہ سلطان لشکر کشیدہ و ملک گیری کردہ فتح از تر دد جان سپاری پہلوان لشکر و اقرباء ہمیشہ۔ چنانچہ در تواریخ محمودی مفصل عداوت سالار مسعود و حسن ہمندی و دیگر مقدمات ہر اقسام ذکر نمودہ است و اگر اینجا مندرج سازم کتاب طول شود از انجہ مختصر میکند ارم و این بعضی تر دد سلطان محمود و سالار ساہو سبب سلطان الشہد نوشتہ شدہ است کہ ایشان ہم درین واقعات شریک بودند و الانہاں قدر طول عبارت نمی نوشت۔ واللہ اعلم بالحقیت و الصواب (ق 73)

داستان سوم:

در بیان رخصت شدن سلطان الشہد از سلطان محمود و آوردن بطرف ہندوستان و رسیدن بملتان و فتح کردن دہلی و گذشتن آب گنگ و اقامت فرمودن در مقام سترکہ و تعین کردن فوجہا بطراف - القصہ چون خواجہ احمد حسن میبندی از مدتہا در کار وزارت واقف بود و اکثر متمدنان سرحد با از قول و قرار و متفق شدہ ماندہ بودند از دیگر شدن و دست کشیدن خواجہ حسن ہر طرف بنیاد فساد پیدا شد سلطان ازین معنی آگاہ شدہ ہر چند لجوی حسن میبندی می نمود و ج نوع تسلی اونی شد ہر وقت سالار مسعود را در مجلس میدید و الطاف سلطان در حق وی نگاہ میکرد چون ماری پیچیدہ و متخیر می گشت (ق/74) وی گفت کہ دیدن سالار مسعود را طاقت ندارم سلطان ازین صحبت متخیر شدہ روزی سالار مسعود در خلوت طلبیدہ از راہ شفقت فرمود کہ حسن میبندی بد نہاد است و از غایت خجالت با تو عناد پیدا کردہ است ارادہ [فساد] (ق-3 ص32) دور از کار بنیاد نہادہ است میخواہم کہ بتدریج اورا از خدمت وزارت معزول ساختہ امیر حسنک میکائیل را بہ این خدمت سر بلند گردانم تا آنوقت شہا بجانب کابل ہل رفتہ شکار بہا زد و والدین را ملازمت نمایند بعد از چند روز اورا معزول ساختہ شہا را خواہم طلبیدہ و توجہ خاطر ماراد باب خود پیش از پیش تصور دارید سالار مسعود روشن مزاج سلطان را در یافتہ معروض داشت کہ پیش والدین چکار داریم اگر حکم شود (ق/75) بطرف ہندوستان رفتہ ملک غیر علی را از دست کفار بر آورده اسلام کنم کہ خطبہ باسم خداوند عالم خواندہ شود سلطان فرمود ما را جدائی آن فرزند خوش نمی آید کہ از خود جدا سازم چند روز پیش پدر برید و طلب حضور خواہم فرمود روز دیگر سالار مسعود با لشکر خود مسلح شدہ بدر بار سلطان آمدہ بعد از ادای خدمت سلام درخواست رخصت نمود سلطان بغایت متخیر شدہ مہربانی بسیار اظہار کرد اما آن غیرت حیدری کہ در ماغ سالار مسعود مستولی گشتہ بود تواضع و مہربانی سلطان را در خاطر راہ نداد و کمر التماس رخصت کرد کہ چند روز سیر کردہ باز بخدمت (ق/76) میرسم بہر قسم سلطان خلعت خاص با بنج اسپ عراقی و دوزنجیر فیل مرحمت کردہ رخصت فرمود و لیکن از جدائی آن محبوب رب العالمین خیلی متغیر گشتہ فرمان بدستخط خاص برای پہلوان لشکر صادر فرمود کہ فرزند سالار مسعود را چند روز بجهت مصالحتی اینجا فرستادہ ایم و لجوی بسیار نمودہ پیش خود نگاہ دار بعد از چند روز حضور خود خواہم طلبید فی الجملہ سالار مسعود ہمچو شیر شرازہ از پیش سلطان بر آمدہ سوار شد و ہمون روز دیرہ بیرون شہر کردہ پس ازین خبر غوغا در شہر و در لشکر افتاد کہ سالار مسعود از بہر تعصب دین محمدی ﷺ سومنات بت را بکافران نداد خواجہ احمد حسن میبندی برواین قہر کرد و (ق/77) رو بچہان نہادہ است میر و مسلمانان آزمایان معلوم است اکثر خلایق شہر و اطراف رو بہ سالار مسعود آورد و بعضی امرالوک و ترکان بہادر کہ از اقرباء سلطان الشہد بودند ہر ہمہ اختیار ہمراہی کردہ از لشکر بر آمدند و جمال جہان آرای سالار مسعود حیات تمام انہدم بود عاشقانرا صبر ممکن نیست غیر از وصال محبوب مصلحت دیگر گنجائش ندارد و ہمہ بجا اختیار بخدمت آن محبوب رب العالمین پیوستند سلطان الشہد اکوچ متواتر سوی

مشرق روان شد و صاحب تاریخ محمودی می نویسد کہ یازدہ ہزار کس ان مردم خواص و عام در لشکر سالار مسعود بودند کہ وطن و اقرباء ہر کدامی در ملک غزنی بود فاذا از مشاہدہ حسن یوسفی سلطان الشہد اچنان با ذوق میرفتند کہ گاہی کسی را فکر گذشتن وطن (ق/78) و یا اہل عیال و یا اقرباء در وہم خیال نمی گذشت درین باب بزرگی خوش گفتہ است:

اندر طلب دوست چو مردانہ شدم اوّل قدم از وجود یگانہ شدم
او علم نمی شنید لب بر بستم او عقل نمی خرید یوانہ شدم

الحق کہ در معاملہ عشق و جہاد یوانگی عین عقل است - القصہ چون این خبر بہ پہلوان لشکر رسید سالار ساہو معہ ستر معلی بطاقت و ببقرا از کابل ہلر بلشکر گاہ سالار مسعود آمد بعد از ملاقات ہر چند والدین گریہ وزاری کردند کہ سالار مسعود با شہا صلا قبول مینماد و چون دیدند کہ نمی ماند مقید شدند کہ من بخاطر کہ اینجا باشیم ہمراہ ان فرزند می شویم آخر سلطان الشہد ا گفت اگر شہا با ما ہمراہ می شود سلطان را گفتا حسن میبندی تعین خواہد شد کہ ایشان باغی شدند آمدن شمالا لئ نیست (ق/79) من از سلطانی عرض کردہ ایم و بخدمت شہا ہم التماس میکنم کہ بعد از یک سال سیر کردہ می ایم الغرض لاچار قبول کردند و لشکر خوب مسلح کہ اکثر ہم عمر و ہم صحبت سلطان الشہد ا بودند و بعضی از اقرباء خود جمیع ترکان بہادر را سالار ساہو چیدہ چیدہ ہمراہ سلطان الشہد ا تعین نمودن و اسپان و اسباب از ہر قسم مرحمت کردہ پہلوان لشکر معہ ستر معلی گریان و جگر بریان و یوانہوار برگشتہ متوجہ کابل گشت و سالار ساہو از احتشام بہر طاقی اظہار نکرد اما ستر معلی از غلبہ فراق اصلا کسی را نمی شناخت و ہر کہ را مدید مسعود مسعود میگفت:

درد یوار من آئینہ شد از کثرت شوق ہر کجای نگرم روی تری پیغم (ق/80)

و از کثرت گریہ بینائی ہم نماندہ بود و در عشق فرزند یعقوب ثانی گشتہ حق تعالی سلطان الشہد ا را از مشاہدہ جمال خود چنان مستغنی ساختہ بود کہ پروای کون و مکان نداشت ہر چہ اورا الهام میکردند در عمل می آورد چنانچہ احوال یوسف علیہ السلام کہ یعقوب وزینجا بہر او کباب میکشند و اورا از غلبہ شوق الہی ازین چیز با خبر نبود سلطان الشہد ا نیز صورتاً و معنای یوسف ثانی بودہ است حدیث محمد مصطفی ﷺ کہ علمای اُمتی کا بنیاء بنی اسرائیل - در شان ان تقسم علماء حقیقی و ارداست کہ ظاہر بادشاہ (ق/81) خلق و باطن با حق حضور مطلق و ظاہر مردم ہزار ہزار ایتادہ برای خدمتگاری و باطن فرشتگان حاضر بفرمان برداری و ظاہر از خلق مشغول بکلام و باطن کوش دل متوجہ بسوی الهام و ظاہر در احکام شریعت آراستہ و باطن دریائے وحدت از ما و من برخاستہ و ظاہر از مظهر جلال احترام و باطن در عالم صلح با جلال و جمال ہمراہ حق سبحانہ تعالی سلطان الشہد ا را از جمیع اصافہای شائستہ ظاہر و باطن آراستہ بود تقسم جوانان محرم اسرار را خلیفہ الہی توان گفت چنانک مسعود بک این بیت گویا در شان ایشان گفتہ است:

رفتہ ز مسعود بک جملہ صفات بشر چونکہ همان ذات بود باز همان ذات شد

القصة سلطان الشہد (ق/82) کوچ متواتر متوجہ بطرف ہندوستان شد روزی فوجا آ راستہ کردہ خود را لشکر جدا شدہ معہ چند مصاحب و میر شکار صید کنان میرفت باز را بر جانوری انداخت باز بدو بوی کردہ بردختی نشست سلطان الشہد ا متوجہ بسوی درخت شد چون زیر درخت رسید از اسب فرو آمد میر شکاران را فرمود کہ باز را بدست آرید خود ساعتی درتہ درخت مشغول گشت بعد از ان چشم بکشا و وچپ راست نگاہ کردہ حکم فرمود کہ بیلداران را حاضر سازند رساعت بیلداران را را لشکر آوردند فرمود کہ بنیخ این درخت را بکاوند درخت را از بنیخ کندہ بر طرف ساختند حکم شد کہ بیشتر بکاوند چون (ق/83) زمین بسیار چاہ و ارکندند دین گنج بقیاس برآمد فرمان شد کہ این خزان را بیرہون آرند الغرض بدر آوردہ چند توہائے زر آ راستہ ساختند سبحان اللہ شخصی را کہ حق تعالی این قسم تصرف ظاہر و باطن دادہ باشد اورا چہ افتادہ است کہ بر مملکت سلطان محمود نظر کند ازین کرامت سلطان الشہد اتمام لشکر را ذوق و قوت از عالم دیگر پیدا آمد الحق القوم را چہ غم است کہ بخدمت ہمچو شاہ بازی قیام داشتند بزرگی خوش گفتہ:

چہ غم دیوار است را کہ دارد چون تو پشتیان
چہ باک از موج بحر آن را کہ باشد نوح گشتیان

القصة چند روز ہما نجا اقامت فرمود ارکان دولت ازین خزانہ اھی نہ ماہہ یاران قدیم را بدیدش ماہہ دیگر تمام لشکر را و دیگر مردم جدید (ق/84) ہم نگاہدارانہاں را چہا ماہہ بدید چند ہزار کس دیگر نگاہ داشتند و تمام مردم قدیم و جدید را انچہ حکم بود ز را دانمودند فاما تودہ زرنچیان بحال بودن زائن مذکور را ہمراہ گرفتہ از انجا کوچ کرد و ملک کنجت را تا کید تمام فرمود کہ ازین زر ہا و باور چنانہ ماہی ز خرق کلید و سلطان الشہد ا را رسم بود کہ از ہر کلام میگردد البتہ اورا چہی انعام میفرمود خواہ از خواہ اسب خواہ سرو یا حق تعالی اخلاق محمدی خاصہ نصیب او گردانندہ بود کہ در سواری ہمین شغل داشت کہ از ہر کدای ہم سخن میشد بطریق احوال پرسی و یا بطریق مطالبہ و یا بر دوش دیگر موافق استعداد ہر کسی اما مقصود محض ہمین بود کہ چہی بخشش کند و تمام لشکر یا زارہ سخن بخدمت آنچہ ب (ق/85) رب العالمین بودو ہر کدای از اخلاق حمیدہ او بہرہ مند میشد و فیض ظاہر و باطن می رودند چون از جہاد بدیرہ فردی آمد طعام وافر از ہر قسم حاضری آوردند و تمام مردم چوکی ہمراہ طعام میخورند و بعضی فقر اکامل و علماء عامل کہ محض بسبب محبت مجبور العالمین در لشکر می بودند انہا ہر روز وقت طعام می طلبید و قریب خود جای میداد و بعد از طعام مذکور علم سلوک و حقائق و نکات توحید بانہا مینمود و ذوق میگرفت و بعد از ادای نماز عشاء خود تنہا در خوابگاہ می آمد و جمیع مردم بیرون میرفتند مگر چند تنگہا محرم بمثل میان ابراہیم کہ قبر او در قصبہ کنو راست در میان سراپردہ آب وضو موجود میداشتند در اوقت دیگر تخلص را بحال (ق/86) نبود کہ گرد پیش سراپردہ دم برآورد تمام شب خلوت با محبوب حقیقی داشت و اگر احیاناً کسی از مصاحبان در آنوقت میرفت بس از غلبہ سکر مشاہدہ اھی نمی شناخت بلکہ اورا خطر بود سبحان اللہ عجب ذوق و خلوت با حق داشت قال النبی ﷺ لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ سلطان الشہد ا ہم در قرب لھی و ہم در جہاد اکبر و ہم در جہاد اصغر قدم بقدم

رسول اللہ ﷺ داشتی حق تعالی سلطان الشہد ا را عجب استغنا دادہ بود کہ اکثر از علماء و امرا بخدمت او مقید می شدند کہ صاحب دروازہ ہزار سوار مستحق بادشاہی و خطبہ می شود و شہا بدولت چندین ہزار سوار بخود دارد بہتر آنست کہ بر تخت سلطنت (ق/87) جلوس فرماید ہرگز قبول مینماید و میفرمود کہ تخت سلطان محمود امبار کبا دمن برای گرفتن بادشاہی نہ برآمدہ بودم محض برای محبت حق و تعصب دین محمدی رو بچہاں نہادہ ایم کہ مشرکان ملک ہند را بسوی وحدانیت حق دعوت کنیم و در عشق پروردگار عالم پروانہ وار جان بیاہیم کہ ازین سرکردانی عالم خلاصی باہم مطلوب ما بادشاہی دنیا نیست مقصود ما پیدا کنندہ دشاہان دنیا است ہر کہ پیدا کنندہ کون مکان را یافت روی از بادشاہی بتافت:

می صرف وحدت کسی نوش کرد
کہ دنیا و عقبی فراموش کرد

القصة سلطان الشہد ا با شوکت و حشمت ظاہر و باطن برب آب سندھ رسید حکم کرد کہ بحر حاضر آرند تجسس کردہ گشتیبا (ق/88) آوردند امیر حسن عرب و امیر بایزید جعفر را فرمود کہ شہا ہر دو کس با پنجہزار سوار پیشتر دریای سندھ گذاشتہ بر سیت پور بتارید بچہاں کردند رای ارجن زمیندار سیت پور اول خانہا گذاشتہ طرف جنگل رفتہ بود انہا رفتہ خانہا را کندند بنیخ لک تنگہ زر برآمد و اسباب بسیار بدست آوردہ ہر دو امیر بخدمت سلطان الشہد ا رسیدند حکم شد کہ این اول تاخت شہا است بشما بخشیدیم بعد از ان خود ہم معہ لشکر از آب سندھ گذاشتہ چند روز برب آب اقامت فرمود در انجا شکار گاہ خوب بود خود شکاری باخت و ترکان بہادر در اطراف تاخت باخت میگردند یک روز مجلس جشن کردہ بود طعام از ہر قسم وافر خرچ کردہ (ق/89) ہر یکی را بخشش بے اندازہ عطا فرمود و گفت کہ یاران الحمد للہ کہ این ملک از نوک قلم حسن مہمدی بیرہفت ہر جا کہ باشم ذوق است و ہر طرف کہ سیریم راحت و تیز میفرمود بندہ را بندگی کہ حق بس است این چہ معنی دارد کہ بندہ خدا باشد محتاج مخلوقی کرد و مرا این معاملہ تجربہ شدہ است تا آنکہ احتیاجی بمخلوق بر نیاید ہرگز مشاہدہ حق رونمایدہ چرا کہ این کار بہ جمعیت دل تعلق دارد ہر گاہ اتکس محتاج بغیری باشد جمعیت چہ نوع دست دہد۔ القصة سلطان الشہد ا از انجا کوچ کردہ بختہ ملتان رسید۔ ملتان ویران بود از اوقت کہ فوج سلطان محمود غازی مرتبہ ثانی ملتان را تاراج ساختہ بود باز آبادان نعدہ (ق/90) رای انکپال زمیندار ملتان در خطہ اُج آبادان شدہ بود از انجا رسول خود پیش سلطان الشہد ا فرستاد کہ در ملک بیگانہ این نوع و دیدہ می آیند چہ لائق است مہا داجامہ گران شود سلطان الشہد ا فرمود کہ ملک خدا است بندہ را ملک نمی باشد ہر کرا خدا بدہد ہمون متصرف شود طریق ابا و اجداد ما از وقت اسد اللہ الغالب تا این زمان ہمین است کہ کافران را بسوی وحدانیت حق و شریعت محمدی دعوت کنیم اگر ایمان آرند بہتر است والا نہ درتہ تیغ آریم رسول را سر و پا دادہ رخصت نمود و فرمود کہ من متعاقب میرسم موجود باشد بعد از روانہ شدن رسول (قاصد) امیر حسن عرب و امیر بایزید جعفر (ق/91) و امیر ترکان و امیر فیروز عمر و ملک امجد ہر شش امیران را با چند ہزار سوار بر سر [رای انکپال تعین نمود چون فوج ظفر موج از قریب ایج رسید] [ق-1 ص

32} و {ق-3 ص 39} رای انکپال با جمعیت خود مسلح شده از شهر برآمده بجنگ مشغول گشت تا یک پاس جنگ عظیم شده اکثر ترکان بهادر و شهادت آوردند و کافران بقیاس گشته شدند رای انکپال لاعلاج شده منزه گشت لشکر اسلام در شهر درآمد تمام شهر را غارت بردند اموال و اسباب بقیاس بدست آورده بخدمت سلطان الشهدا آمدند هر شش امیران را سر و پا و اسپان مرحمت فرمود چون برسات هم رسیده بود چهار ماه در ملتان اقامت فرمود - بعد از برسات لشکر بطرف اجودین کشید دران ایام (ق/92) اجودین و نواحی آن خیلی آبادان بود و بے منازعت مفتوح گشت سلطان الشهدا را آب و هوای اجودین بسیار خوش آمد و شکارگاه هم خوب بود مدت با اقامت فرمود تا آنکه بر شکل دیگر رسید همانجا ماند بعد از برسات بجانب دلی متوجه گشت دران ایام مملکت دلی در تصرف رای مهپال بود و جمعیت بقیاس داشت و غیر بود و فیلا جنگی بسیار داشت سلطان محمود و سالار ساهو که در هندستان آمدند و شهر لاهور را فتح نموده دارا الاسلام ساختند اما قصد دلی نتوانستند کرد و تافل کرده رفتند - القصه سلطان الشهدا اکوچ متواتر شیر و افریق دلی رسیده بود که رای مهپال هم (ق/93) بالشکر خود بیشتر آمده مقابل کرد و میان هر دو لشکر چند کرده مفاصل بود فاما جوانان بهادر هر روز از طرفین برآمدند و از صبح تا شام جنگ میکردند مدت یک ماه و چند روز همین طور گذشتند سلطان الشهدا خیلی متغیری بود و اما در حق میخواست ناگاه خبر رسید که سلطان السلاطین مبی بختیار و سالار سیف الدین و میر سید عز الدین و ملک دولت و میان رجب هر پنج امیران از طرف غزنی بالشکر بسیاری آییند چون بخدمت بندگان سالار مسعود رسیدند تمام لشکرها شادی و ذوق روی داد و ایشان نیز از بدخوی حسن میمندی ملک غزنی گذشتند سالار سیف الدین عموی خود (ق/94) سلطان الشهدا بود - و مبی بختیار و سید عز الدین نیز بخدمت سلطان الشهدا مکرر نسبت خویشی داشتند و ملک دولت شاه بنده سلطان محمود بود و میان رجب موالی سالار ساهو بوده است و بروی اعتمادی تمام داشت از نجات او را بے سالار مسعود بشکیده بود - و سالار مسعود رجب را برای اهتمام جاگیر تعیین نمود چون سلطان الشهدا اعطاف آمد و خواجه حسن جاگیر ایشان بے اطلاع سلطان تغیر کرده میان رجب از انجا بخدمت سلطان الشهدا آمد چون بنده اعتمادی و درشت طبعیت بود از انجمت او را خدمت کوتوالی لشکر فرمود و از بسبب دشمنی سلطان الشهدا خواجه حسن از جمیع اقرباء ایشان عناد ظاهر کرد (ق/95) الا چار هر همه جدا شدند سلطان هم پیر شده بود و شور و صحبت بالک ایاز داشت از کار و بار مملکت چندان ملتفت نبود حسن میمندی عالم را برهم ساخته اما در توارخ روضه الصفا مینویسد که سلطان آخر از خواجه حسن میمندی آزاد گرفته او را از منصب وزارت عزل کرده در قلعه اقلعیا بند او را محبوس گردانید و وزارت را با میر حسک میکانیل داد و خواجه حسن در حبس هلاک شد بقیان است شخصی که فرزند مر قنطلی علی را ناحق از آزاد دهر چار هلاک شود - القصه رای مهپال از آمدن لشکرنو متغیر گشت چهلم روز طرفین فوجها آراسته کرده بجنگ مشغول شدند سلطان الشهدا با شرف الملک در حکایت متوجه بود که گویا پسر رای مهپال اسپ آطرف تاخت و گزر بر سر (ق/96) سلطان الشهدا انداخت زخم بر بنی مبارک

رسید و دو اندان آنحضرت مجروح شدند شرف الملک شمشیرعلم کرده برگوپال زد و چنانکه همان ساعت بدوزخ رفت سلطان الشهد ابرمزم بپنی رو پاک بسته باز جنگ مشغول گشت زهی شجاعت و جوانمردی سالار مسعود زخم را اصلا در خاطر نیارود و تا نماز شام جنگ کرد و شب هم در میدان ایستاده ماند چندین ترکان نوحه خاسته رو به شهادت آوردند و کافران بسیار گشته شدند وقت صبح باز نقارهای جنگ گوشتند و جوانان بهادر جنگ درآمدند و میر سید عبدالدین در فوج هراول بود ناگاه تیر دگلو مبارک ایشان رسید شید شدند از خبر شهادت میر مذکور سلطان الشهد ا (ق/ 97) بیقرار شده خود اسب را تا تخت و از هر طرف امیران و ترکان جان باز پروانه وار جستند کافران طاقت نتوانستند آورده منبزم گشتند اماری میپال و رای سیری پال با چند کس دیگر در میدان ایستاده ماندند هر چند مردم با آنها به گفتند که اگر حیا تست باز جنگ میکنم آنها همین جواب کردند که ما میدان گذاشته کجا رویم الغرض هر دو رایان در میدان گشته شدند فتح عظیم شد و آنروز تخت دلی بدست آمد فاما سلطان الشهد ا بر تخت نه نشست فرمود که من این جهاد بخاطر تخت نمیکنم ما را با خدای تعالی رازیت که او میداند و میر سید عبدالدین در دلی دفن کردند روضه عالی راست کرده چند کس برای خدمت (ق/ 98) جارب و چراغ متعین فرمود و امیر بایزید جعفر رابا سه هزار سوار خاصه در دلی نصب کرد و حکم فرمود که پنج شش هزار سوار از مردم انجای جدید نگاهدار و از کمال مهربانی فرمود که غنم واری دلی بتعلق دارد راه و روان داری که خلق خدا را از آزار رسد بعد از ششم ماه و شانزده روز از دلی بطرف میرتھ لشکر کشید - رایان میرتھ پیشتر شنیده بودند که از سالار مسعود بجکس ظفر نمی باید بهر طرف که او یا بندگان او توجه میفرمانند فتح میشود انهاد دهشت خورده رسولان خود معه سوغات بخد مت سلطان الشهد ا فرستادند که ملک از آنحضرت است و من بنده از بندگان درگاهم اطاعت و خدمت قبول داریم - سلطان الشهد ا الزین (ق/ 99) تواضع آنها خوشحال شده ملک میرتھ را با آنها بخشد و خود بشوکت و حشمت متوجه بطرف قنوج گشت - چون رای چپال زمیندار قنوج را س سلطان محمود جلا وطنی ساخته بود و سالار ساهو غنم و قنوج را بخد مت سلطان در خواست کرده آباد ساخت بدان نسبت احسان رسول خود با سوغات پیشتر بخد مت سلطان الشهد ا فرستاد - چون سلطان الشهد ا قریب قنوج رسید بر لب گنگ دیره کرد رای چپال پسر کلان خود را معه پیشکش و میزبانی بخد متش فرستاد سلطان الشهد ا التفات بسیار کرد و محض برای خاطر داشت او میزبانی قبول کرد و پسر رای چپال را سر و پا معه اسب داده رخصت فرمود و گفت که سامان بجزر و دو موجود سازند که آب گنگ گذاشته پیشتر شکار بازیم گشتها موجود (ق/ 100) کرده عرض داشت نمود بها وقت لشکر را حکم کرد که آب گنگ گذاشته آنطرف دیره کنند همچنان کردند بعد از آن خود هم آب گنگ گذاشتند آنزمان رای چپال با ده اسب پیشکش آورده آمده ملازمت کرد و سلطان الشهد ا رای چپال را کناره گرفت و قریب خود جای داد و تلی بسیار نمود و جامه خاسکی با آن ده اسب رای مذکور را رحمت کرده رخصت فرمود و گفت که راه روان دارید و غله برای لشکر ما فرستاده باشید و از آینده و رونده خوب طریق خبر در خواستید بود تا اوصاف مردان روز بروز زیاده شد بعد از آن کوچ کرده

بطرف سترکہ متوجہ شد دہم روز در سترکہ رسید در ان ایام بمملک ہند غیر از سترکہ دیگر کج جاقصبہ و شہر ابادنی پیشتر نداشت (ق/101) شکار گاہ ہم خوب بود و ان مقام ناف اقلیم ہند است و معبدہ کفار بود از انجہت سلطان الشہد اور سترکہ اقامت فرمود و فوجہا باطراف و جوانب تعیین نمود۔ سالار سیف الدین و میاں رجب رابطہ بہر انکج رخصت فرمود و پسر میاں رجب را بجای او کووال لشکر کرد اگرچہ خورد سال بود فاما شعور و غیرت بسیار داشت۔ الغرض سالار سیف الدین و میاں رجب در بہر انکج رسیدہ عرض داشت کردند کہ در بنی غلہ ہم نمیرسید چیزی امداد غلہ فرمائید کہ لشکر ہلاک نشود سلطان الشہد احکم کرد کہ چودہریان و مقدمان پرگنات نوای را حاضر آن رفت ہشت پرگنہ را چودہریان معہ مقدمان حضور آوردند تا س نام چودہری سدہ و روز ہر نام چودہری انتہی ہر دوس را پیش خود طلبیدہ (ق/102) تسلی بسیار کرد کہ زراعت را کاملاً تکلید کہ بہبود شہا و رعایا درین است نیز فرمود کہ زراعت مابستاید و غلہ بدہید انہما التماس کردند کہ اول من غلہ بخند مت بیا ریم بعد از ان زر بگیریم حکم کرد کہ اول زر بگیرد۔ الغرض مبلغ نقد حوالہ چودہریان و مقدمان مذکور نمودند و ہر کدامی را جامہ و برک تنبیل مرحمت فرمود و مردم ہمراہ داد کہ غلہ زد و بیارند و ملک فیروز عمر را رخصت کرد کہ رفتہ برگزرد و سر و ہاش ہر جنس غلہ کہ بیاید بخند مت سالار سیف الدین در بہر انکج میرساندہ باش بعد از ان سلطان السلاطین مہی بختیار را بموسی فرودست تعیین کرد و گفت کہ شمارا بخدا سپردیم ہر جا کہ بردید اول سلوک پیش آرید اگر کفار (ق/103) دین محمدی قبول کنند و یا از شتاب آشتی پیش آیند بہتر است شہا ہم شفقت خواہید کرد و الا نہ درنتہی خواہید آورد بعد از ان مہی بختیار را در کنارہ گفت و فرمود کہ یک ملاقات امروز است باز معلوم نیست کہ شود یا نشود ازین کلمہ درآلودہ ہر دو برادر آب دیدہ شدند و تادیری بدین گونه مانند مہی بختیار رخصت شد عجب وقت و عجب صحبت و عجب رسوخت در راہ حق داشتند کہ محض از برای اظہار وحدانیت حق خود را در دیای کفاری انداختند و گویند کہ مہی بختیار را اکثر ملک فرودست متصرف شدہ تا کانونور و رفت و انجا شربت شہادت چشیدہ مرقد پاک اور کا نورو مشہور است بعد از ان امیر حسن عرب رابطہ مہو بہ تعیین فرمودند (ق/104) و میر سید عز الدین کہ الحال بہ لال پیر مشہور است بطرف کوپامو و نوای آن رخصت کرد و ملک فیصل را بجانب بنارس و نوای آن تعیین نمود و ہر کدامی رابطہ بقندھار و کویت کرد و خود باشوکت و حشمت در نوای سترکہ شکاری باخت۔ روزی رسول رایان کرہ و ما کچو معدوزین و چند کلام سوغات بخند مت سلطان الشہد رسید و از جانب رایان مذکور عرض داشت کہ این ملک قدیم از آباء واجداد ماست و درین ملک گاہی مسلمانان نیامدہ مانند رتوارن نامی نویسد سلطان سکندر ذوالقرنین روی قصد این ملک کردہ بود تا قنوج رسید بارای کید صلح صلاح نمودہ برگشتہ رفت اما از آب گنگ نتوانست گذشت و سلطان (ق/105) محمود غزنوی و پدرا شہا ہم تا اجیر قنوج و گجرات آمدند و انجانب رامعاف داشتند شہا کہ بے محابا در ملک غیر آمدہ نشستہ اید از بزرگی شہا دوری نمائید مرا ہمین دردی آید کہ در خانہ پدر خود شہا تھا فرزند دیگر اولاد شہا در فکر بر اصل بکنید سترکہ مقام تنگست لائق ماندن

نیست نہ لک دہا لشکر مادر ایم و دیگر رایان نوای بہر انکج و غیرہ از ہر طرف لشکر زیادہ از مادرند چون از طرف مردم قاصد خواہند شد از زمان بودن مشکلات بہتر آنست کہ از خود راہ بالا دست بگیرید۔ سلطان الشہد چون شیر شتر نہ در جوش آمدہ بلسان غیرت فرمود تو رسول شدہ آمدی و اگر کس دیگر ازین قسم سخن بی او بانہ می گفت پرچہ پرچی ساختم بر رایان خود بگو کہ ملک از ان قادر القہار است (ق/106) ہر کرا خواہد بدین ایجاب برای سیر نیامدہ ایم وطن می سازیم و از حکم پروردگار عالم ازین ملک کفر کافر را از پنج بر طرف ساختہ ایم انشاء اللہ از امروز رواج دین محمدی روز بروز زیادہ شود و کفر زایل گردد و کافران مقہور شوند و اگر شہا ارادہ جنگ داشتہ باشند پس تاخیر تکلید من موجود۔ و دوزین کہ بر سحر و جادو ساختہ آوردہ بودند واپس وافر فرمود کہ مردان فکر بر اصل کردہ درین کان کفر قدم نہادہ اند کہ ظلمت این دیار از نور اسلام منور سازند بعد از ان رسول را رخصت فرمود۔ رسول واقعہ حال پیش رایان خود باز نمود و گفت کہ آن بچہ اصلا دہشت کسی ندارد شہا ہوشیار باشند این نہ لک دہا شہا نزدیک او چیزی وجود (ق/107) ندارد کافران متحیر شدند یک جام حاضر بود گفت اگر فرمائید من کار آن بچہ ساختہ بیایم رایان گفتند کہ ما دیہا توانعام کردہ بدہم اگر بدست تو آید تقصیر نکن پغاہ تنگہ زراعام دادہ رخصت کردند جام مذکور یک ناخن بُر ز ہر الوودہ راست کنانیدہ با خود گرفتہ روان شد۔ القصہ سلطان الشہد اشکار باختہ وقت نماز پیش در سترکہ بدیرہ خود نزول فرمود کہ جام کافران ناخن بُر بنظر مبارک گذاریندہ ارادہ خدمت اظہار کرد سلطان الشہد ناخن بُر بدست خود گرفت و اورا پرسید کہ تا این زمان نوکر کہ بودی جام التماس کرد چند روز خدمت مسلمانان کردہ بوم و چند روز خدمت ہندوان الحال ارادہ خدمتگاری بندگان (ق/108) در گاہ آنحضرت داریم سلطان الشہد ا جوہر اخلاص درو نیافت یک تنگہ زر دادہ رخصت فرمود و گفت کہ من ہندوان را بخند مت نمیداریم و ناخن بُر را بدست مبارک خود گرفتہ بر ناخن انگشت مبارک دست چپ راند چون ناخن بُر بسیار تیز بود و سلطان الشہد ناخن بریدن ہم نمیدانستند پی ضرب در ناخن درآمد جراحت شد ہر تاثیر کرد انگشت طہیدان گرفت چنانچہ در تمام اندام زہر سرایت کرد چہرہ سلطان الشہد ا مانند ہلال سفید گشت و حرارت بسیار از او بسیار در بدن نیلوفری او پیدا شد چنانکہ کای بر چہار پای میرفت و کای خود را بر زمین میزد و حاضران را معلوم شد کہ ناخن بُر زہر الوودہ است در (ق/109) ساعت زہر مہرہ آورده آب شہبستہ داندوز ہر مہرہ در دہن آنحضرت انداختند دوسہ مرتبہ کہ لعاب فرو برد و حرارت زایل شدن گرفت و یکدو ساعت زہر فرو نشست حق تعالی آن محنت را براحت مبدل ساخت جمیع امیران و ارکان دولت و غیرہ مردم خود را گرد برگردان محبوب رب العالمین شمار میکردند کہ حق تعالی از سرنو حیات بخشیدہ است و شادیاں ہا خواہند و صدقات بسیار دادند چون ملک نوگیر بود سلطان الشہد ا ہما ن ساعت غسل کردہ و جامہاء بنفیس و مزاین پوشیدہ چون ماہ چہارم ہم برآمدہ در دیوان خانہ جلوس فرمود کہ مباد و خاطر کوتاہی نشان و بد (ق/110) خوابان نوع دیگر آید و در ان ایام عمر مبارک آن محبوب

اھی ہر ذہ سالہ بود سبحان اللہ حق تعالیٰ کمال حسن و کمال جوانی و کمال ذوق و کمال زیرکی و کمال غیرت مابہرانی و جمیع کمالات صوری و معنوی بیکبار در ذات شریف او متجلی گردانیدہ بود چنانچہ در عصر خود ثانی نداشت تصویر لامثال بود و من عجب میدارم بر بینائی و کور دلی و بی سعادت قی مردم آنوقت کہ جمال جهان آرائی آن محبوب الہی را چشم ظاہر مشاہدہ نمیکردند و بروایت او ایمان نمی آوردند و خود را از خدمت حضور او دوری انداختند این فقیر یک مرتبہ در ابتدائی سلوک سلطان الشہد ارادہ معاملہ دیدہ بود از همان ساعت دل از کار و بار عالم بر سر گذشت و تاملت سہ چار سال (ق/ 111) در فراق او خیر خود نداشت بعد از صفائی تمام چون حضور دوام حاصل شد پارہ تسکین و آرامی روی نمود من این معنی تحقیق نمودہ ام و اتفاق جمیع دوستان حق بر نیست کہ در عالم ظاہر و باطن هیچ چیز بہتر از عشق و از غم شوق موجود نیست چنانچہ

زین نکتہ خبر از دل بے ذوق چہ جوئید

در عالم معنی ز کجائیید بیکوئید

سر مایہ عمر است ہمیں عشق درین دہر

گر عشق ندارید چہ دارید بیکوئید!

القصہ سلطان الشہد اروی بحاضرات مجلس آوردہ اشارت فرمود کہ بامیران سرحد نامہا بنویسد کہ کافر چینی حرکت کردہ بود حق تعالیٰ بخیر گذاریند مبادا انجاسی بطرز دیگر نقل کند و باعث از انجماع گردد (ق/ 112) و یک عرض داشت بخدمت حضرت ولی نعمتی نیز بجانب کاہیلہ ارسال دارید در ساعت عرض نوشتہ بخدمت آوردند بدستخط خاص خود مزین ساختہ بدست قاصدان دادہ جا بجا تعین نمودند چون قاصدان در کاہیلہ بخدمت سالار ساہو رسیدند خیلی خوشحال گشت و انہارادر کنارہ خود گرفت و تمام احوال مفصل پرسید چون واقعہ حرکت حجام گفتند لرزہ در اندام مبارک آورد آمد و بہوش افتاد و از ارگبریت بعد از چند ساعت چون بخود باز آمد یوانہ وار پیش ستر معلی محل درون رفت و نیز بخون شدہ ماندہ بود فاما چون کسی نام سالار مسعود میگرفت پارہ بہوش می آمد سالار ساہو (ق/ 113) دستخط خاص سلطان الشہد را بآدمود ہر مرتبہ میدید و چشم می مالید و سالار ساہو را اشارت کرد کہ بخوابید چون تمام احوال مطالعہ کردہ حرف بحرف حرکت حجام رسید ستر معلی گفت ہا مسعود مرا از ہر تاشیر کرد و من زندہ ام ہمین کلمہ بکفت بے شعور گشت تیر فراق در جگر او کار کرد از همان ساعت مریض شد ہر چند جکیماں دوامیکردند کہ رگنی گشت یقین کہ مریض عشق را غیر از مشاہدہ معشوق دیگر علاج سود ندارد و آن میسر نشد لاچار جان پیش او باید فرستادہ و دو روز ہم روز در همان مرض فراق ستر معلی از دار لفتنابدار البقا رحلت فرمود و جنازہ (ق/ 114) او بغزنی فرستادہ سالار ساہو گفت کہ من بخاطر این عورت ہمراہ سالار مسعود نرفتم بودیم الحال درین ملک چکار داریم و ہمین مضمون عرض داشت نوشتہ بخدمت سلطان محمود ارسال داشت و خود بالشکر متوجہ بطرف ہند گشت۔ واللہ اعلم بالحقائق والصواب۔

داستان چہارم :

در بیان رسیدن سالار ساہو در سترکہ و متوجہ شدن سلطان الشہد اطرف بہرائچ فوت شدن سالار ساہو در سترکہ و جنگاہی عظیم کردن سلطان الشہد ابا کافران حربی و شربت شہادت چشیدن در بہرائچ۔

القصہ چون سالار ساہو قریب سترکہ رسید سالار مسعود استقبال کردہ در خانہ اور و تاسہ روز شادیا نہائی (ق/ 115) نواختند شب و روز مجلس عیش بود و از تشریف آوردن پہلوان لشکر تمام مردم لشکر و سرحدرا قوت حاصل شد و کافران ہر طرف مغمو و متحیر شدند بعد از چند روز ملک فیروز سہ جاسوس ہاد کافران را گرفت برگذرا ب سرحد سترکہ آوردہ در سترکہ فرستاد و خدمتگاران سلطان الشہد را شناختند و دوزنادر بودند کہ زین ہا بر سحر از طرف رایان کرہ و مالکپور پیشتر بخدمت سلطان الشہد آوردہ بودند و یک همان حجام بود کہ ناخن بر زہر آوردہ ارسال آوردہ بودند پہلوان لشکر فرمود کہ ہر سہ کس را در تیغ آرنند سلطان الشہد اگفت کہ از گشتن ایشان چہ نفع است خلاص فرماید سالار ساہو فرمود و (ق/ 116) زنا دار را بخاطر فرزندی خلاص سازند فاما حجام را ہرگز نمیگذاریم همان ساعت در تیغ آوردند و خطہای رایان کرہ و مالکپور برای رایان نواحی بہرائچ نوشتہ بودند از زنا داران گرفته مطالع کردند مندرج بود کہ لشکر بیگانہ آمدہ در میان ما نشانہ است است از اطرف شمایان و از بیطرف مایان لشکر کم کہ مسلمانان از میان برداریم۔ الغرض پہلوان لشکر خیلی غیرت گرفتہ همان ساعت دو جاسوس تعین فرمود کہ خبر رایان کرہ و مالکپور بیارید کہ در چہ کارند انہارفتہ خبر آوردند کہ ہر دو کافران از بیطرف غافل در کار خیر دختر و پسر مشغول اند پہلوان لشکر در ساعت نقارہ فرمود سوار شد (ق/ 117) سلطان الشہد ارادہ سترکہ گذشتہ خود بدولت و اقبال شب در میان بر سر کنار کنوئیر رسید و از اتحاد و فوج کرد یکفوج بجانب کرہ و یک بطرف مالکپور تکان بہادر بسرعت تمام ہر دو مقام ہارا گرد کردند کافران جنگ درآمدند فاما لشکر اسلام قوی آمد ہزاران کفار در تیغ آوردہ ہر دور رایان رازندہ گرفتہ بخدمت پہلوان لشکر آوردند همان وقت طوق دگلوئی انہا انداختہ روانہ بجانب سترکہ در سالار مسعود را نوشت کہ حراخواں را خوب بطریق نگاہدارید۔ سالار مسعود انہارادر بہرائچ پیش سالار سیف الدین فرستاد۔ القصہ پہلوان لشکر کرہ و مالکپور را بجاک برابر ساخت و اموال (ق/ 118) و اسباب و ہندی بیشار بدست لشکریان افتاد بعد از ان ملک عبداللہ را جواد کرہ گذاشت و ملک قطب حیدر را در مالکپور گذاشتہ خود با شوکت و حشمت در سترکہ آمد آن زمان جمیع رایان ہند را تحیر دید آمد کہ ازین لشکر اسلام مقابلہ کردن محال است آخر کفران در میان خود ہا اتفاق قرار دادہ در سامان جنگ مستعد شدند۔ روزی پہلوان لشکر و سالار مسعود برای شکار شدہ بودند بعد از ادای نماز ظہر متوجہ منزل معبود شدند۔ سلطان الشہد ا دید کہ شیری کلان زیر دختی نشستہ است تغافل کردہ اسب آہو جست را بسوی شیر تاخت چون نظرد چار شد شیر غریزش (غرش) کردہ (ق/ 119) برجست قریب بود کہ سلطان الشہد ارادہ است انداز و بسرعت شمشیر حیدری علم کردہ چنان انداخت کہ شیر دو پرچہ شدہ ہر زمین افتاد و غوغا شد پہلوان لشکر واقعہ حال را دیدہ گرد بر گرد (گردا گرد)

فرزند میگشت و خود را نثار میکرد و چون بدیرہ آمد صدقات وافر برای فقرا و مسکین مرحمت فرمود همان شب عرضداشت سالار سیف الدین از بہرائچ بخدمت پہلوان لشکر رسید مندرج بود کہ کافران از ہر طرف غلبہ کردہ از زود امداد بندہ بکنید سلطان الشہد التماس کرد کہ مراحم شود کہ بہ بہرائچ برویم و کافران را گوشتی دہم پہلوان لشکر قبول نمیکرد و کفر فرمود کہ جدائی انفرزند دین مرتبہ خیلی دشوار بینماید وقت پیری (ق 120) مرانہا نگذازد سلطان الشہد ابازیشتر مقید شد کہ بطرف بہرائچ شکار گاہ خویش چند روز شکار باختہ زود بخدمت برسم لاچار رخصت فرمود فاما کریم بسیار بردہ متولی شد۔ سلطان الشہد ارا نیز وقت آیندہ متغلی بود مغموم برآمد متوجہ بجانب بہرائچ گشت بجز رسیدن بہرائچ کافران کہ از کوتہ فکری خود سر برآوردہ بودند متحیر شدہ بجای خود سکونت گرفتند سلطان الشہد ادرنواحی بہرائچ بر شکار میباخت و ہر وقت کہ بر بتخانہ سورج کند میگذاشت میفرمود کہ ازین زمین مرا بوی وطن می آید و این سورج کند قبلہ جمع کافران ہند بود یک شکل آفتاب بر سنگ نقش کردہ کنارہ (ق 121) اس حوض داشتہ بودند آن را بالارک میگفتند بہرائچ را باسم ہمون بالارک آبادان سوختہ بودند و روز کسوف آفتاب از مشرق تا مغرب جمع کفار برای پرستش اوی آمدند و روز یکشنبہ از ہر طرف بہرائچ وغیرہ ہزار ہزار کفار از عورت و مرد حاضر آمدہ سر ہای خود را در دستک میمالیدند و بجای معبود خودی پرستیدند و سلطان الشہد ا ازین بت پرستی خیلی متحیر میگشت و بارہائی گفت کہ انشاء اللہ بعنایت اھی من این کان کفر را بر طرف ساختہ در اینجا حجرہ برای عبادت پروردگار عالمی سازی و کفر این دیار از بیخ براندازم حق تعالی بخن اورا اجابت فرمود (ق 122) چنانکہ روفق اسلام آن مقام ظہر من الشمس است۔ القصہ بتاریخ ہمدہم ماہ شعبان سنہ ۴۳۳ھ ثلث و عشرین واربعمایہ سلطان الشہد از ستر کہ بہ بہرائچ آمد دوم ماہ عرضداشت عبدالملک فیروز از ستر کہ آمد معظم خان پیش در ایستادہ بود قاصدان را متحیر دیدہ پرسید کہ چہ حال است انہا گفتند کہ سالار ساہو ہدار البقا رحلت فرمود معظم خان عرضداشت پیش خود نگاہداشت و قاصدان را منع ساخت کہ جای اظہار تلکند روز دیگر معظم خان و شرف الملک و ظہر الملک و عین الملک و ملک نیک بخت و دیگر امرا و امیران و ارکان دولت ہر ہمہ یکجا شدہ بخدمت سلطان الشہد آمدہ عرضداشت عبدالملک فیروز (ق 123) را بدست سلطان الشہد ا دادند مندرج بود کہ بتاریخ پانزدہم ماہ شوال سنہ مذکور سالار ساہو را دوسر پید شد و صیت کرد کہ وقت ما آخر رسیدہ است مرا در ستر کہ مدفون خواہید کرد بتاریخ نخست و پنجم ماہ مذکور سفر کرد و زمین البقضا فی اللہ تعالی سالار مسعود ازین خبر جگر سوز ہای ہای بگریست و جامہ خود را چاک کردہ بخود افتاد از چند ساعت بہوش آمدہ حکایت حسن مہمدی یاد کرد کہ از امتیال احوال ما تا با بنجا رسید حضرت والدہ در کاہیلر فوت شد و حضرت والدہ در ستر کہ وفات یافت الحال قدر قیمتی معلوم کردیم سبحان اللہ یک وقت آن بود کہ ہم نشین سلطان (ق 124) محمود بود و الحال درین خرابہ و جنگل در کان کفر افتادہ ہم معلوم نیست کہ عاقبت چہ روی دہد ازین کلمات جمع حاضران در گریہ درآمدند چون احوال مردم خیلی متحیر و بد باز بحال خود آمدہ غم رافرو بردہ منشی را اشارت فرمود کہ امیران سرحد را یکان یکان پروانہ نیویس کہ مصیبت

چنین روی داد فاما از راجای خدا چارہ نیست من از ارادہ الہی راضی و شاکریم و شمایان ہم از رضای حق تعالی راضی بودہ مردانہ باشید کہ تکیہ وقوت پروردگار عالم کافی است سبحان اللہ کمال عقل و کمال غیرت کہ در ذات او بود ازین واقعہ ہم شعور ز رفت همچنان بحال ماند و عبدالملک فیروز را اسب معسر و پافر ستاد والی (ق 125) ستر کہ گردانید و تسلی بسیار نوشت کہ از رضائے خدا راضی باش۔ الغرض تا مدت دہ روز شکار زرفت و صحبت با درویش و علما داشت چنانچہ کہ ہر روز طعام وافر خرچ میکرد و صدقہ بسیار میداد و ختم قران می نمود بعد از دہم روز بطریق معبود در شکار باختن و در کار و با خلق پروری متوجہ گشت و بارہا میفرمودہ کہ یاران از آن وقت کہ مادر ملک ہند آمدہ ایم یک روز بے تردد بے محنت نگذاشتہ است و مخصوص این دیار بہرائچ کہ تمام جنگل و خرابہ است یک ساعت جمعیت اوقات دست نمیدہد باین ہم دل مار برین دیار مایل است و ازین زمین بوی یگانگی و اخلاص می آید حاضران مجلس از زیر کی مقصود این کلام معلوم کردہ (ق 126) تغیر شدند از زمان تغافل کردہ بخن دیگر اغاز کرد فاما موافق حدیث رسول اللہ علیہ السلام سلطان الشہد ہمیشہ در فکر موت می بود قال نبی ﷺ کن فی الدنیا کاکم غریب ان کعابری سبیل و عد نفسک من اصحاب القبور۔ یعنی باش در دنیا غریب در دندہ راہ شمار کنید از تہائی خود را در یاران قبر۔ الغرض دوسہ ماہ دیگر در غم و شادی تمام گذشتند۔ چون ماہ محرم دیدہ شد و سال نو درآمد وقت صبح مجلس عیش آراستہ کرد جمع مردم آمدہ حاضر شدند طعام و عطریات خرچ کردہ ہر کدامی را موافق احوال بخشش عطا فرمودہ رخصت کرد و خود و ضو جدید (ق 127) ساختہ بقیلولہ مشغول گشت در آن وقت خوابی دید گویا سالار ساہو بالشکر عظیم ہر لب آب کنگ دیدہ کردہ است سلطان الشہد انیز در انجا رسید چون در میان سرپردہ رفت چہ بیند کہ سالار ساہو مجلس شادی آراستہ کردہ نشستہ است و سر و گوئیان و رقاصان گرد بر گرد (گردا گرد) او حاضر اند و ستر معلی سہرہ گل بردست گرفتہ استادہ بود چون سلطان الشہد ارادید بر فور گفت کہ بابا مسعود و دیاسامان کار خیر تو موجود ساختہ ایم سالار مسعود قریب رفت آن زمان سہرہ گل کہ بدست داشت بر سر سلطان الشہد البست سر و گوئیان از ہر طرف سرود اغاز کردند و ساز ہانواختن گرفتند و شادیانہا گوشتند از تمام لشکر غوغا برخاست سلطان الشہد ازین غوغا بیدار شد (ق 128) و متحیر گشت خدمتگاران را پرسید کہ چہ قدر روز است انہا التماس کردند کہ وقت نماز ظہر شدہ است برخاست و وضو جدید کردہ نماز ظہر باجماعت ادا نمودہ درویشان و علایان و مصاحبان را طلبیدہ خواب مذکور بیان نمود آنجماع کتاب تعبیر خواب نامہ را طلبیدہ دیدن گرفت ہفتہ ہم فصل برآمد یعنی ہر کہ چنین خواب بیند اورا شہادت دینی روزی شود چون سلطان الشہد تعبیر خواب شنید اہر سرد برآوردہ شکر حق تعالی بجا آورد و این بیت ہدیہ فرمود:

آہیکبارگی یار کمر ما گرفت چون دل مانگ دید خانہ دیگر جا گرفت

بعد از آن سلطان الشہد اروی بحاضران آوردہ گفتن گرفت کہ بحکم قولہ تعالی کل نفس ذائقۃ الموت ہر کسی را شربت موت چشیدنی است (ق 129) پس زہی سعادت آنکس کہ شربت شہادت چشیدہ دران عالم باطن باذوق حسی قائم باشد و از

از شرمندگی خود جمیع رایان ہند را خطبہ نوشتند کہ ملک اباواجداد ما و شما است این کوکک میخواست کہ بزود متصرف شود صلاح آنست کہ زو امداد ما بکنید والا نہ ملک از دست میر و جمیع رایان نوشتند کہ ما موجود شدہ زو میر سم شامہ را انجام جنگ بکنید رای سہر دیو از تجوی درای ہر دیو از سبلو نہ با جمیعت بیشتر پیشتر در لشکر کفار آمدند و مصلحت کردند کہ شما منصوبہ جنگ نمیدانید اول چند ہزار پانچی پنج شاخہ آنسکر از ابراہیم را بفرما نید کہ موجود سازند و ز ہر (ق 140) آلودہ بکنند کہ وقت جنگ آن پانچہ را در میدان سخت بکنیم مسلمانان بے محابا با اسپان می تازند پانچی کہ در پای اسپان میخلد از اسپی می افتند کارانہای سازیم دیگر آتش بازی بسیار راست بچکان کردند بعد از دو ماہ جمیع رایان ہند کو ہستان جمع شدہ بالشکر بیشتر برب آب کتہلہ آمدہ باز دیرہ کردند و یک کس پیش سلطان الشہد افرستادند کہ اگر حیات خود میخواست بپس آب سرد گذشتہ آن طرف برید این ملک آباواجداد ماست شمار دین ملک نمیدانیم سلطان الشہد اخیلی غیرت گرفتہ جواب گفت کہ قدم ما تا این زمان بہتایت لہی (ق 141) پس ز رفتہ است و انشاء اللہ الحال ہم بخوابد رفت ملک از ان خدا است ہر کار خدا بد متصرف شد آباواجداد شمارا کہ دادہ بود کس رایان رفتہ واقع حال عرض نمود رایان گفتند کہ این کوکک بیدہشت جواب میگید اصلا نمی ترسید۔ سلطان الشہد الملک حیدر را فرمود کہ سالار سیف الدین و امیر نصر اللہ و امیر خضر و امیر سید ابراہیم و نجم الملک و ظہیر الملک و عین الملک و شرف الملک و نظام الملک و قیام الملک و نصیر الملک و میان رجب را رو پیش ما بارید [زود بارید] {ق 3-ص 60}۔ ملک حیدر جمیع امیران را خدمت آورد با ایشان مصلحت کرد و آخر چنین صلاح افتاد کہ اگر کافران بیانید خوب نیست بہتر آنست کہ ما بر سر (ق 142) آنہا بتا زیم انشاء اللہ فتح است۔ روز دیگر مستعدی شدند ہما وقت خبر رسید کہ کافران مویشی لشکر بردند سلطان الشہد اچون شیر شیر زہ در جوش آمدہ نقارہ فرمود و خود مسلح شدہ بر آمد و سوار شدہ فوجہا آراستہ کردہ بر سر کفار کونسا ر متوجہ گشت کافران نیز جنگ موجود شدہ در میدان پانچی سخت کردند و آتش بازی پیش داشتہ ایستادہ شدند ترکان بہادر بے محابا اسپان تاختند اکثر مردم از پانچی و آتش بازی ہلاک شدند ما جنگ عظیم کردند و بسیار کفار را زیر تیغ آوردند چون سلطان الشہد ارا این معنی اگاہ کردند فوج ہر اول را مقابلہ کافران ماندہ (ق 143) خود آن میدان گذاشتہ از طرف دیگر برفوج کافران افتاد جنگ بسیار شد از طرفین مردم بقیاس گشتہ شدند کافران لا علاج شدہ منہزم گشتند و سلطان الشہد ادر میدان ایستادہ شد بعضی امیران دنبال افتادند لشکر کفار را غارت ساختہ بخدمت حضور آمدند سلطان الشہد امیدان گذاشتہ برب آب کتہلہ دیرہ کردہ و فرمود کہ لشکر شمارا کردہ ببارید کہ چقدر مردم ماندہ اند چون شمار کردند یک حصہ مردم شربت شہادت چشیدند و دوحصہ ماندہ بودند سلطان الشہد ا ازین کلمات سربگبانبند (ق 144) و باز این بیت بخواند:

آہ بکارگی یار کمر ما گرفت
چون دل مانگ دید خاندہ دیگر جا گرفت

القصہ سہ روز انجا ماندہ فاتحہ بروح شہدا خواندہ چہارم روز در بہرائج باز آمد چون اکثر یاران قدیم و بعضی مصاحبان درین

جنگ شہید شدند مغموم می بود و برای دفع غم اکثر سوار شدہ بدیدن باغ میرفت خیابان و راہ رو موجود ساختہ بودند نہال ہا با جابجا حضور خود نصب میکرد و بہت میفرمود بعد از ان زید درخت گل چکان کہ چہوترہ و سبب و مصفا راست کردہ بودند ہما بجای نشست و این درخت گل چکان قریب سورج کند واقع شدہ (ق 145) بود بت بالا رک برب ان حوض بود کہ در ان سورج کند غسل کردہ کفایت مذکور را پرستش میکردند ہر وقت کہ نظر سلطان الشہد ا بر ان حوض و بر ان بت می افتاد خیلی غیرت میگرفت چون میاں رجب بندہ شوخ بود از قیاس مزاج صاحب خود را دریافتہ التماس کرد کہ خداوند بندہ الحال در اینجا باغ ساختہ و گاہ گاہ کمی آستہ این مقام دار السلام شد اگر حکم شود این بت بتکہہ را دوسا زیم سلطان الشہد ا فرمود کہ تو نمی دانی مرا با حق تعالی یک راز نیست کہ نمی توانم گفت (ق 146) این مقام مرا بروش دیگر نمودہ اند چنانچہ ظاہر خواہد شد چند روزی شوند کہ فرشتگان از حکم پروردگار عالم ظلمت کفر را ازین مقام بر طرف می سازند نور اسلام کہ مانند آتہ است می باشند حقیقت کفر و شرک ازین مقام رفتہ است صورت کفر چند روز ہست آنہم خود بخود بر طرف خواہد شد مرہم قدر کہ امری شود ہماں قدر دوست بامی جہانم نظر ماسوی تو حید است چون ازین بت و بتکہہ بوی شرک می آید از آنجہ غیرت وحدت پارہ در جوش می آرد باز ادب احدت فردی نشان ازین بحرف رنگ درو سلطان الشہد ا از عالم (ق 147) دیگر متحشدند سکری و حالتی برو ظاہر گشت میان رجب متحیر شدہ التماس کرد کہ بندہ از نقصان بینائی خود عرض کردہ بود حق ہماں است کہ حضرت بدولت میفرماید الغرض مردم عوام در حق میان رجب چیز ہای دروغ بعد از مردن (شہادت) بوی بسیار بستہ اند بعضی ناقصان میگویند کہ او خواہر زادہ سلطان الشہد ابو نعوذ باللہ منہا [این ہمہ غلط است و بعضی نام او را منقلب کردہ اند کہ رجب نام پدر سلطان فیروز شاہ بودہ است این ہمون پدر سلطان فیروز شاہ است بہر کیف این ہمہ دروغ است رجب از کمترین چا کران حضرت سلطان الشہد ابو] {ق 1-ص 52-51-ق 2-ص 44-43} آن سیاہ غلام را بہ این امیر چہ نسبت و بعضی نام او را منقلب کردہ اند کہ مختلف اورا عجب سالار میگویند و بعضی می گویند رجب پدر سلطان فیروز بود این رجب (ق 148) ہمون پدر سلطان فیروز شاہ است بہر کیف این ہمہ دروغ است رجب از کمترین غلامان سلطان الشہد ابو بسبب مردم ازاری و درشتی طبعیت در خلق عوام شہرت گرفتہ است پیش اہل بصیرت قدری ندارد و سلطان الشہد ارادر ہر دیار یک اسم دیگری خوانند و نواحی حلی آنحضرت را بپیر حکیم میگویند و در ملک خراسان سالار رجب میخوانند و بعضی دیار ہا غازی میاں میگویند و انہا کہ از تاریخ و کتاب دیگر اشیا مانند آنحضرت را سپہ سالار مسعود غازی می خوانند۔ الغرض بعد از چند ساعت آنحضرت فرو نشست سلطان الشہد ا (ق 149) سوار شدہ بمنزل معہود تشریف برد و سہ ماہ دیگر ہمین طریق گذشتند گاہی در عالم سکری در عالم صحو آن محبوب رب العالمین در ان ایام نوزدہ سالہ بود عقل و شجاعت و اخلاق آن قسم در سوخت و درین و عرفان با استقامت و دیگر کمالات چنانچہ مذکور کردہ شد حق تعالی حسن یوسفی و نور محمدی و ولایت حیدری مخصوص نصیب او گرانیذہ بود و در اعتقاد بندہ (حضرت عبدالرحمن چشتی علوی) انیست کہ بعد او

انقسم بشر مجموع صفات یکسوت انسانی وجود گرفته باشد پیشتر خدا داد اند- القصه کافران هند از هر طرف جمع شده یکدل گشتند و بالنگر بیشمار بمشمل موروث یکجا شده (ق 150) روی بطرف بهرائج آوردند سلطان الشهدا خبر غلبه کفار شنیده در دیوانخانه برآمد ارکان دولت را حکم کرد که امروز جمع مردم لشکر را از خورد و بزرگ پیش ما حاضر آرند چنان کردند تمام مردم خاص و عام صفها بسته ایستاده شدند آن زمان خود برخواست و پیش آنها آمده آغاز کرد که ای عزیزان مدت چند سالست که ما پاشا همراهیم و از چنگس به پنج نوع ازاری و کدورت نداریم و از نیک سلوکی و وفاداری شما این راضی و شاکریم آنچه حق برادری و دوستی بود شما با واقعی بجا آوردید اگر از جانب من شما این را از آزاری رسیده است از برای خدامعاف بکنید که فراق صوری قریب دیده می شود (ق 151) ازین سخن درد آورده هر همه آبدید شده روی بر زمین آورده شادمانی کردن گرفته که تقصیرات از ما بود از جانب آنحضرت همیشه راضی ایم حق تعالی آنقبله را بر سر من سلامت و از که از مادر و پدر هر مان تر هستی باز سلطان الشهدا فرمود که یا ران تا این زمان چند جنگ با کافران کردیم حق تعالی فتح داد و درین مرتبه کفار جمع هندوستان جمع شده می آیند قدر ادا و ابا و اجداد ما آن بود که میدان جنگ نگذارند پس مرا هم ضرور است که متابعت پدران بجا آریم و این وجود که پرایه جالبست در محبت حق بازیم شما این را بخدا سپردیم راه بالا دست بگیرید و بروید و کسی که محض برای محبت حق تعالی ذوق (ق 152) شهادت داشته باشد با ما همراهی کند و الا نه خدا حاضر و ناظر است که من از رضای خود شما را رخصت میکنم این بگفت و چشم بر آب کرد که دام سنگدل و بے سعادت باشد که درین حال از وجدائی اختیار کند یکبار از گریه از خلق برخاست و بزبان اخلاص گفتن گرفتند که اگر هزار هزار جان داشتیم پس فدائی قدم آنحضرت میگردیم یک جان چه چیز است که بخاطر آن از مشاهده حضور بے بهر بمانیم سبحان الله آنروز عین نمونه حشر بود بلکه از انهم دشوار تر بعد از آن هر دو دست برداشت که فاتحه میزد عشق بخوانید خوانند پس انچه در بساط (ق 153) خود داشت از نقد و مجلس همه را حاضران قسمت کرده و فرمود که زود خرج کنید که عیسی علیه السلام از سبب کانه چوبین و سوزن بار نیافت من با چندین بلا چون بار خواهم یافت بعد از آن مردم را رخصت کرد که موجود برای حرب شوید و چند هزار جوانان بهادر را تعیین ساخت که دو گروهی از بهرائج بطریق چوکی مقابل لشکر کفار باشند و خود در خلوت رفتن مشغول باطن مشغول گشت و از آنوقت طعام و آب ترک کرد و بزرگ تنبول بسیار خورده و عطریات میمالیده هر چند وقت شهادت نزدیک می آمد سلطان الشهدا را ذوق مشاهده و شادی (ق 154) وصال دریائے توحید پیشتر می شد چنانچه عزیزی گفته است:

وعدہ وصل چوں رسید نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

القصه بتاریخ سیزدهم ماه رجب المرجب سنه 424 هـ اربع عشرین و اربعمائه وقت صبح کاذب لشکر کفار بر سر مردم چوکی سلطان الشهدا رسید چون بهادران پروانه صفت مسلح موجود بودند جنگ آغاز کرده خبر سلطان الشهدا فرستادند عاشق معبود سالار مسعود در ساعت نفاه فرمود و مردم لشکر موجود بودند سوار شده جمیع امیران و جوانان بهادر آمده بدر بار حاضر شدند سالار

اداره تحقیق الاعوان پاکستان، سنگوله، راولا کوٹ آزاد کشمیر

سیف الدین را فرمود که شما پیشتر رفته امداد مردم چوکی بکنید متعاقب ما هم میرسیم بعد از آن آب برائے غسل (ق 155) طلبدید طهارت کامل ساخت و جامهای شاهانه پیش بها و مزین بودند بذوق تمام پوشیده و عطریات بسیار مالیده شمشیر و خنجر حیدری در کمر بست چون مطلوب او محض شهادت بود و برآئیند دل او این معنی مشکوف ساخته بودند آنروز پنج سلاح از جوشن و غیره نپوشید و نماز فجر بهما نجا ادا نموده خوش و خرم برآمد اسب ماده خنک که از تحفه با عراق در طولید خاسگی بود از اشارت سلطان الشهدا اسب ماده خنک را بسیار آراسته با زین و لجام زرین پیش آوردند بران سوار شده متوجه بسوی (ق 156) لشکر کفار گشت چون شهر برآمد فوجها آراسته ساخت بعضی دست راست و بعضی دست چپ بعضی پس بعضی پیش جابجا متعین کرده روانه شدند چون قریب باغ سورج کند رسید بسیار خوشحال شدند درختان نونهال بودند و گلها از هر اقسام شگفته بهشت مشخص می نمود - سلطان الشهدا را که جای دفن او زیر درخت گل چکان در معامله نموده بودند هر وقت که در انجا میگذشت بذوق تمام زیر درخت مذکور رفته استاده می شدند در آن وقت نیز خود بدولت و اقبال زیر درخت گل چکان مذکور استاده (ق 157) شدند و فوجها بجنگ مشغول گشتند از صبح تا نماز شام جنگ عظیم شد طرفین مردم هزار و هزار گشته شدند ندانم چنانچه جانب هزیمت روی نداد تمام شب هر دو لشکر در مقابل ماندند چون صبح دمید باز تقار با جنگی گرفتند و جوانان بهادر پروانه وار بے محابا بجنگ درآمدند و از غلبه شوق وصال الهی غیر از شهادت دیگر هیچ مطلب نداشتند:

کمال عاشقی پروانه وار و که غیر از شوق نداشت پروانه وار

القصه لشکر کفار پیشار بود هر طرف بمشمل کوه بامی نمود و از لشکر اسلام هر چند مردم بسیار ازین طرف جمع شده بر انهامی تاختند (ق 158) بطور آرومک شهیدی گشتند اکثر امیران کلان کلان و غیره مردم لاشار و شهادت آوردند آن روز از وقت صبح تا وقت نماز ظهر دو حصه مردم لشکر اسلام شربت شهادت چشیدند و یک حصه مانده بودند فاما بے غلبه محبت الهی از حرب سیر نمی گشتند چون خبر بخدمت سلطان الشهدا رسید که سالار سیف الدین شهید شدند فلان امیر و فلان بهادر همه رو شهادت آوردند خوشحال می شدند و میفرمود که الحمد لله بمطلوب حقیقی پیوستند و من هم همراهی آنها را نمی گذاریم و میرم میرسم بعد از آن میفرمود که سالار سیف الدین و دیگر یاران را دفن کنید سالار سیف الدین بر نوع را دفن نموده بغرض رسانیدند که کافران (ق 159) بسیار غالب اند و لشکر تمام رو شهادت آورده بجنگ مشغول شویم و یا شهیدان را مدفون کنیم وقت خیلی نازک است پس فرمود که شهیدان را آورده درین سورج کند بیندازند که از برکت شهادت آنها ظلمت کفر این مقام تا قیامت بر طرف کرد و چنان کردند چون آن حوض از شهیدان پر شد بعد از آن فرمود که شهیدان را در غار ها و چاهها بیندازند که دست کفار بر تنهای پاک ایشان نرسد و بجزمت نمانند بعد از آن سلطان الشهدا از اسب فرو آمد و در آن وقت وضو جدید ساخته نماز ظهر بحضور دل ادا نموده و شهیدان را شمار کرد و چاه و حوض مذکور پر کرده بودند نماز جنازه آنها گذارد و (ق 160) فاتحه بروج پاک آنها خواند و باز بر اسب ماده خنک سوار شد با جمیع بهادران باقی مانده بر سر فوج کفار افتاده آن فوجها که بمشمل کوه می

اداره تحقیق الاعوان پاکستان، سنگوله، راولا کوٹ آزاد کشمیر

نمودند یکبار مقرر شدند چنانچه تودهای برف در برآمدن آفتاب معیوب می شوند اکثر رایان صاحب جمعیت را سالار سیف الدین در تنق آورده بود باقی ماند با سلطان الشهدا متهم بر ساخت کفار که غلبه کرده آمده بودند بجای خود رفتند سلطان الشهدا نیز بجای خود ایستاده شد و بهر طرف که نظری انداخت شد غیر از کشتگان چیزی دیگر در نظرنی افتاد بعضی زخمی و بعضی در جان کندن و بعضی بیجان و بعضی مردم که سلامت مانده بودند آنها نیز در کشتاکی مشغول بودند این قسم واقعه جگر سوز (ق 161) میدید و اصلاً بر چهره مبارک سلطان الشهدا از غلبات شوق مشاهده الهی تغییر ظاهری شد بلکه ذوقین می گشت محض استغنائی الوهیت بردل و متجلی کرده بود و الا نه بشر را این قسم حالت و بلند پروازی ممکن نیست الحال از سمع آن واقعه جگر می لرزد آفرین باد بر استقامت انرم که پنجم میدید و بحال خودی مانند القصه رای سهر دیو و رای بهر دیو و بعضی رایان دیگر بالشکر خود یکسوی ایستاده بودند چون دیدند که لشکر اسلام جزوی مانده است یکجا شده بر فوج سلطان الشهدا اتا شدند و همراه انجوب رب العالمین جزوی مردم مانده بودند که در میان باغ گردو پیش اواقامت داشتند کافران انبوه از هر چهار طرف گر (ق 162) کرده تیر باران کردند اول ساعت عصر روز یکشنبه بتاریخ چهاردهم ماه رجب سنه (14 رجب 424 هـ) مذکور تیر فضا در شتر گ سلطان الشهدا رسید چهره مثل آفتاب مانند بلال سفید گشت شهادت گویان از بالا و اسپ مادیه خنک فرو داد و اسکندر دیوانه و دیگر خدنگاران انجوب اهی را گرفته زیر درخت گل چکان بر بستر خوابانیدند گوی مبارک از زخم کج شده بود سکندر دیوانه روی مبارک او مستقل قبله کرد و سر مبارک او را بر انوی خود گرفته نشست و از آرامی کریمت سلطان الشهدا یک مرتبه چشم بکشا و تبسم کرده کلمه هو بر زبان مبارک راند و جان بمشاهده حق تسلیم کرد و خواجه حافظ ازین مقام گفته است:

ایں جان عاریت که بحافظ سپرد دوست (ق 163) روز نشن به پندم و تسلیم وی کنم

قال النبی ﷺ الموت حسر لیصل الحبيب الی الحبيب یعنی موت پلی است که میرساند دوست را بدوست در انوقت این حدیث عین حال او گشت سن ولادت و مدت حیات و سن شهادت انیست

محبوب خدا بود امیر مسعود در چهار صد و پنج در آمد بوجود

تامت بست (بعثت) در جهاد افرو در چار صد و بست و چهار رحلت فرمود

الغرض نعره از خلق برخاست های های میگریستند و تیغها علم کرده در فوج کافران می افتادند و شهیدی شدند و کفار هر چهار جانب بجای خود ایستاده تیر با بمثل باران می انداختند تا وقت نماز شام یک کس زنده نماند جمیع مردم و خدنگاران کرد بر کرد آنما بمثل ستارها افتاده بودند و سکندر دیوانه که (ق 164) سر مبارک سلطان الشهدا بر انوی خود گرفته نشسته بود چند تیر متواتر بسینه او رسیدند فاما کمال عشق که بان محبوب رب العالمین داشت زانو از زیر سر اصلاً نجانبند و جان بحجت او باخت و این سکندر دیوانه فقیر بود و پاره دهنه داشت چون او در سلسله سلطان ابراهیم ادهم مرید بود طریق ادهمیان معروف است که

سرو پا برهنه دارند و در عاشقان سلطان الشهدا سر حلقه او را می گفتمند او را رسم بود که یک چوب بدست داشت و همیشه در جلو سلطان الشهدا پیاده میرفت فاما بسبب محبت بے ریا قرب از امیران مصاحب زیاده داشت چنانچه انصرام رسیدند و اسپ مادیه خنک را نیز چند تیر رسیدند همانجا زیر قدم صاحب (ق 165) خود جان بداد بعد از ان کافران در باغ درآمدند چون شب هم درآمد و هر چند محسوس کردن تن مبارک سلطان الشهدا را نیافتند حق تعالی از نظر ناپاک آنها مخفی داشت رای سهر دیو خواست که شب همانجا دیر کند آخر دیگر کفار گفتمند جای که خون مسلمانان ریخته باشد انجا ماندن مالا لائق ندارد الحال خبر لشکر خود هم باید گرفت که چقدر مردم گشته شدند و چقدر ماندند و فدا باز اینجا خواهم آمد الغرض کفار برگشته بدیر خود رفتند چند مسلمانان که زخمی بودند وقت خالی یافته برخاسته بسوی بهر آنج روان شدند که واقعه حال رفته بمیر سید ابراهیم گویند و میر سید ابراهیم را سلطان الشهدا با جماعتی سوار و شاگرد پیش بر سر دیر در برانج گذاشته آمده بود که مبادا (ق 166) کفار از طرف دیگر شده بر سر دیر بیفتند القصه دوسه کس زخمی که بودند آنها هم جانب شهر رفتند دران باغ غیر از شهدا دیگر پنج بشر زنده نبود و گرسنگ سکنحل زنده بود چون دو گهری شب گذشت شفالان پیدا شدند سگ مذکور قریب جنازه سلطان الشهدا ایستاده بود هر طرف که شفالان می آمدند همه اطراف آواز کنان میدید و چنانکه تمام شب محافظت شهیدان کرد و این سگ سکنحل ثانی سگ اصحاب کیف گذاشته است القصه چون خبر شهادت محبوب رب العالمین بمیر سید ابراهیم رسید بحر دشنیدن واقعه جگر سوز لرزه در اندام او افتاد و پیشو گشت و میر مذکور نیز هم عمر سلطان الشهدا بود جمال با کمال داشت و سلطان الشهدا اکثر بادی (ق 167) بطریق یارانه مطالبه میکرد بسیار دوست میداشت الغرض بعد از ساعتی بحال خود آمده تمام مردم را پیش خود طلبیده گفت که ما بسبب محبت سلطان الشهدا درین ملک آمده بودیم واقعه او انقسم شد الحال من کجا برویم و این روی بکه نمایم غیر از مردن دیگر فکر در خاطر پنج نوع نمی آید شا اگر ما همراه کیند بهتر و الا نه شاربند و سپردیم این بگفت و اسپ برای سواری طلبیده آخر جماعه که با او بودند یکبار التماس نمودند که قرارشما یکی است فاما در شب کجا خواهیم رفت چون صبح شود از زمان سوار شوید که در روز روشن جان نیازیم بصلاح آنها شب توقف کرد فاما خواب از ورفته بود تمام شب وقت او در گریه و زاری گذشت آخر شب از غلبه اندوه تکیه کرد و در انوقت خوابی دید گویا یک بلندی مانند (ق 168) کوه است و بالای انجای باهوا و تمام بساط اس گلهای بهشت آراسته اند و جمیع مردم لشکر که شهید شده بود جا مهابت نفیس و مزین پوشیده خوش و خندان دور گرفته نشسته اند و در میان آنها بر تخت مرصع و مکمل سلطان الشهدا اجامهای سرخ پوشیده جلوس فرموده است و بر سر او چتر شاهی میکرد و اندام میر سید ابراهیم مذکور هر چند قصد میکند که بالای بلندی بخدست محبوب اهی رو و پنج نوع نمیتواند در وقت مضطرب گشته آواز کرد و از زمان سلطان الشهدا فرمود که هنوز تو قابل این مجلس نشده انشاء الله فردا داخل مجلس ما خواهی شد پس سلطان الشهدا جمیع مردم برخاست اسپان برای سواری حاضر آوردند و محبوب اهی (ق 169) بر اسپ مادیه خنک سوار شده بطرفی متوجه گشت میر سید ابراهیم دنبال و دید که بنده را چه حکم است فرمود که

وجود ظاہری مادر باغ افتاده است زیر درخت گل چکان مدفون ساز و سکندر دیوانہ را نیز برابر من کن و این مرکب سواری ہر جا کہ افتادہ است ہما نجا در خاک مستور گردان و دیگر یا را نیز اہم اگر توانی مدفون کردہ سہر دیو کا فر بکش کار تو ہم ساختہ خواہد شد چون سخن تمام کرد میر سید ابراہیم بیدار شد ذوق عالم باطن کہ در خواب دیدہ بود یک ساعت اورا درین عالم مانند دشواری نمود ہمان ساعت غفلت کردہ و جامہ پاک پوشیدہ سوار شد بیلداران لشکر را ہمراہ گرفتہ با جمیعت خود در میدان شہادت رسید سلطان الشہد ا رابعہ کسوت و سلاح زیر درخت گل چکان بر جبوترہ نشستگاہ او مدفون ساخت (ق/170) و سکندر دیوانہ را نیز موافق اشارعت باطن برابر او دفن کرد و واسطہ مادیہ خشک را نیز واکثر شہیدان کہ جا بجا افتادہ بودند ہمہ را در زیر زمین مستور ساخت و شہیدان لا شمار کہ در سورج کندانداختہ بودند برانہا نیز خاک تودہ کرد کہ از نظر کفار مستور باشد از ان تاریخ زیارت گاہ کفار بر طرف شد سخن سلطان الشہد ا بر کرسی نشست حق تعالی کان کفر را از نور اسلام منور گردانید۔ الغرض میر مذکور ازین کار در یک پاس روز فارغ شد آن زمان خبر کفار رسید کہ لشکر اسلام باز بدستور سابق در میدان جنگ موجود ایستادہ است رای سہر دیو چون مار پیچیدہ با جمیع کفار مسلح شدہ متوجہ بہ جنگ گشت چون فوج کافران نمودار شد میر سید ابراہیم یک قبر متصل سکندر دیوانہ برای خود (ق/171) موجود ساختہ در میدان برآمد طرفین جوانان جنگ پیوستند جنگ عظیم شد آخر میر سید ابراہیم اسپ خود را تاخت و از ان طرف رای سہر دیو نیز برآمد اتفاقاً میر مذکور رای سہر دیو را در تنہ آوردہ بیجان ساخت برخود نیز شہید شد یاران میر مذکور اورا برداشتہ در قبر گاہ آوردند و موافق وصیت او در ہمان قبر کہ حضور خود ساختہ رفتہ بود میر سید ابراہیم را نیز مدفون ساختند بعد از ان خود ہم شہید شدند تکیس از مردم زندہ نہماند طرفین در میدان گشتہ شدند مگر چند خدمتگاران و دوسہ غلام سلطان الشہد ا کہ زخمی ماندہ بودند چون بہ شدند جارب کشتی آستانہ متبرکہ عمر خود صرف کردند و حاجی احمد و سید حاجی محمد کہ از مقرران (ق/172) سالار سہروردی سترکہ ماندہ بودند بعد از چند مدت انہا نیز در ہر آنج رفتہ بخدمت آستانہ مشغول شدند و چون ہر دو عزیزان را محبت کمال بخدمت سلطان الشہد ا بود تمام عمر بخدمت آستانہ اوصرف کردند و باطن شفقت سلطان الشہد ا ہم از برادر و فرزند برآنہا کم نبود و مہربانی ان محبوب رب العالمین عام است کہ ہنوز از مجاوران آستانہ خود را بسبب رسوختہ بندی و اخلاص آنہا از فرزندان زیادہ مہربانی میکنند نہرو نیاز سلطان الشہد ا غیر از مجاوران آستانہ بدیگری دادن جایز نیست۔ القصہ چون این فقیر پیش از مطالعہ تواریخ مذکور حسب الفرمودہ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر شاہ بجانب دامن کوی شمال رفتہ بود اچار منی (ق/173) بہر نام ز نارا در وکیل راجہ کوی جملہ از ان طرف آمدہ بفقیر ملاقات کرد اتفاقاً کہ سلطان الشہد ا برآمد اچار منی ز نارا در مذکور ”تواریخ ہندی“ مہارت تمام داشت از وقت آمدن سلطان الشہد ا در ملک ہند تا واقعہ شہادت او جمیع جہا کہ با کفار کردہ بود ہمراہ مفصل از تواریخ خود بیان نمود و نیز نقل کرد کہ چون رای سہر دیو سالار مسعود را شہید کردہ در دیہ خود آمد نصف شب سالار مسعود اورا خواب نمود کہ مرا گشتہ میخوای کہ تو سلامت روی این کار مردان نیست پس از ان

خواب رای سہر دیو را غیرت در کار شد من در میدان جنگ برآمد و گشتہ گشت چنانچہ ذکر افتادہ است و بعد از چند سال چون تاریخ تصنیف ملا محمد غزنوی بدست آمد بہر نوع (ق/174) کہ ان ز نارا در از تواریخ ہندی واقعہ جنگہا نقل کردہ بود ہمان قسم مندرج یافتم ز نارا در مذکور می گفت کہ آلا ن راجہ کوی جملہ از اولاد رای سہر دیو است تواریخ ہندی در سہر کار او دیدہ بودم۔ الغرض این تمسک بخاطر مردم عوام نوشتہ شد مردم اصل خواص را ہمان مقدمہ سابق کہ در دیباچہ نوشتہ شد کافی است۔ انہ یعلم الکھر و ما تخی۔ القصہ سلطان محمود غازی نیز دو سال پیش از شہادت سالار مسعود وفات یافتہ بود انوقت کہ سالار سہرادیو از کاہیلر متوجہ بجانب سترکہ گشت ہما ن سال سلطان مذکور نیز شب پنجشنبہ بیست سیوم ربیع الآخر سنہ احدی و عشرين و اربعہ مایہ۔ باغ فیروزی غزنی مدفون گشت و در تواریخ فیروز شاہی کلان می نویسد کہ بعد از سفر سلطان محمود پسر خود (ق/175) او سلطان محمد بن محمود بر تخت غزنی نشست و مسعود شہید پسر کلان سلطان مذکور در ملک عراق بود از ان طرف لشکر جمع کردہ متوجہ غزنی گشت ارکان دولت محمودی باطن با مسعود شہید متفق بودند سلطان محمد قید کردہ پنجم او میل کشدہ در زندان داشتند و خود با لشکر استقبال کردہ مسعود شہید را بر تخت نشانند بعد از ان مسعود شہید انہا را بکشت و ملک پدر در ضبط آورد بعد از چند سال سلجوقیان خروج کردند مسعود شہید بانہا جنگ کرد تا سہ شباروزی قبال بود سلجوقیان غالب آمدند تو آنست ماند خزان غزنی با خود ہمراہ گرفتہ متوجہ جانب ہند گشت ہندگان ہند ترک اورا قید کردہ بہ اتفاق (ق/176) محمد تاینبا مسعود بن محمود را شہید کردند عمر او چہل و پنج سالہ بود و سلطنت او نہ سال بعد از شہادت او سلطان محمد بصیر را باز بر تخت نشانند و سلطان مودود بن سلطان مسعود شہید در غزنی بود نیز شہادت پدر شہیدہ بر تخت غزنی نشست و برای انتقام پدر لشکر جمع کردہ بر محمد بصیر کہ عمو او بود رسید در میان مودود و محمد جنگ شد حق تعالی مودود را فتح داد و محمد گرفتار آمد مودود محمد را با فرزندان بکشت و انتقام پدر را باز خواست و کشندگان پدر را از ترک و تاجک ہمہ را در تنہ آرد و ملک پدر و جد در تصرف خود آوردہ مدت نہ سال بادشاہی کرد و بر حمت حق پیوست۔ بعد او چند روز سلطان علی بن مسعود شہید بر تخت سلطنت نشست دوماہ (ق/177) ملک راند بعد او سلطان عبدالرشید بن محمد بصیر بر تخت سلطنت نشست نیم سال بادشاہ بود۔ بعد او طغرل ملعون بندہ سلطان محمود غازی بود بر تخت نشست خاندان سلطان محمود را غارت کرد و سلطان عبدالرشید را بیا زدہ بادشاہ زادہ و دیگر یکجا گرفتہ بکشت و چہل روز بادشاہی کرد آخر یک ترک محمودی طغرل را ہم بکشت۔ الغرض از ان روز کہ سلطان الشہد ا غزنی با گذشت در دولت محمودی بہم فساد پیدا شد خود بخود ہلاک گشتند و مقصود ازین حکایت طول آن بود کہ کہ اکثر مردم اسم مسعود شہید بن محمود را در تواریخ یادیدہ اورا سلطان الشہد ا (ق/178) سالار مسعود غازی خیال میکنند معاذ اللہ ان مسعود ابابین محبوب رب العالمین سالار مسعود غازی چہ نسبت و چہ مانند است ہندگی ہندگان سلطان الشہد ا سالار مسعود را برافروخ بود چرا کہ او مدت نہ سال بادشاہی یک ملک ظاہر کرد انہم بمعیت غلذت سلطان الشہد ا تا قیامت بادشاہ تمام ملک ظاہر و باطن است و تالی یومنا بادشاہان اقلیم را رو بجاک آستانہ پاک او مہمالیر فیض ظاہر و باطن مہرند

و تا قیامت خلایق از تصرف ولایت او بہرہ مند خواہر بود سبحان اللہ آن محبوب رب العالمین در ذوق الہی پیدا شد و بذوق مشاہدہ جان باختہ (ق 179) بادوست مکرنگ گشتہ ہر گاہ کہ بصفحت حق موصوف شد پس لوازم انہی نست کہ بادشاہ عالم و عالمیان شود و خاص و عام را فیض رساند بزرگی خوش گفتہ است:

ہر کر شد ذوق عشق او پدید

زود یابد ہر دو عالم را کلید

ہر کہ مست عالم عرفان گشت

بر ہمہ خلق جہاں سلطان گشت

القصہ بعد از شہادت سلطان الشہد امظفر خان ہم فوت شد و فرزند ان اورا کافران از اجبیر بر طرف ساختہ بت پرستی را رواج دادند کفر و بت پرستی در ملک ہند شائع گشت و تا دودصد سال بچنان بود از زمان قطب المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی را دین طواف کعبہ ندائی (ق 180) از عالم غیب رسید کہ در مدینہ برو چون آمد بغیبت رحمۃ اللہ علیہ در معاملہ فرمود کہ حق تعالی ملک ہند را حوالہ شما کردہ است انجا بروید و را جبیر اقامت نما نید انشاء اللہ تعالی در آن ملک روان اسلام از سبب تصرفات ولایت شامیرید ان شا خواہ شد پس حضرت خواجہ در وقت رای بہتہ و را داخل اجبیر شد از غلبہ تصرف ولایت خود اچھا بل جوگی کہ پیر رای بہتہ و را بود اورا مرید خود کرد و فاما ظلمت کفر از دل بہتہ و را ثانی ابوجہل بر طرف نشد بلکہ از بندگان حضرت خواجہ عناد ظاہر کرد پس حضرت خواجہ در باب آن کافر نفس بدر اندر چند ایام (ق 181) کرت دوم سلطان معز الدین شامی عرف شہاب الدین غوری از طرف غزنی پیدا شد بہتہ و را در میدان دہلی بکشت و قطب الدین ایک را بجای آن کافر تخت دہلی نشاندہ خود برگشتہ بہ غزنی رفت قطب الدین ایک از قوت امداد باطن حضرت خواجہ معین الدین چشتی تمام ملک ہند را در تصرف خود آورد جا بجا کفار را بر طرف ساختہ مسلمانان را متوطن گردانید و میر سید حسین بمشہدی را کہ مشہور بہ سید حسین خٹک سوار است حاکم اجبیر کرد میر مذکور را بخدمت خواجہ اعتقاد و اخلاص تمام بود اکثر کفار و اچھا جبیر بدلا لت میر سید حسین بخدمت خواجہ اسلام آوردند تا آنکہ میر سید حسین ہم در اجبیر شہید شد و بر قلعہ قدیم اجبیر (ق 182) مدفون گشت چنانکہ مرقد پاک او مشہور است و زیارت گاہ خلق پس از ان وقت در ملک ہند حج کافری بادشاہ نشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیاری نویس کہ حق تعالی از نفس بدو رویشان پناہ دہد در آن وقت حاضر بود کہ حضرت خواجہ در باب بہتہ و را دعای بد کرد کہ این کافر را بدست لشکر اسلام ہلاک گردانیم کہ از خدا خواستہ ام کہ بعد ازین حج کافر در ہند بادشاہ نشود چنانچہ تصرف و کرامت حضرت خواجہ اظہر من الشمس است۔ الغرض بعضی مردم عوام میگویند کہ سلطان الشہد اور وقت حضرت خواجہ مذکور آمدہ بود محض غلط است در کتب معتبر تحقیق نمود سلطان الشہد امعاصر خواجہ ابو محمد چشتی (ق 183) بود مدت با پیش از وقت قطب المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی در ملک ہند آمدہ رو بہ شہادت آوردہ است مفصلہ دودصد سال چیزی کم و زیادہ خواہد بود چنانکہ سنہ شہادت سالار مسعود بالا نوشته شد و خواجہ معین الدین چشتی بتاریخ ششم ماہ رجب 632ھ ثانی و ثلثین و ثانیہ وفات فرمود و اللہ اعلم بالحقائق والصواب۔

داستان پنجم:

در بیان اظہار کرامت سلطان الشہد بعد از شہادت و بناء عمارت روضہ مطہرہ و بعضی احوال و خوارق آنجوب رب العالمین۔ چون اقلیم ہند از غلبہ ظلمت کفر بمثل تن بیروح حج رونقی نداشت حق سبحانہ و تعالی خواست (ق 184) کہ اورا از نور اسلام احیا ساختہ رونق بخشد و وجود سلطان الشہد کہ صورتاً و معنأ ارواح صفت بود ان اقلیم را منور ساخت چنانچہ اول جسم آدم علیہ السلام مانند جماد افتادہ بود بچکس نمی برسد چون روح در ان و میدید اول درد او جای رفت بعد از ان فردو تر آمدہ برابر ناف اقامت فرمود آ زمان عطسہ زد و در تمام وجود سیرایت کرد زندہ گشت پس نوری و رونقی برو متجلی شد کہ لاچار جملہ ملک سر بسجود آوردند۔ الغرض در قسمت زمین اقلیم ہند دہلی دل اقلیم ہند است و ستر کہ ناف اقلیم ہند و ملک فرودست پای اقلیم ہند است پس سلطان الشہد انیز بطریق (ق 185) روح مذکور از جانب بالا دست آمدہ دہلی رافتح کرد اول در دل اقلیم ہند جا گرفت بعد از ان در ستر کہ بناف ہند رسیدہ در بہر انج برابر ناف اقلیم شد تا قیامت قرار گرفت پس وابستگان او در تمام اجزاء وجود اقلیم ہند جای گرفتند پنج شہری و پنج قصبہ و پنج قریہ در اقلیم مذکور نیست کہ در ان یکی وابستگان او آسودہ گلشتہ است وقتی کہ سلطان الشہد ا بید ساقی کوثر شراب شہادت چشیدہ وابستگان او کہ در تمام ہند منتشر گشتہ بودند بحکم الناس علی دین ملوکھم ہر ہمہ جای رو بہ شہادت آوردند ہر یک مقام را او نور شہادت منور گردانیدند پس از ان وقت (ق 186) نور اسلام در تمام اقلیم مذکور جای گرفتہ شرک و کفر را بدر آورد و تمام ملک ہند از شرق، غرب بنور ولایت سلطان الشہد امنور شد پس اورا روح اقلیم ہند گشت لاچار جملہ خلق بر آستانہ متبرکہ و مطہرہ اور و بسجود ہی بر بند بزرگی خوش گفتہ است:

برزینی کہ نشان کف پایتو بود

سالہا سجدہ صاحب نظر ان خواہد بود

حق سبحانہ و تعالی اقلیم ہند را از جملہ اقلیم بزرگ گردانید چرا کہ خانہ کعبہ و مدینہ معظمہ در اقلیم ہند بنا ساخت چندین شہداء و اولیاء در اقلیم مذکور گذشتہ کہ قدم بقدم بے اختیار خلایق رو بخاک آستانہای انہامی مال دو فیض ظاہر و باطن میر باید۔ الغرض این فقیر در اربعین نشستہ بود بخاطر گذشت راز دیک حق تعالی چه مقدار قرب خواہد بود تا چند روز اکثر اوقات ہمین فکر (ق 187) میگذشت آخر عشرہ ماہ مبارک رمضان معاملہ نمودند گویا این فقرہ برای زیارت خانہ کعبہ رفتہ است طریق زیارت کعبہ چنانچہ هست بجا آوردہ بعدہ چہ بیند کہ در میان کعبۃ اللہ یک قبر است متخیر گشتم کہ ایا قبر کیست یک مرد عرب پیرا ہن سفید و فرنی سبز پوشیدہ و دستار کلان بروش عربیان بستہ دست راست فقیرا بیتادہ بود معلوم کردیم کہ این مرد مجاور کعبہ

رو باد آورديم اين مرد عرب گفت كه اين قبر محبوب الله است باز دو چند متخير گشته بجانب آن قبر متوجه شده ايستاديم بعد از ساعتی سلطان الشهد ازان قبر برآمده فقير بقدم بوش آن محبوب رب العالمين مشرف گشته بخدمت همراه شد چون در حرم كعبه برآمد اسپان برای سواری (ق/ 188) او حاضر آوردند بريك اسپ خود سوار شد و يك اسپ برای فقير مرحمت فرموده روان گشت و فقير نیز بر ركاب ميرفت بعد ازان خود به بهرائج رفت و بنده را رخصت خانه كرد و قربت و منزلت كه آنجوب الله باللہ دارد از تحریر و تقریر سیر و نست مگر او داند كه ازان نعمت بهره مند شده باشد چنانچه بزرگی گفت:

زمین و آسمان هر دو شریفند
قلندر را در این هر دو مكانست
نظر در دیدها ناقص فدا ده
و گرنه یا را ما ز کس نهان نیست

القصه يك مرتبه وقت تصنيف اين كتاب در نسب سلطان الشهد اشبه در خاطر گذشته بود شي در معامله دیديم كه سلطان الشهد ابراسپ خنك سوار از طرف بهرائج آيد چون قريب آمد بفقير گفت كه من برای زیارت مرقد آباء و اجداد خود (ق/ 189) ميرويم شاهم همراه نبايد تا شبه نسب ما بر طرف شود حسب الحكم فقير نیز بر ركاب شده از سالار سا هو گرفته تا محمد حفيه غازی فرد در را بفقير نموده بعد ازان برای زیارت اسد الله الغالب علی ابن ابی طالب متوجه جانب خانه كعبه گشت چون در حرم كعبه در آمدیم از دور دیديم كه اسد الله الغالب روانی فاختای پوشیده در میان دروازه خانه كعبه تكيه کرده است در میان دیديم كه دو مرد سفید ریشی و جامهای سفید پوشیده قریب دروازه حرم نشسته از روی اعتراض میگویند كه اين رسم پیری و مریدی معلوم نیست كه از كجا پيدا شده است فقير در جواب گفت آنوقت كه آيت ان الذين يباليونك انما يباليون الله الی آخره - بر حضرت رسالت پناه فرود (ق/ 190) آمد ظاهر شما حاضر نبودید باز اشارت بجانب اسد الله الغالب كرد كه طریق پیری و مریدی ازین خليفه و جای نشین حضرت رسالت پناه است کسی خود تراشی نكرده است مگر از خلافت اين مرد شما متكراريد هر دو پير مرد ازین جواب سرنگون كرده ساكت ماندند بعد ازان بنده از وسیله سلطان الشهد اپيشتر رفته بشرف قدم بوسی حضرت امير المومنين علی فانض گشت و آنچه رد و بدل به آن دو پير مرد گذشته بود معروض داشت حضرت امير المومنين علی برضاسر جيتانيد يعنی خوب گفتي بعد ازان برخاست و در میان خانه كعبه رفته نماز مشغول شد بنده نیز همراه اقتدا كرد دران وقت چنان معلوم گشت كه جای امير المومنين علی مرتضی خانه كعبه است كه همیشه بر در خانه كعبه نشسته (ق/ 191) عزل و نصب مردان رجال الله و سلاطين ممالك روی زمین موافق اراده الهی ميكند الحمد لله علی كل حال كه از توجه سلطان الشهد ازین نعمت بهره مند گشت و معنی حديث حضرت نبوی ﷺ انما يسه العلم و علی باهما مكشف

شد - القصه بعد از شهادت حضرت سلطان الشهد الاول خوارق او كه در خلق شهرت گرفت انيست كه در موضع نكر و كوبانی بود كه زن او را مشخص عقيمه قرار داده بودند روزی خوشدامن او را طعنه كرد كه از خانه ما دور شو پسر خود را جای دیگر كد خدا خواهم كرد روی عقيمه هم دیدن نخس است زن كوبان غيرت گرفته كریان از خانه برآمد اتفاقاً در آستانه سلطان الشهد ارسيد ساعتی قرار گرفت خادمان (ق/ 192) درگاه او را مغموم یافته احوال او مفصل رسيدند واقعه حال بیان نمود پس خادمان گفتند كه حضرت سالار عارف ربانی بود و باز بحجت خدا شهيد شده تو از صدق دل نيت يكن انشاء الله از بركت ايشان حق تعالی تر از فرزند زرينه روزی خواهد كرد پس آن زن خوشحال شده نيت كرد شوهر نیز برای تقصص زن مذکور برآمده بود بهما نجارسيده در واقعه حال واقف شد او نیز نيت كرد شوهر مع زن بخانه خود رفتند همان شب حمل بماند بعد از نه ماه فرزند زرينه متولد گشت ازان تاریخ آن كوبان بازن و قبيله خود شب دوشنبه برای زیارت سلطان الشهد ای آمدند و آن كرامت را جابجا آشكاره ميكردند هر كس كه (ق/ 193) برای كاری و مهمی نيت ميكرد حق تعالی در ساعت موجودی ساخت آمد و شد خلایق روز بروز زیارت [زیاده] (ق- 1 ص 67) گشت چون عروج ظهور بود دران ایام كرامت آنجوب الله بمثل باران بران خلق می بازید تا بینا و بیستی و شل و غیره هر كه بدرگاه محبوب الله ميرسيد شفای یافت چنانكه ديه بدیه و شهریه شهر ملك بملك كرامت او انتشار گشت چنانچه آلان آستانه او قبله حاجات عالم است - الغرض منقولست كه سید ركن الدین وسید جمال الدین از ولایت آمده دران ایام در قصبه رودولی متوطن گشته بودند سید ركن الدین دو پسر داشت وسید جمال الدین يك دختر دوازده ساله حق تعالی آن دختر راه بكمال حسن آراسته بود (ق/ 194) فاما بینائی اصلا نداشت و نام او زهره بود سادات مذکور همیشه از احوال دختر مغموم می بودند ناگاه بعضی مردم از بهرائج آمده نقل كردند كه حضور مایان چند تا بینا در آستانه سالار مسعود قدس سره بینائی یافتند سید جمال الدین ازین حكایت شنیده خوشحال شدند نيت كرد كه اگر از بركت سلطان الشهد اچشم دختر من بینا شود روضه آنحضرت راس كنم بعده حكایت مذکور پیش دختر اہم نقل كرد پس زهره نیز نيت كرد اگر چشم من بینا شود غیر از جاروب كشی آستانه سلطان الشهد ادر حیات خود كارد دیگر كنم - الغرض غائبانه احوال سلطان الشهد اشنیده در دل زهره عشق آنجوب الهی متمكن گشت غیر از ذكر او (ق/ 195) حكایت دیگر خوش نمی آمد حدیث نبوی ﷺ من احب قومًا اكثر ذكره - و نام سلطان الشهد اپيوسته تسبیح ميكفت روز بروز عشق بر و غلبه كرد:

نه تنها عشق از دیدار خیزد
بساكین فتنه از گفتار خیزد

و زهره در وقت خود از زیلغا فوقیت داشت چرا كه زیلغا يوسف علیه السلام را در خواب دیده عاشق جمال وی

شدہ بودوز ہرہ نام سلطان الشہد اشنیدہ در عشق او گرفتار گشت چنانچہ ذوق طعام و آب از درفت شب و روز مسعود مسعود بینا لید روزی سلطان الشہد آمدہ پیش او ایستادہ شد و گفت ای زہرہ مشتاق شخصی کہ بودی او پیش تو ایستادہ است چرائی بنی پس زہرہ ہر دو دست خود برداشت و مناجات کرد کہ الہی اگر من در عشق (ق/ 196) سالار مسعود را ختم پس چشم مرا بینائی دہ کہ جمال محبوب مشاہدہ کنم والا نہ ہمین ساعت بمران کہ از محبت فراق یا ہم پروردگار عالم از سبب رسوخت عشق در ساعت اورا بینا ساخت پس اوّل چیز کہ در نظر او در آمد جمال جہان آرای سلطان الشہد ابو دینجر دیدن بسوی او دید سلطان الشہد چشم او را نور بخشیدہ از نظر او غائب شد و ہرہ پیشو گرفت و ہای ہای میکریست سبحان اللہ مادر و پدر و جمع اقربا از بینائی چشم او ذوق و شادی میکردند و او در فراق محبوب کباب میکشت چون بسیار مضطرب شد سلطان الشہد او را در خواب نمود کہ اگر مرا میخوانی در بہرائج بیا پس (ق/ 197) از والدین رخصت زیارت طلبید و گفت شما یان نیت راست کردن روضہ کردہ بودید الحال تاخیر خوب نیست سید رکن الدین و سید جمال الدین اگر چہ خیلی دولت مند و ملوک صورت بودند فاما معرفت باطنی ہم در شنید از عرفان خود احوال دختر دریافتہ سید جمال الدین یک پسر سید رکن الدین و یک خسر پورہ خود را معہ اموال بسیار ہمراہ زہرہ دادہ رخصت بجانب بہرائج کردید چون زہرہ در بہرائج بآستانہ متبرکہ رسید سلطان الشہد باطن او را تلقین کرد پس از ان روز او را تمام حضور با محبوب رب العالمین حاصل گشت:

گر عشق نبودی بخدا کس نہ رسیدی [چندین سخن نغز کہ گفتی کہ شنیدی] (ق- 1 ص 68)

[گر با نبودی سر زلفش کہ بودی] (ق- 1 ص 68) رخسارہ معشوق بعاشق کہ نمودی

بعد از ان زہرہ برای عمارت روضہ مطہرہ (ق/ 198) مقید شد اوّل روضہ سلطان الشہد اوسالار سیف الدین راست کرد بعد از ان جمیع شہدا کہ در سورج کند مستور بودند انہا ہمہ ایک روضہ ساخت و در ان کنج شہیدان اکثر یاران و مصاحبان سلطان الشہد آسودہ اند بعد از ان زہرہ یک روضہ برای خود ساخت وصیت کرد کہ درین روضہ دفن خواہید کرد و پسر سید رکن الدین و خسر پورہ سید جمال الدین کہ ہمراہ زہرہ آمدہ بودند خدمت عمارت مذکور حوالہ انہا بود چند روز کہ در خدمت آستانہ ماندند انہا را نیز توفیق شد یک روضہ متصل روضہ زہرہ راست کردہ کارو بار دینیوی ترک دادہ در همان روضہ مشغول می بودند چون فوت شدند (ق/ 199) ہر دو کس را ہما نجافن کردند زہرہ نیز چون در ہزدہ سالگی رسید بحجت محبوب الہی روز یکشنبہ چہار دہم ماہ رجب کہ آن وقت در قاعدہ ہند اوّل روز ماہ جبّہ بود در مشاہدہ دوست جان بدوست می دید - و چون زہرہ از غلبہ عشق در تصور ذات محبوب الہی عین صفت او گشتہ بود حق تعالی بسبب محبت

محبوب خود محبت محبوب را نیز محبوب گردانیدہ:

ہر چہ درین عالم است از ارشادت است ورنہ کجائی فتی چوب بہای نبات

الغرض در ان ایام رازان ولایت در ہند نیامدہ بودند کہ گنبد روضہ متبرکہ بروش بالا دست بسازند و رازان ہند (ق/ 200) بہ ازین طریق نمی دانستند ساخت و چون زہرہ محض از شوق عشق عمارت روضہ ساختہ بود بسبب محبت اوس سلطان الشہد اہمان عمارت ما این زمان قبول داشتہ است در زمانہ گذشتہ بعضی مردم قصد کردہ بودند کہ عمارت روضہ موافق شان سلطان الشہد اہنا کنند انہا را باطن منع فرمود بیشتر خدا دادند کہ چہ ارادہ است اما در اعتقاد این فقیر غالب است کہ آخر عمارت روضہ متبرکہ کہ عالیشان شود و در میان روضہ سلطان الشہد کہ قبلہ رویہ یک محرابست زیر همان محراب قبر سکندر دیوانہ واقع شدہ است و قبر میر سید ابراہیم نیز متصل آن (ق/ 201) قبر زیر محراب مشرق رویہ کہ در میان روضہ زہرہ واقعست - الغرض قبران ہر دو محبت در میان قبر سلطان الشہد او قبر زہرہ واقعہ شدہ است فاما از غلبہ ظہور زہرہ بروح پاک آن عزیزان کسی فاتحہ ہم نمی خواند بعضی مجاوران را از غیرت آن عزیزان از ابراہیم میر سدا نمی فہمد - القصد بعد از وفات زہرہ مادر او معہ اقربا ہر سال برای عرس او از رودلی می آمد و از غلبہ عشق می گفت کہ من برای شادی کار خیر زہرہ در بہرائج میریم کہ او را با سالار مسعود کہ خدا سازیم پس در بہرائج می آمد و عرس بروش شادی کار خیر میکرد تا چند سال کہ زندہ بود بچنان (ق/ 202) کرد چون از غلبات عشق دختر خود بے اختیار شدہ این طریق کردہ بود از سبب عشق تا این زمان سنت او جاریست و تا قیامت خواہد ماند فاما در اعتقاد فقیر چنان می آید کہ این شادی محض ثمرہ آن خواب مذکور است کہ سلطان الشہد در حیات خود دیدہ بود کہ والدین او برای شادی کار خیری طلبیدند و یقین است کہ شادی کار خیر شہیدان از حوران بہشت می شود چون باطن ہمیشہ شہدارا شادی و ذوق است پر تو آن در عالم ظاہری افتد اینجا نیز همان حالت ظاہری شود و این عالم ظاہر پر تو عالم باطن است آنچہ باطن بود همان ظاہر (ق/ 203) است کہ شادی کار خیر شہیدان از حوران بہشت می شود چون باطن ہمیشہ شہدارا شادی و ذوق است پر تو آن در عالم ظاہری افتد اینجا نیز همان حالت ظاہری شود و این عالم ظاہر پر تو عالم باطن است آنچہ باطن بود همان ظاہر (ق/ 203) آید قولہ تعالی ہوا الظاہر ہوا الباطن و ہو یکل شیء علیم - این عزیزان ہمہ رنگہا و کرشمہای عشق است:

بر نقش خود است فتنہ نقاش کس نیست درین میان تو خوش باش

این قسم چیز ہا را بدعت خیال کردن محض از حماقت و جہل است حضرت شیخ شرف الدین بیگی منیری می نویسد کہ علماء ظاہر از نقصان علم خود بر افعال عارفان اعتراض میکند آن علم ندارند کہ در کنہ آن کار برسند بتقریب

خود را در ہلاکت می اندازند منقول است کہ در عروج ظہور سلطان الشہد اخلق انبوه با نیزہا و چتر رنگ رنگ از ذوق تمام رقص کنان از طرف بنارس می آمدند چون در شہر جونپور رسیدند خلایق جونپور نیز با چتر (ق/ 204) و تیر ہزار ہزار ہمراہ آنها شدند شور و شہر افتاد یک ملای دانشمند در درس علم ظاہری مشغول بود اتفاقاً انہرم را با نیزہا و چتر گذردان کوچہ افتاد از غلیات عشق رقص کنان و سرو و گویان میرفتند۔ آن دانشمند پرسید کہ این چہ غوغا است شاگردان او گفتند کہ خلایق بسیار نیزہا و چتر گرفتہ برای زیارت سالار مسعود میروند آغلائی کور دل گفت کہ این نوع بدعت بپائید کہ این مردم را تعزیر کنیم با جماعہ شاگردان برخاست و اندان چون قریب رسید کہ دست انداز و طباغچہ غیرت بروی آن دانشمند چنان رسید کہ بنجد بر زمین افتاد جان بداد شاگردان برداشتہ آن بے عقل را در خانہ بردند مردم شہر این واقعہ (ق/ 205) شنیدہ آمدہ حاضر شدند و تمام خلق دیدند کہ روی آن ملاسیاہ گشتہ است از ان روز اکثر ناعاقبت اندیشان بروایت سلطان الشہد ایمان آوردند و منقاد گشتند و سزارا و در دنیا ہمین بود و سیاہ روی او دلالت میکرد بر بے ایمانی آغلا الحق و دوستان خدا از ہستی خود برآمدہ بھفت حق موصوف میشوند افعال و اقوال آنها عین افعال و اقوال حق میکرد و در انحال کہ کسی مزاحم احوال آن طائفہ شود پس سزای او ہمین باشد کہ ہم در دنیا و ہم در آخرت سیاہ رو گردد و چنانچہ بزرگی گفتہ است:

پروانہ از ان سوخت کہ با شمع در افتاد با سوختگان ہر کہ در افتاد و بر افتاد

تقلست کہ روزی والدہ فیروز شاہ بادشاہ دھلی (ق/ 206) بر بام ایستادہ بود اتفاقاً خلایق انبوه نیزہا رنگ رنگ گرفتہ با ذوق تمام رقص کنان و سرو و گویان برای زیارت سلطان الشہد میرفتند واقعہ حال دید والدہ بادشاہ مذکور متحیر شد کہ این تصرف کدام صاحب ولایت است حاضران خوارق سلطان الشہد ا بیان بودند و در ان ایام سلطان فیروز بطرف ملک تہنہ لشکر کشیدہ ہ بود پس والدہ سلطان نیت کرد کہ اگر پسر من از ملک تہنہ فتح کردہ بصحت و سلامت در دھلی باز آید اورا برای زیارت سلطان الشہد اورا بہراج بفرستم۔ الغرض سلطان مذکور رادر جنگ تہنہ وقت تنگ پیش آمدہ بود حق تعالی از تصرف (ق/ 207) [حضرت سلطان الشہد فتح راداد و سلامت در دھلی رسید و والدہ سلطان فیروز متعید شدہ اورا بہراج فرستاد چون سلطان مذکور قریب بہراج رسید بعضی ناقصان عرض کردند کہ قبر حضرت سلطان الشہد اجای دیگر شنیدہ می شود در روضہ کہ مردم زیارت میکنند قبر آنجوب الھی در ان روضہ نیست سلطان را وہم پیدا شد کہ زیارت چہ نوع میسر آید پس فرمود کہ تھخص کنید اگر در اینجا درویشی عارف و باطن بین باشد ہمراہ او شدہ زیارت کنم کہ از نظر عارفان اہل قبور مخفی نمی باشند در ان ایام عارف ربانی

محبوب سبحانی از اسرار مخفی آگاہ حضرت میر سید امیر ماہ قدس سرہ صدر حیات بودند خوارق و کرامت او بر خلق آنوقت بر یک باران می یارید ہر ہمہ بزرگی انماہ بے نقصان بخد مت سلطان معروض داشتند سلطان فیروز ذوق گشتہ اول بملازمت حضرت میر مذکور رسیدند ملاقات التماس نمود کہ من بشوق زیارت حضرت سلطان الشہد اینجا آمدہ ایم مردم نوع دیگر میگویند میخواہم کہ ہمراہ حضرت شدہ بدولت زیارت مستفید شویم کہ از شنای خیری احوال اہل قبور مخفی نخواہد بود حضرت میر قدس سرہ فرمود کہ فلان روز فلان تاریخ از ہمین قبر کہ در روضہ است حضرت سلطان الشہد ابرآمدہ برای امداد شایطین تہنہ رفتہ بود و چون از انجا فتح کردہ برگشتہ می آمد من میدیدم کہ در ہمین روضہ آمد سلطان واقعہ نویس را طلبیدہ کاغذ واقعہ مطالعہ کرد ہما نروز وہما ن تاریخ کہ حضرت میر قدس سرہ فرمودہ بود در کاغذ واقعہ نیز موافق برآمد سلطان فیروز را بروایت و تصرفات [ق - 1 ص 71] (ق/ 209-208) ہر دو بزرگ اعتقاد در ان گشت ہمراہ حضرت میر قدس سرہ شدہ با آستانہ سلطان الشہد ا رسید چون تمام مردم لشکر برای زیارت رفتہ بودند کثرت خلق بسیار بود حضرت میر سید ماہ قدس سرہ و سلطان فیروز ختم بادشاہ بردر روضہ متبرکہ ایستادہ شدند کہ خلق لشکر از زیارت فارغ شود آن زمان من بشرف زیارت مشرف شوم پس سلطان رو بجانب حضرت میر قدس سرہ آوردہ التماس کرد کہ چیزی خوارق سلطان الشہد البفر ما بنید چون عرفان کلی انماہ دو جہانی راق حق تعالی دادہ بود برفوری بدھیہ جواب گفت کہ ازین کدما خوارق سلطان الشہد از یادہ میطلبید کہ بمثل شتاواری بادشاہ و من فقیر در بانی بکنم سلطان ہم چاشتی داشت خیلی ذوقین (ق/ 210) شد و محظوظ گشت و شمس سراج واقعہ نویس سلطان فیروز شاہ در قسم پنجم مقدمہ اول در بیان مخلوق شدن فیروز چنین نقل کردہ است کہ فیروز شاہ بعنایت اللہ ارادت بخد مت شیخ علاء الدین نبہ شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود اوجود ہی قدس سرہ داشت آنقدر کہ شہنشاہ عظام در مملکت بود متابعت اولیاء نمود آخر عمر طحوق سر شد انچنان بود کہ در سنہ ست سبعین و سبعمایہ سمت بہراج رسید زیارت بندگی سپہ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ بجا آورد و در انجا چند مقام کرد اتفاقاً ششی از شہبای سپہ سالار مسعود غازی خود را سلطان فیروز خواب نمود و بدیدن سلطان دست بروی خود فرو داد یعنی این اشارت برین اورو کہ ایام پیری غلبہ آورد استعداد آخرت باید کرد و خود را یاد می باید آورد چون (ق/ 211) شہسواری بود برای ہدایت سر بر آورد سلطان در پایان مرقد سپہ سالار مسعود غازی مخلوق گشتہ در گرہ صوفیہ در آمدن روز از غایت محبت شاہ فیروز پیشتر خانان مملکت و ملوک سلطنت مخلوق گشتہ آری عجب اسرار است در قصہ محبت مودت بیت:

من آیم بجان گرتو آئی بہ تن

مرا زندہ چنار چون خوشنشتن
 و در منتخب التاریخ مینویسد کہ بعد از ان سلطان فیروز شاہ در دہلی رفتہ نبہء خود را ولی عہد کرد ایندہ بر تخت
 سلطنت دہلی نشست اند و خود عزالت اختیار نمود باقی عمر در مشغولی حق صرف نمود و حضرت میر سید اشرف
 جہانگیر قدس سرہ در مکتوب سی و دوم نوشتہ اند کہ سادات بہرائچ بغایت مشہور بالنسب اند (ق/ 212)
 سید ابو جعفر میر ماہ را دیدہ بودیم در دادی نقاد ت بے نظیر بود در طواف مزار متبر کہ سعید شہید مسعود غازی
 روحانیہ مسعودیہ و حضرت خضر علیہ السلام و سید میر ماہ و این درویش در یک مجلس بودہ ایم اکثر حالات
 مشیخت و مقامات شیخوختہ از خضر علیہ السلام استفادہ و در ان واقعہ ہفتم مرتبہ بود کہ دندان خضر علیہ
 السلام بتجدید برآمدہ بودند سبحان اللہ عجب صحبت واقع شدہ باشد کمالات سلطان الشہد ازین حکایت
 تصور باید کرد در ملفوظ حضرت میر سید علی قوام قدس سرہ نوشتہ است کہ حضرت میر خلفاء اکمل خود مثل شاہ
 موسیٰ را وصیت میفرمود کہ بجهت حصول قرب احدیت توجہ بروحانیت (ق/ 213) سالار مسعود بکنید کہ
 روح پاک او بمثل خورشید بر عارفان می تابد و این قوم فیض از وی می ستانید جائیکہ یک کس است حرفی
 بس است شیخ مرتضیٰ نبیرہ خواجہ مصلح الدین در ملفوظ حضرت میر سید سلطان قدس اللہ سرہ العزیز چنین نوشتہ
 کہ میر سید سلطان دوازده سال در دہلی نزد یک حوض ششی میان یک گور کہنہ کہ میانش کاواک و خالی بود
 گذرانیدہ بعد از دوازده سال بیرون نشست دید کہ یک کس مریض براہ میر و دنا گاہ سواری بالای اسب
 پیدا شد و آن مریض را بچاک مزد و خطاب بجانب میر سید سلطان باین عبارت کرد کہ ای درویش میر بیچ
 گلفت چاک چند دیگر بران مریض [افزودہ بنوی کہ آن مریض] (ق - 1 ص 73) بر زمین غلطید درین
 غلطیدن و مساس کردن بر زمین چرم پیست بر طرف شد و بدن (ق/ 214) درست برآمد گلفت برو ہم
 در اینجا باش چون مریض برفت باز خطاب بجانب میر مذکور کرد سوم مرتبہ گفت ای قطب جہانگیر چون سہ
 روز باین خطاب ملقب شدہ بود و بیچ کس در عالم شہادت گلفتہ بود میر مذکور متحیر شد آن سوار دیدند و گفتند کہ
 شما کیستند گفتہ کہ نمک ولایت بدیگ ہر کس نصیب از دست ماست ما را سالار مسعود میگویند مقام من بہرائچ
 است صحبتی در میان واقع شد و شیخ ضیاء برنی در تواریخ فیروز شاہی تصنیف خود مینویسد کہ سلطان محمد شاہ تغلق
 بعد از فارغ فتنہ عین الملک از بنگر منوعریمت بطرف بہرائچ نمود و سہ سالار مسعود غازی را کہ از
 غزاة سلطان محمود سبکتگین بود (ق/ 215) زیارت کرد و مجاوران روضہ او زربا و صدقات بسیار دادہ از
 بہرائچ احمدیای را بر سر راہ لکھنوی نامزد کردہ خود نیز متوجہ آنحد و دگشت - الغرض اکثر بادشاہان دہلی برای
 زیارت سلطان الشہد ارسیدہ فیض ظاہری و باطنی بردہ اند - نقلست از حضرت شیخ محمد فیاض کہ در خانہ

قطب الوقت حضرت راجی سید نور مالکپوری فرزند نمی شد منکو حہ راجی مذکور نیست کرد اگر حق تعالی فرزند
 نرینہ عطا فرماید پس من با فرزند خود در بہرائچ برای زیارت سلطان الشہد ابروم از امداد باطن سلطان
 الشہد الحق تعالی راجی را فرزند مبارک نام عطا فرمود پس راجی سید نور را فرستادن مستورات دشوار مینمود
 شمی (ق/ 216) از شبہا در حجرہ خود مشغول بود کہ سلطان الشہد ابراسپ خنک سوار شدہ در رسید و از
 اسب مذکور فرو داد پیش سید راجی نور نشست و فرمود کہ پسر خود را پیش ما بیارید حاجت نیست کہ فرزند ان
 شام در بہرائچ آمدہ تقدیم بچند - پس راجی سید نور برخاست و سید مبارک را آورده در بار سلطان الشہد ا
 انداخت سلطان الشہد او را دعای بسیار کرد و از پیش او برخاست - یک مرد سربا پر ہنہ اسب سلطان
 الشہد اگر فتنہ افتادہ بود راجی سید نور احوال (ق/ 217) وضیاع آنمرد دیدہ سوال کرد کہ این چه کس
 است سلطان الشہد افرمود کہ این سکندر دیوانہ است سبحان اللہ چون سکندر دیوانہ در محبت سلطان الشہد ا
 جان باختہ بود الحال ہم در خدمت حضور قرب تمام وارد حدیث: کلما تبغثون بیوتون کما تبغثون مجنون کما
 تبغثون تبغثون - الغرض عرفان و کمالات ولایت سلطان الشہد ا در دفاتر نمی کیند ہر چند کسی بنویسد
 ناگوید بیشتر از ان است و چندان خوارق سلطان الشہد ا بر فقیر ظاہر شدہ اند کہ اگر انرا مندرج سازیم کتابی
 طول شود اہل بصیرت را ہمین نکتہ (ق/ 218) کہ او محبوب الہی بود و دلایل محبوبیت سلطان الشہد ا ظہر
 من الشمس است کہ ہر ذہ ہزار عالم با ذوق و شادی پروانہ وار بر آستانہ او خود را نثار میکنند و چنان شوق
 حضور او بر چہرہ ہر کدای یافتہ میشود گو یا ہر ہمہ مشاہدہ جمال او بہرہ مند اند و ہر کرا حق تعالی دوست میداد
 خلایق را نیز بروی بتلا میگرداند نقل است کہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری را مریدی برسید کہ این چہ
 رسم است کہ در ہر مکی و در ہر شہری قبر سلطان الشہد ا را است می کنند حضرت شیخ قدس سرہ فرمود کہ حق تعالی
 تصرف کمال (ق/ 219) بہ سالار مسعود دادہ است اگر تمام خلایق دنیا در ہر خانہ قبر او راست سازند پس
 از تصرف ولایت خود ہر جا حاضر شود فیض رسانند - الغرض این قسم کمالات غیر از محبوب الہی دیگر را ممکن
 نیست چون سلطان الشہد ا بکمال شوق در عین مشاہدہ پروردگار عالم جان باختہ است از ان جہت ہر روز
 تازہ کرامی و تازہ ظہور و تازہ ذوق و تازہ حسنی و تازہ عشقی و تازہ دردی و تازہ سازی و تازہ سوزی بر آستانہ
 راحت القلوب ان محبوب رب العالمین متجلی است -

از سرتان سخن پایت سراسر نازی بینم
 کجا حد است حسنت را ہنوز آغازی بینم (ق/ 220)
 تمت باخیر - نسخہ مرات مسعودی -

تحریر التاریخ 22 جمادی الاول 1074 ہجری (ق/ 221)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اَللّهُمَّ رَبَّ الْعَالَمِينَ عَالَمِ الْغَيْبِ
 هُوَ بَكْلُ شَيْءٍ يُحِيطُ خَوْفُهُ لَمْ يَحْمَدْهُ
 وَرَبِّهِ عَدَّتْ بِرِجْقَتِهِ حُرُوبُ سَبْعِي
 مَعَانِ بَقِيَّتْ حُرُوبُ عَالَمِي سَمَاءٍ وَصَفَاءٍ
 بُوْدُ دَرْجَةٍ رَافِدَتِ بُوْدُ دَرْجَةٍ طَاهِرَتِ
 عَدَدَانِ مِنْ أَرْبَابِ بَطْنِي بِرِجْقَتِهِ خَطَابَتِ
 هَذَا أَسْمَاكِ الْأَرْحَمَةِ لِلْعَالَمِينَ الصَّلَوَاتُ
 بِرَأْسِهَا وَبِأَوْبَادِهَا سَجَانِ أَمَانٍ وَارْتِ بِلَاغِ
 كَرَمٍ بِرِجْقَتِهِ عَالَمِيَا زَايَا بَقِيَّتْ دَوْلَتُهُ جُودِ عَالَمٍ

(01)

اَللّهُمَّ سَبَبِ رُجُودِهِ وَخُودِهِ هُوَ بَقِيَّتْ خِيَابِ
 رُبُّهُ لَوْ لَكَ تَلَا خَلَقْتَ الْاَلْفَ كَرَامَتِ
 هُوَ فَرِيَادُ نَالِ الْبَرْصِ عَلَى اَقْدَمِ سَلَمِ اَنْ يَلْمَهُ
 كَرَمِ الشَّهَادَةِ اَنْ يَلْمَهُ كَرَامَتُهُ لَمْ يَكُومْ بِهَا اَقْدَمُ
 لَآ اَنَّا يَمْنِي بِرُبِّهِ كَرَامَتُهُ لَمْ يَكُومْ بِهَا اَقْدَمُ
 شَهِيدَانِ اَنْ يَلْمَهُ كَرَامَتُهُ لَمْ يَكُومْ بِهَا اَقْدَمُ
 بِحَقِّهِ رُجُومَ مَرَا اَعْمَانِ اَنْ اَدْوَاهُ اَلْاَلَمِ
 بِقَبْلِ مَلِكِ الْمَوْتِ اَنْ يَلْمَهُ اَلْاَلَمِ
 لِقَبْلِ اَلْاَلَمِ بِقَبْلِ مَلِكِ الْمَوْتِ اَنْ يَلْمَهُ اَلْاَلَمِ
 بِقَبْلِ مَلِكِ الْمَوْتِ اَنْ يَلْمَهُ اَلْاَلَمِ
 اَنْ يَلْمَهُ اَلْاَلَمِ بِقَبْلِ مَلِكِ الْمَوْتِ اَنْ يَلْمَهُ اَلْاَلَمِ
 اَنْ يَلْمَهُ اَلْاَلَمِ بِقَبْلِ مَلِكِ الْمَوْتِ اَنْ يَلْمَهُ اَلْاَلَمِ

(02)

[illegible]

کرده بود و یک فرقه خود نیز معه است و لدی و
 تبع ذوالفقار بر عطا فرموده خواجه فضایل و
 کریم بن عقیقه عاز در درکت توابع بکر بن زرک افشار
 و برادر ابی حسین بن عاز نیز فرقه غفلت
 بکر داده بود و الفرض محمد حقیقه عاز در درکت
 بر زرک عبد المنان در زرک و عبد الفتاح خواجه
 نیز بر زرک تمام در اولاد عبد الفتاح و در اولاد
 سعد اوقات شجاع از اولاد عبد المنان است
 چنانچه شجره اسباب از غفلت و بن ابی شمس است
 سالار سعد عاز بن سالار عاز
 بن عطا الله عاز بن ظاهر عاز بن طیب
 عاز بن محمد عاز بن عمر عاز بن علی
 اصغر عاز بن بطل عاز بن عبد المنان
 عاز بن محمد حقیقه بن اسد الله الخالب علی

را نیز در اولاد ابراهیم حسن بن علی مرتضی کرم الله
 وجهه میبویسد هر دو حال مقبول است بجان
 الله انقسم بلند همت و شجاعت و عشق جان بازي
 براه حق جل و علا که سالار سحر و غار را بود
 خیزد از خاندان اسد الله الغالب دیگر ز اهل کرم
 نیست بعد از آنکه معصومین رضوان الله علیهم اجمعین
 آن وقت در وجهی در خاصه عطا یحیی که مطلوب
 جمیع دلائل مآجوس است سالار سحر و غار را بود
 بجهت که محمود و غزنویان بر او امانت
 و خواری و خوار شدن بر او امانت
 ادایمال سلطان اسد الله معصومین رضوان الله علیهم اجمعین
 شهادت سلطان الشهد سالار
 از اینجا بعضی مجاهدان که حلقه نیکو و پاک
 زبانه که سلطان الشهد از اسد الله
 افتد

بعد عرض میاید حقیر الفقیر عبد الرحمن
 از کثرین معتقدان محبوب رب العالمین فیض
 رسا منت دنیا و الدن سر حلقه فردان اهل
 یقین بگزیده حضرت معبود سلطان الشهد
 سالار سحر و غار سالار این نام را در از ان
 حال محبت و نیکو باستانه بتر که بر طبع
 سلطان الشهد وجود و کرم
 و ترغیب و ترغیب و ترغیب و ترغیب
 اقرار و ترغیب و ترغیب و ترغیب
 بن کرد که بر حلقه حاکم ارض
 آغاز حقی که بنام صاحب کرم
 نام از پیران و اشراف و اعیان
 خواهد شد که مولای جهان است

ملا احمد غزنوی بهر سید و ملا مذکور ملازم سلطان
 محمود بکشتگی بود و نام آخری محمد است سالک بود
 و سلطان الشهدا بر بروج و بلاد مشهور است
 سلطان الشهدا بر عتق حق پیرست افغان
 تواریخ مذکور افغان تا آخر حرف بحرف مطالبه
 مندرج محفوظ گشته و شبهات که داشت در آن
 شده با ما پس بسیار طول بود و اگر حکمی
 سلطان محمود غزنوی
 تقریباً در سلطان الشهدا
 بر واقع شهادت سلطان الشهدا
 کرد و این از آنچه بعضی جمعی که خلقند که
 باستان بهر که سلطان الشهدا او را شنیدند

مقدم

مقید شدند که از قصص سلطان محمود غزنوی
 پس چندین مطلب به اردبهر است که انتخاب
 کرد و از سلطان الشهدا جدا بنویس
 مطالبه شد هم همین بود و نامی اشارت یافت
 که در این کتاب نیست نمی توانست نوشت آن را
 جمع کن این کتاب بجانب سلطان الشهدا
 شد و در دولت نیاید و در این کتاب
 بسیار و در از هر چه تمام لبان و قدرت نهان
 اجازت فرمود پس در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب
 اعجاز می کنند اما چه که در این کتاب
 و از این بیانی بداند و بیشتر این کتاب
 خواهد شد که موافق است و در این کتاب

نواز کرد و کمالی تره فرمودند که نویسنده
 بخردارم ترا آگاه خوانم که در لغوی یک باطن
 حضرت سلطان الشهدا بیان در حق و حقیقت
 عارف ظاهر می آید و این بیان روح افزای را
 مرآت سعود نام نهاد و حق تعالی خوانند
 آن را نیز میسود کرد و در منافات نیست
 بقی که بقدر مرادانی الهی غایت میسود کرد
 انوار خال سلف سلف در دراز
 مذکور است که در این درین درین درین
 میشود و بعضی احوال و خوارق سلطان
 الشهدا که در کتب معتبره و مدبره دنیا از مردم
 اهل باطن خود شنیده از اینهمه چیز
 از علم مستغنی می شود و مدبره می سازد
 حنا

حق تعالی از سبب و خطا بکار دارد و الله اعلم
 بالحق و حقیقت و انوار و دیستان اول در بیان
 سوز و شدن سالار سبب و سبب و سبب
 هندستان حب الجلم سلطان محمود و غزنوی
 بی امان و نطفه خان و سولد شدن سلطان
 الشهدا و در این دیستان دریم در بیان باز گفتن
 سالار سبب و سلطان الشهدا و سبب
 عنایت و درین سبب و سبب و سبب
 الشهدا و سبب و سبب و سبب
 سبب و سبب و سبب و سبب
 سبب و سبب و سبب و سبب
 سبب و سبب و سبب و سبب
 سبب و سبب و سبب و سبب

و اقامت فرمودن در سترک و قیاس کردن چرخها
 با طرافت استان چهارم درین رسیدن سالار
 شد بود در سترک و متوجه شدن سلطان شهدا
 اطراف بهای و فوت شدن سالار بهادر
 سترک و جنگها عظیم کردن سلطان شهدا
 با کلافران حواری و شربت شهادت پیشین
 در بهر کم و کاست در میان اظهار کرامت
 سلطان شهدا انوار کرامت و نور
 روضه مطهره و بعضی احوال و منقبات
 رب العالمین و استان اول در میان
 شدن سالار بهادر بهوان و سترک اطراف
 چند و نشان حجب الحکم سلطان محمود غزنوی

برای امداد و سقوط خدان و متولد شدن سلطان
 شهدا در مقام اخیر چون سلطان محمود غزنوی
 نادر و اید بر نامه ملک روم و تمام ممالک ایران
 را تواریخ و غنچه در تحت فرمان خود آورد و همه
 جا شریعت محمدی جاری ساخته بحکم جاهد روم
 و شبیل الله منتظر بخت سلطنت نشسته
 بود و با کانه چهارم در شتر سر و لایق کایان
 از طرف ملک شهدا در میان پیدا شدند و کایان
 بدلت خائن ساعت خبر سلطان رسید
 بخت خفیه و رشید و بعد از اهلانی زمین و موصوف
 ایشانند که متطفر خان صاحب همدان بود
 چون سلطان ابو الفتح با لشکر انبوه آمد

هرگز از قبل کرد و توبیخ بود که مطلقاً
 را امیر زن و بچه و سایر مردم به ملک سازد
 و چهار با تمام و این مکان از بنا بر این بود
 بنواهند و چند سال شدند که در قلعه
 یکم کردند و در این ایام رای پیران
 را که مردم که با چهل چار زبان دیگر از اطراف
 جمع شدند بر سر مرقع خان آمدند که مسلمانان
 را هدایت سازند چون چهار جانبی گفت
 غرض از دولت عالم پناه هیچ نفس نندارند
 که بهر اعمور رشتی اهل اسلام نماید
 و نمود و خاطر جمع دارند و این است از ابد
 مسلمانان مینایم و خواجه احمد حسن بهمد و وزیر

سلطان

سلطان یزد و پسر سید که اینجا خطبه را بخواند
 اینند که گفت تا این زبان بعد از و احد
 خطبه خواند تا او بخت حضرت رسالت
 است و خلفاء را را بشدین در خطبه می خوانند
 الحال که سلطان امداد میفرماید خطبه باسم
 سلطان محمود و غزنوی خوانند و خواند سلطان
 لایقین کلمه خوش بدل شد و خواجه احمد حسن
 میمند را فرمود که از او یک مرد را بخون
 بیاورد تا همراه او لشکر متعین سازم بعد از
 آنست که چند بسیار مرد را بنام سلطان
 رسولان لشکر نفرستد خدا را در معیت
 گفتند در سوار جنگ از موفی همراه کرد

داده رخت فرمود و شمشیر و خنجر خاصه
 باقمه اسب عاقرمه رخت کرد و دیگر اهل را نیز
 خلعت عاقرمه بر تن کرد و نسیده و صیقل
 فرمود که رفتار را در رمضان برابر اویم کردار
 شاهوت بهر کیف او را از خود دور گردان
 صفات پسندیدیم بکارند و زیاده
 سازد در کار کداز و نیک کردار و بد
 و مزاج و دل ماست این را از این جهت
 خواستیم که هر نیک سکوای هر بد
 اند الوضی بت تاریخ غم به فرست
 سینه ۹۲ عدد و از عیال لاریان و یار
 لشکر از سینه از قند ما رسته و با عیال

سکای

سینه ۹۳ عدد و از عیال لاریان و یار
 بر سینه ۹۴ عدد و از عیال لاریان و یار
 خان آمله بودند آنها را ره برگردان بر آهسته رخت
 اجماع گشت راه یابید و بهایان بکار کرد چون
 شبانه روز راه را می ماند آنها را به پیرای
 می شد مطلقان زیست و خود بر لب حرم
 و دیگر از معاصیان بهایان و سینه ۹۵ عدد
 کرد که در تنه کوه زید در خمر بر لب حرم در سینه
 در حلاله و خمر گشت است و احوال پس
 در راه جهرانی میکرد و حلاله و خمر گشت است
 که او را ملاقات نماید بهلوان لشکر از مال
 اخذ می نمود و نیازمند می نمود آن در پیش رفت

مجد ویدان فرمود که باید پرس سالار سوزنیک
 هسته سالار است بود ادب قدرت بجای آورد و دست
 درویش فرمود و درین سازت ترا دو لغت حاصل
 شود یک فتح و یک کفار و دینم فرزند زینب و ارباب
 پیران که پیش رویش بود و پهلوان لشکر را
 فرمود که ازین آب و صوب از و بعد از ادا ای شکر
 انوار خود که کوهست از فضل بگذارد در هر کوهت
 ناخته یازده بار سورخ اذاعه نماید الی اخره
 بخوان بعد از سلام گفت یا رب منجی
 سبحان و تعالی و یا رب العالمین و یا رب
 و سر بایستد و گفته از حق قاطع حاجت خود را
 اند فرزند مسعود و تها فیت یافتی و قیروزی
 بر سر خود

مجد ویدان فرمود که دست برین خست
 چنین که چون پهلوان لشکر دست انداخت یک میوه
 بدست آمد و درویش گفت آینه انکار هرگاه
 اهل خانه تو از غریبه باید نصف میوه بود و
 و نصف خود خواند و خورد و دوران ایام اکثر
 مردان غیب این نوع است از تها به سالار
 میسازند چنانکه در تاریخ مجبور شد که
 در آن است و از آن وقت در خود و قرار
 عالم دیگر می یافت و هر قسم اراده که در غلط
 کند مانند در ساعت بود و می آمد چنانچه
 در کتب ذکر افتاده است تا آنکه علیه السلام
 در شکم مریم نبود و هر چه در او مریم میگفت
 همان وقت ظاهر میشد و هرگاه زیر خست بود

میکنند تخت درخت از خود سر کلوی میکردند
 مریم میوه تناول فرمایند سبحان الله عز وجل
 غبطه ایست درستان چنین مسعودان مازل و احوال
 الغرض چون خبر تشرف آوردن پهلوان لشکر
 به نطفه خان رسید باغ باغ گشته شاد و یار
 درخت و کفار که در نوا ابراهیم حاضر کرده
 فرمود گستره ببرد دست و پا کم کرده
 قرار دادند که از آن طرف لشکر سلطان محمد
 غازی رسید و ازین طرف نطفه خان و قوی
 شدند می برآید با دو لشکر خلیف برآید
 ستم که با نخل کوشه بکرم پهلوان محمد
 اردو لشکر فندیج یک جنگ خواهم کرد پس حاکم
 ابر کینه شسته مفاصل هفت و شش که بود

پیش از ده دیر که دزد بعد از آن مطهر خان
 که کج پهلوان لشکر را در ابراهیم چار و یک بیستم
 شام بدوشت در قلعه منزل فرمایند لار س
 پهلوان لشکر این مقدمه قبول نکرد که من به کشته
 و شام ابراهیم چه لایق که فرزندان شما از قلعه
 نیرون آمدند در میان منزل سازم پس لار
 سهراب حوض بیک که نطفه کفار بود اینجا
 دیر که در و چند فرزند آرام گرفته است نطفه خان
 سر کفار سوار شوند آنها نیز فوجها را بسته
 پیش آمدند از طرفین جوانان بهادر
 در آمدند تا به روز میدان حرب
 او کشش کم بود سیوم روز نیم فتح و فیروزی
 جانب پهلوان لشکر و زمین گرفت کفار حرم

بیک زده زار نمودند لشکر اسلام را چند
 فرسنگ تعاقب کردند و اکثر سواران را کشته
 و بعضی را اسیر نمودند بر کشته آمدند پهلوانی که
 آن روز بر روی کفار فرود آمد و اهل اسلام
 که بدست شهادت فایض گشته بودند آنها را
 مدفون ساخت و اسباب و اموال و تمام غنایم
 کفار را بر کوه لشکر قسمت نمود روز دیگر جانب
 اجیر معاودت فرمود و در قتلوا اجیر سید موجود
 ساخته خطبه با اسم سلطان محمد غازی خواند
 شد و تمام حقیقت گذشته مع مبارک باد
 بخدا و سلطان عرض داشت که و در قتلوا اجیر
 اکثر جا که در قتلوا بنو و جاجا مردم
 خودتین نمود در قتلوا آرزوی بر کشته

پهلوانی که در قتلوا کشته شد و خراج از هر
 قتلوا کردند گرفت و ستموان که کشته بودند
 قتلوا رفته در پناه را در جبال نامند ابو الفاضل چون
 عرض داشت سالار ساهو بخدایت سلطان رسید
 و شرح قتل و بغایت خوشحال شده خلعت
 خاص با چند اسب عاقر مرصع کرده و فرمان
 از میرانی تمام صادر فرموده که ریاست
 سلطان برادر و فاکیش مبارک باشند و نیز مردم
 رو که اگر رای جبال و الا قتلوا اهل اسلام
 است و شمر و الا نه عرض داشت نماید که ما خود
 لشکر خلیفه از یکم تبه سید ابولایت تمام و سر حلا
 را اینچون حکم فرمود که پیش شوهر خود برو و چون
 سر حلا به خلعت خاص و فرمان سلطان و
 اجیر سید سالار ساهو را تمام نشان و مردم

داد و بعد رت جی شجانه خایه
 بتاریخ نهم ماه شوال سکه ازیم و از بوی
 مسعود از پشت پدر در رحم مادر در لونه باده
 با عیش و سلاکت ششده دهم ماه بتاریخ
 بیست یکم ماه شعبان سکه عیش و از بوی
 کشیده وقت صبح صادق اول ساعت انبیا
 گشته اکرست سالار مسعود سعید از آن
 جهان تاب متولد گشت حسن یوسف و نکاح اکر
 نور محمد و جبین او تا بان بود یکبار از طرف
 شاهانهای نداشتند و تا ششبار از طرف
 جاده و کوفه و بازار اجمیرت و در و در
 سر از عاقبت شوق انچه از نقد و تنگی
 ساطع خود داشت خود را با درویشان و فقرا
 خود بیک طرف ایتا فرمود تا چند

به اهل دنیا و چه اهل آخرت مجلس
 داشت چنانچه صاحب تاریخ محمود بفضل
 این عقیده مذکور کرده است درین مختصر کتابش آن
 نداده و بعد از آن منجاری از حضور طلب فرمود که
 مع فرزندان مسعود بنده آنها در علم نجوم تعیش
 کرده مسعود داشتند که این فرزند سعادت
 من در اول سلطنت انبیا که مسعود اکر
 بمسک قطب فلک روینا بزنی کردن است
 و از مشرق تا مغرب نام او
 در و بسیار غیور بود و به سبکش
 همانند انا بعد از بلوغ از وزیر
 کرد و بعد از آن ملک که در تصرف اهل مسلمانان
 داد و از آن خرد و بیار در

دین بجاییت ثابت قدم باشد بهر کس
 ازین مشروط به پنج باغ گشته منجمله از اینها
 کرد و حضرت را موهب و سرغات هند و خدای سلطان
 عرض داشت بنمود سلطان نیز از ولادت خواهر
 زاده بجاییت خوشدل گشت و خلعتها فرستاد
 برای پهلوان لشکر و سر مغل و سلاطین
 و وقت فرمود که ریاست ملک هند بر آن
 برادر دامنه فرزند آن ملک باشد در آن
 بجای پادشاه قنوج اگر اطاعت اسلام قبول کند
 بماند و الا عرض داشت نماید ما خود که
 سیران و شان بکنم و خواهر زاده شاه
 را هم بنم خواهم احمد حسن بیهند که عفا و ذی
 از پهلوان لشکر داشت ازین ترتیبات و

سلطان مسیحت امام بود
 انقض سالار بنو هر چند بر جیال را برادر
 پس بجاییت کرد اما او بر پیکر است نیامد
 بجاییت پندارد و نیا حرف صلح نه بخاطر نمی
 در و جنگ تمام آن نواح را حمله کرد که خفته نیامد
 بود و نه آن جماعت را ترغیب نمود
 در ملک سلطان باخت باخت نمایند پهلوان
 لشکر از کوه اندیشی او قبک آمد و تا او
 سلطان عرض داشت کرد که
 بود از چند روز با لشکر ارسته
 شد سالار بنو و مظهر خان با لشکر
 خوار و استقبال نمود سلطان را اذل و ابرار

آوردند و سالار مسعود بنظر کیمیا سازد سلطان
 منظور کرد و پادشاه بعد از این پیشکش از درگاه
 نقد و جیش پیش آوردند سلطان هم راجه سالار
 مسعود بخشید و چند روز که در اجمیر تشریف
 داشت یکایک سالار مسعود را از پیش خود
 جدا نمی فرمود بعد از آن از قندهار و غلج به
 لشکر آورشته متوجه قنوج گردید و پهلوان
 سالار را به و منظر خان را مقدمه لشکر
 ساخته روان گشت اول در منتهی ادرام
 کان کوه و معبد معتبر اهل سند بود و آن
 مرد نواح آن بهر جا زمیندار و مستور و در گسترش
 دادند تا خفت و تا باج نموده بر سر ای جبال
 و الاقنوج توبه فرمود و کتاب مقادیر بنویسند
 و از آن

پادشاه این مقدمه در باج روضه الصفا عمل
 برشته است که چون سلطان محمود از بهمن خوارزم فارغ گشت
 در میان در قلعه بست و سکنه با و بر روی مالک
 از محنت سفر اسود شد و حکام بهار و شتو او
 بهار با سپاه خاصه روان گشت و پادشاه
 در مرو از اقصر بلاد ما و الهند به نیت جهاد نظر
 کرد که آن رسته بود و بجانب قنوج
 پادشاه سگانه استیلا نیافته مگر کتاب
 بهرگز گزین ملک عصر خود بود چنانکه در حکایت
 پادشاه که بهر هفتاد یازده افتاد است و بیارت
 سگانه نیامده معلوم میشود که سلطان
 تا قنوج آمد بود و در خوارزم پادشاه
 را گرفته که شته رفت اما در دست حضرت پیغمبر ما

علیه السلام پیش از سلطان محمود در کسری
 تا قنوج نیاید و از غزنی تا قنوج سکه ماه را
 نه اجماع چون سلطان محمود در نواحی کبیر رسید
 و آن ولایت بحدت پوست و برسم قراوه
 در مقدمه لشکر روان شد و اهل اسلحه و
 قطعه و سیرکنان و زمینداران سرکش را
 تاجت نموده بران جا رسیدند که معین تمام
 اهل هند بود و دست ظاهر امر داری
 شهر منتهی باشد که حمل ذکر افتاد و در اینجا
 غرایب عمارت دیدند و از جمله بناها در
 نظر بود و از شکوفام و عمر ساخته
 بودند و بجای آنها از کشته و دشمنان
 محمود نامه با شراف غزنین در دست بود و در اینجا

در رجب خواهد که مثل این عمارت
 شروع نماید بعد از هفت صد هزار هزار و در
 مدت و دویست سال بعد چهارم است و آن چاک
 مدت با تمام نرسد و از جمله هفتم پنج صنف
 یکم از زر سرخ ساخته و در حشمتی نهایی
 هر یک از آن تیان دو یا قوت تعبیه کرده بودند
 که اگر یک از آنها برسد سلطان عظمی که در آن
 و قوت و عفت بمسکن پنج هزار و در نیا و بخیر
 و بر صنف دیگر یک قطعه با قوت از آن
 بوزن چهار صد مثقال و از با صنف چهارم
 چهار صد مثقال طلا حاصل شد و تمام
 صد عدد و زیاده بود پس سلطان فرمود تا
 در میان آن زر و نیکو قتیق و سکه شد عظم

سپاه خود را عقب انداخته تا جبال

قلت اغوان و انصار درین نجات نماید و از

نهر میت عار دار و درجه او مقدم ملوک است

سلطان درین یورش هر قصبه و قلعه که رسید خواست

کرد و جبال از توجبه سلطان خبر یافته با مقدم

مقدم که بیرون رفت و سلطان در شهر

ماه شعبان سنه ۸۵۷ واریعایه یقین رسید بر

دریا مفت قلعه دید که هر یک از آن قلعه در دست

بافله و در دست مس اوات نیز در دست

دری نه یافتند و اعتقاد دهند و آن روح

بود و از تاریخ عمارت آن تجا نه میسر

نزار است که گفته است فی الحقیقه و اعیان

رای جبال گفته که

اما

در روز

و در روز ۱۲ بر کشید اطمینان نمود و کردند سلطان

جبال تلاش نمود که در یک روز نه مفت قلعه

منحرف شدند و غلی بسیار گشته گشت و غنایم

با وارد اخل هرگاه سلطان کردید بعد از آن

بجانب قلعه رای چند پال توجه نمود که او به

بساطت ملک و کثرت جهودان از دوران

همیشه داشت و چند بار برای توجع بجانب او

شکر کشید و بجز باز گشته بود و چون بند پال

به جهت شکر اسلام و در قلعه را که

بکرم نهاده بشکر سلطان تعاقب نمود و از

امور و فیلهای بسیار غنیمت روزی چون قلعه

جند پال میرف که

تو

در روز

سلطان روی نعلونه چند دای کرد که این
 پاپاگان لوزن و با وجود کشتن عدو و برای
 و بسیار ملک و از نمودن به پیشه نامه پناه بود
 شکر سلامت نامه شبار و در تعاقب
 کفار را بیکشتند و اموال و اسلحه آنها میگرفتند
 و قیامت بسیار بدست آنها و در و از حرا نه
 چند دای بسیار بی حد و اندازه و دنیا را بیک
 سلطان سید و کثرت برون بکار رسید بود
 که به مردم نمی خرید سلطان چون
 آن بازگشت در غزنین اسیر جامع
 بزرگ بماند و در قریب آن بدره غلستان
 در سیاحت و کتابخانه و از هر علم و
 کذب است

از مردم بهر برنده صاحب نارنج محمود و سید
 که چون سلطان از مهم هندوستان فرست
 حاصل کرد و متوجه غزنین شد سالک بود
 به این لشکر در خواست بر کاتب سعادت نمود
 سلطان فرمود و معنای این ملک مفتوح رخ نه
 آن بزرگوار است زیرا است این دیار را به
 محمودیم از قریب لاهور بهر دهان لشکر را
 خاص باهوش و آقا و مرمت کردن خدمت
 فرمود و در حق سالار محمود و ترهات پاپا
 کران بهر عدولت و مظهر خان را نیز بکشت
 و سپس سرخیز کرد و اندک همراهی
 داد که بر درخت احوال او کا حقه و از انقض
 بهر دهان لشکر را بهر دهان امیر از اجانب و تعلق

تسلیم رعایا و غور سر سلطان در ملک قنبر
و جدید قنبر نمودیرای حبال نیز شکش
در ساله سوز کرده بشرط خدمت در قنبر و بلابو
ساخت و غور با حشمت و شوکت در اجماع
یکام رانی و عیش منقول میبود و به نیابت
سلطان محمود سلطنت اندک و در اجماع
بافزار بلند داشت چون عمر ساله معبود
چهار سال و چهار ماه و چهار روز رسید پیش تخت
میرزا بریم برود که بسم الله گویند و حشمت
بما را بپایه نذر میرزا کور کند در این
بسم الله و حشمت در وقت تولد و کفایت
بود از آن زمان که در حق تعالی ویرا علم لدی
تعالی بود چون به آن که رسید اثر علوم
صمد

صوری و معنوی بریدی مکتوف گشت و در فکاک
چند آن در عبادت نمید بود و شبها بشغل باطن
سیکنه در تپید و تپیک یا سوز از جگر بیرون می
آمد که در روشن اهل یقین حضرت میرزا و بلابو
چاشت که بیرون می آمد صحبت با درویشان کامل و
عمای عامل میشت و طعام همراه این طایفه تناول
حوزه برای قیلوبلیجات و بعد از نماز ظهر در دیوان
یا آمد پس از آن امر او ملوک که هم عمر او بود و به حاضری
پیش آمدند و اسپان نیز موجود میکردند که برای
سوار شست و کاه ترس اینداز و زن بازی شغولی
داشت و کاه و چکان بازی میکرد و اکثر حق هم در
در طریق جهاد اکبر و در طریق جهاد اصغر و جهاد

ارسته بود از هر ششم که در مجلس از ذکر می افتاد
 و در هر اصطلاح چندین نکات غریبه که سنا هم نمود
 که حافظان مجلس را غیر از حیرانی جز در یک روز هم نمی
 سلطان الشهدا حسین بن علی بن محمد بن
 حاتم بنانی می گفتند هر کس که بخشد او می آمد یکی
 بنو که نرند بر خواه زر خواه سر بر خواه خواه
 شمشیر و غیره موافق احوالی است که بجز
 می بخشد نذر که خوش گفته هر که حاجت
آید بگوید مچو خورشید از بلند بخرد
چندین انت را ظا هر باطن محقق منیر و طاهر
 صفای شغل البرزیاک از موصفت مد
 همین بگوید و اگر نار غسل کرد اد
 می نمود

سپید و در جانشست وفات با صفا
 می نشست و جامها تغیر می شنید و عطر بایت
 و بر یک تنوع را بسیار دوست داشت و چند نذر
 جوانان فرشته شکل شایسته روزگار که
 خدمت او می بودند هر چه را همین طریقه بود اگر
 در مجلس آمد حیران می ماند که سلطان الشهدا
 امام است و هر که جمال بر سر سلطان الشهدا
 میدید عاشق نیک سلوکی و افعال پسندید
 او مایه قهر میماند مگر که سید دل بود است
 که بر نوال است وی ایمان نمی آورد و بعد از آنکه
 حضرتین رضوان الله علیهم اجمعین جمال محمد رس
 نبین همین قسم مردان عاقل و اهل صفا و تعالی بود

که منزهگان را بسوز تو حیدر بهایت میکردند
 آنکه کس حال مصطفی را بیند **شک نیست** که عالم تقار
 نیست کمال و در راه یقین **در همه نظر گشت خدایا**
 دانست **اعلم** با تحقیقت **و الصواب** **دستان** **میر**
 در میان باز گشتی سالار **ساحو** **سالار** **سعود**
 بجای **غریبه** و **عناد** **گرفت** **حسن** **سین** **ساحو** **سالار**
مسعود **از** **سبب** **یت** **و** **منات** **چنین** **پهلوان**
شکر **ده** **سال** **اکثر** **ممالک** **هند** **را** **در**
خط **آورد** **و** **خاطر** **از** **تفرقات** **کفای** **هم** **مورد**
چنانکه **به** **تکلف** **خراج** **آمدن** **گرفت** **و** **سلطان**
محمود **در** **این** **ایام** **ملک** **غریبی** **تشریف**
برد **میر** **دوان** **کوه** **در** **کشف** **شد** **و** **خواستند** **که** **رو**
 کاهل

کاهل **و** **اتار** **راج** **سازند** **ملک** **چهار** **کاهل** **۱۲**
حقیقت **را** **بخت** **سلطان** **عقد** **نشد** **نمود**
بجز **و** **رسیدن** **عقد** **نشد** **او** **فرمان** **تضای** **جریان**
با **سهم** **پهلوان** **شکر** **و** **رو** **دیانت** **که** **نصف**
شکر **را** **که** **بر** **مجا** **فطت** **دید** **را** **بگیر** **کند** **اشته**
خود **با** **نصف** **شکر** **طلب** **میر** **کاهل** **و**
و **کافران** **را** **چنان** **که** **شمال** **ده** **که** **و** **بار** **درا**
تور **پیش** **نگیرند** **ما** **بر** **سهم** **سیم** **دانا** **خود** **میر**
و **این** **کاهل** **در** **کوه** **در** **کشمیر** **واقع** **است** **جایی**
قلب **و** **قلعه** **بجایت** **رفع** **دشت** **و** **در** **توق**
ز **رای** **کنیند** **بود** **و** **این** **رای** **کلیند** **فرغوی** **بود** **از**
نشد **ملک** **و** **مال** **و** **شکر** **میر** **و** **چنان** **در** **سهم** **میر**

اربعمایه سلطان محمود و بجانب قنوج بنفوذ یافته
 و در نواح کشته رسید و در آن ایام هزار تله مش
 تر و قلع را می کلنجاز را مفتوح ساخت و کما
 خود نشاند چنانکه واقعه گرفتن قلع مذکور و هلاک
 شدن رای کلنجاز با بنجایه هزار مشرک و ترانج
 در صفا بعضی ذکر کرده است درین مختصر
 کنایه آن ندارد العصه پهلوان لشکر عالی وقت
 میرای سید ابراهیم و مظفر خان و دیگر امیران
 اعتماد کرده و سرحد ما بودند بجهت لا بد
 که بشته خود بدولت و اقبال بکوه مبتوار تیره
 کاهلر شد کافران بقیاس چیده شده تو
 کاهلر را خاک سپاه تا خند ملک چو جوی طاق
 خند

خنک صف داشت در کاهلر قلع بند شده
 کافران ملک را عارت برده رخ بطرف خانها
 کرده بودند که پهلوان لشکر رسید متقابل شد تا
 بیابان خنک کردند لشکر اسلام تو را کافران
 بیولاج شده مندم کشته چهل چند سر و در زمین
 آمدند و چند هزار کفار نکونار کشته شدند
 فتح عظیم شد سالها بود کاهلر آمد فتح
 عظیم شد نامه نوشته بخدمت سلطان ارسال
 و بخدمت سلطان بسیار بیهوشی شده مانوقت
 فرمان بدستخط خاص صادر فرمود که دیار کاهلر را بایان
 برادر فتح خنک سوار جاگیر و انعام کردیم در آن مقام
 برادر خود و ظن ساز و چون پهلوان لشکر اقا
 کاهلر شخص شد قاصدین لطافت اجمیر را برادر خود
 لار

مسعود روانه ساخت که آن فرزند نور دیده
 زود معده و الیهم خود متوجه حضور شود و با میران
 که تعیینات ملک انجیر اند آنها را جایی کند البته
 بیاید چون قاضیان در اوج رسیدند سلطان شهدا
 باغ باغ شده روز و یکم و الیهم خود با چند نفر
 سوار زمینشان خود که مستراح و ارگرد آن ماه
 لایزال میبودند متوجه کاهلشت منزل منزل
 شکار باخته غیرت چون در قصبه راول رسید
 سیوکن و جیشونی خضر پور و خواهر حسن بنمیدر
 که زمیندار قصبه مذکور بود استقبال سلطان شهدا
 آنکه معقد شد ندکه بندگان او از سر کرد در خانه
 بند مرز منزل فرمایند که در میان پنج مندر
 بند را عزت خود چون نفاق بدندان و حسن بنمیدر

چین برون

بر همین سیوکن تاپان بود سلطان شهدا
 هیچ نوع قبول نکرد که در خانه آن کافر دعا باز نمود
 ایاز ویرج برسم معمود و برون قصبه فرمود و با سیوکن
 التماس کرد که طعام برابر خدمتکابان موجود کردیم
 سلطان شهدا از نمود که من موافق ندیدم
 اهل بیت رضوان الله علیهم اجمعین از خانه
 بنده طعام نمیخورم باز عرض نمود که آرد و پخت و پز
 استباب طعام بنده بیاید و با و چای و سرکار طعام
 موجود باشد چون در باطن سیوکن نفاق بودی
 معنی هم قبول نفیاء و صدم وقت کج باز سیوکن
 در حدیث مشیر انواع طریقی رست کن
 و نیز که قسم اول بوالی سلطان شهدا
 آورد و طعام زهر آورد و بدو سلطان شهدا

از نور ولایت دریافت شتر سبز حواله بکول کردن
 تا یکد فرمود که یکس ازین شتر سبز خورن و سبک
 را برودادان رخصت فرمود و خود کوچ کردن و نیز
 دید آمد ملک نیکیخت با فرمود که شتر سبز از باب
 سیوکن بیاورد چون شتر سبز طلبیدند سگان شکار
 را پیش خود طلبید شتر سبز قسم اول بود سگان را
 و او بخورد و خود شتر سبز تمام سگان از زمین پاک
 شده مردند سلطان الشهدا اردو بی اقران
 آورد و بلسان وحدت ناما فرمود که مردک کافر
 مرا هم در جگر که مردم طاهری خیال کرده بود جمیع
کافران هفت ازین که است سلطان الشهدا
 تفرقه در زمین آورد و بنا جوانی کردن کردند
 چون این خبر بخت گستره سکار رسید زار زار گریه
 گرفت

گرفت که الهی چه قدر شده بود و کافر و دوزخ با تبار
 حسن بنمید در غار کوه سلطان الشهدا را پیش خود
 طلبید و در کمان گرفت و صدقات و افر برای
 فقر آدمی سکن عنایت فرمود و شب های کد
 چون صبح دم وقت کوچ شد سلطان الشهدا
 نجست و ابد الله التماس کرد که امر در اینجا مقام
 فرماید شکار کارگاه خوب است شکار باخته
 بیایم پنجان کردند سلطان الشهدا و چند هزار
 جوانان نوخاسته فرشته شکل و جانبار
 شکار باخته بطرف قصبه زاول متوجه گشت
 و جانبارش یعنی فرمود که خبر سیوکن بیاورد
 که در چه حال است چون خود بدولت و اقبال

قبضه مذکور رسید جاسوسان خواورند که میگویند
 غل کردن در ریت پرست مشغول است از هم بخا
 اسپان تاخته کافران از اهل خبرت قبضه برآید
 جنگ آغاز کردند جوامان جانبازیغ با عید کردن
 از هر طرف سپردانه دار جسته کفار طاعت نمیکرد
 آوردند که کشند غازیان برنگ کور سر را
 جوان می انداختند چندین کفار را بکشیدند
 آوردن و میگویند در روزی گرفته بخت سلطان
 الشهدا آوردند سلطان الشهدا فرمود ای
 سید چون با شیر چکان باز نماند به بود که زن
 اید غالب است باز حکم کرد که این کافران
 را همه زن و بچه بکشد بکشند و تمام شهر را

تاراه

ما را چ سازند القاصه سیوکن را همه زن و بچه
 بسته در شکرگاه آوردند اول کرامت را اول
 بخت سلطان الشهدا همین بود که معالاکم کرد که
 شادمانه بنوازند و صدقات بسیار دادند و
 هیچ لشکریان سلطان الشهدا را اسپان و
 سر و پا و زلف و موی فرمود و در این ایام
 الشهدا ادوازدی ساله بود و التوفیق روز دیگر
 مال را بخت سلطان الشهدا همواره عرقه شد که
 ماهدان بدان ساخت و خود بدست داشت
 بطرف کجا هلاک کوچ بکوه متوجه شد و بجهت
 رسیدن قاصدان سالار سعاد و زاین پادشاه
 سیوکن با اتفاق حسین بخت بخت سلطان

کرد که سیوک را برادر سپید را معوزن و بچه لار
 معوز بسته بود قبضه زاول را غارت کرد و سلطان
 درین معنی یحسان ماند همو نوقت عذر داشت سلطان
 الشهدا رسید حرام نک سیوک ظاهر شد سلطان
 بدست خط خاص سلطان الشهدا را فرمان صادر
 فرمود که پیش از آمدن عذر داشت آن فرزند زایل
 بقوی دیگر عرض رسانیده بود که هکار را خوب
 طایق و تیر نکا بدارد که حضور خود حقیق
 کرده بفرمانم رسانید از مبطانیه زمان
 سلطان الشهدا خوشحال شد و بام تو رفت
 حسن بن محمد افساد که نفاق مخفی است کار داشت
 الفصیح چون یک کرده کاهل ماند خبر به پهلوان
 رسید غلبه شوق دیدن فرزند یوسف تابه
 بش

بش یعقوب پاد اختیار استقبال برآمد چون
 خط سلطان الشهدا بر پهلوان لشکرافا داد
 آمد فرود آمد و تسلیمات کنان مستقر قدم
 کوس بد پرگشت پهلوان لشکر نیز از سپه فرود
 آمد محبوب رب العالمین را در کنان گرفت بعد از
 بایکد که حرف و حکایت کنان مستقر خانه شد
 و در آن محبوب رب العالمین نیم نگاه نکرد
 چندین مردم از حسن بن یوسف او بیدست و بای
 افساد و نیر که می دید متحیر میگشت که اما علی السلام
 از آسمان چهارم فرود آمد است و یا خاص سلطان
 محمد حسن از آشکارا گشته آیا چه معنی پرچم این
 بتجمل کرده اند که تمام عالم پروانه و این

نمی نمیدند که آن کج مخضر باین زیبا ظاهر شده است
 چنانچه بزرگ عظیم میفرماید **آن** باد **سپه** عظیم
 در سینه بود محکم پوشیده دلق آدم ناکاه میروانند
 از **مرح** عالم **سفر** را کجا این **پنجاه** میباشند
 ساکنان عالم **عمر** از تجلیات خلق آدم علی
 صورت **مخطوط** اند و بهر **میرند** **مردی** باید
 که باشد **شبه** **نماس** **تاش** **ساز** **داور** **شکر**
القضاء **پهلوان** **شکر** **موس** **سلطان** **الشهدا**
 در خانه **فرود** آمد تا چند روز **منازل** از مجلس **حش**
 بود **پهلوان** **شکر** **صدقات** و **بخشش** و **افز**
میفرمود **سلطان** **الشهدا** **مض** **باز** **مخطوط**
 در **دشت** **دالایی** **صورت** **تا** **دعالم** **کشت** **بی** **پرو**
نام **از** **عالم** **پیش** **ان** **اور** **اشان** **داد**

بودند

بودند که از سرتا پا **بستون** **فرور** **میر** **وعدت**
بشت **بزد** **و** **حضور** **تمام** **در** **بشت** **الغرض** **سلطان**
محمود **باز** **بخت** **اراد** **دشت** **که** **بطور** **یک** **داله** **و**
بجارت **بشکر** **نماید** **و** **تجانه** **سوم** **فیات** **که** **معبود**
تمام **اهل** **بخت** **و** **خواب** **ساز** **و** **چون** **از** **بخت**
خرسان **فان** **غ** **شده** **بسو** **غ** **نفس** **بر** **کشت** **فان**
پهلوان **بشکر** **ها** **فرمود** **که** **مردم** **احقادی**
را **در** **نوعه** **کام** **مگر** **کند** **اشته** **خود** **با** **فرز** **ساز** **موجود**
رو **انه** **حضور** **شود** **چون** **در** **بخت** **سلطان** **رسید**
به **انواع** **مهر** **بانی** **مخصوص** **کشت** **و** **در** **حق** **مکالمه** **موجود**
چندین **شفقت** **و** **افز** **مهر** **مید** **بخت** **که** **سلطان** **موجود**
در **سلطان** **محمد** **و** **در** **نیز** **این** **سلطان** **بخت** **مید** **بخت**

می آمدند بغایت ایرو را چهل آن قلعها را بایست
 سلطان آمد ملازمت می نمودند و رفتند و می کردند
 و درین میان هر شجانه که در نظر سلطان می افتاد
 بر صومناخت تا بسومناخت رسیدند و برکنان
 دریا قله نزرک دیدند چنانچه موج دریا پیش
 تیره می رسید و خدای بسیار سر بر آوردن تیره می شدند
 می کردند و معتقد بودند آنکه معجزه و تمام لشکر
 در هلاک می شود و این جهت که روز دیگر لشکر اسلام
 بیار قلع رسیده جنگ مشغول شد تمام روز جنگ
 شد چون شب شد غازیان در لشکرهای آمدند
 روز دیگر سلطان خود مستقر به قلعه گشت غازیان
 محمود و یحیی با هم آمدند خود را در میان حصار
 هندوان لا محاله شدند و دیده در میان شجانه

دکونان

و سومات را در بخت گرفته کریم می کردند و در
 شجانه بر صومناخت جان میدادند از پنجاه هزار زیاده
 هندو بقتل رسیدند و باقی ماند تا بر گشته سوار
 شد که کشته در خانه که سومات بود و عرض و طول
 در هر دو لفظ کرده بودند و سومات صغر بود و
 شک تر کشید طولش بقدر پنج کمره که از آن
 ظاهر بود و دو کمره در زیر زمین سلطان خود در
 شجانه در ابد کرد و زیست گرفته بر سومات نرو
 و آن بیت را بار کرد و بغیر از او که به حایم
 مسجد انداخت و چندین هزار دیار و دیار
 خزان سومات بود و زیست سلطان افتاد
 و چند قلعه دیگر که در میان هندو سلطان

مسخر کردند چون سلطان دید که ملک سیاح
 در زغالص از بکان کوه پیدا میشود و چون
 که ملک نیت انجام بکلف مدت می آید
 حوت که چند سال انجام میدهد و در آن
 تعرض رسانند که ملک غریبان را بچندین
 غریزان در نیت آورده اید لایق نیت که
 خایه کند است در الملک در اینجا
 الجده فرمود که برای ضبط و حفظ این ملک
 را باید که شت اعیان حضرت بکشد که درین
 ملک بندن که ممکن نیست بهر نیت که از
 در این مملکت بکار باید سپرد و در اینجا
 بکشد تا گویا نویب و حاصل کلام آن
 در این نام شخض از نسل بادشاهان آن مملکت

لوقه

بود از چهار قلع و معائنات نصب کرده و خارج
 بر سر و سر مقرر فرمود که سال بسال در خانه
 میرسانند با شد و خود خواست که بطرف
 بران چنان شکست سلام از آن دیار بر آید و چنانچه
 در تاریخ فیروز شاه کلان یک مناصب سلطان
 من نقل کرده است که چون قرار میجوید شد
 بران مابان افتاد حکم کرد که در هر شخص که
 یک هند و راکه در نزد او را پیش کرده عتق
 روان شد چون یک شب از در راه آمدند و نیت
 آن رسید که در هر چند نفوس که در هر طرف
 نبود و واقع حال نیت سلطان معروض
 شد آن هند و راکه را باریک کرد و در نزد
 چندی از در و یک لقب اصلا نیت آن هند و راکه
 که در نزد او را در معائنات کردم ترا و لشکر

سبب آن پرسند بودند همین قصه را گفته بود
 هرگاه حق سبحانه تعالی بمثل محمد چشت عارف کامل
 را بعد دکار سلطان امر فرماید پس پیش روی که
 نمیتواند مقابله نمود و در تالنج خود رسید و بیک
 جدار چند روز سلطان در غیا رسید و بیت نوشت
 رهبر در حاجت سجد غریبا انداخت تا مسلمانان
 بر سر ناز بر سینه آن بیت را بنویسند و بفرستند
 چون بفرمان رسید که لایق پیش حاکم حرم شود
 که بیت از سنگ است بکار نه آید وزن کرده در چند قطعه
 از یکدیگر برید و بیت را بامید میدخواست پس بخت سلطان
 مغرور شد و بیت که کافران در چند قطعه میدهند و دست
 قبول میکنند صلاح دولت فرین است که قطعه که در دست
 از قلم

از قلم سائیم سلطان بموجب التماس خواجگان
 این معجز قبول کرد و کافران طله آورد و در غیا انداختند
 روزی دیگر سلطان بر تخت سلطنت نشست و
 در میان کتب کتب را آمد و عرض کرد که در این
 عالم کلمه عرض است و کتب در کار سائیم
 است خودی است کلمات نیافتم سلطان را
 دست از کتب برداشتن باید تعاضل کرده برخاست
 دست سالار مغرور گرفته در درون محلی رفت و
 پرسید که در خاطر آن فرزند چه می آید آن است
 بد هم سالار سعاد و چون سعید ازل بود و
 نمود که روز حشر پیش قضا کربس
 او بیت تراشید و بخت فرزندش را حاضر کردند

مسلمانان برای غلبه بر سیدان بت پناهاده میانید و بر وند چون
 خبر بدون بت بکافران رسید قاصدا از این خبر خوشتر
 که بت از سنگ است بکار شهابی آید وزن کرده دو چند طلبان
 بکیرید بت را باید پدید خواهد چسبند بت سبطار معروفند
 که کافران دو چند طلب میدهند و خدمت قبول میکنند مصلحت دولت
 درین است که طلب بکیریم و از بتها از خود ساریم سلطان محمود
 القاسم خواجه حسن اخیاف قبول کرد کافران طلبه را آورده در
 داخل کردند و زری سلطان بر تخت نشسته بود که قاصدان کفار
 آمده عرض کردند که خداوند عالم طلبه بعضی بت سوهنات
 در سر کار رسانیدیم امانت نیافتیم سلطان لا القهار آنها خوش
 نیافتد تعاقب کرده برخواست و دست سار الله مسعود گرفته بجل
 درون رفت و پرسید که در خاطر آنقدر ندیده است بت بدیم یا نه
 چون سار الله مسعود سعید ازل بود بر فور القاسم خوشتر شد
 روز خوشتر قضا کردی خواهی طلبید که آذوبت تراش
 و محمود بت فروختی حاضر آرد از آن زمان چه جواب خواهد داد

این سخن در دل سلطان جای گرفت و خیر شده گفت که من قبول
 کرده ام و بت شکنی میشود سار الله مسعود عرض کرد که بت لاهوت اند
 فرمایند و کافران از این فرمایند که رفته اند و بکیرید سلطان قبول کرد و
 بت را در خانه خود آورده گوش و بینی بت را شکسته مایه افشاند
 چون خواجه حسن کافران را همراه کرده خدمت سلطان آمده
 معروض داشت که اگر حکم شود بت لاهوت کافران بکیریم سلطان
 فرمود که سار الله مسعود در خانه خود برده است آنها را بکیرید
 از و بکیرید خواجه حسن نیز بکیرید و این حدیث بخواند الضدان
 کافران گفت که بت پیش سار الله مسعود است رفته اند و بکیرید
 آنها بر دسار الله مسعود آمده طلبت کردند سار الله مسعود بکیرید
 از و که آنها را بتعظیم نشاند و مایه که از گوش و بینی بت
 در صندل و در خون برکت قبول آیم و پیش آنها فرستاد کفار غم
 شده صندل مایه ندو برکت قبول خود ند بعد از ساقی القاسم
 بت کردند سار الله مسعود فرمود که من بت شما دارم آنها خیر
 شده گفتند که من کی یا قیوم ملک بکیریت واقعه حال گفت که در صندل

در چوبه برک تنبول بت بنما بود و بعضی گفته
 برک خورده بودند از تقصیر حکم خود را
 به خسته زدند و بعضی گفته اند و بعضی که مانع از بالاک
 پیش خواجه حسن رفته و اقامت بر لغت
 سراج چوین مار پیچید گفت که بادشاه مادیان
 که از گفته بچه در لوزه کار میکند سر جلد
 شازکر سلطان را ترک کردیم شکم رفته
 بر ولایت سلطان بنام زید که چه بسیار سلطان
 کشیده اند القاصه کفار بر جاسته پیش از این
 خواجه حسن از آن روز و در دست کشیده
 و لیکه می نمودند که روزی بزرگ می چندید از آن -

بشکونان

بت سمنات را چار بر چه کردند خواجه در تاریخ
 خود زشت بکران دو نژاد سلطان محمود را مقدم
 داشت زشت یکا که نژادان هند را مقدم کردند
 و قند را به پیش از سمنات تاراج ساخت و
 ملک هند را در بنط آورد دوم که سلطان
 نند را به مجرات برد سمنات را آورد و چاقم
 کرد و یک قسم به مسجد جان غزنی نهاد و یک دیگر
 کوشک سلطنت و یک قسم بمکه و یک قسم بمینه
 و سرستان و این هر دو کار از ثلاث وصال هندوستان
 سلطان شهید را پیش دفع انداختند
 بر چه بر چه کردن بت سمنات محض زشت
 سلطان محمود و چاکم که در افتاد است بود اسد این

سلطان سپهسالار شکو سالار سپهسالار
 بود و اکثر امیران کمان کلان و ترکان بسیار از
 اقربا و پیروان لشکر بودند و طرفت که سلطان
 لشکر کشیده و ملک گیر کردن فتح از ترور و دهان
 بسیار پهلوان لشکر و اقربا و ادیشد چنانچه در
 تاریخ محمود و صفی عداوت سالار سحر و حسن بنی
 و دیگر مقامات از برافتد بماند نموده است
 و اگر در اینجا مندرج است زخم لایه طول شود از زخم
 مختصر میکند از زخم و این بعضی از و سلطان محمود
 و سالار سپهسالار شکو سالار شکو سالار شکو
 است که اینها هم درین واقعات شرکت کردند و الا
 انقدر طولی عبارت هم نمی توانست و اندک اعلم با تحقیق و انصاف

در سلطان سیوم در میان رحمت شد سلطان
 اشهد از سلطان محمود و او را آوردن بطرف هندو
 رسیدن سلطان و فتح کردن دهلی و کند شتران آب
 لشکر و اتفاق است فرمودن در مقام لشکر و توفیق کردن
 فرجه با طرف العصبه خون بواجبه حسن جیمه از هند
 در کار و بار وزارت واقف بود و اگر مستردان هند
 از قولی از قولی و متفق شدند مانده بودند از دیگر شدن
 و دست کشیدن خواجه حسن هر طرف بنیاد و
 پیدا شد سلطان ازین معز اکامه شده به خیر
 و بجز حسن میمند و منمود و فتح و فتح و فتح
 هر وقت سالار محمود را در مجلس میند و فتح و فتح
 سلطان در حق در نگاه میکرد و چون با پیچید و پیچید

در میگفت که دیدن سلاطین و اطرافت نارم
 سلطان ازین صحبت متحیر شد و روزی سلاطین
 در خلوت طلبیده از راه حققت فرمود که حسن
 بد نهاد است و از غایت حسن با تو عهد میداد
 اراک دور از کار بنیاد نهاد است مخبر که تندیس
 او را از خدمت وزارت معزول ساخته محمود
 میگوید که راه این خدمت برنگردانم تا آن
 شایگان که هر روز شکار مبارزه و المن را اطلا
 نماید چند روز او را معزول ساخته شمار نوام
 خاطر او را باب خود پیش از پیش نصیر
 و در سلاطین سلاطین سلاطین سلاطین سلاطین
سلاطین سلاطین سلاطین سلاطین سلاطین

لطف

بطرف هندستان دفته ملک غیر علی را از دست
 کفار بر آورده اسلام کم که خطبه باسم خداوند عالم
 خوانند شود سلطان فرمود و ا را جدا آن فرزند
 خوش نمی آید که از خود جدا سازم چند روز
پیر بر پیر رود و طالب مختور خواهم فرمود و رود و رود
الاسعود بالت که خود ساخته محمود سلطان
امیر جدا از دستی خدمت سلام در خواست تخت
نمود سلطان بنایت متحیر شد چون نی باید که او اما
آن غیر است چند روز که در و ما غ سلاطین سلاطین
بود و لی ضع و مهر بانی سلطان را او
و یک تا تا س نقص نمود که چند روز که او باز نقص

میرسم به قسم سلطان نعمت خاص بانجام این
 و در زیر خیمه میل رحمت کرده و نعمت فرمود و یکبار از جدا
 این محبوب رب العالمین خیمه مستقر گشته فرمان برخط
 خاص برای پیدایش که در نزد خود که در نزد سلطان
 سعید و راجه در یکجا مصلحت آنرا فرستاده و بطوری
 بسیار نمود پیش خود نگاه دارد و بعد از چند روز
 خود خواهم طلبیدن فی اثمالمسلمین که در خود هیچ شکی نماند
 پیش سلطان برآمد و سوار شد و همون روز در میان
 پیش این جو غوغا در شهر و در لشکر آنرا در
 سلطان خود را از یک نقیب دین محمد بن سمنان است
 بپایان آن نهاد و خواصا حسن بن محمد بن دین محمد را در

از و کمال

رو بجهان نهاد و پیرو مسلمانان از زمان محکوم است
 غلبه و اطراف رو بس لاد و سعید و در بعضی امرا
 ملک و ترکان بهادر که از اقربا با سلطان شدند بودند
 همه اذیت و ستم کردند و از لشکر برآمدند و در جاهای
 آرای سلطان سعید و حیات تمام انزوم بود و عاقبتا
 بر ممکن نیست نیکو از وصال محبوب مصلحت و در کمال
 بداد و همه یا اختیار کردند که در محبوب رب العالمین
 پیوستند سلطان شدند و بگویند که از سوره شریف
 روان شد و صاحب تاج محمد و منسوب است که بگوید
 هزار کسی از مردم خواص و عام مدد شد و سعید
 بودند که وطن اقربا و هر که در ملک غلبه بود
 فاما از منتهای خشن و بی سفر سلطان شدند
 با و در حق میفرستند که کارش از او کند

بکون متواتر بکوفند و نشان شد روز فرجه ادا
 کرد و خود از لشکر جدا شد و مع چند مصاحب و یاران
 میدان میرفت باز را بر جاوران دست بازید
 خود کرده بود و می نشست سلطان لشکر استواری
 در دست شد چون زیر درخت رسیده بود و
 آمد میر شکاران و می نمود که باز را بدست
 خود ساعتر و درخت مشغول است بعد از آن
 چشمت کش و در چپ در است نگاه کرد و حکم نمود
 که بسلطان را در دست ساعتر بسلطان را از
 بر می نمود و کینج این درخت را بکوفند و
 از کینج کنده بر طرف راست می کشیدند که بکینج
 زمین

زمین بسیار چاه دار کنند و فی کینج بقیه را
 زمان شد که ای خراین را بیرون آرند و الغرض از آن
 چند تو دلمه را از آریسته ساختند و بجلال الشیخ را
 خود را ایقت تصرف ظاهر و باطن داد و تسلیم را
 افتاد است در مملکت و حکومت و نظر کند ازین گشت
 سلطان الشیخ را حکم نمود که از دوق وقت از عالم
 دیگر پیدا آمد ایجتی انعم را به خدمت که خدمت
 همچو شایسته از قیام در شتند و بزرگوار شایسته
 چنانکه در آن روز چو توتیستان بیرون آمد
 نوع کشیدند و القصه چند روز در آن حالت فرمود
 که آن خدمت را حکم کرد که ازین خرابی این امر تمامه باریان
 قیام نماید و بزرگوار شایسته دیگر تمام شکر را در دیگر مردم

صیدیم نگاهدارید انرا را چاهها بر میدهند انرا کس
 و دیگر نگاه داشتند و تمام مردم قتییم و حدید را آنچه حکم بود
 زرا داد نمودند فاما توفه زربه چنان حال بود خرابی
 مذکور را همراه گرفته از اینجا کوچ کرد و ملک نیکیست را
 یکدیگر تمام فرمود که ازین زرا و بار و چنانچه با غیر خرج
 کنند و سلطان لشکر را از رسم بود که از هر کلام
 میکرد البته او را چهره ^{مصلحه} خواه زرب خواه سپ خواه بود
 حق تعالی اخلاق محمد را خاصه نصیب او کرد و سپید بود
 که در نواد و همین شغل داشت که از هر که از این خرج نمیشد
 با او ^{اصل} الی بر سر و یا بطریق مطایبه و یا بر روش فرج
 موافق ^{است} و هر کس ^{ایا مقصود} و ^{مقصود} بود که
 چهره خشت کند تمام ^{کریا} از راه سخن بکند و ^{مستحب}

رب العالمین بود و هر که مرزا از خلق چنین آویند
میستد و فیض طاهر و باطنی را بدو نهد چون اثر جهان بدیده
مروغی ام طام و افراز نسیم قفا فرمی آوردند و تمامها
چو کلاه آهن طام بخورند و بجهت فقر اکمل علماء عالم که کهن
نسب محبت جوهری العالمین در شکری بوجدانها را از نور
وقت طام میطلبید و قریب خود میراد و در نظر طام مذکور
علم سلوک و صفاتی و کفایت و حمید با آنها بنمزد و در وقت
میکنند و بعد از او از نماز عبادت ختمها بدو فرستاده می
و بعد از مراد برین میرفتند مگر خبر خبر صفاتی می
بماند از این که بر او در فیض کثرت و میزان فرار و آب
در نظر نوح و دیدن آنکه در آن وقت مگر آنکه در آن حال

بنو که کرد پیش سر ابرو دم بر آرد تمام شب خلوت
 با محبوب حقیر و دشت و اگر احیاناً از صاحبان در وقت
 میرفت پس از غلبه بر دشمنان این طاعت نمازت بکند و در
 خطبه و سجده حمد و ثناء و حق جلوت با حق قدرت
 فال القمصری و غیره این است دعوت است
 فی ملک محقر و بلائی شوم سل سلطان شوم و در
 الحزم و در جهار اکبر و در جهار اصف و قد بقه
 درستی و خفتی سلطان شوم را عجب است و در
 و اما بعد است او بعد نیست نه که حاجت او در
 نه از سر مستحق باورش هر خطبه میشود و بنام و در
 نه از سر خود دار بهر جهت که برکت سلطنت است
 نامه

فرمایند هرگز قبول نمیآید و میفرمود که تخت سلطنت
 محمود و ابرار کما و غیره برای گرفتن باورش هرگز را نپذیرم
 و در ای محبت حق و تقویت دین تدر و بجهان
 نهان و این که مشرکان ملک را بسور و حد نیست حق
 دعوت است عجب بود که عالم پرورانه در جهان پیغمبر
 که آفرین سرگردانی عالم خدا عزیزیم مطلوب ما باورش
 دنیا نیست مقصود ما پدید آید و کشف باورش آمان و نه است
 بلکه پدید آید چون مکان را یافت و در آن
 حی است که در پیش کرد و که و نه است
 الله جل و علا سلطان شوم را شکرست و خست ظاهرین
 بر لب آب شوم رسیده اند که در هر حاضر آید و خست
 (88)

آوردند امیر حسن عرب و لیسری با بزرگ جعفر را فرمود
 که شاهرود کس با پنجه را بر سر دست دریا رسیده گشته
 برستند تا بزرگ پنهان کردند رای ارجن و متدانیستند
 اهل خانه که است طرف بچکل دفته بود اینها رفته خانه
 گدازند پنج لکت که زبر را آمد و اسباب بخاریدت آورد
 هر دو امیر خدمت کردند سلطان الشهدا رسیدند
 حکام شد که این اهل تاخت شاهرود بستانختند و بکشان
 خونی و شکر از آب سنده گدازند چنانچه در آب
 آفتاب است و در زنجبا شکارگاه خوب بود و خوش
 میباشند و در کان بیمار در اطراف تاخت باخته کردند
 برادر و لیسری که بود و طعام از برشتم و از خر که
 بر کاه

بر یکی را بخشید و اندامه عطا فرمود و گفت که باری
 محمد که این ملک از نوک قلم حسن بمنید سر و دست
 بر جاکه باشم دوق است و هر طرف که برکنیم
 و نیز میفرمود بند را بند که حق است این چه معنی داند
 به بند خدا باشد و محتاج محذوق کرد و مرا این مواظبت
 شد است تا آنکه از حسن بر نیاید هرگز نشاید
 حق بود نماید چون که این کار به جمعیت مل علی و در
 کاه حاجت به غیر پیش جمعیت و در
 سلطان الشهدا از اینجا کوچ کرد و خطه بستان
 ملتان به ایران بود از آن وقت که فرج سلطان بود و باز
 مرتبه تازی متاثر از راه راجع ساخته بود باز اما و لیسری

رای انکبال زمیندارستان در خطه ارج اباباد
 بود از انجا که خود پیش سلطان شهد از دست او که در ملک
 بجان این نوع دوید و پی اید به لایق است بهاد
 جاکه در آن شود سلطان استمد فرمود که ملک است
 در ملک نمی باشد که را قدر بدید همون معروف شود
 طایق ایاد و جلد و ما از وقت شد العدا انقلب تا
 این زمان همین است که کافران از این سور و حد نیست حتی
 و نه نیست محمد و عمو کنیم اگر ایمان آرند پسر است و الله
 و در این سیم رسول را سر و پا دانه رخصت کرد و
 فرمود که به عتاقی سیم سیم موجود و بهیند بعد از
 روان شد از رسول امیر حسن عرب را میرزا بزرگ جعفر
 و امیر ترکان

و امیر ترکان و امیر تهر و امیر فرزند و ملک امجد
 شش سال میرزا با چند هزار سوار و سوار ای انکبال
 با حینیت خود مسیح شده از شهر آمده و ملک مغول
 کشت یک پاس جنگ عظم شده اکثر ترکان
 بهادر در رویش هادیت آوردند و کافران بقیاس کشته
 شدند و رانی انکبال که در جنگ منهدم گشت
 کشته و سلام در شهر در آمد تمام شهر را در دست بردند
 اموال و اسباب بقیاس دست آورد و کشته سلطان
 در شهر شش امیران را سر و پا به پا کردند و فرمودند
 برایتان رسیده و در چهار ماه در طمان
 بعد از بریتان لشکر لطیف احمد و کشته در کشتن امام

جرد من و نور حرات خیمی ابدان بود وی شایست
 مفتوح گشت سلطان لشکر را آب و سواهی آجود من
 بسیار خوش آمد و شکارگاه هم خوب بود و در تمام
 فرمود تا آنکه بشکال دیگر رسید باغی ماند بعد از این
 بجانب دهرسی متوجه شد در آن امام مملکت
 دهرسی در تصرف ~~مستطال~~ بود و در این
 داشت بر غنیمت بود و در میان جنگی بسیار و شکر سلطان
~~محمد~~ ~~سپه~~ هم که در نهندستان آمد و در شهر
 لاغیر را فتح نمود و اراک اسلام ساخت اما ~~نور~~
 نتوانستند که در قافلی که در رفته بودند ~~سلطان~~
~~محمد~~ ~~سپه~~ از شهر و از قریب رسید و در آنجا ~~سپاه~~
 بالشکر

بالشکر خود بیشتر آنرا مقابله کرد و جان ~~محمد~~
 چند گروه مغانه بودند اما جوانان بهادر در روز از طریق
 می آمدند و از صبح تا شام جنگ میکردند
 مدت یک ماه و چند روز همین طور گذشتند ~~سلطان~~
 الشهدا خیمی ~~محمد~~ بود و امداد از حق میخواست ~~محمد~~
 خبر رسید که سلطان السلاطین ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~
 و میر سید عزالدین و ملک دوست ~~محمد~~ ~~سپه~~
~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~
 بخندست ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~
~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~
~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~ ~~محمد~~ ~~سپه~~

سلطان لشکر بود و همی اختیار و سید و الک نیر
 خدمت سلطان شدند و مکرر نسبت خویشی داشتند و ملک
 دولتت بنده سلطان محمود بود و میان رجب و ال مالار
 سال بود و است بود اعتبار در تمام دشت از نیمه
 آنرا به سال سعدی و نخست به بود و ال سعدی و رجب را
 برای اهتمام جایگزین نمود و چون سلطان لشکر نور
 که خواججه حسن جایگزینان با اطلاع سلطان فر کرد
 میان دش از ای خدمت سلطان بود
 چون اعتبار در دشت طبیعی بود از ای خدمت از
 خدمت ایلات که فر نمود و از رجب و نیمه سلطان
 آمدند و خواججه حسن از بج فر بایران و عنا و طاهر

با چار هر چه جدا شد تا سلطان نیم پر شده و بود نیم دانه
 عیبت با ملک ایاز داشت از کار بار مملکت چندان
 متعسف نبود و حسن سین عالم را بر هم ساخته اما در تواریخ
و نیمه الصفا مینویس که سلطان اخرا از خواججه حسن
 سینند را از کر رفته او را ان منصب وزارت عزل کرد
 در قلعه از قلعه را بند او را محبوس کرد و نیم دانه
 را با میر حسنک یک کامل داد و خواججه حسن و حسن املاک
 شد یقین است من حق که فر زند و نیم دانه از ای خدمت
و نیم دانه و ال قصه رای میر پال از امدن که نیم دانه
سین دشت چهار روز طرف نیم دانه را است که نیم دانه
 شد نیم دانه سلطان لشکر با غرف الملك و چهار نیم دانه
 بود که کوپال بیر زای میر پال پس از ان طواف تا خبر که نیم دانه

سلطان الشهد الله اخت زخم بر پیر مبارک رسید
 و در دندان آنحضرت مجروح شدند ترش ملک
 بمیر علم کرد بر کوبال زد و چنانکه همان عت بند و زخم
 رفت سلطان الله زخم بر پیر و پاک بسته باز بک
 ششول گشت زهر شجاعت و جوانمردی را که خود
 زخم را اصل در فاطمه و در تانما زخم حاکم
 و شب هم در میدان ایستاد ماند چندین ترکان
 ز خانه دولشهادت آوردند و کافران بسیار
 کشته شدند وقت صبح باز لغار ما خیز
 و غنایک درآمدند و میرزا آمدند و
 فرج اول و دما کا و تبر و در کلید مبارک نشان
 و از غیر شهادت میرزا نور سلطان الشهدا

بقرار شده خود و پسر را تاخت و از هر طرف این
 ترکان جهان باز بردانه و احستند کافران طاقت نداشتند
 و در روز پنجم گشتند اما لای مهپال و برای سیر پال چند
 نفر در میدان ایستاد ماندند هر چند مردم با آنها
 نغتنه که اگر حیات باز بکسی می کنیم آنها هیچ
 کردند که ما میدان که گشتند کی رویم الغرض هر دو در آن
 در میدان گشته شدند دفعه عظیم شدند و از ترخت
 آمدند اما ما سلطان الشهدا ترخت
 و حوله خسر این چهار و بخاطر تخت می گفتم مارا با خدا
 راز نیست که او میداند و میرزا عذر الله و در
 رفتند که در روز غم غم است که در پیچیدگی بر تخت

جاور و جوارح متعین فرمود و امیر یار و جعفر را با ستم
 هزار و چهار صد در دهان الف کد و حکم فرمود که پیش
 هزار و چهار صد از مردم اینجا ببرد و از کمال قهر بیا
 فرمود که غنچه آری که دهان تو قلعی دارد و از آن روانی دارد
 که فحش خدا را از آن رسد بعد از ششم ماه و نهم
 روز از دهان بطرف میرود که کشید را با این مرقه
 منتر شسته بود که از آن مرقه و بجز طفرغی باید برون
 که او با تبه بکان از توجیه میبرد و منتر شسته و با تبه
 حریف رسولان خود و موسوعات نیست و منتر شسته
 فرست و منتر شسته ملک اتا حضرت است و منتر شسته بکان
 و منتر شسته از حدت قبول داریم سلطان الشهدا و منتر شسته

نواضع آنها خوش خلق شده ملک میرود که با تبه باشد
 و خود منتر شسته و منتر شسته بطرف منتر شسته کشت چکان را
 در بالی از منتر شسته و منتر شسته را سلطان محمود و منتر شسته
 بود و منتر شسته بود و منتر شسته را منتر شسته سلطان در منتر شسته
 کرد و آباد ساخت به آن نسبت منتر شسته منتر شسته
 با موسوعات منتر شسته منتر شسته الشهدا و منتر شسته سلطان
 الشهدا از منتر شسته رسید بر لب کشت و منتر شسته کرد و منتر شسته
 حیا را منتر شسته خود را منتر شسته و منتر شسته منتر شسته
 و منتر شسته سلطان الشهدا التفات بکنی کرد و منتر شسته
 خاطر منتر شسته منتر شسته قبل که در پرده منتر شسته را در منتر شسته
 منتر شسته در منتر شسته فرمود که منتر شسته منتر شسته
 س از منتر شسته آب کشت که منتر شسته منتر شسته منتر شسته

کردن عهده نیت نمود و هر وقت لشکر را حکم کرد
 آب کنگ که نشسته اطراف دیر کشت همچنان کردند
 بعد از آن خویم آب کنگ که نشسته از زمان راجی بلی
 با این پیشکش آمد ملازمت کرد سلطان الشهدا
 جیبال را کنگ رفت و قریب خود را و دستلی
 بسیار نمود و جاده خالصه با آن آب راجی بنام
 ت کردن رفت فرمود و گفت که راه روان امید
 و غله را بر لشکر با فرستادن بشید
 ب طایفه خود را خواهد بود تا احوال خود را بداند
 بر دزدان شود بعد از آن کوچ کردن لطاف که
 ستم شده روز در ترک رسید و در آن ایام ملک
 بنام خود از ترک حقیقه و نذر ایدانی منع نداشت
 در آن راه

بخارگاه هم خرب بود و آن مقام را انف اقلیم
 بنام است و بعد معتر کفار بود و از اینجاست سلطان الشهدا
 در لشکر تاقست فرمود و در جاده با طراف و جنوب
 حقیق تنور لا سیف الیه در میان جیب و الطراف ای
 خفت فرمود و در میان جیب یا جارب او که وال لشکر
 کرد اگر چه خرد سال بود و فریت بسیار است
 انور لا سیف الیه در میان جیب و الطراف ای
 عهده نیت کردند که در اینجا غلبه بهم نمیرسد و خبر
 از لشکر ملک نشود و سلطان الشهدا حکم کرد و در آن
 و مقولان بکنات و از حرا عا فرارند و گفت بکنات
 چو در این مقولان حضور آید و نیت تاقستی با خود
 سده روز و نذر نام خود نذر انتم و در آن ایام

تسلیم کرد که زراعت و اکا هلی کشید که بهر شکار
 در عایا درین است و نیز فرمود که زراعت مالیت است و
 غله بهر آید آنها الهاس که در نه که اول غله بخت
 بیا ریم بعد از آن زر بگیریم حکم کرد که اول زر بگیریم و
 مسجل بخت و حواله جو در میان و معلمان مذکور نمودند
 و هر که در راه جامه و بخت بختی فرحت فرمود و مردم
 همراه داد که غله بزد و بیا زد و بیک فرزند و بخت
 کرد که رفته بر کند و رو باشد هر چه غله که باید
 بخت است امام سید الدین بهر اراج میفرستاد
 با بشیر از آن سلطان السلطان میفرستاد
 و فرمود بخت تعیین کرد و گفت که شما را بعد
 از هر چه بخت را اول سبک پیش آرید اگر کاهند
 و در راه

دین محمد قبول کنند و با از شاه استی پیش آیند
 بخت است تمام شفقت خواهد کرد و الا نه در تنه خواهد
 آورد و از آن می بختیار و در کنان گفت و فرمود که
 یک عیالات امروز است باز معلوم نیست که شود یا نشود
 ازین حکم در د آگون هر دو برابر آب دیده شدند و
 تا در بر دین کونه و از نه می بختیار و شفقت شد غیب
 و غیب و غیب و غیب بخت در راه می داشتند
 که محض از برابر اظهار وحدانیت حق جز را در برابر
 کفایت می انداختند و گویند که می بختیار و اکثر ملک فرید
 دست تصرف شده تا که فرود رفت و ایجا شربت
 شربت چشید و زنده پاک و در کافور و مشهور است
 بعد از آن ابو حسن بن الطاف که بختی فرمودند

ویرسید عزالدین که احوال به لال پیر شهسوار لطیف
 که با خود نواحران رخصت کرد و ملک فیصل را
 بجانب بنارس و نواحران تعین نمود و هر که را
 را بنای مذکور وصیت کرد و خود بانوکت حشمت
 در نواحران شکار سیاحت روزی رسول را
 کن و مانگید و روزی سیاحت لکام سوغات بنیت
 سلطان بشهر رسید و از جانب رایان مذکور رسید
 که این ملک از آباد و آبادات و دورین ملک کاه
 مسلمانان نیا مدینه در تواریخ ماسنون سلطان
 که در فو القریه روزی تقدیر این ملک کرد و بود
 تا تنوع در سید و یار کرد صلح صلح نمود بر
 روزی اما از آن ملک نتوانست که نت سلطان

محمد

محمد و عزالدین و پسر سلطان تا اجماع و تنوع و زیارت آمدند
 و اینجانب را معاف داشتند که به جای دیگر ملک غیر
 آمدن نشسته اید از بزرگی در میان مرا همین مرد
 می آید که در خانه پدر خود تنها فرزند اید و دیگر اولاد شما
 ندارید و فکر اصلی کنید که مقام تنگست لیلی تا این
 کی نیست نه کن و ماداریم و دیگر رایان نوا
 به هیچ وجه از طرف لشکر زیاده از مادران
 از طرف مردم قاصد خوانند شد از زمان به ملک
 است که از خود راه بلاد است بگریه سلطان الشهدا
 شیره تر زرد و در شش امه بلای غیرت فرمود و رسول
 شد اید و اگر کسی دیگر ازین شهر بیاورد به کی
 بر چه پرچم سیاحت بر آید و ملک از آن قاصد

هر که از خواجه بیدار منم اینجا برای سیر نیاید ام و طبع
 میسازیم و از حکم پروردگار عالم ازین ملک کفر
 کافران را ازین شیخ بر طرف ساخته ایم ان شاء الله
 از آمدن در دروازه دین محمد روزی در زیاده شود و
 که زیاده کرد و کافران مقهور شوند و اگر سلاطین
 جنگ داشته باشند یا شیدان یا غیره که منم موجودم و
 روزی که بر سر و پا و بساخته آوردن بودند
 و پس از آن فرمود که مردان فکر بر اصل کردن و برین گمان
 که قدم نهادن این که ظلمت این دنیا را نور اسلام بنور
 سازند بعد از آن رسول را تهنیت فرمود و رسول را احوال
 پیشی را از آن فرمود و فرمود گفت که آن بچه اقله است
 که نذر آن که او را بشناسانند که آن را از دین که بر حق
 نذر آن

نذر آن کافران متغیر شد یک حجام حاضر بود
 گفت از فرماید منم کار آن بچه ساخته بیایم در میان
 گفت که ما و بها بتوانم کردن بیدم اگر بیدست تراید
 نفعی منم بخواه منم که زرافام داد نفعی که در میان
 مذکور یک ناسم بر زرافام راست کسانید ما خود
 بر نفعی رمان شد نفعی سلطان الشهد زرافام
 وقت نماز پیشین در بر ترکه بیدم خفوز و انبیا
 بود که حجام کافران ناخن بر بنظر مبارک کند و انبیا
 از آن خدمت اظهار کرد و سلطان الشهد زرافام
 بدست خود گفت و او را پیر سید که تا این زمان که
 بودی حجام التماس کرد و چند روز خدمت شما را کرد
 و چند روز خدمت شما را کرد و انبیا

درگاه الکفریت داریم سلطان المشهد ابو احمد
 در دنیا یافت یک تنگ زرد او را رخت فرمود گفت
 که من هندی را از این دست نمیداریم و ناض بر رایت
 مبارک حفظ گرفته بر ناض انگشت مبارک دست
 چپ را نه چون ناض بر بایر تیز بود و سلطان المشهد
 ناض بر بدن هم نمیداد و در ضرب در ناض بر
 اجاحت شد ز بر تانیر که در ناض طیدان گفت
 چنانچه در تمام اندام زهر ایت کرد و چون سلطان
 المشهد را مانند حلال سفید گشت و حارث
 بیار از پیر زربل نیلوفر او بداد است چنانکه
 که بر چهار پایی رفت و گمان خود را از زمین نبرد
 و در ناض که ناض بر زهر الوه است در
 ناض

ساعت زهر مرع آوردن آب شسته دادند
 در در حوض انحضرت انداختند و در زمین
 لهجایت فرود برد و حارث زایل شد و گرفت
 در یک ساعت زهر فرو گشت و حق قیاس آن
 را بر اجاحت مبدل ساخت جمع امیران و اهل
 دولت در غده مردم خبر را که در دکان محبوب
 العالمین نثار میکردند که حق قیاس از سر نو حیات
 بخشیده است و شاه دایا تها و حارث و صدقات
 بسیار دادند چون ملک نوگیر بود و سلطان المشهد
 همان ساعت غسل کرد و جامه های نفیس و مزین
 پوشید چون ناض چهارم بر آمد و در زمین نثار
 جلد مس و نوز که مبادا در فاطمه که از ایشان بود

خوانان نه بکند آید و در این ایام عمر مبارک آن
 محبوب الطیر بنده ساله بود بجان الهی حق تعالی
 حسن و کمال جوایز و کمال ذوق و کمال زیرک و کمال غیرت
 با مهربانی و جمیع کمالات صمد و معجزه بیک در دست
 شریف و شجاع کرد و پسندید بود چنانچه در عصر غروب
 داشت تصویر لایزال بود و چشم عجب مجاهد و ارم برینیا
 و کور و یابی سعادتی مدام آنوقت که جابر جلای
 ارای آن محبوب البحر را چشم ظاهر نشاند و میگردید
 و بدولایت او ایمان نمی آوردند و خود را از خدمت
 حضور او دور نمی انداختند این فقره بکمرته در امتیاز
 ملک سلطان لشکر را در آن زمانه درین ایام و زمان
 شریف دل آفرین و بار عالم بر ذلت و تانیت در حاکمان

رزاق

رزاق او جز از خود ندانست بعد از وفات
 این معجزه در دام حاصل شد باین تسکین
 دام و در معجزه این معجزه تحقیق نمود ام و القاف جمیع
 رشتان حتی برینست که در عالم ظاهر و باطن هیچ
 چیز بهتر از عشق و از غم عشق موجود نیست چنانچه
 یکدیگر **زین** گفت **دل** میزدی چه جوید
 در عالم بهمنزگی بید بگوید **سر** به عمر است عشق
 درین دهر **کر** عشق ندارد بید چه دارد بید **کو** بند **العصه**
مالی الشهدا در میان خزان مجلس اقدس است
 و که بامیران بر عهد نامه بنویسد که کافر
 پس عیب کرد بود و حق تعالی باینکه را نه **بلوار**
 این کسر لفظ و فکر نقل کند و باعث مصلحت را اینجا کرد

و یک غوغا شد بخت بخت حضرت و این غوغا
 بجانب کابل رساله دارید و رسالت عرایض بود
 بخت آورد و بخت بخت خاص خود مزین شد
 بخت قاصدان داد و جا بجا قین نمودند و حال
 در کابل بخت لدر رساله رسید و خلیجی خوشحال
 گشت و آنها را در کابل خود گرفت و تمام احوال
 منقطع بر رسید چمن و اوقه و گشت جام گفتند
 در اندام مبارک او در آید و پیوسته افتاد و زار
 زار بگریخت بعد از چند ساعت چون بخود باز
 و روانه و در پیش تر رساله بخت و درون رفت
 نیز بختی شده مانده بود و فاجعه کابل رساله
 بسود و بخت بخت بخت بخت بخت بخت

دستخط خاص سلطان شمس را با یاد نمود هر چه
 رسید بدو بخت بخت بخت بخت لدر رساله
 کرد که بخواند چون تمام احوال مطالعه کرد و
 بخت بخت بخت بخت رسید رساله گفت با سود
 بر از هر تا بخت کرد و در نزد امم همین کلمه بخت بخت
 بخت نیز زان در بخت بخت بخت بخت بخت
 در بخت شد هر چه بخت بخت و و امیر و بخت بخت
 بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت
 بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت
 بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت
 بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت بخت

زمار در دریا بنجا طوفان و زلزله سازند
 حجام را هرگز نمیکند و بیم هفت ساعت در تنه او در
 و خطه را این که و ما نمیکند برای رایان نو افره
 نبشته بودند از زمار در این گرفته مطلق کردند
 منبره بود که لشکر پیکانه آمد و در میان ما و
 نشسته است از انطرف ایان و از این
 میان لشکر کنیم که مسلمانان از میان برداریم
 بهمان لشکر جنی میرت گرفته هفت ساعت
 جابر سر تعین فرمود که خبر رایان که و ما نمیکند
 که در زمار گرفته خبر او فرمود که هر دو کاقران
 زینت غافل و کار خرد و فرور بر مشغول اند
 بهندران لشکر در ساعت لغات و فرود در
 سلطان احمد

سلطان الشهدا و او در ترکه که نهته خود بدست
 و اقبال شب در میان بر سر کلاه نمک و رسید
 و زوار بنجا و فرود کرد و کف و بیاض که و یک طرف
 ما نمیکند ترکان بهادر و رعیت تمام هر دو مقام را
 که و کردند کاران بکنند و آمدند فاما لشکر
 قهرمانه هزاران کفار و در قهتج آورد و مرد
 رایان را زنده گرفته بخدمت سلطان لشکر آوردند
 بهمان وقت طوق در کور و انداخته در آنه نجاب
 شکر که در سالار سحر و ازشت که و او را از
 خرب طریق کفاهد ارباب و در سحر و انوار و
 بهشت و در سیف الدین فرستاد و القه و بوزان
 لشکر که و ما نمیکند در تاجک بهادر و محبت و اموال

و اسباب فرزند پرستار بدست شکران افتد
 بعد از آن ملک محمد العبد را جو را در که کند است
 و ملک قطب حیدر را در مانگیر کند رشته خود را
 شوکت و شمت در برتر که آمد از زمان جمع را
 بند را بخیر بدید آمد که ازین است شکر سلام مقابله
 در آن حال است اگر کاران در میان خود
 اتفاق در میان جنگ مستعد شدند
 روزی پهلوان شکر و سلاسل و در این کار
 شده بودند بعد از آن ساز ظاهر متوجه منتر است
 سلطان الشهدا دید که شکر کلان زیر درختی
 بسته است تخیل کرده است او حجت را
 بسور شکر باخت چون غلظت و جبار شد غرضش که
 بارت

برجت قریب بود که سلطان الشهدا را دست
 اندازد و برعت شکر حیدر را علم کرده چنان است
 که شیر فرزند پرستار بر زمین افتاد و غوغا شد
 پهلوان شکر واقعه حال را دید که در بر درختی
 میکشت و خود را نشان میکرد و چون بدیده آمد
 و از برای فخر او پس بکن معرفت فرمود و نهانی
 مشق عقد شکر لایف الهیت از برای خود
 پهلوان شکر رسید منور بود که کاران از هر
 غم که کوفت نه زود آمد و بدید که سلطان الشهدا
 التماس کرد که حرا حکم شود که به پهلوان کریم و کار
 که شکر او هم پهلوان شکر قبل نمیکرد و بر سر خود
 جدا افتد و در زیر شکر خیمه دشتار میگوید وقت پر برز

مرا تنها نگذارید سلطان الشهد اباز منته
 شد که بطرف بهرام ترکها که بخت چند رو
 شکار باخته اند و نمیست بر سیم لاجار رخت
 و میروند اما گریه بسیار بر دستویاش سلطان
 الشهد در این وقت اندک متبکی بود و میگریست
 بجانب بهرام گفت بخود رسیدن بهین کار
 که از کوه فکر خود سر بر آورد و بعد از تغییرش
 بجای خود سکونت گرفتند سلطان الشهد اور
 نوزده بهرام شکار بسیار داشت و هر وقت که بر تخته
 سوره کند میگذاشت میفرمود که ازین زمین مرا
 بدین وطن می آورم و این سوره کند قبل از
 آمدن بربک مثل افتاب بر زمین نقش کند که آن

الان حقیقت داشته بود مرا از ابالاکت میگفتند و بهرام
 اباسم همون بالاکت ابان سخته بود و در
 روزی که است افتاب از مشرق تا مغرب جمیع
 برای پرستش اوجی آمدند و روزی که نشسته از طرف
 بهرام و درین زمان در شهر رکهار از عورت و مرد
 در این شهر سرگشته بودند و در آن شهر میگردیدند
 و بجای سوره جمعی پرستیدند و سلطان الشهد
 ازین بت پرستی خیلی متغیر میگذاشت و بارای
 گفت که انشا الله دنیا میت المعمره این کار
 را بطرف ساخته در اینجا جویع و در اینجا
 کار عالم میبایزم و کفر این درین دنیا
 براندازم حق حق منجی در این عالم است و فرمود

چنانک رونق اسلام آن مقام اظهر البیضاء
 الفقه تبیل به مقدم ماه شعبان سال ۱۰۰۰
 ثلث و عشرین و اربعایه سلطان الشهدا از
 شکر که به نواح اند و دوم ماه عرض شد غایت
 فیروز از ترکه آمد معظ فایم پیش در میان
 بود تا حد اتر ایتیم دید و پرسید که چه حالت
 آنها گفتند که سال را به یو بدایه البقا رحلت بنوع
 معظ فایم عرض شد پیش جمع لغا بدش به وقایع
 من ساخت که جابران رکند روز یک معظ فایم
 و حرف الملک و ظهر الملک و غیر الملک و ملک
 و دیگر ام و امیران و ارکان دولت هر یک یک
 خدمت سلطان الشهدا ام و عرض شد عبد الملک و روز

۴ بیت

را بدست سلطان الشهدا و او در مقدم بود که
 شکر که به نواح اند و دوم ماه عرض شد غایت
 فیروز از ترکه آمد معظ فایم پیش در میان
 بود تا حد اتر ایتیم دید و پرسید که چه حالت
 آنها گفتند که سال را به یو بدایه البقا رحلت بنوع
 معظ فایم عرض شد پیش جمع لغا بدش به وقایع
 من ساخت که جابران رکند روز یک معظ فایم
 و حرف الملک و ظهر الملک و غیر الملک و ملک
 و دیگر ام و امیران و ارکان دولت هر یک یک
 خدمت سلطان الشهدا ام و عرض شد عبد الملک و روز

محسوس بودم و ایامی درین خواب و بخت و کائنات
 که افتادیم معلوم نیست که عاقبت چه در روزگار
 کلمات جمیع حاضران در کربیه در آمدند چون لغوان
 در جنب میفریدید باز یک خمه آمد و غم زار فر
 یاده منش را از آن رت فرمود که ای ایام هر که
 لیکن لیکن پروانه نویسی که معصیت پرست و
 فاما از رضا خدایا چاره نیست همه از اراکه لغز
 اوست که می و لیکن یا نه از رضا خدی تو اما از افر
 مردانه با می شنید که تکیه و قوت پروردگار عالمی است
 سبحان الله کمال عقل و کمال غیرت که در دست
 بعضی ازین واقعیم هم شعور زنت همچنان
 نماند و عبد الملک زین را ایک نمر و یا خوش دور
 زنده

شتر که گردانید و دست ایام زنت که از رضا
 خدا را فریادش التماس نامت ده روز در کار زنت
 به محبت با درویشان و علما دنت چنانچه که هر روز
 طعام و از هر خرج میکرد و صدقه بسیار میداد و تقمیر
 صیغه و بعد از دم روز بطایع معهود در هر یک
 و در شقی پروردگار میفرست و بار میفرست
 که یار این از آن وقت که مادر ملک خدا آمد ایم
 یک روز با تو در وید گفت که سخته است و خوشی
 این و یار برایم که تمام جمل و خواب است که یک
 بصیعت اوقات دست بخندید با اینهمه دلا و م
 ایل است و ازین زمین فریاد که و اخلاص
 حاضران مجلس از زین به مقصود این علم معلوم بود

تغیر شد اند از زمان تعاضل کرده که در روز بار
 گرد فاما موافق هدایت رسول الله علیه
 سلطان الشهدا همیشه در خدمت بی یقوت قال المنبر
 صلی الله علیه وسلم کویت الدنیا طاعتک
 عظیم است که عابری سبیل و بعد فکرت
 من اصحابا اقبوا یعنی باشم در دنیا
 غیب در دوزخ راه نماند که ذرات خود
 در یاران قر الفرض دوسه ماه که در غم و تلوی نما
 کتبه مستحقه چون ماه محرم دین تو سال خود را بد
 وقت جو مجلس عیش را در روز جمعه مردم آمد
 حاضر شدند طعام و عطاریات خرج کرده اند
 لغوال مجلس عشاء و بعد از هفت گرد و خود وضو و سجده
 سافره

تغیر شد اند از زمان تعاضل کرده که در روز بار
 گرد فاما موافق هدایت رسول الله علیه
 سلطان الشهدا همیشه در خدمت بی یقوت قال المنبر
 صلی الله علیه وسلم کویت الدنیا طاعتک
 عظیم است که عابری سبیل و بعد فکرت
 من اصحابا اقبوا یعنی باشم در دنیا
 غیب در دوزخ راه نماند که ذرات خود
 در یاران قر الفرض دوسه ماه که در غم و تلوی نما
 کتبه مستحقه چون ماه محرم دین تو سال خود را بد
 وقت جو مجلس عیش را در روز جمعه مردم آمد
 حاضر شدند طعام و عطاریات خرج کرده اند
 لغوال مجلس عشاء و بعد از هفت گرد و خود وضو و سجده
 سافره

و متحرک شد تقدستکاران را پرستید که در آن
 ایام آنها را که در وقت نماز ظهر شده است
 و ضوید میکرد نماز ظهر با جماعت ادا نمودند
 و علماء و مصححان را طلبید و خواب نذر کردند
 و آنرا آنجا که کتاب تغییر خواب نامه را طلبید
 فرستادند و گفتند هم فصل یا مکمل یا
 خواب نذر او را شهادت و پیروی روزی شود چون
 سلطان شد تغییر خواب نذر او را کرده
 شکر حق قایل گردید و او را این پست برین فرمود
 اے بیکار که یار مرا گرفت چون دل منک
 است بمعاذ ان شاء الله ان شاء الله
 در وقت گرفت که حکم تو را قضا کل نفس
 راقده الموت برکت را غریب الموت خشنود است
 پس

پس در حوادث آنکس که شربت شهادت چشیده
 در آن عالم باطن با دوق حرقیم بشود و از سر کردار
 خود و بشت کون فارغ شود و مطلوب باطنی است
 مرا و در میان مرا میراث اهدا الله العالی و اینه مصمم
 رسانده ازین نعمت بهره نده کرد و الله العالی و اینه
 یک کس فرستاد و نایان فلاح هر راجع خدا سلطان
 ان شاء الله رسید ملک حیدر او را بخیر است حضور
 عذیبه که او را کرده بود که رسید کفار از سر و
 نوشته بود که شما از بلاد است این و اینه
 این ملک نیند این و اینه و ولایت اب کیت
 و در حق بالادست اینجا آمدن نمیشود ان شاء الله
 فکر بر اصل کنید سلطان ان شاء الله را پرستید که چند

راه بالادست بگردید و الله اعلم
 رای کلیمان در میان آن کبران پاره شعور بود
 که ای رایان عقلی کم شده است چه خیال که از
 راند سحر ترسخ رخ صانع صلاح پیش آورده است
 محض غلط در خاطر آورده اند که تصور کنند که یاری
 روند با آنچه انقسم نیست دارو حوض
 محمود بعد از فزاد و عشا و کرد و مادر و پدر را که پیش
 تمام ملک بدر را در تصرف خود آورد و پدر در ترک
 جزو شهر برای زیارت هم رفت این نوع شجره
 کند و میگوید که اگر کسی را دوزخ بهشت هر دو
 بیچاره آرد و طاعتها بر سر نهد و در
 هیچ چیز آن دارو فاما اگر او قیام کند کاخ و آن
 از طرف

از هر طرف چرخ را ز کرد و ملک یکدل جمعی
 بر خاست رفت شده قدرت سلطان الشهدا آمد
 حاشا حال عرض نمود کافران نیز متواتر کوچ که
 آمدن بلباب کعبه در چرخ دیر کرد و در حین این
 خبر فتنه سلطان الشهدا رسید جمیع امیران کلان
 کلان را پیش خطبه طاعت کثرت کرد و ایامی همین جا
 جگه باید کرد و یا بر سر آنها باید رفت هر چه
 که صاحب تحریه بودند موعود اشتد که بر آنجا
 باید رفت سلطان الشهدا صلیع شده بعد از آن
 مغرب سوار شده شب نشین وقت جمعی فرستاد که
 در راه را بسته گردانند و سلفیغ انداخته
 هر دو کرد و دیگر امیران را پیش و پس چاه در تانها رفت

فرمود و خود در میان شد و بر کفار و مشرکین
 کشت آنها نیز خیر یافته، بکنایه آمدند از ملاک
 الدین تا دو پاس کشتند و میان رجب
 خیر او امیر نصر الله در دست ایشان تاختند و
 باز جیای امیر ترکان و امیر بایزید را آمدند و
 نیز متوجه کشت چندین هزار کفار را در راه خود
 آوردند و اکثر لشکریان اسلام نیز شهادت
 رسیدند و کفار را عذاب شد و منتهی کشتند
 و چون را باین در رسیدند فتح و طغوان همیشه را چنانچه
 لشکر اسلام در مبارک ایشان و
 است و افتاد و سلطان الله
 نانی مقام کرد و بهادران شهادت رسیدند
 مدون

مدون شد و غلته بر روح پاک آنها خواند و ششم
 روز متوجه بهراج کشت چون هوا خلی گرم شد و
 راه بسیار آمدن بود و درخت کجکان بسیار
 سوزید و کند چند ساعت آرام گرفته بزبان مبارک
 فرمود که سید این درخت ما را بسیار خوش آمد
 و در این زمین نور ششای می آید تبرک
 بطریق ولایت در اینجا یافتیم و اگر چه
 باشیم که از دمام کفار و ظلمت لغو از این مقام
 بر طرف شو و تا آنکه بت رسته کفار و ظلمت
 مقام بر طرف نیشود ممکن است که در
 و این اسلام انکار کرد و انکار
 بر شش لغاب صبر را بقبرت مشایه آید

مختار بر طرف بسایم ما حضرت محمد در این
 تمام درختها را که در پیش بوی که کند که از خلعت کعبه
 کهنه شده مانده اند همه را از پنج بر طرف سازند
 یک درخت همی کل یک که من در سایه این استیاد
 مایه تنها این را سخن بداری و دیگر از طرف کعبه
 میان رجب کو قالی را برین خدمت کند استه خف
 بدوست را قبالی در پیرایه نبذنی معهود تنه
 و از ازبیت بیشتر اوقات در خدمت شغل طبع
 می بود یک درخت برای قاطر داشت اسیران
 و از کان دولت در روی این استیاد می آمد با در کل
 در میان رجب در بهر حکم
 و در قاطر محمد بر طرف ساخته بود که در کرد

سوی محمد یک ملک زیاده میسوار
 که در خدمت سلطان محمد و خدمت که آمد
 که است سلطان محمد بر سر سوار شد از طرف
 رشت و پیدا را از لشکر که از ولایت همراه آمد
 بودند آنها را معهود خف طبع فرمود که در رشت
 خیابان محمد است سازید و میان رجب را
 کرد که مردم جای ایمن نمایند تا سال از هر قسم
 غیر مکرر بر این باغ پیارند و چنان معهود که
 زود و در چند ایام باغ ارسیده کرد و دیگر فرمود
 که جو تر از درخت کلکان را است
 که محمد یک در این جانب پیاده خوش
 بعد از آن طراعی محمد اصلاح داد و

رجب بنده مزاج دلی بود از رجب در میان مکار
 مشغول گشت القصد روز دیگر رسول رای جوید که منعم
 سوغات بسیار از کوه جمله بدر بار رسید ملک
 خیمت سلطان شد ایر و رسول مذکور از طرف رای
 خصم شد که و از مدعی بسیار اظهار نمود و بعد
 رسول رای گویند و اسیر سوغات و دست کرد
 رسید و از جانب رای آمد که اظهار حقوق قدس
 نمود سلطان شهید است بسیار فرمود و در روز
 شریک از زمین مرعبت کرد گفت که شما الحال را
 اسلام قبول کردید بخاطر چه در قاتلها را
 از راهم در حق میدان نمایان است بر وقت
 بیایم خانه شاست حمید خان آنها را بکشت

بعضی از این دیگر هم برای مصلحت نیست سلطان شد
 رجب بنده از سر انجام جنگ هم خلا نمود و از
 که از جنگ نهیمت جزوه رفته بودند
 از نو مندی خود هیچ رایان بند را خطها نوشتند
 که ملک از او جدا و ما دشمن است این کوه میخواست
 که در وقت صلح است که در وقت
 با گنبد و الا نه ملک از دست میر و هیچ رایان نوشتند
 که ما موجود شدن زود میر رسم را انجام میدهند
 رای سهریو از سجیو رای بهر دیوار
 است پیشتر در دست که گفتم اندر
 شما مندی بک نمیدانید و این
 پنج شاهی که از این نمیدانید که این

الورع بگفت که وقت جنگ آن پادشاه را در
 میدان سخت بکنیم مسلمانان به محاربه ایان
 می تازند یا بخر کردن بر سر ایان می خورند از استیلا
 می افتد کار آنها میسازم دیگرانش را از دست
 رهاست بکنیم بچهارم نکرده بعد از دو ماه جمیع رایان
 جنگ و کوششهای جمیع شده بکنیم و شمار
 بر آب آب کشیده اند باز و میره کردن و یک
 پیش سلطان لشکر فرستادند که اگر حیات
 خود میخواهد پس آب بر کوزه است و آن طاعت
 بود و این ملک با و اجداد است شمار اوین
 بکنیم و سلطان لشکر فرستادند غیرت
 جواب بگفت که قدم ما تان این لغایت الهی

و ان شاء الله الحال هم نخواهد رفت
 که آن حد است و هر کوا خدا و هر کوا
 بود و با و اجداد شمار که داد و بود که رایان
 رفته و اتقو حال عرض نمود رایان گفتند که آن
 بود که بیوشت جواب میگوید اصلان میسازد
 سلطان لشکر فرستادند و حیدر را فرمود که شمار
 بکنیم و الدین و ابیر فرستادند و امیر خضر را بفرستادند
 ایرایم و بخ ملک و ظفر ملک و عین ملک و
 شرف ملک و نظام ملک و قیام ملک و
 ملک و سال رجب را از و پیش
 بفرستادند و از آنجاست که از
 و از جعفرین صلاح آنها و که از
 بفرستادند و خوب گفتند که با بر

و باز این بیت بخواند ~~آه~~ ~~یک~~ ~~که~~ ~~یک~~ ~~که~~ ~~کرفت~~
 چون دل ما تنگ دید خانه و کرجا گرفت ~~کس~~ ~~کس~~ ~~کس~~
 اینجا مانده فاجعه روح شهیدان خواهم بیاورم در
 در بهر احوال باز آمد چون اکثر یاران قدم و بعضی مصداق
 درین خشک شهید شدند مغموم می رود و برای
 دفع غم اکثر سوار شده بر دین بیخیرت
 خیابان راه دو موجود ساخته بودند نهانها
 جایجا حضور خود لصب کرد و در زمین فرمود
 عدلان زیر درخت کلی که جو تره
 نصیحت است کرد و در دهانجا
 در این شهرت و شهرت و شهرت

بروز و بخت با لارک بر لب مخصوص بود که
 در آن سوره کس کس کس کس کس کس کس کس
 با پیشش میگردند هر وقت که نظر سلطان شهدا
 بران نمون و بران بیت می افتاد و خیلی غیرت
 میکردت چون میان رنج شوق بود از قبال
 مزاج صاحب خود را در یافته الهامش کرد که
 خواندند بهر حال اینجا باغ ساخته کاه کاه
 کوی اسب نمازم او امنون میشود این مقام دار
 السلام شد اگر حکم شود این بیت و تنگه را
 در آن زم سلطان کس شهدا فرمود که تو می
 در امانی تو با کس و از بخت کس کس کس

از عالم دیگر تجلی بخشیدند که نور عالم برین
 درخشش میان رجب میفرستد الهام کرد
 از نقصان پندار خفیه عین کشف بود
 حق همان است که حضرت بدو دست میده
 الغرض مردم عوام در حق میان رب جزای دروغ
 بعد از مردن درین یارستان بعضی نقصان
 میجویند که او خواهرزاده سلطان است بعد از بود
 نعوذ بالله منها ان کسیاه غلام را به این اسم
 است و بعضی نام او را انقلب به اند که
 است او را عجب ساله میگویند و بعضی
 بنی سلطان میگویند و بعضی بنی

این مقام را برودش دیگر نموده اند و بخیاط خلیفه
 شد چند روزی شوند که وقت تهاجم حکم کرد
 عالم طلب کفر را از این مقام بر طرف میسازد
 اسلام که مانند احمیات است می باشد
 حقیقت که در شرک از این مقام زنده است صورت
 لغوی در دست است آنهم خوب و خوب و خوب خواهد شد
 مرا بر قدر را فرستید و همان قدر دست با می بایستیم
 نظر ما بر توحید است چون ازین دست بگذرد
 شرک می آید از اینجهت غمت و قدرت
 در پیش ما این بار رب اعد
 حق از اینجهت بگذرد و سلطان

بهمن بر سلطان فیروز شاه کشف
 این مردوغ است رجب از کمترین علایم سلطان
 الشهدا بود پس مردم از آری و در طبع
 در خلق عوام شهرت گرفته است پیش اهل قهر
 قهر زنده بود و سلطان الشهدا را در بر دیا ربیک
 اسم دیگری خوانند در نواح و حله انحضرت
 را پیریم میگویند و در ملک غرابان میگویند
 میخوانند و در بعضی کلمات میگویند
 و اما که از مانع کتاب دیگر است تا از آن
 را پسینا از سعید غازی خوانند
 بعد از این است انما است فیروز شاه

مؤلف

سوز شده منزل معهود تشریف نبرد و داشته
 یکدین طریق گذشته کجا در عالم سکون
 در عالم محسوس آن محبوب بوالعین در این
 نور و ساله بود عقل و شجاعت و اخلاق
 انقسم در رخت در زین و عرفان با هم
 و دیگر کمالات چنانچه مذکور کرد شده
 چنانچه در سفر و نزهت و در این حد در محسوس
 نصیب او کرده بود و در آن مقام بود
 نیست نمیداد انقسم بشیر محسوس صفات
 و وجود گرفته باشد بشیر خدا داد
 و همه کفران بند از هر طرف میگویند
 و در این کتاب است انما است فیروز شاه

در هر طرف به ارج آرد و در سلسله ای نشینند
 جز غلغله کفار نشینند در دیو ایخانه بامد و ارج
 دولت را حکم کرد که امروز هیچ مردم را
 خرد و بزرگ پیش ما حاضر آرند چنان کردند تمام
 مردم خاص و عام صفها بسته ایستاده شدند
 در میان خود و بیخاست و پیش آنها آمدن آغاز کرد
 که ای عزیزان مدیت چند سالت که
 من بکشتن جان از ابرو و گردن و تنم و از نیک
 ستم که برون بر شما بیان را هر روز نشنیده
 بی برادر و دوست و بویا و قهر و جانی
 و جانبی از شما نماند از ازار رسید
 بجز این که بجز این که بجز این که

از این که در آید و چون هر چه آید میشتند
 بین آمدن شما خوانی کردن گرفته که نصرت
 از ما بود از جانب آنحضرت همیشه را خیمه
 انصاف را بر سر من سلامت و از دگر از مادر
 پدر و برادران تر میستند باز سلطان الشهدا
 فرمود که یازان تا این زمان چند خنجر کاش
 که بکشتن تنی فتح داد و در نیمه کفایت
 ستم می آیند و از دوا و ادا و ادا و ادا
 که نکند از نیک و ابرو و گردن و تنم و از نیک
 بی برادر و دوست و بویا و قهر و جانی
 و جانبی از شما نماند از ازار رسید
 بجز این که بجز این که بجز این که

در شهادت داشته باشند یا مانده اند
 و الله خدا حاضر و ناظر است که هر که از رفتار
 خود شهادت میبکشد این بگفت و بگوید
 کرد کدام سنگدل و بی سوارت باشد که درین
 حال از خود جدا ساختار کند و بیکبار کریم اند
 و بی برخاست و زبان ماخلابین گفتن که نشد
 که اگر هزاران بار جان داشتیم پس فدا و قربان
 میکردیم یک جان چه چیز است که بی ط
 من از دست برون حضور بهریم و بیکبار
 از درین نمونه حشر بود ملک ازین
 معجزه این امر و دست بر دست کرد
 در عشق نخواستند خوانند و بیکبار

تو در

خدایت از نقه و جنس همه را با فرا
 حست کرد و فرمود که زود و خج کیند که عین
 عین اسلام از بس کاسه چوبین و سوزن
 بار نیفت مش با چندین نما چون با خرام
 یافت بعد از آن مردم را از رفت کرد که موجود
 بر اسب نشوید و چند هزار جوانان بها
 تین است که در کرد و هر از برای بطریق چو
 بمقابل لشکر کفار باشند و خود در قدرت
 و رفته بشغل باطن مشغول گشت و از ان
 ملایم و آب ترک کرد و مکرر بتوبه بسیار
 و عطا یکتا میباید و هر چند وقت
 ای آید و بطلان شد و در دوی

شکر کفایت حن از شهر برآمد و چنانچه
 سخت بعضی دست رست و بعضی دست چپ
 بعضی نیز بعضی پیش جابجا مستقیم کرده اند
 شد چون قریب باغ نبورج گشت در نزدیکی
 خورشید کمال شد در فغان نوبه کمال بودند و کمال
 از هر تمام شکفته بهشت میشت می نمود
 سلطان التمه از آنکه جان بدین اوزیر در
 کلچکان در محاطه منوره بودند و وقت که
 در آنجا میگذشتند بدین تمام زیر درخت
 رفته است و در آن وقت نیز خود
 بگذشت و بجلال زیر درخت کمال اند

شد و به بخت متغیر گشتند از جهت باغ
 تمام بخت عظیم شد طرفین مردم هزار در
 گشته شدند قالمای جانب بهریت بودند
 تمام شب مرد و شکر در مقایده ماندند چون
 صبح دید باز رفتند از آنجا که گشتند و جوانان هم
 پروانه وار گردیدند و باغبانان در آنجا ماندند و از غنیمت
 در آن صبح از بس بهادیت در یک صبح ملوب
 شده بودند کمال عاشق پروانه دارو که عیار
 پروانه دارو قصه است که کفایت بود و در
 تمام در آن وقت که اسلام هر چند موم
 در آن وقت به بخت بر آنجا

بطور آرد و نمک شهید می گشتند انوار این
 کلال کلان و غریب مردم لاشمار رویت شهادت کرد
 انروز از درتیب صبح تا وقت نماز ظهر دو حوضه مرحوم
 لشکر اسلام شربت شهادت چشیدند و یک
 حوضه مانده بودند تا ماه غنیمت محبت الهی از حوض
 سیر غنیمت بنزد چرخ غنیمت سلطان شهدا
 رسید که لا اسیف الدین شهید زندان
 امید و فلان بهادر رهنه رویت شهادت او کردند
 غرض شکی نیست در میفرمود که احمد به بطلان
 حقیق برستند و جز هم همراه آنها نمیکند
 زندم میسزم لذا از آن فرمود که لا اسیف
 الدین را و من نموده و عرض کرد که لا اسیف

بنده عالم اند و بهشت که تمام درویش شهادت آوردن
 حاجت شغول شویم و بیست شهیدان را مدفون کنیم
 وقت خیسلی نازک است پس فرمود که شهیدان را
 باورده درین سورج کف سپید از مذکرات برکت
 شهادت آنها ظلمت کفر این مقام تا قیامت بر
 لفت کرد و همچنان کردند چون آن حوض
 شهیدان پر شد بعد از آن فرمود که شهیدان را
 در ماه و چاهها بنیدازند که دست کفار بر آنها
 نرسد این نرسد و پیرمست است از مذکرات
 بطلان الشهداء الذمیه فرمود که و در آن
 تحت وضو عیدید باخته نماز ظهر بخنود
 فرمود که لا اسیف از آن فرمود که در چاه و حوض
 بنیدازند نماز چهار تا آنها که از آن فرمود

عاقل بروج پاکب آنها خوانده باز بر سر
 سوار شد با جمیع پاداران باقی مانده بر سر
 افتاد آن فرجی که پیش کوه می نمودند سیکاه و قهوه
 شدند چنانچه تو در برف در بر آمدن آفتاب
 معیوب می شوند اکثر دیان هاشمیت را
 کار سیف الدین در نیت تیغ آورده بود باقی
 ماندند را سلطان الشهدا مقهور ساخت کفار
 که غلبه کرده اند و بود بجای خود رفتند سلطان
 نیز بجای خود ایستادند شد در طرف کلاط
 می اندام سیر از کت همان چیز و کردی نظری
 افتاد و بعضی زعمی و بعضی در جای که بعضی
 و بعضی مردم که سست مانده بودند
 در کشت کشتار معلول بودند هیچ کس نماند

میزدند و املا بر چهره مبارک سلطان الشهدا
 و کلمات متون مشاهد و الخط تغیر ظاهر شد
 یکبار در وقتین میبشت محض استغفار و التماس
 دل او بجای کرده بود و لاله نشین و انقیاس
 و بلند پرواز ممکن نیست احوال از سر آن واقعه
 می لرزد و ازین یاد بر استقامت انزوم و کرم
 میزدند و کمال خود می مانند القصه رای هر دو
 در آنی یزدی و یوسف طایان و دیگران است و دیگر
 سوار استیاده بودند چون دیدند که کشتار
 چیز را مانده است یکجا شدند بر فوج سلطان الشهدا
 ناخستند و همواره انجوب رب العالمین عزیزی
 مردم مانده بودند که در میان باغ کرک و پیش از
 است از تنگد کافران آشفته از هر جا که

روح تیر باران کردند اول وقت عصر که است
 چهارم مادر یک سینه مذکور تیر قضا
 سلطان الشهدا رسید چون مثل افتاب مانند
 اهلان سفید گشت کلمه شهادت گوین از مالار
 اب مادیه شک فرو آمد سکن در روانه و
 در مسکنان انجیر آب اهر در آیه زیر درخت
 کلچکان بر بستر خوابانیدند کلور سارک از زخم
 کج شده بود و سکنه و او را در یک مایه
 فیکه کرد و در سارک او را بر او خر در آیه نشین
 وزیر را مسکن است سلطان الشهدا میر تیر
 شاد و تبسم کردن کلمه هو بر رن سارک
 رفیان پیشا بهر حق تسلیم کرد و خواه حافظ
 ازین مقام گفته است این جان علیه کافران است

روزی خوشین بنیم و تبسم کن
 عکس در ستم الموت جبر و کید صلح الجیب
 الجیب یعنی موت پبی است که میرساند و موت
 را بدو موت در آن وقت اینجندین عین حال گوین
 سینه ولادت و مدت حیات و سینه شهادت است
 جیب خدا بود ایدر بسود در چهار صد و پنج و
 مادت است در چهار صد و پنج و چهار صد و
 الخوض نوح از خلق بر خاسته روی میکشیدند و
 تیغها علم کرد و در فرج کافران می انداختند و
 بیت زنده و کفار چهار جانب بجا خود
 نیر و مثل بایان می انداختند تا وقت نماز تمام
 یک کس زنده ماند و جمع خرم و در کافران کور کرد
 نماز کافران کور کرد و شکستند و در کافران

بر بزرگ سلطان الشهدا بر زانو نشسته
 نشسته بود بدست او تراب نشسته
 فاما کمال عشق که بدین محبوب رب العالمین
 توانوا زیر شتر اصلا نجنبانید و حال و محبت
 او را بخت و این سکندر دیوانه فیر بود و پادشاه
 و حتی چون او در دست سلطان ابراهیم
 مرید بود طایق او همیانی سوخت که رویا
 و عاقلان سلطان الشهدا سرافراز
 میگفتند او را رسم بود که یکچوب بدست
 و محبت سلطان الشهدا پادشاه
 و مالبب محبت به ریا قرب از امیران
 و زیاده داشت چنانچه انفرادی و اسب
 نایب خنک را نیز چندین بار میزدند و با خود
 خنک

خود را بدو بجز از آن که فغان در باغ دارند
 چون شب هم در آمدن بود و هر یک تجسس کردند
 بر بزرگ سلطان الشهدا را نیا نشسته
 از نظر پادشاه آنها محفوز داشت و نای هر دو خواست
 که شب ها بخوابد و در کف دست گفتند حاکم کردن
 بهمانان بخت بهمانان مال و مال و مال
 انجا که بخت شکر دهم باید گرفت که جعفر در دست
 شدند و جعفر را فخر دادند و باز این تو ایام آمدن
 فخر بر بخت بدین خود رفتند چند سالان که فخر
 بودند وقت خلافت بر خاسته و بخوبی رسیدند
 شدند که در اقصای رفته میر رسید ابراهیم گویند
 و میر رسید ابراهیم را سلطان الشهدا با جماعتی از بزرگان
 پیش بر خاسته و در باغ کدو نشسته آمدن بود که بسیار

کفار از طرف دیگر و یکسره بر سر در میز
 در کسب نفع می نمودند آنها هم جانب تهمینه
 در آن باغ غیر از شمشاد و دیگر درختان و میوه
 که در آن سنگش زنده بود چون دو کوه در یک کشت
 شمالان پیدا شدند یک مذکور و یک جنوب
 شمالان پیدا شدند و بود هر طرف که شمالان
 می آمدند با لطف آن از کائنات می آمدند و در آن
 تا از یک اصحاب کف که در آن است الفقه چون فر
 سهارت و باریک و باریک و باریک و باریک و باریک
 بود و شنیدن واقعه و خبر روزی در آن زمان و افکار
 و بیشتر کشت و میوه و در آن زمان سلطان الشهدا
 بود و جمال با کمال و کمال و سلطان الشهدا

بطریق

بطریق و از مطایبه یک و یک و در وقت بدست
 بعد از ساعتی بحال خود تمام مردم در
 پیش خود طلبه گفت که ما بسبب محبت سلطان
 الشهدا در این ملک آمدیم و بوقت او این قسم
 شد و از این جزئی بریم و این روی بیکه بایم غراز
 مراد و دیگر فکر در فاطمه و معنی ایند شما که با ما
 بکنید بهتر و الا نه شما را بخند اسیریم این بکفت
 بجزی و در طلبه و فاطمه که با و بودند و در آن
 بودند که قرار و قرار تمامی است فاطمه و در آن
 خواهند رفت چه می شود از زمان سوار شوند
 که در روز روشن جان نیازیم به صلاح انساب
 توقف کرد فاطمه خواب از روزنه بوییم و در آن
 او در کوه موزاری که در آن است از غیب آمد
 و در آن وقت خوابی دید که با یک بخت می شد

نوه است و بالارنجای با هو او تمام سلطان از کهن
 بهشت آراسته از جوهر مردم لشکر کوشیده
 بوزجایهای نفیس و غزین پوشیده خورشید
 و خندان دور گرفته نشسته اند و در میان آنها
 بر تخت مرصع و مکرر سلطان الشهدا جاها را
 بر خورشید جلوه نمود است و برادر
 هر یک داشت بر سر ابراهیم مذکور هر چند
 قصد میکنند که بالارنجی بفرستند اما بجز
 و در هیچ نوع نمیتواند رفت برضایت کشیده
 بر دین زمان سلطان الشهدا فرمود که هنوز تو قایل
 این مجلس شدی که انت الشهدا در داخل مجلس
 خواهد نشست پس سلطان الشهدا با جمیع مردم
 بر فراست اسبان برای سواران حاضر آوردند و بجز
 الهرب است ما در جنگ سوار شده بطرف میرویم

میرسد ابراهیم در میان دو مدگر بنده را چه حکم است
 و بجز و کاه هر ما درین شایسته است زیر
 درخت چکان صدقون سار و سکنه دیوانه
 نیز بر ابراهیم درین کن و این مرکب سوار در جا
 را افتاده است اما بخاطر خاک مستور گردان و
 دیگر یار ابراهیم که توانی چنین کرده بودی کاخ
 زانکشت کار تمام خدایه خواهد شد چون کن
 تمام بر سر ابراهیم میدار شد و درین عالم
 باطل که در خراب دیده بودی ساعته او را در
 عالم ماندن در شعله و همان است غشای
 و خایه پاک بر سر ابراهیم شد پلداران لشکر را
 همراه گرفته با جمعیّت خود در میدان شهادت
 سلطان الشهدا را بخوبیست و سلاخ زیور
 بر جبهه تران نشسته نگاه او مدقون و ناخت

سالد بس بود در ترک مانده بود و در این وقت
 آنها نیز در هر حال گرفته بودند استقامت رسول
 شدند و چون هر دو غریز را محبت کمال داشت
 سلطان الشهدا زیور تمام عمر خدمت استقامت او
 حرف کردند و باطن نفقت سلطان الشهدا هم از
 برکنار کردند و در تمام عمر دو مهربانی آن محبت
 رب العالمین عام است که هر کس کار و این استقامت
 خود را بسبب از صوفت بندگی و رخصت ایشان
 فرزند آن زینب مهربانی میکنند و در دنیا از سلطان
 غیر از مجاورت استقامت بدید کردن جایز نیست
 القصة چون آن فقید منش از مظلوم تواریخ مذکور
 است الفرموده فرزندین محمد صبا که با و تاهید
 اگر حشاه کباب در کوه کمال زنده بود و ایا ابروی

بهدر نام

بهدر نام فرزند او در کمال راه کوه صید از طرف اند
 بقیه مایهات که را اتفاقاً ذکر سلطان الشهدا بگوید
 ایا چرخ زمار و در مذکور در تواریخ چند مهادت
 کمال در دست از وقت آمدن سلطان الشهدا
 در ملک بخت و با تو مهادت اوجم خنک که
 گفتار کردن بود هم را مفضل و سلطان
 نبود و در سنه ۱۰۰۰ یای سهروردی که در
 را نشدید و در دیر خود که لطف است
 با لدر مسعود و در خواب نمود که مرا نشد و مظاهر
 که تو سلامت در این کار و در این استقامت
 خواب رای سهروردی را غیبت فریاد شمع
 در میدان خنک بر اندر گشته گشت چنانچه ذکر
 است و بعد از چند سالی حلی تاراج
 بنیف ملا محمد غفر و در دست استامه بنو فخر

بر نوح که آن زمان در هند و افریقا و اسیا
 کرد بود و این حکم مندرج یافت زمان در آن
 گفت که اگر این را به کوه جده در او لاداری هر دو است
 تو این نوح نندی در کار او دیدم بودم الوض این
 بنما در مردم عوام نوشته شد مردم اهل خراسان
 که در آن کوه در دیار به نوشته شد کانی
 انه بعلم اجمهر و این نوح انقضه سلطان محمود غازی
 در سال پیش از ششصد و هشتاد و سه سال در سغور
 و قنات یافته بود و انوقت که سالار ساجد
 از کاهل سترجم بجانب سترگ گشت و ان سال
 سلطان مذکور نیز ششصد و شصت و شصت
 در آن سال در آن شهر و این نوح و این نوح
 که در آن سال در آن شهر و این نوح و این نوح
 که در آن سال در آن شهر و این نوح و این نوح

او سلطان محمد بن محمود بن تخت غزنه نشین
 و مسعود و شمسید پسر کلان سلطان مذکور در ملک غازی
 در خراسان طرف لشکر جمع کرده متوجه غزنه گشت
 از آن دولت محمود در میان با مسعود و شمسید متفق بود
 سلطان محمد را تشنه کردن و شمسید او را کشته
 بر زمینان در شمسید و خود را به شمسید
 و مسعود و شمسید را به شمسید و شمسید را به شمسید
 مسعود و شمسید آنها را کشت و کشته و بر زمین
 از در و بعد از چند سال سلجوقیان خود را کردند
 مسعود و شمسید با آنها خلیف گوشت و شمسید را در
 سال بر سلجوقیان غالب آمدند و شمسید را
 خوان این غزنه با خود همراه کردند و شمسید را
 که در آن سال در آن شهر و این نوح و این نوح
 که در آن سال در آن شهر و این نوح و این نوح

از عالم غیب رسید که در غایت بر و چون مدینه
 آمد و سید حسن بن علی آمد و سلام در میان نمود
 که حق تعالی بپندار او امر شاکر و شاکر است
 بر و در راه غیر قنات نماید از آن که از آن
 ملک روزم اسلام از نسب لغوات و کتبت
 که در میان است و در میان است و در میان
 در وقت از آنکه در اهل بیت از غایت
 لغوات و لذت خود از جبال خبر که بر برای
 پنهان بود و او را میگوید که و ناظر است که
 از آن که در آنجا ابو جمل بر طرف نشاند
 پند که حضرت خواصه بناد ظاهر کرد و پس حضرت
 خواصه در میان آن که از غایت مدینه در حق امام
 کتبت

برت در جم سلطان معز الدین شاهرورد
 شهاب الدین غفر از طرف غفر مبداء است و پند
 بر او میداند و در کتبت و قطب الدین ایک را
 بجای آن که از غایت در کتبت از غایت خود کتبت
 به غایت از کتبت قطب الدین ایک از غایت اول
 باطن حضرت خواصه بناد الدین پیش امام ملک
 مبداء از طرف خود او و در میان کتبت را بر طرف
 ساخته است و از آنکه در میان کتبت و در میان
 حسین بن محمد را که مکتب سید حسن خنک
 خور است و عالم اخیر کرد و میرزا کور از کتبت خواصه
 اعتقاد و در اقلص تمام بود و اکثر کفار و از آنکه در میان
 میرزا سید حسن خنک است و خواصه است و السلام از غایت
 میرزا سید حسن هم در غایت سیدش در بر کتبت قدیم اخیر

بدین کشت چنانکه مرقد پاک او پیش
 بزم ازت خروج پس از آنوقت در ملک
 اندر کافر و بشاه شد حضرت
 قطب الدین بختیار قنوی که حق قیام از
 در زبان نام و دین در آنوقت عاف
 که شهرت خود را بر مقام را فرا مرد کرد
 این کافر را بدست کسر مردم مملکت کند
 و از قدا خوا بشهر مردم که بدر زین بها کافر در مرد
 یاد شاه نشود چنانچه مصرف دیده است حضرت
خواجه ظاهر به سمت الغرض بوصف مردم عوام بها
که سلطان الشهدا در وقت حضرت خواجه
آنکه بود بمقتضی غلبه است در کتاب مستتر
بجانب مرد سلطان الشهدا بها مرد بها مرد

بود و هم پیش از وقت قطب المشایخ حضرت
خواجه عبد الدین حضرت در ملک اند مرد
رویت شهادت آورده است از مرد
بجانب مرد که در یاد خواهد بود چنانکه سه
شهادت سه ساله بمقتضی بالا نوشته شد
و سوره بسم الدین حضرت بها مرد
بها مرد که در یاد خواهد بود چنانکه سه
و اند اعلم بها حقیقت از مرد
بجانب مرد که در یاد خواهد بود چنانکه سه
بها مرد که در یاد خواهد بود چنانکه سه
بها مرد که در یاد خواهد بود چنانکه سه
بها مرد که در یاد خواهد بود چنانکه سه
بها مرد که در یاد خواهد بود چنانکه سه

که او را از نور اسلام احیاء ساخته روح
بخشید پس وجود سلطان الشهدا که نور
و معنا در او صفت بود آن اقلیم را بنور
ساخت چنانچه اول جسم ادم علی السلام
مانند جادو افتاد بود و هیچکس نمی رسید
به او و در اول مردول او جانی
نداشت بعد از آن فرزندش را که در بناق است
فرمود از زمان عطسه زدن در تمام وجود
کرد زنده گشت پس نور و در نور بر روی
شد که لاچار جلد ملک رسیده آوردند
و در آن وقت زمین اقلیم هند و اهل دل اقلیم
همه است و ترک ناف اقلیم هند و ملک فرزند
یا اقلیم هند است پس سلطان الشهدا نیز بر طریقی
نور مذکور

روح مذکور از جانب بلا دست آمد
و بعد رافع کرد اول مردول اقلیم جاکرت
زبان در ترک بناق اقلیم هند در
بهری بر بناق اقلیم هند تا قیامت قرار
رفت پس در آن مکان او در تمام اجزاء و جود
او جانی گشت و در تمام اجزاء و جود
او جانی در اقلیم مذکور نیست که در آن یابی
از و استخوان او اسود و در تمام اجزاء و جود
او جانی گشت پس سلطان الشهدا پس از کوشش
شهادت چشید و استخوان او که در تمام
نفس گشته بودند یکم **الناس** پس
در همه جای او بوشهادت آوردند و در تمام
او را از نور

از اسلام در تمام اقلیم مذکور خارج گشته و ترک
 و کفر را در هرگز و تمام ملک هند از شرق تا غرب
 بنور ولایت سلطان الشهدا ستودشت رسانید
 اقلیم هند گشت ملاچار جمله خلق بر استانه ترک
 و مظهر اور و سجد می کردند و از آن کعبه
 درین راه باقی ماندند و سجد می کردند
 سلطان خوارزمشاه و قشاق اقلیم هند
 و چندین پادشاهان و اولیاد را اقلیم مذکور گشت
 که قدم بقدم به اختیار خلافت رویان گشتند
 آنها هم مالد و فیض ظاهر و باطن می باید دانست
 این فقره در این نشسته بود و بخاطر گذشت
 که سلطان الشهدا در نزد یک حق تعالی
 سجد می کردند تا چند روز و اوقات همین فکر
 میکردند

میکنند شب آخر عشره ماه مبارک رمضان
 ستودند و گویا این فقره برای زیارت کعبه است
 و زیارت کعبه طایفه است و درین کعبه
 می گذارد میان کعبه احد یک قبر است میفرمایند
 که آنست یک مرده عرب بر این کعبه و فرقی
 بسپرد و سینه و دست و پا بر کعبه
 و زینت رخت میفرستاد و میفرمود که این
 مرد مجاز کعبه است و بیا و بگویم مردی گفت
 که این قبر محمد است باز دو چرخ میفرستاد
 بجانب آن قبر و میفرستاد و میفرستاد
 سلطان الشهدا از آن قبر برآمد و فرمود
 آن محبوب رب العالمین است و کعبه
 میفرستاد و کعبه میفرستاد و کعبه میفرستاد

آنکه ظاهر است اما فرمودید باین اشارت باینکه
 آنکه لب کرد که طایف پیر و سریر ازین خلیفه و
 شین حضرت را بابت پناه است که خود را
 مکر است مکر از خلافت این مرد ثامن را بدید
 و سرور و ازین حال که بگویند که سار مایند
 بعد از این سید که حکم سلطان است و خیر
 در شرف قدم بود شهرت امیر المومنین علی
 فانی است و آنچه رویدل به آن قدم بر گشته بود
 مورد و است حضرت امیر المومنین علیه السلام
 چنانکه بفرمود که بعد از آن بر خاست
 خان خانه کعبه رفته بنام موقوف شد بنام
 همراه افتاد که در آن وقت بخان معتمد گشت که جابر
 امیر المومنین علیه السلام رفته خانه کعبه را که
 عزت و نصیب

عزت و نصیب که جوان رجال آمد و سلاطین
 ملک روی زمین موافق ازین می کنند
 و سرور علی کل حال که از توجیه سلطان شد
 ازین جهت بهر دست گشت و معنی حدیث
 و نور المذنبین العالمین علیهم السلام
 شایسته شد القصد بعد از
 انچه جابر و او که در خلق شهرت گرفت است که
 در موضع مکر و کوبانی بود که زن او را
 و آن بود که در زنی خوشتر از او را طعنه کرد که از
 خانه ما دور شود و بر خود را جابر و مکر کند خدا خواهد که
 روی عقیقه هم وین خست زن کوپان غریب
 رفته کرمان از خانه بر افتاد و در آستانه
 و عز و نصیب

درگاه او را مغنوم یافته احوال او مفصل پرسیدند
 واقعه حال ایشان نمود پس خادمان گفتند که
 حضرت سالار عارف ربانی بود و باز بخت خدا
 شایسته شد که تراز صدق دل نیت بگشت
 او از بخت ایشان حق قاطرات را تر از نذر زین
 برآورد و در آن روز خود شجاع شده
 نیت کرد و شوهر او نیز برای شخص زن بزرگوار
 آمد و بر او با نجا برسد و در واقعه حال واقف
 شد و او نیز نیت کرد و شوهر او نیز بجا آمد و خود
 رفتند و همان شب حمل یافت و بعد از نه ماه فرزندی
 به دنیا آمد که گشت از آن تاریخ آن کوآن یازین
 و بنید و بنید در شش روز از یازین سلطان الله
 می آمد و در آن کوآن که گشت از آن تاریخ آن کوآن یازین
 که برادر

برای که بر و مهر نیت میکرد و حق تو را در نیت
 بود و در میان نیت آمد و در حق تو را در نیت
 در یازین گشت چون عروج ظهور بر آن ایام
 از آنست که محبوب الدیلمی بابرین ایران خلق می
 آمد و نامش را در پی نیت و نیت که در کار
 محبوب الدیلمی بر سر نیت چنانچه در
 در شش روز ملک ملک که نیت او امتداد
 گشت چنانچه آن استقامت او قبلا نیت
 و اللوحی منقر گشت که سید ملک الله
 رسید و در آن روز از ولایت گشت و در آن ایام در
 قبه بود و در آن روز گشت که در نیت سید
 در نیت و نیت و نیت که در نیت سید
 در نیت و نیت که در نیت سید

بیا ما پنهانی اصل انداخته و نام او زهر بر او بود
 سادات بگو همیشه از احوال و غیره معنوم می بود
 ناگاه بعضی مردم از بهرام آمدن نقل کردند که حضور
 باین چند پناه آورستانه سالار معبود و درگاه
 شاهان و سادات و سادات الدین از این حکایت
 و حال و صورت که در گذر از برکت سلطان
 که شهدا چشم فرستاده پنهان شود و در وقت
 مراسم بنیم غنچه حکایت بگویش و غیره
 هم نقل کرد پس زهر نیز نیست که در این
 فرستاده بود و هر از جا و بکشته استانه
 شهدا و فرجیات خود کار دیگر کنیم الوفی
 بیا پناه احوال سلطان شهدا شنیده و در
 زهر غنچه محبوب الهی که گشت و از دوا و

حکایت

حکایت دیگر خوشتر می آمد حدیث می
 از احب قوما اکثر ذلک و نام سالار شهدا
 یوسف بنده تسبیح میگفت روز بروز بر و غلبه
 روز به تنهائی از دیدار فرزند یک کین فتنه از کفایت
 زهر بر و در وقت خود از زینتی و دست چاکر

بهار و بیست و زهر بر نام سلطان شهدا شنیده
 و در وقت او گرفتار گشت چنانچه در وقت طلوع و آب
 از وقت شب و روز معبود و معبود و معبود
 سلطان شهدا آمدن پیش او ایستاد و
 گفت ای زهر مشتاق شغف که در
 تو ایستاد است جوانی بی بی پس
 خود بر دشت و پناه گشت کرد و الهی که در وقت

سلاطین و در این جمیع پادشاهان
 ده که هر یک بخت بد کرم و آلاء همین است
 بیدار آن که در محنت فراق خلاصی یابم بود کار
 عالم از سبب روقت عشق در سبعت
 او را بپایاست پس اهل جز که در نظر او در کار
 بر او ویر سلطان است خدا چشم او را
 نوزدین از نظر او غایت شد و در هر چو
 گشت و ناما رنگریت سجایای او
 و پر ریح اتر با از پنا چشم او در
 میگردند و او در فراق محبوب کتاب سلیت
 چون بپای مضطرب شد سلطان شهسوار او را
 در خواب نمود که در راه او
 از وادیه

زوالدین رخصت زیارت طلبید و گفت
 نمایان نیت رخت کردن و حفته کرده بود
 حال قایم خوب نیت سید رکن الدین و سید
 چهار ازین اگر چه ضعیفی در لقمه و ملوک صورت
 بودند فاما معرفت باطنی هم داشتند از عرفان
 جزو احوال دفتر در این پادشاهان
 در سید رکن الدین و یک چهره بود خود را موافق
 بسیار همراه از هر دو ادهد رخصت نیت
 روزی چون از هر دو بهراج با ستمانه نیت که رسید سلطان
 شهسوار باطن او را تلقین کرد و پس از آن رزاد او را
 نام حضور با محبوب رب العالمین حاصل گشت
 عشق بی در غدا که رسید از رخسار او متوجه فراق که
 نمود و بعد از آن از هر دو بهراج عمارت در رفته بطریق

میقدشت اول روزه سلطان الشهد و ملار
سیف الدین است کردید از آن جمع شهدا
که در سر کعبه مستور بودند آنها را یک روزه
ساخت و در آن کعبه شهیدان اکثر تیاران
و مصلحتا سلطان الشهدا انوار اندوخت

سید بی خود ساخت صفت
کرد که مراد درین روزه دین خواهید کرد و پس رسید
که در کعبه سید فخر الدین که همراه
زمینها آمدن بودند خدمت عمارت بن کور
نما بودند چند روزه که در خدمت استانه ماندند
در آن توفیق شد یک روزه متقل روزه
در آن وقت که در کعبه و سایر دین ترک و در
در آن روزه مشغول بودند چون فرستادند
از کعبه

هر دو کنس را با نجا دین کردند و نیز خون
در نزد سکا رسید بحیث محبوب اله بود
یک سینه چهارم ماه رجب که الوقت در فاعل
هند اول روز ماه چیتخه بود درین ماه در دست

سید در دست پرستار
فد صوفیات محبوب الهین صفت او که
بود حق ثانی بسبب محبت خود کعب
محبوب را نیز محبوب کرد و استبداد
هر چه درین عالم است از آن محبت است و روزه بجایان فرستاد
باز نیات الفرض در آن ایام را از آن ملائیت
در هند نیامد بودند که گشت از روزه در کعبه
مال و من و نپ و در آن غفلت هند

به ازین طریق تمهید استند ساخت و چون زهره
 محض از لحن عشق عمارت روضه ساخته بود
 بسبب محبت او سلطان الشهدا همان عمارت
 را ای زمان قبول داشته است و در زمانه گذشته
 بر آن عمارت در راه
 کوهانی شان سلطان الشهدا کشتن آنها
 باطن منع فرمود و بیشتر جدا اند که هر از
 اما در اتفاق این فقره غایب است که در عمارت
 روضه متبرکه که عالیت آن شود و در میان
 سلطان الشهدا که قید رویه یک محراب است
 زیر همان محراب قبرش کند و در آن واقع
 شده است و قبر میر سید پیرا هم نیز مشتمل آن
 قبر زیر

قبر زیر محراب مشرق رویه که در میان روضه
 روضه و تحت القوس قبران هر دو در محراب میان
 قبر سلطان الشهدا و قبر زهره واقع شده است
 فاما از غنیمت ظهور زهره بر روی پاک آن عزیز
 و به نیت اینست
 و نیز آن ازار هم میسر اما نمی نمود
 بعد از وفات زهره مادر او و او را خود
 هر سال بر سر عرس او از رویه
 غلبه عشق می گفت که خضر برای شاد کار خود
 زهره در بهراج میروم که او را تاب دلا رسود که خدا
 سازم پس در بهراج می آید و عرس
 شاد کار فرمید که سال که زهره بود و چنان

کرد چون علماست عشق و غیر خود بی اختیار
 شده این طریق بنا کرد بود از سبب عشق تا
 این لای سبقت او عاریست و تاقیامت
 خواهد ماند فاما در اعتقاد و فقر جهان می آید که این

الشهدا در حیات خود فدیوه ای که در اندیشه
 او برایش بود کار خیر می طلبیدند و یقین داشتند
 که خدا در کار خود شهودان از دوران نیست
 میسود چون باطن همیشه شاهد از آن است و بی
 مدد و حق است بر توان در عالم ظاهری افت
 اینچه شهودان عبادت ظاهری سود و این عالم
 ظاهر بر عالم باطن است و غم باطن فدیوهای ظاهر
 آید

آید فول قیاس هو الی الله عز و جل و هو
 بکل شیء عليم ای عز و جل همه را که در دنیا و
 آخرت است بر نقش خود است نقشه نقاش
 کس نیست در میان تو خوشتر از این قسم
 چیز را را بدست خدا که در محفل از حالت

بجای است حضرت سید الدین
 می نویسد که علمای ظاهر از تقیما علم خود بر
 افعال عارفان اعتراض نمیکند بدان علم ندارند
 که در کمال کار بر سبب تقوی خود را در میان
 می اندازند و معقول است که در خروج ظهور سلطان
 خلق اینوه باینجه و چه رنگ برنگ از فوق
 نام رقص کنان از طرف بنابرین می آید و چون
 فریاد می رسد در خلدای جوهر نیز با چه

و نیز از آن هزار همراه آنها شدند و سوار
شدند و یک ملائکه داشتند و در روی علی
ظاهر مغول بود اتفاقاً انورم را با نیزه و جگر
که در دوران کودکی آنها از غلبات علی رقص کف
و سرور کرده و در فتنه آلوده داشت که این
کینه را عاقلانه در آن ملائکه کف زدن
و چه گرفته بر او زاری است ملائکه میجوید
علاوه بر این گفت که این نوع بدعت است
که این مردم را تغزیر کنیم با جهل و ستم که در آن
دور ویر چون قریب رسید که دست اندازد ملائکه
غیرت بر در آن داشتند چنان رسید که بنحو
بر زمین افتاد و جان می داد که در آن بود است
آن بی عقل را در خانه بر در مردم شمشیر و قهر

ششید که آنکه حاضر شد و تمام خلق در میان
که در دوران ملائکه کشته است از آن رود
اگر نه عاقبت اندیش آن بود که ملائکه سلطان
الشهدا ایمان آوردند و منقاد گشتند و سوار
و در دنیا همین بود و سیاه روی او دلاست میکرد
پس این ملائکه را در میان خود
بصفت حق موصوف می نمودند احوال و اقوال
اینها چنین احوال و اقوال حق میکرد و در اینحال
که کسی مزاج احوال آن طایفه شود پس برای
او همین باشد که هم در دنیا و هم در آخرت سیاه
رود و چنانچه بزرگ گفته است
بروانه از آن خوف که با هم در آن
بمقتضی که در آن و در آن قریب است

در حال برپا است و بود اتفاقا جلدی
 نیز از رنگ برنگ گرفته با ذوق تمام رقص
 کنان و در و کویان برای زیارت سلطان الشهدا
 می رفتند و آنچه حال دید و والده با دستان مذکور
 می نمود که این تصرف کدام صاحب ولایت
 می نمود

و در آن ایام به سلطان فیروز شاه بطور
 تهنیت گشت یزد بود پس والده سلطان
 نیت کرد که اگر پسر از ملک آید فتح کرده
 بصورت و سلطنت در دهر باز آید او را برای
 زیارت سلطان الشهدا در بهرام نوسم
 سلطان مذکور را در خنک تهنیت وقت
 شنگ پیش آمد و بود حق تعالی از نسب یقوف

سلطان الشهدا

از حضرت شرف سلطان الشهدا فتح داد و سلامت
 در دهری رسید و والده سلطان فیروز مقید شده او را
 به بهرام نوسم فرستاد چون سلطان مذکور قریب بهرام نوسم
 بعضی ناقصان عرض کردند که قبر حضرت سلطان الشهدا
 جای دیگر شنیده شود در روضه که مردم زیارت میکنند
 قبر محبوب المودران روضه نیست سلطان از او پرسید
 که زیارت چه نوع میسر آید پس فرمود که شخص آید اگر در آنجا
 دیویشی عارف و باطنی بین باشد همراه او باشد زیرا
 کم که از نظر فارغان اهل قبور مخفی باشند در آن ایام
 عارف ربانی محبوب سبحانی از اسرار مخفی آگاه می شود
 قدس سره صدر رحیات بودند خوارق و کرامت او بر
 آنوقت بزرگ باران می بارید هرگاه بزرگی آگاه روضه
 خدمت سلطان معروضه داشتند سلطان فیروز
 گشته اول مبلد زنت حضرت میر مذکور رسید

من نمود که من بنوق زیارت حضرت سلطان الشهدا
ایجاد ایم مردم نو عبدیکر میگویند میخواهم که همراه حضرت شده
بدولت زیارت مستفید شویم که از شما خبری احوال این قبور
مخفی نخواهد بود حضرت میرقدس سره فرمود که فلا نرود فلان
تاریخ از همین قبر که در روضه است حضرت سلطان الشهدا برآید
برای امداد شما بطرف تپه رفته بود و چون از اینجا فتح کرده بر
می آمد من میدیدم که در همین روضه در آید سلطان واقعه نور علی
طایفه کاغذ واقعه مطالعه کرد همان روز و اما تاریخ که حضرت میر
قدس سره فرموده بود در کاغذ واقعه نیز موافق بر آید سلطان
بر ولایت و تصرفات اردو بزرگ اعتقاد راسخ گشت بهره
حضرت میرقدس سره شده باستانه حضرت سلطان الشهدا
رسید چون تمام مردم لشکر برای زیارت رفته بودند کثرت
خلق بسیار بود حضرت میرقدس سره و سلطان فرموده
ختم بادشاه بر در روضه میر که ایستاده شدند که خلقت شکر
از زیارت فارغ شود آن زمان من بیشتر زیارت مشرف شدم

بر در بزرگ اعتقاد راسخ گشت
میرقدس سره شد بایست که سلطان الشهدا رسید چون
تمام مردم لشکر برای زیارت رفته بودند کثرت خلقت
بسیار بود حضرت میرقدس سره ماه قدس سره سلطان
یزد زخم بادشاه بر در روضه میر که ایستاده شدند
خلقت شکر از زیارت مشرف شدم پس سلطان
روی جانب حضرت میرقدس سره رفته و ایستاد
زیر که چرخ خلدی سلطان الشهدا ایستاد چون
عرفان کلی انگاه دو جهان را حقیقتا دید و بفرمود
بر بعضی حجاب گفت که از این کبریا دارق سلطان
شهادت از این میلید که پیش نهاد بر سر نهاد و دست
میرقدس سره بکنم سلطان هم چنانست از این خلدی

چند مظهر داشت و شمس را چو واقعه بر پیش سلطان
 فرزند شاه چوین نقل کرده است که فرزندش به بخت
 امداد اوست بخت است سج عطاء الدین بنی سراج الله
 سج فرزند الدین محمود و ابو نصر فرزند سج دولت افروز
 سج بن سج عطاء الدین در مملکت خود متناهیست
 او را نمودند و سر سج و فرزندانش را چنانی بود که
 در سنه ۷۷۷ هجری قمری و سبعین و بیست و یکم
 است بعد که سپه سالار محمود و غازانی رحمة الله
 بجا آورد و در این چند مقام که واقعا داشته
 سپه سالار محمود و فرزند خود را سلطان فرزند خود
 محمود و بدیدان سلطان دولت خود فرود آمدند
 یعنی این است بخت برین آورد که ایام سیر غلبه آورد
 است و خود اخوت با یکدیگر و خود را در این

سپه سالار بود برای هدایت سران و سلطان
 در پایان هر قدر سپه سالار محمود و فرزندش
 شنبه در کرده صوفیه در آمدن روز از غایت
 بیست و یکم هجری فرزندش قانان مملکت و ملوک
 سلطنت کنند تا برای عجب اربابیت در قضیه
 است و مر از این
 بایم بجان که تو را هر وقتی در مملکت التاج می
 بیند که بعد از این سلطان فرزندش در دین و علم
 بیایه خود را برای علم کرد و است و در مملکت
 جمع باشند و خود عزلت اختیار نمودند و یاقی
 در مملکت یاقی حرف میزد و هر وقت میر می
 حرف میزد که سلسله فرزندش سلسله
 نوشته اند که در این است و در این است

سید میرزا را دیده بودیم در دروازه
 به نظر بود در طواف مزار مبارک سعید میبود
 عازر در خانه مسعودیه حضرت فخر علیه السلام
 رسید میرزا و این درویش در یک مجلس بود
 اگر حالات شریف و مقامات شریفه از حضرت
 معلوم شد که در این راه
 رتبه بود که در آنجا حضرت علیه السلام
 بودند پس آن انبیا عجب صحبت واقع شد با
 حکام و سلطان الشهدا از این حکایت لقوه
 باید کرد و در موقوف حضرت میر سید علی قرام
 می کرد و در آنجا که حضرت میر خاکی
 شایسته است را وصیت میفرمود
 که چنانچه بمقتضای این وصیت رتبه بر جانشین

سید مسعود بکنید که روح پاک او
 بر عارفان می تابد و این قوم فیض از در می شنند
 و اینک کسی است حرفی بس است سح در آن
 خواب و صبح اندین در موقوف حضرت میر سید سلطان
 قدس الله روحه از حقه و نور است که
 سال در دهان نزدیک بود که کمر که
 پاک و خایه بود که واسطه بود از دروازه سال
 رون نشست دید که یک گشتی بر او
 نگاه می کرد و در بالاد است به داشت و این عارف
 با یک خطاب بجانب میر سید سلطان باین عبارت
 می ای درویش میرزا گفت جاک خند و
 دان مریض بر سر غلطید در غلطیدن و ساس
 در بر زمین چمن پست بر طاعت شد و این

بود زیارت کرد و مجاوران
صدقات بسیار داده از برای
بر سر راه کهنه نایب و کرده خود نیز
انچه دو کشت الغرض اکثر عبادت آن و معنی
برای زیارت است سلطان الشهدا رسیده

بعضی ظاهر و باطنی
بیت شیخ محمد فریاض که در خانه قطب الوقت
حضرت راجع شد لغویان که در زندانی
بشد مشکو به راجع شد نیت کرد اگر چه
از فرزندان زینب عطا فرمایید پس من به فرزند
خود در راه برادران سلطان
بروم از امداد باطن سلطان
در احوال بسیار نام عطا فرمود پس

گفت بروم در اینجا باشم چون مرض
رفت با سلطان بجانب میرزا کرد و سر
مرتبه گفت ای قطب جهان که چون روز باطن
مقت شد بود و زاج کس در عالم مشاهده نشد گفته
بود که در این زمانه سوز دین در دین گفتند که

تمام کسب کرد که گفتند ولایت
بدیک هر کس قهیه از دست ناست ما را از
ملکوت دنیا مقام سزاوار است محبت و نشان
و اتحاد در شیخ ضیاء برنی در توابع فرزند شاه
تصفیه جزو بهینرید که سلطان محمد شاه
به بعد از فرزند بن الملک از نیکوتر
عزیزت لطافت برای سوز و سپید لایع و
غافل که از غم و در است سلطان محمود

رضاع اعز و دیده سوال کرد که تن چه کرد
 سلطان تشنه از نمود که این اسکندر دوتا
 سبب سبجان الله چون سکندر در این دور
 نسبت سلطان لشکر جانی باخته بود الحال
 هم در فقه است و حضور قرب تمام دار و حید

خبر برین گرامی من موعود

تو تو تو بتون چون تشنه و نوحه

صرفات و کلمات و لغت سلطان

المنشور در درون فخر و خیر و سعادت

و رسید با کونیه و نیت ایران است و

خندان خوار و تشنه

طاهر شده اند که اگر از تو

تا بی طهر شود اهل بصرت ظاهر

بر این سید نور زاف و ستاد و سبب و ذات
 در شوار سینه و سببی از شهاب در حیرت
 معلول بود که سلطان الشهدا بر لب
 خنک سوار شده در رسید و از این بندگ
 فرزند آید و سید و اخ و نور نشست و

و نمود که در پیش پایار و جانی

سیت که فرزند از نهاد و نعل و اید

نشست پس را بر تشنه و نور و صفات و

سید مبارک را در در و نور سلطان

انشهدا را نیت سلطان الشهدا و

سید و نور و نیت و نیت و نیت

نیم و نور و نیت و نیت و نیت

نور و نیت و نیت و نیت و نیت

نور و نیت و نیت و نیت و نیت

۱۱۷

رب لا رسعود واد بهت اگر تمام
 خلایق و من در هر خانه چه او رست
 بازند پس از تصرف و لایت خود
 هر جا حاضر شود فیض رساند الوض
 این مقام کمال است غیر از محبوب الهی

بجای شوق و عین منشا هر چه در کار
 عالم جان با خفته است از آن جهت هر
 روز تازه که بهتر و تازه ظهور و تازه شود
 تازه چشم و تازه عشق و تازه درو
 تازه ساز و تازه سوز بر مهتاب است
 الفلوب ان محبوب زل العالم مع متحاب
 در تازانه پایش زانویم کجا است خفته از

له او محبوب الهی بود و دلایل محبت
 سلطان شهد اظهاریه التمس که
 از دین هر از عالم با ذوق و شاد درین
 و از یک ستانه او خود را نشانار میکنند
 چنان شوق حضور او و هر چه هر کد تر یافته

منده اند هر که از حق فی دوست میداند
 خلایق را نیز بر غیر مستعد و میگردانند نقل
 است که حضرت مسیح زنده الدین کهن
 بنور را میری بر سید که این چه رسم
 که در هر ملک و در هر شهر و قریه سلطان
 از شهد و رست می کنند حضرت مسیح
 در هر شهر و رست می کنند حضرت مسیح

دَرَج وَلَدُ أَبِي هَاشِمٍ جَمِيعًا ، وَوَلَدُ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ جَمِيعًا .
 وولد عليُّ بن محمد بن عليٍّ بن أبي طالب : حسنًا ؛ ومحمدًا الأَكْبَرَ ؛
 وعُبَيْدَ اللَّهِ ؛ وَعَوْنًا ؛ وعبدَ اللَّهِ ؛ ومحمدًا الأصغرَ ؛ وفاطمةَ ، لَأُمّهَاتِ أَوْلَادِ شَتَّى .
 وَلَدَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَلِيٍّ الْجَعْفَرُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ :
 عَلِيًّا ، الَّذِي يُقَالُ لَهُ : « الْمُرَجَّى » ^(۱) .

فولد الحسن بن عليٍّ بن محمد بن عليٍّ بن أبي طالب : عليًّا ، وأُمّه : بُبَاةُ بِنْتُ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ . فولد عليُّ بن حسن بن عليٍّ بن محمد بن
 عليٍّ بن أبي طالب : الحسن بن عليٍّ ، وأُمّه : عُليّةُ بِنْتُ عَوْنِ بْنِ عَلِيٍّ بن محمد بن
 عليٍّ بن أبي طالب .

وولد محمد بن عليٍّ بن محمد بن عليٍّ بن أبي طالب : جُمَانَةَ ، وأُمّها : أُمُّ وَلَدٍ .
 وولد عَوْنُ بْنُ عَلِيٍّ بن محمد بن عليٍّ بن أبي طالب : مُحَمَّدًا ؛ وَرُقِيَّةَ ؛ وَعُليّةَ
 بَنِي عَوْنٍ ، وَأُمّهَم : مَهْدِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ .
 فولد محمد بن عَوْنُ بْنُ عَلِيٍّ بن محمد بن عليٍّ بن أبي طالب : عَلِيًّا ؛ وَحُسْنَةَ ؛
 وَفَاطِمَةَ ؛ وَأُمّهَم : صَفِيَّةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ .

في تسميته من أعتق من ولد أمير المؤمنين علي الحسن
علي بن أبي طالب عليهما السلام

تأليف أبي الحسن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عيسى بن
الحسين بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب
رضي الله عنهم

لمحمد بن حمزة بن محمد بن أبي بصير القرشي

توضيح الفقير المولود والكاتب
محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب

والعقب من محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب
علي واهله ولد والعد من عوف بن علي بن محمد بن علي
من محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب
لرؤسائي والعد من ولد محمد بن علي بن محمد بن علي
علي بن أبي طالب من علي بن محمد واهله من محمد بن حمزة
بن مصعب بن الزهري العوام والعد من ولد الحسين بن علي

والعقب من ولد عون بن علي بن محمد ابن الحنفية في محمد صاحب القبر
 بالبقيع وحده ومنه في علي بن محمد اشهل البقيع ومنه في علي بن علي وموسى
 بن علي والحسن بن علي قال ابن ابي جعفر له بقية بالهند، فأما علي بن علي بن
 محمد اشهل البقيع فولده عيسى بن علي بن علي بن محمد أشهل البقيع له عقب
 بمصر، ومحمد^(١) أبو تراب القتيل الأخول له بمصر ولد، وأبو تراب هذا هو
 الحسن بن محمد بن عيسى بن علي بن علي بن محمد أشهل البقيع^(٢)، وأخوه
 القاسم أبو زبيبة بن محمد بن عيسى بن علي بن علي له ولد بمصر، والحسين بن
 عيسى بن علي بن علي التوم فولده محمد بن الحسين ومنه في الحسين بن محمد له
 عقب، وأما محمد بن علي بن علي بن محمد أشهل البقيع فولده محمد بن محمد
 وحده ومنه في أبي علي الحسين بن محمد بن محمد قتلته الروم وله أولاد، وأما موسى
 بن علي بن محمد أشهل البقيع فله من حمزة بن موسى والحسين بن موسى لهما
 عقب وأولاد بمصر وإخوة في صح.

و بر حضرت شاه و اهل کاشان محمد حنفی بن علی بن ابی طالب علیه السلام
 که بکشف منور و نورانیته منتهی منت غفر ذریعه بهر مردود
 و منت نصف رخ سال عرفانیت و رسا بعدی و ثانی در عهد
 عهد ملک و دولت و قاتل و حور از کاشان به عری که اگر ادا کند
 است و او را شمس بهر برونه ابوالکاسم و علی عبدالکاش و سید محمد و جعفر الیری
 بود و عبدالکاشم و علی عبدالکاش را الیری بود و چون عرفت قطب عالم و چون
 عرفت قطب عاری را الیری بود و اسف عاری و نصف نیز الیری بود
 من عاری و سید عاری را در بر بودند و محمد عاری و سید عاری
 و در سینه که رفت جنم خنجر و منت نیز الیری را نسل او اند علی انکس
 سید عاری خان نیز الیری که قبله او در قلعه کاشان بود و او را نسل سید عاری را
 چندی بسیار در نسل سید عاری اند و سید محمد عاری که در لاهور است
 احمد عاری را در ایکه بهر بود سید طیف قاری را در ایکه بهر بود سید
 عاری را در الیری که بود سید عطا و الله عاری را در الیری که بود سید عاری و سید
 شاه عاری و سید عاری را در عین سید سلطان محمد و عاری را در عین سید
 یک بهر بود حضرت سید محمد الیری را در سید عاری را در سید عاری
 اند و از سید و عاری در عهد سید شاهان آمده اند و ابوالکاسم

منبع الانساب ترجمہ

۳۶۳

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیگر اولاد کے احوال:

حضرت شاہ ابوالقاسم محمد حنیف بن علی مرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد حنیف کے نام سے مشہور ہیں۔ [۴] آپ کی ولادت ۱۶ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ عمر مبارک پندرہ سال تھی۔ ۸۱ھ میں عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں پیر کے دن وصال ہوا۔ کتابوں کا ایک گروہ دعویٰ کرتا ہے کہ آپ قریب قیامت ظہور فرمائیں گے [اسی طرح کی اور بھی بعض بے سرو پا حکایت آپ سے منسوب ہیں]

آپ کے تین صاحبزادے: ۱۔ ابو ہاشم، ۲۔ علی عبدالنفا، ۳۔ جعفر [۵] آپ کے چودہ صاحبزادے اور دس صاحبزادیاں تھیں لیکن نسل تین صاحبزادوں سے چلی: ابو ہاشم جعفر علی قدس سرار ہم [خاندان مصطفیٰ، ص ۱۳۳] حضرت کا وصال مدینہ طیبہ یا طائف میں ہوا [مسالک السالکین، ۱/۱۸۲] حضرت جعفر کے ایک صاحبزادے عبداللہ تھے۔ حضرت علی عبدالنفا کے ایک صاحبزادے عون عرف قطب غازی تھے۔ حضرت عون عرف قطب غازی کے ایک صاحبزادے آصف غازی تھے اور آصف غازی کے ایک صاحبزادے شاہ غازی، شاہ غازی کے دو صاحبزادے شاہ محمد غازی اور شاہ احمد غازی تھے۔ شاہ احمد غازی نے سبزوار کو اپنا وطن بنایا۔ چنانچہ سادات سبزواری آپ ہی کی نسل سے ہیں۔ اسی طرح سید حامد خان سبزواری بھی شاہ احمد غازی کی نسل سے ہیں جن کا مزار مبارک قلعہ ماکپور میں ہے۔ حضرت سید احمد غازی کی اولاد بہت ہیں۔ سید شاہ احمد غازی کے بڑے بھائی سید شاہ محمد غازی کے ایک صاحبزادے سید طیب غازی ہیں جن کے ایک صاحبزادے سید

منبع انساب: محمد سید محمد باقی ہمدانی قدس سرہ ۳۶۳ ترجمہ منشی: سید اکرم سہیل مسرہ ایلم

طاہر غازی ہیں۔ سید طاہر غازی کے ایک صاحبزادے سید عطاء اللہ غازی اور ان کے صاحبزادے سید ساہو غازی ہیں۔ سید ساہو غازی کی شادی سلطان محمود غزنوی کی ہم شیرہ کے ساتھ ہوئی۔ ان سے ایک صاحبزادے سید سعید الدین سالار مسعود غازی ہیں۔ آپ سادات علوی سے ہیں۔ اکثر اشراف سادات حضرت سید سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے ہیں۔

واسحق بن عبد الله راس المذري ومحمد بن علي بن عبد الله راس المذري
ومن بني محمد بن علي بن اسحق بن راس المذري عقيل بن الحسين
ابن محمد المذكور له عقب بنو احي اصنهاان وفارس ومن بني
راس المذري القاسم بن عبد الله راس المذري الفاضل المحدث
من ولده الشريف ابو محمد عبد الله بن القاسم اولاد اولاد
وانجبوا وقتلوا منهم الشريف الفاضل ابو علي احمد كان
بمصر وابو الحسن علي بليغ بن غوثه مات بطريق سنة ثلاثين و
ثلثا وخلفه فيلاد واسم علي بن محمد الخفيع وهو الاكبر
فمن ولده ابو محمد الحسن بن علي المذكور كان عالما فاضلا
ادعية الكيسانية اما واوصى الى ابنه علي فاتخذ من الكيسانية اما
نجدية ومنهم ابو الحسن ابو تراب بن محمد المصري الملقب ثلاثا
وجده ابن عيسى بن علي بن محمد بن علي بن علي المذكور قتل بمصر وله
عقب منتشر يقال لهم بنو ابى تراب هذا كله كلام الشيخ ابو الحسن
المصري وقال الشيخ ابو نصر البخاري كل المجدي من ولد جعفر بن محمد
وقال في موضع آخر عقب علي بن محمد بن علي بن علي بن علي
نسبهم ولا يصح ان يريد علي هذا الاصفهانيه وارج وهذا معقب
منتقضى والله سبحانه اعلم الفصل الرابع
في ذكر عقب العباس بن امير المؤمنين علي بن ابي طالب عليه الصلوة و
السلام ويكنى ابا الفضل ويلقب السقا لانه استقى الماء لاخته الحسين عليه

علیه السلام تعظیم تمام نامہ ولو اگر فتنہ و متابعتش قبول کرده رحمتہ اللہ علیہ **ذکر آن محبوب حضرت معبود سلطان الشہداء امیر مسعود**
غازی قدس سرہ بن سیدہ لاریمرساہو بن میر عطاء اللہ علوی کہ سلسلہ نسبش بہ محمد صنیعہ بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
 می شود و مادرش ستر معلا فرماہر سلطان محمود سبکتگین بود و ولادتش روز یکشنبہ وقت صبح صادق اول ساعت آفتاب جہان تاب رخ
 بست و یکم ماہ شعبان المعظم سنہ خمس در بعاثیہ در شہر تبرکہ دار الاسلام اجمیر واقع شد نام اصل او امیر مسعود است و خطاب تا پنج فرزند
 شای و دیگر مورخان اور سیدہ سالار مسعود غازی از غزوات سلطان محمود سبکتگین منسوبیند و در کتاب اخبار الافیاری آنکہ اور در دہلی
 و نواحی آن پیر حکم مگویند و در دیار خراسان و غیرہ اوزار جیب لارگویند و در بعضی جایا اور غازیان و بالی میان و بالا پیر نامند و اکثر مردم
 دیار سالار مسعود غازی مگویند لقب وی سلطان الشہداء است و این لقب نہایت پسندیدہ موافق شان او واقع شد کہ است و اکثر اسل
 بصیرت متفق اند کہ بعد از شہادت پیر مسعود کہ در ملک ہندوستان بمرتبہ شہادت فالین مگر و بمنابت او مامور شود و وی معاصر

بحر الانساب تالیف سید محمد بن احمد (245)

بحر الجمان (135)
سید محبوب شاہ

امام حنیف
علی
مولی و شفقت
غازی بابا
آصف غازی
سید شاه غازی
شاه محمد
غازی شای
طیغ غازی
طاهر غازی
عطاء الدین غازی
شاه غازی
سید الدین سار
مسعود غازی

والعقب من علي بن محمد بن علي بن أبي طالب [من عون بن] علي وأمه أم ولد.
والعقب من عون بن علي بن محمد بن علي من محمد بن عون وأمه مهديّة بنت
عبد الرحمان بن عمرو بن محمد بن مسلمة الأنصاري.
والعقب من ولد محمد بن عون بن علي بن محمد بن علي بن أبي طالب من علي
بن محمد وأمه صفية بنت محمد بن حمزة بن مصعب بن الزبير بن العوام.

كتاب المعقبون تأليف أبي الحسن يحيى (377)

والعقب من عون بن علي بن محمد بن علي من : محمد⁽¹⁾ بن عون ، وأمه :
مهديّة بنت عبد الرحمن بن عمرو بن محمد بن مسلمة الأنصاري .
[أعقاب محمد بن عون بن علي] :
والعقب من ولد محمد بن عون بن علي بن محمد بن علي بن أبي طالب علي
السلام من : علي بن محمد ، وأمه : صفية بنت محمد بن حمزة ابن مصعب بن
الزبير بن العوام .

نزهة الخواطر تأليف الشريف عبدالحى بن فخر الدين الحسينى (80)

٢٢ - السيد سالار مسعود الغازي

سالار مسعود بن ساهو بن عطاء الله، الغازي
المجاهد في سبيل الله الشهيد المشهور بأرض الهند.
كان من نسل محمد بن الحنفية العلوي.

أُمّا عون بن علي بن محمّد الحنفية، فأعقب من ولده: محمّد أشهل البقيع، أُمّه مهديّة بنت عبد الرحمن بن عمرو بن محمّد بن مسلمة الأنصاري .

أُمّا محمّد أشهل البقيع بن عون بن علي بن محمّد الحنفية، فأعقب من ولده: علي بمصر . أُمّا علي بن محمّد أشهل البقيع بن عون، فأعقب من سبعة رجال، وهم: علي أُمّه صفية

بنت محمّد بن حمزة بن مصعب بن الزبير بن العوام، وموسى له عقب، والحسن له بقية بالهند، وعيسى، وأحمد، ومحمّد، والحسين .

أُمّا علي بن علي بن محمّد أشهل البقيع، فأعقب من ولديه، وهما: عيسى له عقب بمصر، وأبو تراب محمّد القتييل الأحول له بمصر ولد .

أُمّا عيسى بن علي بن علي بن محمّد أشهل البقيع، فأعقب من ثلاثة رجال، وهم: أبو تراب الحسن، وأبوزبيبة القاسم له ولد بمصر، والحسين التوم .

أُمّا الحسين التوم بن عيسى بن علي بن علي، فأعقب من ولده: محمّد .

أُمّا محمّد بن الحسين التوم، فأعقب من ولده: الحسين له عقب .

وأُمّا أبو تراب محمّد بن علي بن علي بن محمّد أشهل البقيع، فأعقب من ولده: محمّد .

أُمّا محمّد بن محمّد بن علي بن علي، فأعقب من ولده: أبي علي الحسين قتلته الروم

وله أولاد .

چند ماخذ

نمبر شمار	نام کتب مع مصنف	نمبر شمار	نام کتب مع مصنف
01	کنز الایمان امام احمد رضا بریلوی رسید نعم الدین	30	طبقات ابن سعد
02	ضیاء القراءان جسٹس پیر کریم شاہ الاظہری	31	تاریخ طبری
03	فتح الباقیہ رئیس احمد جعفری	32	تاریخ ابن خلدون
04	ضیاء النبی ﷺ از جسٹس پیر کریم شاہ الاظہری	33	تاریخ ابن کثیر
05	کتاب نسب قریش لابن عبد اللہ اصعب البزیری	34	تاریخ المسعودی ابو الحسن بن حسین بن علی المسعودی
06	فی تسمیہ من ولاد الامام تالیف ابی الحسن یحییٰ	35	تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی
07	المعقبون من ولد الامام تالیف اشرف یحییٰ	36	کشف الجوب تالیف حضرت داتا گنج بخش
08	جمہر الناساب العرب لابن محمد علی بن احمد لدی	37	سفر مہمان ابن بطوطہ ترجمہ خان بہادر مولوی محمد حسین
09	تہذیب الناساب تالیف ابی الحسن محمد بن ابی جعفر	38	راج رنگینی از پندت کلہن
10	عمدة الطالب تالیف اشرف جمال الدین احمد	39	تاریخ فرشتہ تالیف محمد قاسم فرشتہ
11	جرعہ نسب قریش (عربی) محمود محمد شاہ کراچی	40	مہاجران آل ابی طالب
12	من اخبار القباہل فی نجد (عربی) فائز بن موسیٰ	41	طبقات اکبری
13	انساب الاشراف (عربی) امام احمد بن یحییٰ	42	رحمت الملکین از قاضی محمد سلیمان منصور پوری
14	الانساب (عربی) الامام ابی سعد عبد الکریم	43	تاریخ حسن فاری و جلد تالیف پیر غلام حسن کھوسپاہی
15	سہانکند حسب فی معرفۃ قبائل العرب (عربی)	44	تاریخ کبیر الموسوم بتجانیف الایمان فی ذکر اولیاء فاری
16	تہذیب حقائق الانساب فی الانساب	45	نزهة الخواطر عربی تالیف اشرف عبدالحی
17	بحر الانساب تالیف ابو جعفر یحییٰ	46	گلہری آفہ رازب ایند کاشش پنجاب و سرحد
18	بحر الانساب السید محمد بن احمد بن حمید الدین البصینی	47	پنجاب کاشش از سر ڈیززل انسن
19	المعقبون جلد سوم السید محمدی الرحمانی الموسوی	48	تاریخ اقوام پونچھ جلد اول و دوم از محمد دین فوق
20	الرحیق المختوم از مولانا صفی الرحمن مبارک پوری	49	تاریخ علوی از مولوی حیدر علی
21	المختصین تالیف ابی الحسن یحییٰ تحقیق محمد اکاظم	50	تاریخ حیدری از مولوی حیدر علی
22	تاریخ نیمتی جلد اول و دوم از ابو الفضل محمد بن حسین	51	تحقیق الاعوان از محمد خواص خان
23	جمہر الناساب العرب زلا فی محمد علی بن احمد	52	تاریخ الاعوان از ملک شیر محمد عوان
24	منقذ الطالبت تالیف ابی اسماعیل بن ناصر ابن طباطبا	53	بحر الجمان از سید محبوب شاہ
25	لباب الانساب تالیف ابی الحسن بن ابی القاسم	54	تاریخ علوی عوان از محبت حسین عوان
26	مقائل الطالبتین از ابی الفرج الاصبہانی	55	تزک تیموری فاری ۱۷۲۰ء
27	منہج الانساب فاری سید حسین الحق جھنڈوی	56	تزک باری
28	مرات مسعودی فاری از عبد الرحمن چشتی علوی	57	سیغیرۃ اولیاء تالیف دارالاشکوہ
29	مراۃ امراء فاری از عبد الرحمن چشتی علوی	58	اخبار الاخیان تالیف مولوی عبدالحق محدث دہلوی